محاسبۂ قادیانیت

- حضرت مولانا محبوب الرحمٰن ازہری
- حضرت مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی
- مولانا پیر مفتی ابو النصر محمد ریاض الدین قادری
- حضرت مولانا مولوی محمد اسمٰعیل منوگرہ ضلع کٹک
- مولانا مولوی محمد شفیق الرحمٰن خان مصطفےٰ آبادی
- مولانا سید حبیب الرحمٰن بخاری
- حضرت مولانا ابو الحرز عبد العزیز مناظر ملتانی
- حضرت مولانا عبد الرحیم اشرف
- حضرت مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی
- جناب گوشش بٹالوی
- حضرت مولانا سید ڈاکٹر شیر علی شاہ
- حضرت مولانا محمد شوکت علی
- حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی
- حضرت مولانا مولوی سید محمد انور حسین
- باہتمام: جناب محمد سرفراز بھٹی
- جناب تاج الدین احمد تاج
- پبلشرز محفل مرکزی بہائیاں ہندوبرما
- حضرت مولانا عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری
- جناب صوفی سید عبد الرحمٰن خان گیلانی
- محترمہ سیدہ اُم کفیل بخاری

جلد ۱۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : محاسبہ قادیانیت جلد اٹھارہ (۱۸)

مصنّفین :

حضرت مولانا محبوب الرحمٰن ازہری	حضرت مولانا مولوی سید محمد انور حسین
حضرت مولانا محمد اسماعیل سونگڑہ ضلع کٹک	پبلشرز محفل مرکزی بہائیاں ہندو برما
حضرت مولانا ابوالحریز عبدالعزیز مناظر ملتانی	مولانا پیر مفتی ابوالنصر محمد ریاض الدین قادری
جناب گونش بٹالوی	مولانا سید حبیب الرحمٰن بخاری
حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی	حضرت مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی
جناب تاج الدین احمد تاج	حضرت مولانا محمد شوکت علی
حضرت مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی	باہتمام: جناب سرفراز محمد بھٹی
مولانا مولوی شفیق الرحمٰن خان مصطفیٰ آبادی	حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری
حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف	جناب صوفی سید عبدالرحمٰن خان گیلانی
حضرت مولانا سید ڈاکٹر شیر علی شاہ	محترمہ سیدہ ام کفیل بخاری

صفحات : ۴۹۶

مطبع : طیب شمشاد پرنٹنگ پریس لاہور

طبع اوّل : مارچ ۲۰۲۲ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجمالی فہرست رسائل مشمولہ...... محاسبہ قادیانیت جلد ۱۸

☆......	عرض مرتب	حضرت مولانا اللہ وسایا	۴
۱......	سفرِ قادیان	حضرت مولانا محبوب الرحمٰن ازہری	۱۱
۲......	مختصر روئیداد جلسہ مناظرہ مونگیر	حضرت مولانا مولوی سید محمد انور حسین	۶۹
۳......	قرآنِ قادیانی	حضرت مولانا محمد اسماعیل سونگڑہ	۸۳
۴......	مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کا عروج ونزول	پبلشرز محفل مرکزی بہائیاں ہندوبرما	۱۱۳
۵......	حیات مسیح علیہ السلام	حضرت مولانا ابوالحریز عبدالعزیز	۱۲۵
۶......	خاتم الانبیاء ﷺ	مولانا پیر مفتی ابوالنصر محمد ریاض الدین	۱۵۷
۷......	مرزے قادیانی دی عشق بازی	جناب گونش بٹالوی	۱۷۹
۸......	اسلام اور مرزائیت	مولانا سید حبیب الرحمٰن بخاری	۱۸۵
۹......	اظہار البُطلان لدعویٰ مسیح قادیان	حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی	۱۹۷
۱۰......	الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی	حضرت مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی	۲۷۷
۱۱......	تہذیب قادیانی	جناب تاج الدین احمد تاج	۳۲۵
۱۲......	قادیانی نبوت عقل کی کسوٹی پر	حضرت مولانا محمد شوکت علی	۳۴۳
۱۳......	مرزا غلام احمد قادیانی، ابوالقاسم حریری، بدیع الزماں ہمدانی	حضرت مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی	۳۵۳
۱۴......	ختم نبوت	باہتمام: جناب سرفراز محمد بھٹی	۳۶۱
۱۵......	مسدس سامی معروف بہ مرزانامہ	مولانا مولوی شفیق الرحمٰن خان	۳۹۷
۱۶......	مرزا قادیانی کی انگریز دوستی	حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری	۴۱۷
۱۷......	قادیانیوں کی سرگرمیاں اور مسلمان	حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف	۴۲۵
۱۸......	اظہار صداقت بجواب آسمانی مصلح کی ضرورت	جناب صوفی سید عبدالرحمٰن خان گیلانی	۴۳۱
۱۹......	تکمیل دین	حضرت مولانا سید ڈاکٹر شیر علی شاہ	۴۴۳
۲۰......	ختم نبوت	محترمہ سیدہ ام کفیل بخاری	۴۷۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مرتب

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ. امابعد!

محض اللہ رب العزت کی عنایت کردہ توفیق سے ’’محاسبہ قادیانیت‘‘ کی جلدنمبر۱۸ پیش خدمت ہے۔اس جلدمیں ذیل کے حضرات کے رشحات قلم شامل اشاعت ہیں۔

۱...... سفرِ قادیان: یہ کتاب مولانا محبوب الرحمٰن ازہری (وفات:۱۹/اپریل۲۰۱۰ء) کی مرتب کردہ ہے۔اس میں قادیانی جماعت اوراس کے بانی کے عقائدونظریات پر بحث کی گئی ہے۔مؤلف مولانا محبوب الرحمٰن ازہری نے سعودی سفیر کو قادیانیوں کے نظریات بد وعقائد فاسد کی تفصیل گوش گزار کر کے آمادہ کیا کہ وہ سعودی حکومت کو قادیانیوں کے حرمین شریفین پرداخلہ پر پابندی کے لئے آمادہ کریں۔چنانچہ قادیانیوں کے بوجہ غیرمسلم ہونے کے حج پر پابندی لگادی گئی۔

قادیانی عقائدونظریات جاننے کے لئے مؤلف نے جونظری سفرکیا اور کامیابی سے ساحل مرادکو پالیا،اس روئیداد پر مشتمل یہ کتاب ہے۔اس کا پہلا ایڈیشن ندوۃ العلماء لکھنؤ کے شعبہ دعوت وارشاد نے فروری ۲۰۰۱ء میں شائع کیا۔تب اس اوّلین ایڈیشن پر تقریظ حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی نے تحریر فرمائی۔اس کا دوسرا ایڈیشن جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام ۲/۷ ۹۸ ناظر باغ کانپور (یوپی بھارت) سے جولائی ۲۰۱۳ء میں شائع ہوا۔اسی دوسرے ایڈیشن کی کاپی حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی عنایت سے موصول ہوئی۔اس پر ’’عرض ناشر‘‘ مولانا محمد عبدالرشید ندوی کا اور ’’پیش لفظ‘‘ مولانا سلمان حسنی ندوی کا تحریر کردہ ہے۔اس کی تخریج کر کے اس جلد میں شامل کرنے کی حق تعالیٰ نے توفیق عنایت فرمائی۔الحمدللہ!

۲...... مختصر روئیداد جلسہ مناظرہ مونگیر (جس میں مرزائیوں کا شرائط مناظرہ کی پابندی سے انکار اور جلسہ سے فرار): ۱۴/مئی ۱۹۱۱ء کو اہل اسلام کی طرف سے مولانا ابوالخیر عبدالوہاب بہاری مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ اور قادیانیوں کی طرف سے عبدالماجد قادیانی

یا اس کا بیٹا عبدالقادر مناظر قرار پائے۔ مناظرہ ۲؍جون ۱۹۱۱ء کو قرار پایا۔ موقعہ پر قادیانیوں نے اپنا مناظر غلام رسول راجیکی کو مقرر کر دیا۔ اہل اسلام کے مناظرین میں سے مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری اور مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ قادیانیوں کے مناظر روشن علی نے تقریری مناظرہ کا چیلنج دیا۔ چنانچہ اسے بھی قبول کر لیا گیا کہ مناظرہ طے شدہ پر بحث مکمل ہونے کے بعد تقریری مناظرہ بھی اسی جگہ اگلے روز منعقد ہو گا۔ شرائط مناظرہ میں قادیانیوں کی طرف سے وہ شرائط پیش کی گئیں کہ صرف اہل سنت نہیں بلکہ غیر مسلم حکم جناب کملا سہائے نے بھی قادیانیوں کی ضد اور ہٹ دھرمی کے خلاف ریمارکس دیئے، جس سے قادیانی رسوائی کل حاضرین پر واضح ہو گئی۔ تقریری مناظرہ کی اس شکست کے بعد قادیانیوں کو جرأت نہ رہی۔ حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری، مولانا عبدالوہاب بہاری اور حضرت مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی کے بیانات کئی دن جاری رہے۔ اس پوری روئیداد کو حضرت مولانا پروفیسر سید انور حسین مونگیری نے مرتب کیا۔ جون ۱۹۱۱ء کی رپورٹ آج ۲۰۲۲ء میں ایک سو گیارہ سال بعد دوبارہ اشاعت، حق تعالیٰ کے محض فضل وکرم کی مرہون ہے اور بس۔ یہ رسالہ مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری کی لائبریری میں محفوظ دارالعلوم دیوبند سے کاپی کرا کر مولانا شاہ عالم گورکھپوری مدظلہم نے بھجوایا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزائے خیر نصیب فرمائیں۔ آمین!

مصنف کے دو رسائل: (۱)صحیفہ رحمانیہ نمبر۵، (۲)صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۶...... احتساب قادیانیت کی جلد۵ میں شائع ہو چکے ہیں۔ اب یہ تیسرا رسالہ ''مختصر روئیداد جلسہ مناظرہ'' محاسبہ قادیانیت کی اس جلد (۱۸) میں پیش خدمت ہے۔

۳...... قرآنِ قادیانی: حضرت مولانا محمد اسماعیل امیر شریعت کٹک اڑیسہ صوبہ بہار کے مناظر اسلام تھے۔ آپ کے حالات پر مشتمل ایک مضمون ''چمنستان ختم نبوت'' میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ کے رد قادیانیت پر تین رسائل احتساب قادیانیت جلد۴۰ میں: (۱) قادیانی اسلام، (۲) یادیادگیر (رپورٹ مناظرہ یادگیر)، (۳) ذرا غور کریں...... ہم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ (۴) رسالہ ''قرآنِ قادیانی'' محاسبہ قادیانیت

کی اس جلد (۱۸) میں آپ ملاحظہ کریں گے۔

اس رسالہ میں ملعون قادیان نے جس طرح قرآن مجید کی من مانی تعبیرات کیں، قرآنی مراد کو بدلا، اپنی وحی کو قرآن مجید کے برابر قرار دیا، قادیانیت کی طرف سے قرآن مجید کے مقام ومنصب کے خلاف جو بدتمیزی کا مظاہرہ کیا، تمام تفصیلات کو مولانا محمد اسماعیل صاحب نے اس رسالہ میں قلمبند کردیا ہے۔ اس رسالہ کی پہلی اشاعت ۲۴؍فروری ۱۹۴٦ء کو ہوئی۔ اب فروری ۲۰۲۲ء میں دوسری اشاعت ایک سو چوبیس سال بعد محض عنایت پروردگار ہے۔ یہ رسالہ بھی حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کی توجہ سے موصول ہوا۔ پہلی اشاعت انجمن تبلیغ الاسلام سونگڑہ ضلع کٹک کے تحت ہوئی۔

۴...... مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کا عروج ونزول: پبلشرز محفل مرکزی بہائیاں ہند وبرما۔ آگرہ پریس آگرہ سے پہلی اشاعت ہوئی۔ حضرت چاندپوری کی لائبریری سے حضرت مولانا شاہ عالم گورکھپوری کے توسط سے دستیابی ہوئی۔ **فجزاهم الله تعالیٰ احسن الجزاء!**

۵...... حیات مسیح علیہ السلام: یہ رسالہ مرزا قادیانی کے رد میں نومبر ۱۹۳۲ء میں پہلی بار نوبہار الیکٹرک پریس ملتان سے شائع ہوا۔ مولانا ابوالحریز عبدالعزیز مناظر ملتانی کا تحریر کردہ ہے۔ پہلی اشاعت کے ٹائٹل پیج پر مصنف نے اس کا یہ تعارف لکھا ہے:

’’جس میں عیسیٰ علیہ السلام کا بجسم خاکی آسمان میں زندہ اٹھایا جانا اور اس وقت تک آسمان میں زندہ رہنا اور اخیر زمانہ میں آسمان سے نازل ہونا، بیس آیات قرآنیہ اور احادیث واجماع امت کے ستر دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور یہ بھی واضح کردیا گیا ہے کہ جو شخص عیسیٰ علیہ السلام کی رفع جسمانی کا منکر ہے وہ حسب قرآن وحدیث اور اجماع امت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘

نوّے سال بعد اس کی دوسری اشاعت باعث فضل باری تعالیٰ ہے۔ مولانا عبدالعزیز مناظر ملتانی کا ایک رسالہ ’’اکاذیب مرزا‘‘ احتساب قادیانیت کی جلد اکتیس میں ہم پہلے شائع کر چکے ہیں۔ اب دوسرا رسالہ ’’حیات مسیح علیہ السلام‘‘ محاسبہ قادیانیت کی اس جلد (۱۸) میں شامل اشاعت ہے۔

۶...... خاتم الانبیاءﷺ: مولانا پیر مفتی محمد ریاض الدین قادری (وفات:۲۰۰۱ء) کا یہ رسالہ آستانہ عالیہ فیض آباد شریف، محمد نگر اٹک سے پہلی بار شائع ہوا۔ اب اس جلد میں شامل اشاعت کررہے ہیں۔

۷...... مرزے قادیانی دی عشق بازی: بٹالہ کے جناب گونش بٹالوی نے مرزا قادیانی کی نکاح آسمانی والی محمدی بیگم کی پیش گوئی پر پنجابی زبان میں منظوم یہ رسالہ قریباً ایک صدی پہلے بٹالہ سے شائع کیا۔ اب دوسری بار ایک صدی بعد اس جلد میں محفوظ کیا جارہا ہے۔

۸...... اسلام اور مرزائیت: راولپنڈی اہل حدیث جماعت کے عالم دین مولانا سید حبیب الرحمٰن بخاری کا مرتب کردہ رسالہ ہے۔

۹...... اظہار البُطلان لدعویٰ مسیح قادیان: حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی کا تحریر فرمودہ ہے جو ۱۹۲۵ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ جامعہ مظاہر العلوم کے شعبہ ختم نبوت کے استاذ مکرم مولانا محمد راشد گورکھپوری نے دوبارہ تحقیق وحواشی کے ساتھ جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور کے شعبہ تحفظ ختم نبوت سے اسے شائع کیا۔ اب تیسری بار محاسبہ قادیانیت کی جلد ہذا میں شائع کرنے کی ہم سعادت حاصل کررہے ہیں۔

۱۰...... الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی: ایک صاحب کے سوال کے جواب میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کے صاحبزادہ مولانا حامد رضا خان نے یہ کتاب تحریر کی۔ آپ ۱۸۷۵ء بریلی میں پیدا ہوئے۔ ۲۴؍مئی ۱۹۴۳ء کو وفات پائی۔ آپ کی اس کتاب کو محاسبہ قادیانیت کی جلد ہذا میں شامل اشاعت کررہے ہیں۔

سائل نے اپنے سوال میں کہا کہ یہ سوال حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی کو بھی بھیجا۔ اس کا جواب حضرت تھانوی نے ’’الخطاب الملیح فی تحقیق المهدی والمسیح‘‘ کے نام سے دیا جو ’’احتساب قادیانیت‘‘ جلد۴ ص ۹۵ تا ۱۳۰ میں چھپ چکا ہے۔ الحمدللہ!

۱۱...... تہذیب قادیانی: یہ پمفلٹ انجمن حامیٔ اسلام لاہور کے سیکرٹری ملاّ محمد بخش نے انجمن کی طرف سے شائع کیا۔ اس پمفلٹ کے لکھنے والے تاج الدین احمد تاج ہیں۔

۱۲...... قادیانی نبوت عقل کی کسوٹی پر: یہ پمفلٹ اہل حدیث عالم مولانا محمد شوکت علی کا مرتب کردہ ہے۔ اس میں اہل حدیث وحنفی مسائل بھی زیر بحث لائے جو ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔ اس لئے ان کو حذف کر دیا گیا ہے۔

۱۳...... مرزاغلام احمد قادیانی ...... ابوالقاسم حریری، بدیع الزماں ہمدانی: ندوۃ العلماء لکھنؤ کے حضرت مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی نے ملعون قایان کی کتاب اعجاز المسیح سے متعلق مضمون لکھا کہ مرزا نے عربی ادب کی نامور اور معروف شخصیات ابوالقاسم حریری اور بدیع الزمان ہمدانی سے چوری کر کے یہ کتاب لکھی ہے اور یہ کہ عبارتوں کی تبدیلی میں صرف ونحو کی وہ حماقتیں کی ہیں جو اپنی جگہ ذلیل ورسواء کن ندامتوں کے داغ لئے ہوئے ہیں۔ مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی کا یہ مضمون جامعہ کراچی کے شعبہ تصنیف وتالیف کے تحت شائع ہونے والا عہد ساز تحقیقی وتجزیاتی مطالعات پر مشتمل ’’جریدہ‘‘ شمارہ نمبر۲۷ کے ص ۲۶۸ تا ۲۷۵ پر شائع ہوا۔ وہاں سے اس جلد میں اسے محفوظ کیا جارہا ہے۔

۱۴...... ختم نبوت: بہت ہی کارآمد، عالمانہ، فاضلانہ، معلوماتی رسالہ ہے۔ اس کے ٹائٹل پر باہتمام سرفراز محمد بھٹی ۲۵۶ ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور لکھا ہے۔ کب شائع ہوا، مصنف کون ہے، کچھ معلوم نہیں۔ اسی حالت میں محاسبہ قادیانیت کی اس جلد (۱۸) میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

۱۵...... مسدس سامی معروف بہ مرزانامہ: جناب مولانا مولوی شفیق الرحمٰن خان صاحب مصطفیٰ آباد نزیل لاہور نے مرزا قادیانی متنبّی کے عقائد کا خاکہ اڑایا ہے۔ اردو نظم کا رسالہ ہے۔ مصنف نے جگہ جگہ حواشی میں صراحتیں بھی دی ہیں جو بجائے خود ایک علمی خدمت ہے۔ ۱۰؍فروری ۱۸۹۲ء کو مطبع بے نظیر لاہور سے شائع ہوا۔ ایک سوتیس سال بعد اب دوبارہ شائع کیا جارہا ہے۔ الحمدللہ!

۱۶...... مرزا قادیانی کی انگریز دوستی: مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری کا ایک مضمون جسے تحریک فدائیان ختم نبوت چک نمبر۲۷ رب باہمنی والا جہانگیر آباد نزد کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد نے پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔

۱۷...... قادیانیوں کی سرگرمیاں اور مسلمان: قادیانیوں کی شرانگیزی اور شب وروز اہل اسلام کو مرتد بنانے کے قادیانی منصوبہ کو دیکھ کر ہمارے حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف صاحب کا قلب مضطر پریشان ہوا تو ''مرکزی بزم ختم نبوت لائل پور'' کے نام سے ایک بزم کی بنیاد رکھی۔ اس کے تحت یہ پہلا پمفلٹ شائع کیا۔ مولانا عبدالرحیم اشرف کے چار رسائل پہلے احتساب قادیانیت جلد ۳۸ میں شائع ہو چکے ہیں۔ اب یہ رسالہ محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں محفوظ کیا جارہا ہے۔

۱۸...... اظہار صداقت بجواب آسمانی مصلح کی ضرورت: قادیانیوں نے ''آسمانی مصلح کی ضرورت'' کے نام سے ایک پمفلٹ شائع کیا۔ جناب صوفی سید عبدالرحمٰن خان گیلانی نے اس کے جواب میں یہ رسالہ تحریر کیا۔ آپ رام گلی نمبر۴ مکان نمبر۲۲ لاہور کے رہنے والے تھے اور یہ پمفلٹ ۲۵؍جولائی ۱۹۵۲ء کو تحریر کیا۔ اس سے پہلے موصوف کا ایک رسالہ ''ختم نبوت المعروف ایٹم بم رحمانی برعنق قادیانی'' احتساب قادیانیت جلد۵۲ میں شائع کیا تھا۔ اب یہ دوسرا رسالہ شائع کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔

۱۹...... تکمیل دین: تقریر سید عطاء اللہ شاہ بخاری مؤرخہ ۱۱؍مئی ۱۹۵۲ء کو دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں آپ نے فرمائی جسے حضرت مولانا سید ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب نے قلمبند کیا۔ مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری نے اپنے وقیع مقدمہ کے ساتھ جون ۱۹۸۲ء میں مکتبہ معاویہ ملتان سے شائع کیا۔ تقریر میں پیش آمدہ قادیانی حوالہ جات کی تخریج کر کے ہم محاسبہ قادیانیت کی اس جلد ۱۸ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

۲۰...... ختم نبوت، امت محمدیہ، مرزائیت اور پاکستان: تقریر سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ مؤرخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۵۱ء کو جامعہ خیرالمدارس میں آپ نے فرمائی جسے آپ کی دختر نیک اختر سیدہ ام کفیل بخاری نے قلمبند کیا۔ مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری نے اپنے وقیع مقدمہ کے ساتھ دسمبر ۱۹۷۸ء میں شائع کیا۔ وہ بھی اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔

گویا محاسبہ قادیانیت کی جلد اٹھارہ میں:

۱......	حضرت مولانا محبوب الرحمٰن ازہری	کا	۱	رسالہ
۲......	حضرت مولانا مولوی سید محمد انور حسین	کا	۱	رسالہ

۳......	حضرت مولانا محمد اسماعیل سونگڑہ ضلع کٹک	کا	۱	رسالہ
۴......	پبلشرز محفل مرکزی بہائیاں ہندو برما	کا	۱	رسالہ
۵......	حضرت مولانا ابوالحریز عبدالعزیز مناظر ملتانی	کا	۱	رسالہ
۶......	مولانا پیر مفتی ابوالنصر محمد ریاض الدین قادری	کا	۱	رسالہ
۷......	جناب گونش بٹالوی	کا	۱	رسالہ
۸......	مولانا سید حبیب الرحمٰن بخاری	کا	۱	رسالہ
۹......	حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی	کا	۱	رسالہ
۱۰......	حضرت مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی	کا	۱	رسالہ
۱۱......	جناب تاج الدین احمد تاج	کا	۱	رسالہ
۱۲......	حضرت مولانا محمد شوکت علی	کا	۱	رسالہ
۱۳......	حضرت مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی	کا	۱	رسالہ
۱۴......	باہتمام: جناب سرفراز محمد بھٹی	کا	۱	رسالہ
۱۵......	مولانا مولوی شفیق الرحمٰن خان مصطفیٰ آبادی	کا	۱	رسالہ
۱۶......	حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری	کا	۱	رسالہ
۱۷......	حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف	کا	۱	رسالہ
۱۸......	جناب صوفی سید عبدالرحمٰن خان گیلانی	کا	۱	رسالہ
۱۹......	حضرت مولانا سید ڈاکٹر شیر علی شاہ	کا	۱	رسالہ
۲۰......	محترمہ سیدہ ام کفیل شاہ بخاری	کا	۱	رسالہ
	گویا بیس حضرات کے	کل	۲۰	رسائل

محاسبہ قادیانیت کی اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔ اللہ رب العزت قبول فرمائیں۔

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا ملتان

۲۱؍رجب المرجب ۱۴۴۳ھ، ۲۳؍فروری ۲۰۲۲ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

سفرِ قادیان

حضرت مولانا محبوب الرحمٰن ازہری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

عرض ناشر	۱۴
پیش لفظ	۱۵
مقدمہ	۱۶
قادیانیت کیا ہے؟	۱۸
سفر قادیان	۲۳
قادیان کا جغرافیہ	۲۳
انگریزوں کا احسان قادیان پر	۲۳
مرزاقادیانی کی پیدائش	۲۳
مرزاقادیانی سے ازہر میں تعارف ہوا	۲۴
دوسری ملاقات	۲۴
مرزاقادیانی کے فضائل	۲۵
سرظفراللہ کون؟	۲۶
کیا مرزاقادیانی کافر ہیں؟	۲۶
اور مرزاقادیانی حج کے لئے چلے	۲۷
بڑے بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے	۲۷
مبارک باد بھی اور مذاق بھی	۲۸
قادیانیوں میں نئی لہر	۲۹
قادیانیوں سے گفتگو	۳۰
اور قادیانی حج کے لئے تیار ہوئے	۳۱
قادیانیوں کی شناخت کا مسئلہ	۳۳
لو اپنے دام میں صیاد آ گیا	۳۴
ایک اور کوشش	۳۵
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا	۳۶
لوہے کو لوہا کاٹتا ہے	۳۷

’’ربوہ‘‘ کیا ہے؟	۳۷
تاریخی فیصلہ	۳۸
صرف دو اقتباس	۳۸
ریاست اندرون ریاست	۳۹
قادیانیوں کا اصل منصوبہ	۴۰
’’ربوہ‘‘ قادیانیوں کی راجدھانی	۴۱
ملازمتوں میں قادیانیوں کی کثرت	۴۲
سکول وکالج اور شفاخانے	۴۲
مالی تعاون اور تعلیمی وظیفے	۴۲
سرکاری عہدوں کا بے جا اور غیر قانونی استعمال	۴۲
صنعتی اور تجارتی ادارے	۴۲
کتابیں اور پمفلٹ	۴۲
قادیانیت اور حکومت	۴۳
’’ربوہ‘‘ کا فساد	۴۴
حکومت ہند کا منصوبہ	۴۴
پاکستان کو توڑنے میں قادیانی کردار	۴۵
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے	۴۶
قادیانیوں کی جرأت	۴۸
اسرائیل کی پشت پناہی	۴۹
قادیانی اور کذب بیانی	۵۰
قادیانیت اور یہودیت	۵۱
کیا مرزا قادیانی کو لگام کی ضرورت ہے	۵۴
گھانا میں قادیانیت کا پروپیگنڈہ اور پاکستانی سفارت خانہ	۵۴
رابطہ عالم اسلامی کا تاریخی فیصلہ	۵۶
قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند	۶۰
لکھنؤ میں قادیانیوں سے آخری ملاقات	۶۳
جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام، کانپور ...... تعارف وخدمات	۶۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

قادیانیت ایک فتنہ ہے اور عقیدۂ ختم نبوت پر شب خون مارنے کے مترادف ہے اور یہ فتنہ اب آہستہ آہستہ دنیا کے مختلف ملکوں اور شہروں میں مزید پھیلتا اور بڑھتا جارہا ہے، ہندوستان بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے، ہمارا لکھنؤ و کانپور بھی اس کی زد میں ہے۔

اس فرقہ کے بانی اور مؤسس مرزا غلام احمد قادیانی ابتداء میں آریہ سماجیوں اور عیسائی پادریوں سے مباحثہ ومناظرہ کیا کرتے تھے، پھر چودھویں صدی ہجری کا آغاز ہوتے ہی پہلے تو انہوں نے ''مجدد'' ہونے کا دعویٰ کیا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا، پھر مسیح موعود (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) ہونے کا دعویٰ کیا اور آخر میں نبوت کا دعویٰ کردیا۔

غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد ۱۹۱۸ء میں یہ جماعت دو فرقوں میں بٹ گئی، قادیانی فرقہ اور لاہوری یا احمدی فرقہ، قادیانی فرقہ کا مرکز ربوہ ضلع جھنگ تھا اور لاہوری فرقہ کا مرکز ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام'' کے نام سے لاہور میں قائم ہوا۔ جس کے بانی خواجہ کمال الدین اور محمد علی لاہوری ہیں۔ پاکستان سے باہر دونوں فرقوں کے لوگ ''احمدی مسلمان'' کہلاتے ہیں۔

زیرنظر کتاب ''سفر قادیان'' مولانا محبوب الرحمٰن ازہری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۹/اپریل ۲۰۱۰ء) کی کاوش ہے، یہ کتاب صرف نظری کتاب نہیں ہے بلکہ خود مولانا مرحوم نے قادیانیت کو جس طرح عملاً برتا اور سمجھا ہے اور اس کے متبعین اور حامیوں کا جس طرح تعاقب کیا ہے، اس کی یہ روداد ہے۔ قادیانیوں کو حج سے روکنے کے لئے مولانا نے جو تگ ودو کی اور سعودی سفیر کو جس طرح قادیانیت کے باطل فرقہ ہونے کا قائل کیا اور سعودی سفیر نے یہ بات اپنی حکومت تک پہنچائی اور اس کی بناء پر قادیانیوں پر حج کے لئے جانے پر پابندی لگائی گئی۔ اس کا کریڈٹ مولانا ازہری مرحوم کو جاتا ہے اور وہ ہمارے لئے لائق تحسین اور قابل قدر ہے۔ موجودہ دور میں قادیانیت کا فتنہ ہر جگہ سر ابھار رہا ہے۔ اس لئے اس کو روکنے اور عوام کو اس کی حقیقت سے آگاہ کرنا بہت ضروری ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر یہ کتاب جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام، کانپور کی طرف سے شائع کی جارہی ہے۔ یہ کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے۔

پہلا ایڈیشن ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ’’شعبۂ دعوت وارشاد‘‘ کی طرف سے ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا تھا، جس میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ العالی کا مقدمہ کتاب کی زینت تھا۔

اس دوسرے ایڈیشن میں مولانا سید سلمان حسنی ندوی صاحب کا پیش لفظ کتاب کی زینت ہے۔ ہم ان کے نہایت مشکور وممنون ہیں کہ انہوں نے اپنی بے پناہ مصروفیتوں اور ملکی وغیر ملکی اسفار کی کثرت کے باوجود وقت نکال کر پیش لفظ تحریر کیا۔ میں نے اس ایڈیشن میں قادیانی فرقہ کے تعارف کے طور پر اپنا مضمون ’’قادیانیت کیا ہے‘‘ بھی کتاب کے شروع میں شامل کر دیا ہے تاکہ قارئین کے سامنے قادیانیت کی شکل ابھر کر سامنے آسکے اور مولانا مرحوم کی تحریر سمجھنے میں آسانی ہو، قارئین کرام سے گزارش ہے کہ مصنف اور جن لوگوں نے اس کی طباعت واشاعت میں کسی طرح بھی معاونت کی ہے، ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

وصلی اللہ علیٰ خاتم النّبیین محمد وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین!

محمد عبدالرشید ندوی (جنرل سیکرٹری جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام کانپور) یکم/جولائی ۲۰۱۳ء

پیش لفظ

زیر نظر کتاب حضرت مولانا محبوب الرحمٰن الازہری ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقات کا خلاصہ ہے، مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا اصل ذوق تو عربی زبان وادب، علوم قرأت، پھر اشتغال بالحدیث کا تھا، لیکن باوجود ٹھنڈی طبیعت، تحمل مزاج، سکینت ومروت کی خصوصیات کے ان کے اندر کلامی ذوق اور مناظرانہ استدلال کے جوہر بھی نمایاں تھے۔

مولانا نے قادیانیت کو بڑی گہرائی کے ساتھ سمجھا تھا، انہوں نے صرف قادیانیت کو بطور ایک منحرف عقیدہ کے موضوع نہیں بنایا۔ بلکہ قادیانیت کا تفصیلی جائزہ لیا۔ انگریزوں کی اس ایجنسی کے پس منظر سے مکمل واقفیت حاصل کی۔ مرزائیوں سے براہ راست ملاقاتوں کا انہیں موقع ملا سر ظفر اللہ قادیانی کی حقیقت بیان کی، عالمی سطح پر قادیانیت کے فتنہ کو کب موضوع بنایا گیا۔ رابطہ عالم اسلامی نے اس پر غور وخوض اور فیصلہ کے لئے میٹنگ منعقد کی۔ قادیانیوں کے مکروفریب، جعلی کاغذات کے ذریعہ حجاج میں شامل ہونے کی کوششوں کا پردہ چاک کیا۔

مولانا نے قادیانیوں کا تعاقب کیا، قادیانیت کے پول کھولے۔ ’’ربوہ‘‘ کی حقیقت بیان کی اور ان کے سازشی منصوبوں کو بے نقاب کیا۔ پاکستان میں وہ کیسے اعلیٰ عہدوں

تک پہنچے اورانہوں نے کس طرح اپنا جال بچھایا۔ اسکولوں، شفا خانوں، تجارتی و صنعتی اداروں کے ذریعہ کس طرح وہ معاشرہ میں پوری چالاکی سے دخیل ہوتے چلے گئے اور کیسا لٹریچر تیار کیا۔ ذرائع ابلاغ پر کتنے گہرے اثرات ڈالے اور اپنے ذرائع ابلاغ کا ایک جال کس چالاکی سے تیار کیا۔ پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں پر انہوں نے کس کس ترتیب سے اپنے تاثرات ڈالے، بالخصوص شاستری جی کے دور میں انہوں نے جو خفیہ فتنہ سازی کی۔ اسرائیل کے ساتھ ان کے مستحکم تعلقات اور انگریزوں کی سرپرستی اور اسی طرح دیگر بہت سے حقائق پر سے اختصار کے ساتھ جس طرح انہوں نے پردہ ہٹایا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جہاں ان کی ذاتی واقفیت کا پتہ دیتا ہے، وہیں ان کے دفاع اسلام اور باطل کی سرکوبی کے جذبہ کا آئینہ دار ہے۔

یہ رسالہ بقامت کہتر بقیمت بہتر کا مصداق ہے، ہر مسلمان کو ان حقائق سے واقف ہونا چاہئے، تاکہ اس فتنہ سے دھوکہ نہ کھایا جاسکے اور خطرہ سے چوکنا رہا جائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو ختم المرسلین کی رفاقت عطا فرمائے اور ان کی خدمات کو قبولیت کے شرف عظیم سے نوازے۔ (آمین) سلمان حسینی ندوی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، یکم رجون ۲۰۱۳ء

مقدمہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ

(ناظم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ)

قادیانیت ایک باطل مذہبی تحریک ہے جو اسلام کے ماننے والوں کو اسلام کی حقیقی بنیادوں سے ہٹانے کے لئے اسلام مخالف طاقتوں کی سرپرستی میں کام کر رہی ہے، اس میں کلمہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جزو دوم یعنی محمد رسول اللہ کے عقیدہ کے سلسلہ میں خاص طور پر باغیانہ عمل اختیار کیا ہے، قرآن مجید اور حدیث شریف کی رو سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی بنا کر بھیجے گئے اور آپ پر دین کو مکمل کر دیا گیا اور اسی طرح مزید کسی نبی کے مبعوث ہونے کی گنجائش بھی ختم کر دی گئی اور آپ خاتم النّبیین والرسل قرار دیئے گئے۔ جن کے بعد نہ کسی نبی کو آنا ہے اور نہ شریعت میں کسی ردوبدل کی گنجائش ہے۔ لیکن قادیانیت کے فرقہ کے بانی ''غلام احمد قادیانی'' نے اپنے کو نبی قرار دیا اور اس طرح اسلام کے عقیدہ و مذہب سے مختلف ایک مذہب کی داغ بیل ڈال دی۔ پھر جب جیسا موقع ہوا۔ اسی کے مطابق اس نے مذہب کی تشریح ایسی کی کہ لوگ دھوکہ کھا جائیں اور اپنے کو حق پر

اسلام کے مطابق قرار دیا اور اپنے ماننے والوں کا ایک فرقہ بنالیا جو اپنے کو احمدی کہتا ہے۔

اس فرقہ میں ایسے لوگ داخل ہوئے اور ہوتے ہیں جن کا ایک تو دھوکہ کے ذریعہ اپنے کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق باور کرایا جاتا ہے اور دوسرے حسب ضرورت ملازمت یا شادی یا اسی طرح کسی دنیاوی لالچ کو ذریعہ بنا کر مخاطب کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھا کر لوگوں کو اس نئے مذہب میں داخل کیا جاتا ہے۔ دین کے اصول و بنیادی احکام سے ناواقف لوگ اس طرح دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

زیرنظر کتاب مولانا محبوب الرحمٰن صاحب ازہری زیدت مکارمہ، نے تیار کی ہے۔ انہوں نے قادیانیت کے ذمہ داروں کے احوال واعمال کا گہرا مطالعہ کیا اور جائزہ لیا ہے۔ اس کے بعد جو حقائق سامنے آئے وہ انہوں نے ایک کتاب کی شکل میں جمع کئے اور اسی فرقہ کے امام پر غلام احمد کی ان حرکتوں کا اہم انکشاف کیا ہے، جس سے ان کا اسلام کے بنیادی اور لازمی احکام کے خلاف ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مولانا کی اس کتاب سے ان غلام احمد قادیانی کے خلفاء اور متبعین کے بارے میں ایسی ایسی خلاف اسلام باتیں آتی ہیں، جن کی ایک عام مسلمان سے بھی توقع نہیں کی جاتی ہے۔ ان انکشافات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ سازش ہے جس کے ذریعہ مسلمانوں کو ان کے دین حق سے برگشتہ کرنے اور مسلمانوں کو مذہبی معاملہ میں غلط راہ پر ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے اور اس کوشش میں بہت فراخی کے ساتھ مصارف کئے جاتے ہیں جو صرف عوامی وسائل سے حاصل نہیں ہوسکتے۔ اس طرح اسلام کے خلاف کئے جانے والے فتنوں میں یہ تحریک ایک بڑا فتنہ ثابت ہورہی ہے۔

ضرورت ہے کہ اسلامی عقیدہ وشریعت میں خلل ڈالنے کی اس تحریک سے ہر بالغ النظر شخص واقف ہو اور اپنے ناواقف بھائیوں کو بھی متوجہ کر کے اس فتنہ سے محفوظ رکھنے کا سامان فراہم کرے۔ اسی مقصد کے لئے یہ کتاب جو حضرت مولانا محبوب الرحمٰن صاحب ازہری نے بڑی فکرمندی اور وسیع مطالعہ سے تیار کی ہے، بہت مفید ہے۔ امید ہے کہ اہل حق اس سے اپنی واقفیت میں اضافہ کرسکیں گے اور ناواقف لوگوں کو بھی واقف کرائیں گے اور دینی انحراف اور مذہبی گمراہی کے اس فتنہ سے بچانے کا ذریعہ بنیں گے۔

مہمان خانہ دارالعلوم ندوۃ العلماء

۲۶/ فروری ۲۰۰۱ء بمطابق ۲/ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ

قادیانیت کیا ہے؟

(محمد عبدالرشید ندوی)

قادیانی فرقہ پنجاب کے شہر ’’قادیان‘‘ کی طرف منسوب ہے، جواس فرقہ کے بانی اورمؤسس مرزاغلام احمد قادیانی (۱۸۳۹-۱۹۰۸ء) کی جائے پیدائش اور مدفن ہے۔ابتداء میں یہ آریہ سماجیوں اور عیسائی پادریوں سے مباحثہ ومناظرہ کیا کرتے تھے،اس میں ان کوتوقع سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی تو ان کے اندر مزید ہمت اور خوداعتمادی پیدا ہوگئی۔ پھران کی خوداعتمادی اتنی بڑھی کہ چودھویں صدی ہجری کا آغاز ہوتے ہی پہلے تو انہوں نے ’’مجدد‘‘ ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھرحضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا۔ان کا ایک شعر ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۰،خزائن ج۱۸ص۲۴۰)

پھرسب سے آخر میں انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ:’’جومیری نبوت کا انکار کرتا ہے وہ مردود ہے اوراسلام سے خارج ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص۱۱۰،ریویوج۱۴،ماہ اپریل۱۹۱۵ء)

’’اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۳ص۲۸ حاشیہ،خزائن ج۱۷ص۴۱۷)

مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کے اثبات کے لئے کئی کتابیں لکھیں، جن میں سے چند یہ ہیں: تریاق القلوب، حقیقت الوحی، توضیح المرام، دافع البلاء، کتاب الوصیۃ، چشمہ معرفت، تجلیات الٰہیہ، دین الحق، مواہب الرحمٰن، ازالۃ الاوہام، القصیدۃ الاعجازیۃ، فتح الاسلام، آئینہ کمالات اسلام وغیرہ۔

ادھر چند سالوں سے ان کے بعض معتقدین ان کے اردو عربی ملفوظات واقوال ’’تفسیر قرآن‘‘ کے نام سے جمع کررہے ہیں۔سورہ آل عمران تک کی تفسیر تین جلدوں میں چھپ چکی ہے جومیرے پاس موجود ہے۔ممکن ہے اب یہ تفسیر مکمل ہوگئی ہو۔اس کے علاوہ ایک تفسیر ان کے لڑکے اور خلیفہ ثانی مرزا بشیرالدین محمود نے ’’تفسیر کبیر‘‘ کے نام سے لکھی ہے۔مولوی شیرعلی کا بھی ایک ترجمہ قرآن ہے۔قادیانی ترجمہ وتفسیر کا ذکر آیا ہے تو غلام احمد قادیانی کے چند تفسیری نمونے بھی ملاحظہ کرتے چلیں جوقرآن مجید کی معنوی تحریف کے اعلیٰ شاہکار ہیں:

۱...... ’’والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ھم یوقنون (البقرۃ:۴)‘‘یعنی جولوگ اس پرایمان لاتے ہیں جوآپ پرنازل کیا گیااور

جو کچھ آپ سے پہلے نبیوں پر نازل کیا گیا اور وہی لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

مرزا قادیانی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ’’آج میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ قرآن شریف کی وحی اور اس سے پہلے کی وحی پر ایمان لانے کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے، ہماری وحی پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں۔ اسی امر پر توجہ کررہا تھا کہ خداتعالیٰ کی طرف سے بطور القاء کے یکایک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیت کریمہ میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے۔ ’’ما انزل الیک‘‘ سے قرآن شریف کی وحی اور ’’ما انزل من قبلک‘‘ سے انبیاء سابقین کی وحی اور ’’آخرۃ‘‘ سے مراد مسیح موعود کی (یعنی خود ان پر نازل ہونے والی) وحی ہے۔ ’’آخرۃ‘‘ کے معنی ہیں پیچھے آنے والی، وہ پیچھے آنے والی چیز کیا ہے، سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ یہاں پیچھے آنے والی چیز سے مراد وہ وحی ہے جو قرآن کریم کے بعد نازل ہوگی۔ کیونکہ اس سے پہلے وحیوں کا ذکر ہے، ایک وہ جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ دوسری وہ جو آنحضرت ﷺ سے قبل نازل ہوئی اور تیسری جو آپ کے بعد آنے والی تھی (اور مجھ پر نازل ہوئی)

(تفسیر ج اوّل ص۶۳، ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۴ ص ۱۶۴ حاشیہ، بابت ماہ مارچ واپریل ۱۹۱۵ء)

۲...... ’’وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا (آل عمران:۹۷)‘‘ یعنی لوگوں میں سے جو قدرت رکھتے ہوں ان پر حج فرض ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’ایک حج کا ارادہ کرنے والے کے لئے اگر یہ بات پیش آجائے کہ وہ مسیح موعود کو دیکھ لے جس کا تیرہ سو برس سے اہل اسلام میں انتظار ہے تو بموجب نص قرآنی اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جاسکتا، ہاں! باجازت اس کے دوسرے وقت میں جاسکتا ہے۔‘‘

(تفسیر ج اوّل ص ۱۳۴، تذکرۃ الشہادتین ص ۴۷، خزائن ج ۲۰ ص ۴۹)

۳...... ’’واحل اللہ البیع وحرم الربوٰ (بقرہ:۲۷۵)‘‘ یعنی اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔

اس کی تفسیر میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’قرآن شریف کے مفہوم کے موافق جو حرمت ہے وہ یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے اگر خرچ ہو تو حرام ہے۔ یہ بھی یاد رکھو جیسے سود اپنے لئے درست نہیں کسی اور کو اس کا دینا بھی درست نہیں۔ ہاں! اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ایسے مال کا دینا درست ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ وہ صرف اشاعت اسلام میں خرچ ہو، اس

کی ایسے مثال ہے جیسے جہاد ہو رہا ہو اور گولی بارود کسی فاسق فاجر کے یہاں ہو، اس وقت محض اس خیال سے رک جانا کہ یہ گولی بارود مال حرام ہے، ٹھیک نہیں۔ بلکہ مناسب یہی ہوگا کہ اس کو خرچ کیا جائے۔ اس وقت تلوار کا جہاد تو باقی نہیں رہا اور خدا نے اپنے فضل سے ہمیں ایسی گورنمنٹ دی ہے جس نے ہر ایک قسم کی مذہبی آزادی عطاء کی ہے، اب قلم کا جہاد باقی ہے۔ اس لئے اشاعت دین میں ہم اس کو خرچ کر سکتے ہیں۔''

(تفسیر ج اوّل ص ۳۸۷، ۳۸۸، الحکم ج ۹ نمبر ۳۳ ص ۹، مؤرخہ ۲۴ر ستمبر ۱۹۰۵ء)

۴...... ''**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** (الفتح:۲۸)'' یعنی وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول (محمد) کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دین پر غالب کر دے۔

غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ: ''اس آیت میں ''رسول'' سے مراد میں ہوں۔''

(تفسیر ج سوم ص ۳۵۶ براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج۱ ص ۵۹۳، ۵۹۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

۵...... ''**محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشداء علی الکفار رحماء بینھم** (الفتح:۲۹)'' یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے لئے سخت ہیں، آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں: ''اس آیت میں ''محمد'' سے مراد میں ہوں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ''محمد'' اور رسول کہہ کر مخاطب کیا ہے جیسا کہ اور دوسری آیتوں میں مجھے ''محمد'' سے مخاطب کیا ہے۔'' (تفسیر ج سوم ص ۳۵۸، اعجاز المسیح ص ۱۲۲، ۱۲۳، خزائن ج۱۸ ص ۱۲۶، ۱۲۷)

۶...... ''**وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین** (الانبیاء:۱۰۷)'' یعنی ہم نے آپ کو سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

(تفسیر ج دوم ص ۱۰۶، براہین احمدیہ ص ۴۰۶، خزائن ج۱ ص ۲۰۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

آپ آیئے غلام احمد قادیانی کے غلط و گمراہ کن عقائد و افکار پر بھی ایک نظر ڈال لیں جو اسلامی عقائد کے بالکل مخالف ہیں اور ان کو اسلام سے خارج کرنے کے لئے کافی ہیں۔

۱...... ''اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا کہ: ''**انت من مائنا وھم من فشل**'' یعنی تو ہمارے پانی (یعنی منی) سے ہے اور وہ لوگ بزدلی سے ہیں۔'' (تذکرہ ص ۲۰۴، طبع چہارم)

یہاں ’’ماء‘‘ سے مراد منی ہے جیسا کہ عبارت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے، عربی زبان میں ’’ماء‘‘ کا لفظ منی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، قرآن وحدیث میں بھی منی کے معنی میں استعمال ہوا ہے، قرآن میں ہے: ’’الم نخلقکم من ماء مهین (مرسلات:۲۰)‘‘ یعنی کیا ہم نے تم کو حقیر پانی (منی) سے نہیں پیدا کیا۔

۲...... ’’اللہ نے مجھے یہ کہہ کر مخاطب کیا ہے: ’’اسمع یا ولدی‘‘ یعنی سن اے میرے بیٹے۔‘‘ (البشریٰ ج اوّل ص۴۹)

اور فرمایا ہے: ’’یا قمر یا شمس، انت منی انا منک‘‘ یعنی اے چاند، اے سورج! تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔‘‘ (تذکرہ ص۵۹۰ طبع چہارم، حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۷)

۳...... اپنی نبوت کے استدلال کے لئے لکھتے ہیں: ’’انعام خداوندی ہے کہ انبیاء آتے رہیں اور ان کا سلسلہ منقطع نہ ہو اور یہ اللہ کا قانون ہے جسے تم توڑ نہیں سکتے۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ ص۳۲، خزائن ج۲۰ ص۲۲۷)

۴...... ’’اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

۵...... ’’سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

’’اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن پھر جو لوگ انسانوں میں شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔‘‘

(چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

۶...... اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزء سے کم نہیں ہوگا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۷)

۷...... ’’مجھے اپنی وحی پر ویسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن حکیم پر۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۸ ص۶۴، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۵۴)

یہ تو محض چند مثالیں ہیں۔ اگر تفصیل مطلوب ہو تو حوالہ میں دی گئی کتابیں ملاحظہ کریں۔

۱۹۱۸ء میں یہ جماعت دو فرقوں میں بٹ گئی، قادیانی فرقہ اور لاہوری یا احمدی فرقہ، قادیانی فرقہ کا مرکز ربوہ ضلع جھنگ تھا۔ لاہوری فرقہ کی بنیاد خواجہ کمال الدین اور محمد علی لاہوری نے رکھی، اس کا مرکز ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام'' کے نام سے لاہور میں ہے۔ اس کی طرف سے مختلف کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ محمد علی لاہوری خود کئی کتابوں کے مصنف ہیں، جس میں قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ وتفسیر ''The Holy Quran'' اور اردو کا ترجمہ وتفسیر ''بیان القرآن'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس انجمن کے زیر اہتمام کئی ادارے یورپ وافریقہ میں مشنری طرز پر کام کر رہے ہیں۔ قادیانی جماعت بھی مشنری معاملات میں بہت مستعد ہے، اس مشنری نے بھی دنیا بھر میں اپنے مرکز قائم کر رکھے ہیں، جو تبلیغ میں دن رات مصروف ہیں۔

سنا ہے کہ قادیانی فرقہ کے پروگرام اب انٹرنیٹ پر بھی آنے لگے ہیں۔ پاکستان سے باہر دونوں فرقے کے لوگ ''احمدی مسلمان'' کہلاتے ہیں۔ قادیانی علماء میں سے چند مشہور حضرات یہ ہیں، مرزا بشیر الدین محمود احمد، حکیم نور الدین، مولوی صدر الدین، ڈاکٹر بشارت احمد، محمد یعقوب بیگ وغیرہ۔

بھٹو کے دور حکومت میں ۷ ٫ ستمبر ۱۹۷۴ء کو حکومت پاکستان نے قادیانیوں کی دونوں جماعتوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ جب کہ اس سے قبل ''رابطہ عالم اسلامی'' مکہ مکرمہ (سعودی عرب) نے بھی دونوں جماعتوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔

صدر ضیاء الحق نے اپنے دور حکومت میں اس فرقہ کی سرگرمیوں پر مکمل طور پر پابندی لگا دی تھی۔ اس لئے قادیانیوں کو مجبوراً اپنا ہیڈ کوارٹر ''ربوہ'' جھنگ سے برطانیہ منتقل کرنا پڑا۔ جہاں برطانوی حکومت نے ان کی بڑی پذیرائی کی اور ان کو اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے بہت بڑی اراضی مفت فراہم کی۔ بینظیر بھٹو نے اپنے دور حکومت میں اس فرقہ پر سے پابندی اٹھا لی تھی تو انہوں نے ''قادیانیت'' کا ''جشن طلائی'' بڑی دھوم دھام سے منایا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

یہ ہے قادیانیت کا مختصر سا تعارف تاکہ ایک عام پڑھا لکھا شخص بھی اس سے واقف رہے اور لاعلمی کی وجہ سے دھوکہ نہ کھائے اور صراط مستقیم سے نہ بھٹکے۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سفر قادیان

(مولانا محبوب الرحمٰن ازہری رحمۃ اللہ علیہ)

قادیان کا جغرافیہ

قادیان ایک قصبہ ہے جو اب ضلع گورداس پور (پنجاب) کی تحصیل بٹالہ میں ہے۔ پہلے صرف گاؤں تھا، ایک متمول شخص مرزا غلام مرتضٰی کے گھر میں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی، جس کا نام مرزا غلام احمد رکھا گیا۔ اسی لڑکے نے آگے بڑھ کر قادیان کو شہرت بخشی اور اسی کو پہلے دمشق کا ہمسر کیا۔ پھر بیت المقدس اور مکہ کا مقابل بنادیا۔ وہاں کا سفر، حج سے افضل قرار دیا گیا، بظاہر وہاں کے باشندے اسی مناسبت سے قادیانی کہلائے اور خود مرزا غلام احمد کے ساتھ قادیانی کا لفظ ایسا چپکا کہ وہ ایک دین، ایک مذہب، ایک فرقہ، ایک جماعت کا لقب ہوگیا اور کسی کو بھی قادیانی کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ وہاں کا باشندہ ہے بلکہ ایک خاص عقیدہ کا حامل ہونے سے ہی قادیانی کہلاتا ہے۔

انگریزوں کا احسان قادیان پر

سفر قادیان بھی اسی مناسبت سے عنوان قائم کیا گیا ہے۔ ورنہ اس سرزمین کا خواب وخیال میں بھی میں نے نظارہ نہیں کیا۔ اتنا جانتا ہوں کہ امرتسر سے ایک برانچ لائن بٹالہ قادیان جاتی ہے۔ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ مرزا قادیانی کا خواب کہ قادیان مکہ ہوگا، شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا، خاص گورنمنٹ برطانیہ نے جس کی خدمت کے لئے مرزا قادیانی نے زندگی گزاری تھی، تقسیم ہند کے وقت خط کھینچنے میں قلم کو ایسی جنبش دی کہ قادیان ہندوستان کی طرف پڑ گیا۔ برطانیہ کی مصلحت جو بھی رہی ہو۔ مگر قدرت نے اس کو پاکستان میں جانے سے روک لیا اور قادیان کا نام ونشان رہ گیا۔ ورنہ ''ربوہ'' کی طرح یہ بھی طاق نسیاں کا شکار ہوجاتا۔

مرزا قادیانی کی پیدائش

مرزا قادیانی کی پیدائش کی تاریخ کے بارے میں جہاں تک تلاش کیا گیا

۱۸۳۵ء-۱۸۴۵ء کے درمیان معلوم ہوتی ہے۔ اس کو صیغہ راز میں رکھنے کی وجہ یہی تھی کہ ان کی پیشین گوئی ''اسّی (۸۰) سال یا اس سے کچھ کم یا زیادہ عمر ہوگی'' کو مرتے وقت صحیح کر دیا جائے۔ لیکن اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ دوسری پیشین گوئیوں کی طرح اس میں بھی مرزا قادیانی فیل ہوگئے اور مئی ۱۹۰۸ء میں تشریف لے گئے۔ یعنی اگر ۱۸۳۵ء ہی مان لیا جائے تو بھی ۷۳ سال ہوئے جو کسی طرح بھی اسّی کے قریب نہیں کہے جائیں گے۔

مرزا قادیانی سے ازہر میں تعارف ہوا

ایک جملہ معترضہ لکھنا ضروری ہے کہ اپنے بچپن میں جب بھی مرزائی کا لفظ سنتا تھا (اس وقت یہی لقب رائج تھا) تو میرا تخیل یہ تھا کہ کچھ لوگ مرزائی (جو روئی کی بنڈی یا جاکٹ ہوتی تھی) پہنتے ہوں گے، ان کو مرزائی کہا جاتا ہے، دھیرے دھیرے سمجھ میں آیا کہ ایک فرقہ ہے اور سب سے پہلے مصر پہنچ کر ''کلیہ اصول الدین'' میں دو احمدی قادیانی داخل ہونا چاہتے تھے تو اندازہ ہوا کہ یہ کوئی فرقہ ہے، جو ناپسندیدہ ہے، شیخ الکلیہ نے داخلہ سے نہ صرف انکار کیا بلکہ ازہر کے کسی شعبہ میں داخلہ کی مخالفت کی اور ان دونوں نے توبہ کا اعلان شائع کیا۔ تب بھی کلیہ اصول الدین میں داخل نہیں ہوسکے۔ یہ میرا ابتدائی تعارف تھا۔ ہندوستان واپس آکر ذہن میں کچھ بھی باقی نہیں تھا، صرف یہ تصور کہ دوسرے فرقوں (چشتی، قادری، مجددی وغیرہ) کی طرح یہ بھی کوئی فرقہ ہے۔ کلکتہ پہنچ کر ۱۹۶۰ء کے بعد معلوم ہوا کہ قادیانیوں اور مسلمانوں میں مناظرہ ہوا ہے، جس کو غیرضروری سمجھ کر میں اس سے الگ رہا، حالانکہ میرے ساتھی علماء اس میں شریک ہوتے رہے۔ لیکن مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اتفاق سے مولانا لال حسین اختر مشہور عالم کو کلکتہ بلایا گیا اور وہ دو ماہ تک کلکتہ میں ہماری بلڈنگ میں مقیم تھے۔ ان کے پاس جاتا تھا اور وہاں بعض قادیانی کتابیں دیکھتا تھا، جن کو میں نے دین کے اصول کے خلاف سمجھا۔ اس کے بعد پھر ایک خاموشی کا وقفہ رہا۔

دوسری ملاقات

۱۹۶۴ء میں ایک بنگالی مولوی عبدالحنان عبقری نامی شخص سے ملاقات ہوئی اور اس کی گفتگو کا مجھ پر اتنا اثر ہوا کہ میں اس کے یہاں آنے جانے لگا وہ کلکتہ سے دور مٹیا برج کے آگے بڑتلہ میں رہتا تھا اور میں کافی متاثر ہوا کہ اس سے مرید ہونے کے لئے سوچنے لگا۔

مرزا قادیانی کے فضائل

اپریل۱۹۶۴ء کے قریب ایک ملاقات میں میں نے ان سے پوچھا کہ آپ مولانا تھانوی کے خلفاء میں ہیں یا ان سے بیعت ہیں؟ اس کا جواب ٹال کر ختم نبوت پر ایک تقریر کی۔ میرے ساتھ میرے دوست مولانا معصومی صاحب بھی تھے جو ہمیں ناپسند ہوئی۔ لیکن وقت کی تنگی کی وجہ سے ہم نے رخصت چاہی اور یہ طے ہوا کہ آئندہ نشست میں اس موضوع پر گفتگو ہوگی۔ چھ ماہ گزر گئے اور ملاقات کا موقع نہ مل سکا۔

اکتوبر۱۹۶۴ء میں معلوم ہوا کہ عبدالحنان عبقری قادیانی ہوگیا ہے۔ اپنے تعلق کی وجہ سے میں نے سخت انکار کیا کہ ایسا ہو نہیں سکتا اور دو تین دن میں، میں نے فیصلہ کیا کہ مجھ سے گہرا تعلق ہے خود اس سے جاکر ہی کیوں نہ معلوم کروں اور دوسروں سے جھگڑنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ میں گیا اور گفتگو کی تو انہوں نے صریح جواب کی بجائے مرزا کے فضائل اور کارنامے گنوائے اور یہ کہ ان کا مطالعہ بہت وسیع ہے اور اس پر کافی مباحثہ کے لئے تیار ہیں۔ میں نے صرف ایک بات کہی۔ ’’اگر مرزا قادیانی مومن ہیں تو ان کے ہزاروں گناہ معاف ہیں، اگر ایمان نہیں تو تمام فضائل خاک ہیں اور وہ ذرہ برابر فضیلت کے مستحق نہیں۔‘‘ بات ایمان اور عدم ایمان پر ٹھہری اور دوسری نشست کے لئے ہم لوگ اٹھ گئے۔ انہوں نے مجھے ’’نورالحق، حمامۃ البشریٰ‘‘ وغیرہ مرزا کی کتابیں دیں کہ ان کا مطالعہ کیجئے۔ میں لایا اور چند صفحات سے ہی اندازہ ہوگیا کہ کتاب پڑھنے کے قابل نہیں اور اسی طرح میں دو ہفتہ بعد ان کے یہاں پہنچ گیا۔ عصر سے قبل ان کا کلام جاری ہوا، اور عصر کا وقت ہوتے ہی ہم لوگ مسجد میں نماز کے لئے چلے آئے۔ بعد عصر پہنچتے ہی میں نے عبقری سے پوچھا کہ آپ کی عمر کیا ہے؟ کہنے لگے عمر نہیں بتاؤں گا (اتباع مرزا کی عظیم الشان مثال) اس لئے کہ اگر دوسرے کا اندازہ اس سے کم یا زیادہ ہوگا تو مجھ کو جھوٹا قرار دے گا۔ میں عمر نہیں بتاؤں گا۔ گفتگو آگے بڑھی میں نے کہا کہ پوری گفتگو صرف دو لفظوں میں محدود رہے گی۔ ایمان اور کفر اور صرف دو آدمیوں کے درمیان محدود ہوگی، میں خود اور مرزا قادیانی۔ اس پر اتفاق کے بعد میں نے اپنے سے گفتگو شروع کی۔ میرا عقیدہ ہے: ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا‘‘

انہوں نے ٹوکنا چاہا۔

تو میں نے کہا کہ میرا عقیدہ ہے، آپ سن لیجئے۔ پھر فیصلہ کیجئے اس تفصیل کے بعد میں نے پوچھا کہ ایسے عقیدہ والے کو مرزا قادیانی کیا کہیں گے، مسلمان یا کافر؟

کہا کہ مسلمان ہی کہا جائے گا۔

میں نے کہا مرزا قادیانی مجھے کافر کہتے ہیں، اسی لئے مرزا قادیانی میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے وغیرہ آپ بھی میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ مرزا قادیانی نے اپنے بڑے صاحبزادے فضل احمد کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی۔ کیونکہ وہ ان کو نبی نہیں مانتا۔

سرظفراللہ کون؟

سرظفراللہ نے قائداعظم محمد علی جناح کے جنازے کی نماز نہیں پڑھی اور بہت مثالیں ہیں۔ آخر ہم میں کیا عیب ہے؟ یہاں پر قادیانی اور احمدی کا فرق ظاہر کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ اب خلط مبحث میں قادیانی اپنے کو احمدی ہی کہتے ہیں، قادیانی وہ ہیں جو مرزا کی نبوت کے قائل ہیں اور ''احمدی لاہوری جماعت'' وہ کہلاتے ہیں جو مرزا کو نبی نہیں بلکہ مجدد مانتے ہیں، ایک مرتبہ مرزا بشیرالدین محمود سے پوچھا گیا تھا کہ احمدی لاہوری کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے تو اس نے جواب دیا تھا کہ افضل کی نماز مفضول کے پیچھے جائز نہیں ہے، جو نبی مانتے ہیں وہ افضل ہیں اور جو مجدد مانتے ہیں وہ مفضول ہیں۔ اس طرح احمدی لاہوری بھی قادیانیوں کے نزدیک کافر ہیں۔

کیا مرزا قادیانی کافر ہیں؟

اس کے بعد میں نے مرزا قادیانی کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کیا ہیں؟ مومن یا کافر؟ انہوں نے کہا وہ ایک عالم ہیں۔

میں نے کہا کہ ہمارے درمیان صرف دو لفظوں پر اتفاق تھا، آپ نے تیسرا لفظ استعمال کیا۔ بہرحال وہ عالم بھی نہیں۔ اس کے لئے عدواللہ وعدوالرسول، عدوالدین ہی صحیح ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتے ہوئے بھی حق کا انکار کرتا ہے۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر اس کو اعتراض ہے کہ وہ دو ہزار سال کیسے زندہ رہ سکتے ہیں اور کیا کھاتے پیتے ہیں وغیرہ۔ مجھے تو تعجب ہوتا ہے کہ دو ہزار سال زندہ رہنا تو خلاف عقل ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جو ان سے بھی ایک ہزار سال پہلے ہیں، وہ تین ہزار سال کیسے زندہ ہیں؟ مرزا قادیانی جواب دیں۔ جنہوں نے (نورالحق ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۸، ۶۹) پر لکھا ہے: ''ان اللہ افترض علینا''

اور مرزا قادیانی حج کے لئے چلے

جواب مرزا قادیانی کو دینا ہے وہ تو ہر اس عقیدہ اور یقین کی مخالفت کرتے ہیں جو اسلام میں ہے اور خود اس سے عجیب کا حکم دیتے ہیں وغیرہ۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ پکا قادیانی مبلغ ہے۔ اس کے خلاف کوشش کی گئی اور ایک بہت بڑا جلسہ اس علاقہ میں کیا گیا۔ جس میں اس کے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا گیا۔ کافی نشستیں ہوئیں اور قادیانیوں نے مجھے گھیرنا شروع کیا۔ مختلف موقعوں پر میں نے اپنی تقریروں میں کہا کہ مرزا قادیانی کے پاس کافی مال و دولت تھا اور استطاعت بھی، پھر وہ حج کو نہیں گئے۔ یہ ایک چیلنج تھا جس کا میں اعلان کرتا تھا، قادیانیوں نے اس کا عملی جواب یہ دیا کہ ۱۹۶۵ء کے حج میں علی الاعلان سولہ احمدی حج کے لئے تیار ہوئے اور ہفتہ وار ''بدر'' میں ان کے ناموں کا اعلان کیا گیا۔ کلکتہ کے مسلمانوں نے مجھے تیار کیا کہ میں ان کو حج سے روکوں۔ اس کے لئے میں ندوہ آیا اور مولانا علی میاں صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) سے رجوع کیا۔ ان کا اشارہ تھا کہ شاہ فیصل مرحوم کو خط لکھوں، کوشش کروں۔ چنانچہ وہ خط لکھا گیا اور شاہ فیصل مرحوم کو روانہ کیا گیا۔ اس کے بعد عملی جدوجہد کے لئے مجھ کو ممبئی بھیجا گیا کہ وہاں سے کوشش جاری رکھوں۔ ممبئی پہنچ کر میں نے سربراہان جمعیات اسلامیہ سے ملاقاتیں کیں۔ ہر طرف سے مایوسی کے سوا کچھ نہ ملا۔ جماعت اسلامی، ''خلافت کمیٹی'' زکریا مسجد کے امام اور جمعیۃ علماء ہند کے ذمہ دار وغیرہ۔ بعض نے تو مجھے برا بھلا بھی کہا۔ مگر مجھے اپنی دیوانگی میں جواب دینے کی فرصت نہیں تھی۔

بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

تین دن کی پریشانی اور تگ و دو کے بعد جب مایوسی نظر آرہی تھی تو خبر ملی کہ مولانا علی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ رابطہ عالم اسلامی کے جلسہ میں شرکت کے لئے تشریف لے جارہے ہیں اور بمبئی سے گزریں گے۔ شاہ فیصل کے نام کا خط چھپوالیا گیا تھا، اس کو بھی حجاز بھیجنا تھا۔ مولانا کی تلاش میں نکلا۔ معلوم ہوا کہ مولانا تبلیغی جماعت کی مسجد میں ٹھہرتے ہیں۔ مسجد تلاش کی اور پہنچتے پہنچتے عصر کی نماز ہو چکی تھی، نمازی نکل رہے تھے اور میں ہر ایک سے پوچھ رہا تھا، مولانا کب تشریف لا رہے ہیں؟ لوگ دیوانہ سمجھ کر خاموشی سے گزر جاتے تھے اور اس طرح سب نکل گئے۔ میں مسجد میں داخل ہوا۔ نماز عصر ادا کی۔ ایک صاحب صحن مسجد میں ٹہل رہے

تھے، نماز کے بعد قریب آئے۔

اور مجھ سے پوچھا کہ آپ کا کیا کام ہے؟

میں نے اپنی ضرورت بیان کی۔

پوچھا کس سلسلہ میں؟

میں نے بتلایا کہ قادیانیت کا معاملہ ہے، وہ مجھ کو لے کر باہر نکلے اور ایک صاحب کو بلا کر ان کے حوالہ کیا، احمد غریب سیٹھ کے یہاں لے جاؤ اور ان کی مدد کرو۔ وہ مجھ کو لے چلے۔ راستہ میں انہوں نے غرض وغایت کا سوال کیا تو ان کو ذرا تفصیل سے میں نے بتایا۔ احمد غریب سیٹھ تو مشغول آدمی تھے، لگے رہے۔ کافی اصرار کے بعد اتنا کہا کہ ابھی یقین نہیں ہے، دس بجے رات کو فون آئے گا تو معلوم ہوگا اور ممکن ہے وقت کی تنگی کے پیش نظر وہ ایئرپورٹ ہی پر چند گھنٹے رکیں۔ جو شخص میرے ہمراہ تھے، انہوں نے میرے مقصد کے پیش نظر خود ہی ذمہ داری لی کہ اگر مولانا آئیں گے تو میں آپ کو ایئرپورٹ لے چلوں گا اور یہ کہ اس کام کے سلسلے میں وہ مجھے دوسرے دن احمد القاضی جو سعودی سفارت خانہ کی طرف سے بمبئی میں مامور تھے۔ ان سے ملاقات کرانے کا نظم کیا۔ احمد القاضی سے کافی طویل ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ اگر مجھ سے پہلے مل لیتے تو کام آسان تھا اور ہمیں اختیار ہے کہ حج کا ویزا دیں یا نہ دیں۔ لیکن آپ بہت آگے جاچکے ہیں۔ شاہ کو اور سفارت خانہ کو لکھ چکے ہیں اس لئے اب ہمیں سفارت خانہ سے رجوع کرنا ہوگا۔ دوسرے دن کی ملاقات مقرر ہوئی۔

شاہ فیصل کے خط پر فوراً ایکشن لیا گیا اور حکم ہوا کہ نامزد احمدیوں کو روکا جائے اور اگر پہنچیں تو جدہ کے ایئرپورٹ پر گرفتار کئے جائیں۔ سفارت خانہ کو اطلاع ملنے پر احمد القاضی کو مطلع کیا گیا کہ نامزد احمدیوں کو روکا جائے۔ جس وقت احمد القاضی سفارت خانہ سے معلوم کرنے کی کوشش کررہے تھے، اسی وقت سفارت خانہ نے ان کو مذکور حکم سنایا۔

مبارک باد بھی اور مذاق بھی

دوسرے دن احمد القاضی نے مجھے مبارک باد دی اور مجھ سے کہا کہ آپ ہماری مدد کریں کہ نامزد اشخاص کو تلاش کیا جائے۔ چنانچہ مزید معلومات ہونے پر ان کی نشان دہی ہوگئی اور سب گرفت میں آگئے۔ پہلے میرا مذاق اڑا رہے تھے اور مسائل حج مجھ سے پوچھ رہے تھے۔ اب مجھ سے منہ چھپانے لگے۔ اس طرح ۱۹۶۵ء کا مرحلہ طے ہوگیا۔

کلکتہ واپسی پر بہت کوششیں کی گئیں کہ میرے خلاف کیس دائر کیا جائے، لیکن اس کی گنجائش نہیں نکل سکی۔ اسی سال ہبلی سے بھی دو احمدی گئے تھے، وہ گرفتار ہوئے اور بالآخران کے توبہ کرنے پر وہ واپس آ سکے۔ ان لوگوں نے مولانا ریاض احمد صاحب پر مقدمہ دائر کر دیا اور کئی سال تک وہ مقدمہ کے چکر میں پھنسے رہے اور کافی مدت کے بعد ہبلی کی عدالت نے بھی قادیانیوں کو اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ (جو ایک دوسرے مقدمہ کے سلسلہ میں تھا)

ظاہر ہے کہ قادیانی میرے پیچھے لگ گئے اور مجھ سے مباحثہ کی کوششیں بھی کی گئیں۔ لیکن اس میں بھی وہ ناکام ہوگئے۔

قادیانیوں میں نئی لہر

۱۹۶۵ء حج کے بعد سے رابطہ عالم اسلامی میں قادیانیت پر بحث ہوتی رہی اور کلکتہ میں قادیانیوں کے خلاف ایک لہر دوڑ گئی۔ بعض قادیانی تو بمبئی سے ہی پاکستان چلے گئے اور بعض نے اپنے گھروں میں عافیت سمجھی۔ جو ذرا ڈھیٹ قسم کے تھے، انہوں نے کہنا شروع کیا ''سنت پر عمل ہوگیا'' اور مختلف جگہوں پر جلسے ہونے لگے۔ مولانا محمد اسماعیل کٹکی مناظر قادیانیت کو طلب کیا جانے لگا اور میرا بھی اکثر جلسوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ میں اس وقت ''ہرنیا'' کا مریض تھا اور باوجود علالت کے مجھے جلسہ میں شرکت کے لئے مجبور کیا جاتا تھا۔

ایسے ہی ایک جلسہ میں شرکت کی اور جلسہ سے قبل میں نے مقامی مدرسوں وغیرہ کو متوجہ کیا کہ اس قسم کے جلسوں سے فائدہ کم ہوتا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ مقامی لوگ قادیانیت سے واقفیت حاصل کریں اور ہر وقت جواب دینے کے لئے تیار رہیں۔ کلکتہ میں اس سے قبل بھی مولانا لال حسین اختر کو بلا گیا تھا اور ان کے دو مہینے قیام کے دوران قادیانی مبلغ حضرات کلکتہ کے باہر چلے گئے اور کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوسکا۔ اس کے بعد قادیانی پھر سرگرم ہوگئے اور عوام میں سوالات، شکوک وشبہات کی بھرمار کر دی۔ میں نے مولانا لال حسین اختر (جن کا قیام ہماری بلڈنگ میں تھا) سے یہ استفادہ ضرور کیا کہ مرزا کی چیدہ چیدہ کتابوں کا مطالعہ کیا، کیوں کہ اس کی کتاب پڑھنے کے لئے کافی صبر وبرداشت سے کام لینا پڑتا ہے۔ تھوڑے بہت مطالعہ سے ہی میری ''پرانی رائے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ بھی ایک فرقہ ہے بدلنا پڑی۔'' اور اسلام دشمنی کی بو مجھے محسوس ہوئی۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ مقامی لوگ قادیانیت سے واقفیت حاصل کریں۔ اسی مجلس میں ایک نو قادیانی بنگالی مجھ

سے سوال کرنے پہنچ گیا۔ اس نے آ کر مجھ سے تین سوال کئے کہ ان کا جواب قرآن وحدیث سے دوں۔ ایک تو معراج کے جسمانی ہونے کا ثبوت۔ دوسرے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے کا ثبوت اور تیسرا مجھے یاد نہیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ عربی جانتے ہو، قرآن وحدیث تو عربی میں ہے؟

اس نے کہا نہیں۔

تو پھر میں کوئی بھی آیت پڑھ کر جو ترجمہ کر دوں گا اس کو مان لو گے؟

کہنے لگا میں اپنے مولوی سے اس کی تحقیق کروں گا۔

اور دوبارہ میں کوئی دوسری آیت پڑھوں گا تو پھر؟

میں دوبارہ اپنے مولوی کے پاس جاؤں گا۔

اس طرح کب تک چکر کاٹو گے؟

وہ خاموش ہوا تو میں نے کہا، دیکھو تمہاری زبان بنگالی ہے اور مرزا کی زبان پنجابی ہے۔ لیکن تم دونوں کے درمیان اردو ایسی زبان ہے جس کو دونوں جانتے ہیں تو پھر تم کو مرزا کی اردو کتاب سے ہی کیوں نہ حوالہ دے دوں، جس کو تم خود یہاں سمجھ لو گے۔

مرزا نے کہا ہے کہ: ''مردے زندوں سے نہیں ملتے۔'' اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے مرزا کا یہ کہنا کہ: ''میں نے اسے بارہا دیکھا ہے، ایک بار میں نے اور مسیح نے ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا تھا۔'' (تذکرہ ص۴۲۷ طبع چہارم) سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں، ورنہ ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی مر گئے تھے، یہ سن کر وہ اٹھ کر بھاگ گیا کہ پھر آؤں گا۔

قادیانیوں سے گفتگو

پہلے تو قادیانیوں نے مجھے ایذا رسانی کی کوشش کی۔ جس میں ناکامی کے بعد مجھ سے گفتگو کی کوشش کی۔ ہمارے جاننے والے ایک پڑوسی کے ذریعہ ملاقات کا وقت مقرر کیا کہ تین آدمی ملاقات چاہتے ہیں، میں تیار ہو گیا اور میں اپنے ہمراہ مولانا معصومی صاحب کو شریک کیا۔ وقت مقررہ پر تین متعین اشخاص میں سے دو آئے اور ایک نیا شخص (جو اس سے پہلے اپنی بکواس سے مجھ سے خاموش ہو کر جا چکا تھا) شریک گفتگو ہوا۔ مجلس شروع ہوئی اور سربراہ نے میری تعریف شروع کی۔ میں نے اس سے کہا میں اپنے کو اچھی طرح جانتا ہوں، اس میں وقت ضائع نہ کریں۔ اصل مقصد پر گفتگو کریں۔

انہوں نے کہا کہ ہمارے کچھ شبہات ہیں جن کی توضیح چاہتے ہیں اور اپنے تیسرے شخص سے کہا کہ آپ سوال کیجئے، انہوں نے آل عمران کی ایک آیت: ’’واذ اخذاللہ میثاق النّبیین...... (آل عمران: ۸۱)‘‘ اوراحزاب کی آیت: ’’واذ اخذنا من النّبیین میثاقھم...... (احزاب: ۷)‘‘ پڑھی اوراس کا ترجمہ الٹا سیدھا کیا۔ میں بالکل خاموش رہا۔ تھوڑی دیر ان کے بولنے کے بعد میں نے سربراہ کو مخاطب کیا کہ آپ لوگوں کا قرآن کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟ ہم قرآن پر کلام اللہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور اپنے سینوں میں اس کو محفوظ رکھتے ہیں وہ ہمارے دل ودماغ سے کہیں بلند وبالا ہے، جاہلوں کو اس میں بولنے کا کوئی حق نہیں اور اگر جاہل کچھ کہتے ہیں تو اس کو ہم استہزاء بالقرآن یا اہانت کلام اللہ سمجھتے ہیں۔ جو عربی سے واقف نہ ہو، ان کو قرآنی الفاظ پر کچھ کہنے کی جرأت ہم برداشت نہیں کرسکتے، کسی پڑھے لکھے سے ہم گفتگو کرسکتے ہیں۔

اس پر سائل کو غصہ آگیا اور اول فول بکنے لگا۔ مجلس میں اچھی خاصی ہنگامی شکل پیدا ہوگئی اور مؤذن نے بروقت عشاء کی اذان دے دی۔ ہم دوبارہ ملنے کا وعدہ کرکے نماز کے لئے رخصت ہوگئے۔ دراصل اس شخص کا غصہ اوراس کی حرکتیں دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں اور دونوں نے اپنی ہنسی کو روکنے کی پوری کوشش کی اوراس منظر سے کافی محظوظ ہوئے۔ وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رخصت ہوگئے۔ دوتین ہفتے بعد دوبارہ سربراہ کا پیغام آیا کہ ملاقات چاہتے ہیں۔ میں نے آمادگی ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ میں صریح آدمی ہوں اور صراحت پسند کرتا ہوں، صاف بتائیں کہ کون آئے گا؟ بعد میں کسی دوسرے کو لائیں گے تو میرا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ میں خود ملاقات کرنے کے بجائے کسی گدھے کو سامنے کردوں گا کہ اس سے بات کرلیں۔ میرے اس جملے نے ان کے حوصلے ختم کردیئے۔

ان حالات کا یہ اثر ہوا کہ مجھے قادیانیوں کی اصل کتابیں ملنے لگیں اور ’’بدر‘‘ کا پرچہ بھی اکثر مجھ تک پہنچنے لگا۔ جس سے میری معلومات میں کافی اضافہ ہوا، اور میں مرزا کا مستقل مدمقابل بن گیا۔

اور قادیانی حج کے لئے تیار ہوئے

۱۹۶۷ء میں دوبارہ آٹھ قادیانیوں نے حج کے فارم پر کئے اوراس طرح کہ نام اور پتہ تبدیل کرالیا اور ہمیں خبر نہ ہونے دی۔ حج کے قریب جب جانے کا وقت ہوا تو راز کھلا

اور کلکتہ والوں نے دوبارہ مجھے بمبئی بھیجنے کا ارادہ کیا۔ میں باوجود اپنی علالت کے سفر کرنے پر مجبور ہوگیا۔ بمبئی پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ سعودی ویزا آفیسر سے ملاقات مشکل ہے۔ بہرحال میں براہ راست اس تک پہنچا اور مجھے کافی اطمینان سے گفتگو کا موقع ملا۔ اس مرتبہ شاذلی نام کے عربی شخص تھے۔ کافی دیر تک گفتگو جاری رہی۔ شاذلی صاحب نے کہا: ''جو نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں وہ اگر حج کے لئے جانا چاہیں تو ان کو کیوں روکا جائے؟''

میں نے جواباً عرض کیا کہ اعمال صالحہ کے لئے ایمان شرط ہے اگر کوئی شخص بغیر ایمان کے نماز روزہ کرتا ہے تو کیا اس کو عمل صالح کہا جائے گا؟

مگر ایمان تو دل سے تعلق رکھتا ہے۔

میں نے کہا صحیح ہے لیکن اس کے کچھ مظاہر تو ضرور ہوتے ہیں۔

اس نے کہا کہ داڑھی رکھتے ہیں، شیروانی پہنتے ہیں اس سے زیادہ اور کیا؟

میں نے جواب دیا اگر سنت پر عمل کرنے کی بات ہوتی تو آپ کا جواب ٹھیک تھا۔ بات تو ایمان کی ہے، اس کے لئے ''**قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد** (سورہ اخلاص)'' کم سے کم ہونا چاہئے۔

اس نے کہا یہ تو کم سے کم ہے۔

میں نے کہا جو شخص یہ کہے: ''حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔'' وغیرہ! (اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد صاحب قادیانی مطبوعہ ریاض الہند امرتسر) اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ وہ مسلمان ہے؟

نہیں!

تو پھر انسان ہے؟

نہیں!

تو پھر حیوان ہے؟

نہیں!

تو کیا ابلیس ہے؟

نہیں!

ابلیس نے تو صرف نافرمانی کی تھی، خدا پر تہمت نہیں لگائی۔اس کے لئے لغت میں کوئی لفظ موجود نہیں جس سے تعبیر کیا جائے۔

قادیانیوں کی شناخت کا مسئلہ

اس درمیان ہم لوگ ان کی شناخت اور نشان دہی پر گفتگو کرتے رہے اور میرے پاس کوئی ٹھوس ثبوت ان کی شناخت کا نہیں تھا۔اس لئے وہ فکر مند ہوئے۔ میں اٹھنے لگا تو انہوں نے کہا ایک بات اور بتا دیجئے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اس سے قبل بھی اسی سلسلے میں آئے تھے، آپ کا مقصد کیا ہے؟ یا آپ کیا چاہتے ہیں؟

اس کے جواب میں قرآن کی دو آیتوں کے ٹکڑے ہیں۔ پہلا: ''وان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیآئہم لیجادلوکم وان اطعتموہم انکم لمشرکون (الانعام:۱۲۱)'' خطاب ابتدائی طور پر صحابہ سے ہے، اگر ان کو کہا جائے ''انکم مشرکون'' بالتاکید تو پھر ہمہ شما کہاں؟

اس نے تصدیق کی۔

اس کے بعد دوسری آیت: ''یا ایہا الذین آمنو انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامہم ھذا (التوبہ:۲۸)'' خطاب کسی بادشاہ کو نہیں، کسی زعیم کو نہیں بلکہ ''الذین آمنوا'' کو ہے، میں سمجھتا ہوں کہ میں ''الذین آمنوا'' میں ہوں تو خطاب مجھ کو ہے اور اسی حکم کے امتثال میں اپنی آخری حد کو پہنچ چکا ہوں۔آگے آپ کو اختیار ہے۔اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مجھ سے اس آیت کے بارے میں سوال نہ کریں گے کہ تو نے کیا کیا؟ اس شخص پر لرزہ سا طاری ہوگیا اور کچھ توقف کے بعد اس نے کہا بے شک قیامت کے دن گواہی دینا ہوگی کہ آپ نے پورا عمل کیا۔اب ہمارے لئے دعا کیجئے کہ ہمیں بھی توفیق ہو کہ عمل کریں۔میں نے کہا دعا اور جو کچھ بھی ہو سکے گا۔ان شاءاللہ! کروں گا۔

لو اپنے دام میں صیاد آ گیا

میرے پیچھے ایک نیم قادیانی لگے ہوئے تھے، جو مجھ سے ملتے رہتے تھے اور پوچھتے رہتے تھے کہ کیا ہوا؟ میں نے یہی ظاہر کیا تھا کہ حج کے لئے جانے کی کوشش کر رہا ہوں، اتفاق سے ویزا آفس سے نکلنے کے بعد وہ مجھے مل گئے اور انہوں نے وہی سوال دہرایا کہ آپ کا کیا ہوا؟

میں نے ان کو مقصد نہ بتا کر کہا کہ مایوسی ہے اور کوئی راستہ نہیں۔

وہ کہنے لگے: ’’آپ ضرور جائیں گے۔‘‘ میں نے ان سے کہا کہ میں اپنی دانست میں اپنے وسائل استعمال کر چکا ہوں اور نفی میں جواب مل چکا ہے۔

انہوں نے پھر کہا: آپ ضرور جائیں گے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کس بنیاد پر کہہ رہے ہیں؟

وہ بولے: ’’آٹھ قادیانی جو جارہے تھے ان کا کینسل ہو جائے گا اور آپ ان کی جگہ چلے جائیں گے؟

میں نے ان سے کہا کہ ایک تو قادیانیوں کے نہ جانے سے بھی مجھے سیٹ نہ ملے گی۔ اس لئے کہ میرا نام ویٹنگ لسٹ میں بھی نہیں ہے، لیکن یہ آپ نے کیا کہا کہ نہیں جائیں گے؟

انہوں نے اصرار کیا کہ وہ نہیں جائیں گے۔

میں نے ان سے کہا کہ جب یہ سب آپ جانتے ہیں تو میں آپ حقیقت کو بتا دوں، اس مرتبہ میں قادیانیوں کو روکنے کے لئے بمبئی نہیں آیا تھا بلکہ ان کو روانہ کرنے آیا تھا۔ وہ بڑے لوگ ہیں، مال دار ہیں، خرچ کر سکتے ہیں۔ میں متوسط آدمی ہوں، ملازمت کرتا ہوں اور زندگی گزارتا ہوں۔ ہر سال دو سال پر وہ ارادہ کرتے ہیں مجھے چھٹی لینا پڑتی ہے اور وقت ضائع ہوتا ہے۔ پھر سفر خرچ میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔

اس لئے میں نے اس مرتبہ یہ سوچا ہے کہ یہ لوگ جائیں اور میں نے یہاں کے چند دن کے قیام میں صرف ایک کام کیا ہے کہ حاجیوں سے ملاقات کی اور اتفاق سے مجھے چالیس حاجی جاننے والے مل گئے۔ میں نے ان کو سبق پڑھا دیا کہ جب بھی کسی قادیانی پر نظر پڑے تو پولیس سے کہہ دینا ’’ھذا قادیانی ‘‘ آگے پولیس خود اپنا کام کرلے گی اور گرفتار ہو کر وہاں کے حکم کے مطابق واجب القتل ہیں۔ مجھے ان لوگوں سے فرصت مل جائے گی اور اس کے بعد میں روانہ ہو گیا۔

میں ابھی کلکتہ پہنچا بھی نہیں تھا کہ قادیانیوں کو واقعہ سے باخبر کر دیا گیا اور ان کا سربراہ فوراً ہوائی جہاز سے ممبئی پہنچ گیا اور اسی ویزا آفیسر سے ملا اور اس سے کہا کہ ہم آٹھ قادیانی حج کے لئے جارہے ہیں۔ ہمارے پاسپورٹ، ویزا سب جائز ہیں اور ٹکٹ وغیرہ سب نکل چکا ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ہمارے لئے خطرہ ہے تو آپ کو ہم مطلع کر رہے ہیں

کہ ہماری حفاظت کا وہاں بندوبست کیا جائے۔ شاذلی صاحب نے ان سے کہا اپنے نام و پتے وغیرہ نوٹ کرائیے اور لکھنا شروع کیا۔ اس نے آٹھوں کے پاسپورٹ نمبر، ٹکٹ سب لکھا دیئے۔ شاذلی نے پوچھا اور کوئی؟

کہنے لگے اور کوئی نہیں۔

اس نے دو خط کھینچے اور مخاطب ہوا، ان معلومات کے لئے آپ کا شکریہ! ہم پریشان تھے اور تلاش کررہے تھے، آپ نے ہماری مشکل آسان کردی، اس کا مکرر شکریہ۔ اب ہم صرف انسانیت کے ناطے آپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ آپ نہ جائیں۔ ورنہ آپ یقین رکھیں سب سے پہلے ہم خدا کے بندے ہیں اور دوسرے نمبر پر ہم سعودیہ کے ملازم ہیں۔ ہمارا کام یہی ہے کہ غیرمسلموں کو نہ جانے دیں۔ ہم اپنا فرض ادا کریں گے اور ایئرپورٹ پر آپ کا استقبال پولیس کرے گی اور آپ کو گرفتار کر کے ملکی قانون کے مطابق آپ کا فیصلہ ہوگا۔ اب آپ کو اختیار ہے جو چاہے کریں۔ ''دام میں خود صیاد آ گیا'' اس کے بعد کس میں ہمت تھی کہ سفر کرتا۔

یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوا، ورنہ:

اے باد صبا یہ تیری مہربانی کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل

ایک اور کوشش

تین چار سال کے کام کے بعد قادیانی فکر اور طریق استدلال کا تجربہ ہو چکا تو قادیانیوں پر رعب طاری ہوگیا اور مجھ سے دور بھاگنے لگے۔ اب کوئی قریب نہیں آتا تھا۔ ۱۹۶۹ء میں کلکتہ میں قادیانیوں کے سمجھ دار شخص نے جو پہلے مباحثہ کے لئے آیا تھا اپنی بیوی کے اصرار کے پیش نظر حج کا ارادہ کیا اور اتنا پیچیدہ راستہ اختیار کیا جو آسانی سے گرفت میں نہ آسکے۔ وہ لوگ ہندوستانی شہریت رکھتے ہیں اور ہندوستانی پاسپورٹ سے سفر کرتے ہیں۔ ہندوستانی پاسپورٹ سے پاکستان کا سفر اور آگے حج کا سفر پاکستان پاسپورٹ سے مقرر کیا اور یہ سب کچھ خاموشی سے چھپا کر پلان بنایا۔

صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ ربوہ (پاکستانی قادیان جس کا تعارف آئندہ سطروں میں آرہا ہے) دریا کے اس کنارہ پر ہے، دوسرے کنارہ پر پرانی آبادی چنیوٹ کے

نام سے معروف ہے اور وہاں کے باشندے اچھا تاجرانہ ذہن رکھنے کی وجہ سے کلکتہ میں خاص طور پر مشہور ہیں۔ قادیانیوں کی اکثریت چنیوٹ کے باشندے ہیں۔ ان میں مسلمان بھی ہیں اور وہ باوجود عزیزداری کے قادیانیوں کے سخت مخالف ہیں۔ میری تحریک میں بعض بہت سرگرم تھے اور مجھے قادیانیوں کے حالات سے باخبر کراتے رہتے تھے۔ ان ہی میں سے ایک شخص نے مجھے بعد نماز عصر بلایا کہ فلاں شخص حج کو جارہا ہے اور اس طرح جارہا ہے تاکہ میں اس کی نشان دہی نہ کرسکوں۔

دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

فوری طور پر تو میں نے کہہ دیا کہ میں کیا کروں؟ پھر بعد میں مجھ سے اصرار کیا گیا کہ دہلی جاؤں، کراچی جاؤں اور سعودیہ جاؤں تاکہ اس کو روک سکوں لیکن خود میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ ہزاروں لاکھوں میں کیسے اس کو تلاش کیا جاسکتا ہے۔ بالآخر میں نے معلوم کیا کہ پاسپورٹ کا کام کون انجام دیتا ہے؟ تو پتہ چلا کہ ہمارے جوشیلے مسلمان جو قادیانیوں کے مخالف ہیں اور چنیوٹ کے ہیں وہ سب کچھ کرتے ہیں۔ میں ان کے پاس پہنچا اور میں نے ان سے کہا کہ چنیوٹی خوب ذہین ہوتے ہیں اور دونوں طرف کام کرتے ہیں۔ ایک طرف قادیانیوں کو حج کے لئے بھیجنے کا انتظام کرتے ہیں اور دوسری طرف مجھ سے کہتے ہیں کہ: ’’ان کو روکو‘‘ وہ حیران ہوکر میرا منہ دیکھنے لگے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، انہوں نے استغفار پڑھا اور کہنے لگے کم سے کم میں ایسا ہرگز نہیں ہوں۔ میں نے ان کو بتلایا کہ فلاں شخص کا پاسپورٹ اور ویزا آپ نے بنوایا ہے۔ وہ کہنے لگے وہ تو پاکستان جانے کے لئے ہے، میں نے ان سے کہا وہاں سے آپ کے دوسرے بھائیوں نے حج کے لئے کام کرکے تیار کر رکھا ہے۔ جانے کے بعد پاکستانی پاسپورٹ سے حج ادا کرلیں گے اور پھر مجھ سے کہیں گے کہ: ’’ان کو روکو‘‘ وہ بہت فکرمند ہوگئے کہ: ’’تعاون علی الاثم‘‘ کا کام کیا ہے۔ بہرحال میں نے ان سے دو کام کرنے کے لئے کہا۔ ایک تو یہ کہ صبح شام معلوم کرتے رہیں کہ کب جارہا ہے، انہوں نے فوراً فون کیا۔ ضرورت پوچھی اور بتایا کہ ابھی ہے اور جب بھی ہوگا میں آپ کو فون سے مطلع کروں گا۔ دوسرا کام یہ کہ آپ اس کا پاسپورٹ نمبر، ویزا نمبر وغیرہ مجھے دیں۔ انہوں نے دراز سے نکال کر دونوں چیزیں مجھے دے دیں۔

لوہے کو لوہا کاٹتا ہے

اب میں ایک دوسرے چنیوٹی کے یہاں گیا۔ جواب تک قادیانیوں کے خلاف بہت جوشیلا تھا اور مذکورہ قادیانی سے اس کی رشتہ داری بھی تھی۔ شاید اس کے علم میں موجودہ پلان تھا۔ میرے جاتے ہی اس نے کہا کہ آپ صرف ہندوستانی قادیانیوں اور خاص کر کلکتہ والوں کے ہی پیچھے کیوں پڑے ہیں۔ پاکستان سے اور دوسرے ملکوں سے قادیانی حج کو جاتے ہیں، ان کو کوئی نہیں روکتا۔ میں سمجھ گیا کہ اس مرتبہ اس کو بھی قادیانیوں نے سمجھا لیا ہے۔ مجھے ایسے ہی آدمیوں کی تلاش تھی۔ میں نے اس کو ذریعہ بنایا اور اس سے اطمینان سے گفتگو کرنے لگا۔ میں اپنے کو دنیا بھر کا ذمہ دار نہیں سمجھتا اور نہ ہندوستان کا نمائندہ۔ میں تو اپنی حد تک جو میرے علم میں آئے اس کو روکنے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہ شخص میرے علم میں آیا ہے اور میں نے اس کے سلسلے کی معلومات بھی حاصل کر لی ہیں۔ اس کا پاسپورٹ نمبر، ویزا نمبر، تاریخ سب موجود ہے اور میں نے اپنے تعلقات سے پاکستان کا پاسپورٹ اور حج ویزا نمبر بھی معلوم کر لیا ہے (جھوٹ کو جھوٹ سے کاٹنا) اب صرف آپ کے یہاں سے اٹھ کر سنٹرل ٹیلی گراف آفس جا رہا ہوں۔ تفصیلی تار دوں گا اور جدہ میں پہنچتے ہی ان شاء اللہ! گرفتار ہو جائیں گے۔ اس کے بعد تار گھر کی طرف چل دیا اور آگے بڑھ کر اپنے گھر آ گیا۔ قادیانی کو خبر ہو گئی کہ میں نے یہ کارروائی کی ہے۔ بے ایمان کا دل ہی کتنا ہوتا ہے جو خدا سے نہیں ڈرتا، وہ ہر کسی سے خوف کھاتا ہے، مجھے آخر وقت تک اطلاع ملتی رہی ہے کہ وہ نہیں گیا۔

مجھ سے ایک اور پاکستانی چنیوٹی نے گفتگو کی کہ آپ کس طرح یہ کام کرتے ہیں۔ میں نے ان کو جواب دیا کہ آپ مجھ کو پاکستان میں کوئی ایک مخلص شخص سے ملا دیں۔ میں اس کو طریق کار بتا دوں گا۔ مگر شرط ہے اخلاص کی۔ یعنی وہ اپنے لئے مالی منفعت یا شہرت کا طالب نہ ہو۔ ایسا شخص کام کم کرتا ہے، شہرت اور مال کو حاصل کرنے میں لگ جاتا ہے۔

’’ربوہ‘‘ کیا ہے؟

یہ وہ زمانہ تھا جب قادیانیوں کا معاملہ رابطہ عالم اسلامی میں بحث ومباحثہ کا موضوع بنا ہوا تھا اور فیصلہ نہیں ہو سکا تھا۔ دوسری طرف قادیانیوں نے اپنی تحریک کو زور وشور سے شروع کر رکھا تھا۔ پاکستان میں خاصا زور تھا اور کوششیں تھیں کہ پاکستان کو قادیانی

اسٹیٹ بنا دیا جائے۔ آیئے ذرا ’’ربوہ‘‘ کو بھی سمجھ لیا جائے۔ ربوہ کا نام آیت قرآنی: ’’و آوینا هما الٰی ربوة ذات قرار ومعین (المومنون: ۵۰)‘‘ کی طرف اشارہ ہے۔ مرزا قادیانی تو قادیان کو مکہ اور دمشق کا مرتبہ دے رہے تھے۔ ان کے صاحبزادے خلیفہ دوم نے ربوہ کو مقدس بنانے کی کوشش کی۔ افسوس صد افسوس دونوں کو ناکامی ہوئی۔

ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ کی طرف سے شائع شدہ ایک اپیل کا اقتباس ربوہ کو سمجھنے کے لئے لکھا جارہا ہے۔

تاریخی فیصلہ

ہندوستان کی تقسیم سے قبل بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت ﷺ تک نزول قرآن کے بعد ۱۹۴۸ء تک دنیا کے کسی خطہ پر ربوہ نام کا کوئی شہر نہیں تھا۔ یہ تو حال ہی کی پیداوار ہے جب کہ مرزا قادیانی کی امت تقسیم کے بعد قادیان کو چھوڑ کر پاکستان میں آباد ہوئی تو چنیوٹ کے تاریخی شہر کے قریب دریائے چناب پر واقع پہاڑیوں کے دامن میں ایک وسیع وعریض علاقہ کوڑیوں کے مول خرید کر کے ایک نیا شہر بسایا جس کا نام ’’ربوہ‘‘ رکھا۔ ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ سے قبل اس کی یہ حالت تھی کہ عام مسلمان تو کیا خود سربراہ مملکت بھی اگر اس میں رہائش پذیر ہونا چاہتا تو اس وقت تک ناممکن تھا جب تک کہ وہ خلیفہ کی بیعت کا فارم پر کر کے حلقہ مریدین میں داخل نہ ہو لیتا۔

اس تاریخی فیصلہ کی روشنی میں اگرچہ اس شہر کو کھلا تو ضرور قرار دے دیا گیا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ یہاں پر کچھ سرکاری دفاتر کا اجرا ہوا ہے لیکن ’’ہنوز دلّی دور است‘‘ کے مترادف معاملہ بالکل کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ کیا ربوہ کے بجائے اس کا نام غلام احمد یا محمود آباد، ناصر آباد نہیں ہوسکتا تھا۔ ہاں! ضرور ایسا ممکن تھا مگر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کے جائے ٹھکانہ کا بھی کوئی مصداق بنایا جائے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ’’وآویناهما الٰی ربوة ذات قرار ومعین (المومنون: ۵۰)‘‘ یعنی ہم نے عیسیٰ اور ان کی والدہ محترمہ کو ایک اونچی جگہ (فلسطین، مصر میں) جگہ دی جو قرار والی، چشمہ والی تھی۔

صرف دو اقتباس

ربوہ کو سمجھنے کے لئے ذیل کے دو اقتباس اور قابل غور ہیں:

۱...... مرزا وسیم احمد نے (ص۲۰ شبستان اگست ۱۹۷۴ء) میں لکھا ہے: ’’ربوہ ایک کھلا ہوا شہر ہے، وہاں آنے جانے کی ہر ایک کو اجازت ہے، زمین چونکہ احمدیہ جماعت کی خریدی ہوئی ہے اس لئے وہ جسے چاہے دے سکتی ہے۔ اس میں احمدی اور غیر احمدی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔‘‘

۲...... مولانا وحید الدین قاسمی نے اس سلسلہ میں کہا ہے: ’’اس سلسلہ میں جب پاکستان کے عوام نے احتجاج کیا اور پاکستان کے افسروں نے قادیانیوں کی ربوہ اسٹیٹ میں داخل ہونا چاہا تو ان سے کہا گیا کہ پہلے ہمارے امیر کی اجازت لے آؤ۔ حال میں واقعہ ربوہ کے متعلق تحقیقاتی ٹریبونل کے سامنے بیان دیتے ہوئے ایک گواہ نے کہا کہ ربوہ شہر میں غیر قادیانی نہ کوئی جائداد رکھ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کاروبار کر سکتا ہے۔ اسی طرح مستقل طور پر وہاں رہائش بھی اختیار نہیں کر سکتا۔ البتہ غیر قادیانی سرکاری ملازم وہاں تعینات ہو جائے تو کرایہ پر مکان لینے کے لئے وہ قادیانی جماعت کے محکمہ امور عامہ سے باضابطہ اجازت حاصل کر کے وہاں رہ سکتا ہے۔

ریاست اندرون ریاست

ربوہ میں مقیم لوگ اپنے تنازعات کو عدالت میں نہیں لے جاتے بلکہ ہر قسم کے جھگڑوں کا فیصلہ شعبہ امور عامہ کرتا ہے۔ اگر وہاں کا رہائشی کوئی شخص امور عامہ کے صدر کا فیصلہ قبول نہ کرے تو اسے ربوہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ ان تمام باتوں سے یہ ظاہر ہے کہ قادیانی فرقہ خود بھی آپ کو مسلمانوں سے الگ سمجھتا ہے۔ (شبستان ص۱۴،۱۵، اگست ۱۹۷۴ء)

یہ سب کچھ مرزا ظفر اللہ خان کے دماغ کا تیار کردہ منصوبہ تھا، انہوں نے ربوہ کی میونسپلٹی کا قانون ایسا مرتب کیا تھا کہ اس کو ریاست کے اندر ایک آزاد ریاست کا قیام کہا جا سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی قادیانی وہاں کا حکم نہ مانے تو وہ اس مزعومہ ریاست میں نہیں رہ سکتا تو باہر سے کسی کے آنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ وہاں کا عملہ ۱۹۷۴ء سے پہلے سب قادیانی تھا۔ ڈاکخانہ، ریلوے کے ملازمین تک قادیانی ہی تھے۔ پولیس اور دیگر محکموں کا ذکر ہی کیا۔ شاہی محل یا قصر خلافت ہی سب کچھ تھا اور اسٹیٹ اپنے قادیانی سفراء جو پاکستانی حکومت کے مقرر کردہ تھے اور ان کو سر ظفر اللہ نے اپنے وزارت خارجہ کے دور میں مقرر کیا تھا۔ اس کے ذریعہ خارجہ سے بھی ہر قسم کی اطلاعات اور ضرورت کے وقت امداد حاصل کر سکتے تھے اور کر رہے تھے۔ یہ دور قادیانیت کا زریں عہد کہلاتا ہے، لیکن قدرت نے سب کچھ ملیا میٹ کر دیا۔

بیسوی صدی کے ساتویں اور آٹھویں دہے، قادیانیت کے فروغ کے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں اور اتفاق کی بات ہے کہ اسی دور میں مجھے اس سے نپٹنے کا موقع ملا اور رابطہ عالم اسلامی میں برابر کوششیں جاری رہیں کہ ارکان رابطہ پورے غور وخوض سے ہی فیصلہ کریں۔ ۱۹۷۱ء میں برصغیر میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان نہ صرف کشیدگی تھی بلکہ جنگ کا بگل بج گیا اور مشرقی پاکستان کا حصہ مغربی پاکستان سے علیحدہ ہوکر ایک نئی تیسری مملکت بنگلہ دیش وجود میں آ گئی۔ منظر عام میں مجھے اس سے کوئی بحث نہیں اس پر بہت کچھ لکھا گیا اور عوام تک پہنچ کر ایک حقیقت کا روپ دھار چکا ہے۔ مجھے صرف قادیانیت سے متعلق اس کے پہلو کو اجاگر کرنا ہے۔

قادیانیوں کا اصل منصوبہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیانیت کا منصوبہ شروع ہی سے ایک قادیانی ریاست قائم کرنے کا تھا۔ مرزا قادیانی تو صرف اپنی حد تک برٹش گورنمنٹ سے مراعات حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے جس کی تفصیل آئندہ سطروں میں ان شاءاللہ! معلوم ہوگی۔ غیر منقسم ہندوستان میں توجہ آزادی کی طرف تھی۔ اس لئے کوئی بھی اس طرف متوجہ نہیں ہوا اور پانچویں دہے میں ملک تقسیم ہوکر دو حصوں میں بٹ گیا۔ قادیان بیک جنبش قلم ہندوستان کے جغرافیہ پر رہ گیا اور اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے اور اس یقین کے ساتھ کہ ہندوستان میں کسی مذہبی اسٹیٹ کی گنجائش نہیں ہے۔ قادیان کے اعلیٰ دماغوں نے پاکستان میں اپنی آزاد اسٹیٹ کا تخیل اپنایا اور اس کے لئے سرگرم عمل ہوگئے۔

اس جگہ ہم ایک اقتباس تعمیر حیات (۱۰/جون ۱۹۷۵ء) میں پروفیسر عبدالغفور احمد ممبر پارلیمنٹ (پاک) کی تقریر پیش کر رہے ہیں ذرا غور سے پڑھئے: ’’پاکستان جب ۱۹۴۷ء میں دنیا کے نقشہ پر ابھرا تو اس کے پاس ذرائع و وسائل یکسر مفقود تھے۔ پھر انگریز حکمرانوں نے بھی اس نئی حکومت کو تباہ و برباد کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ لاکھوں پناہ گزینوں کی امداد اور ان کی آبادکاری کا مسئلہ کچھ کم ہمت شکن اور صبر آزما نہ تھا۔ بڑی طاقتیں بھی اس کی بقا و ترقی نہیں چاہ رہی تھیں اور اس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالتی رہیں کہ مضبوط بنیادوں پر اس کی عمارت استوار نہ ہو سکے اور کچھ ہی دنوں میں اس کی ابتدا اور انتہا دونوں کی داستان مکمل ہو جائے۔ ان تمام باتوں کے باوجود پاکستان نے پناہ گزینوں کو ہر طرح کی

سہولیات بہم پہنچائیں۔ اسی موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے قادیانی سربراہوں نے قادیان (جو مرزا کا مولد ومسکن تھا) سے اپنا مرکز پاکستان منتقل کرلیا اور دوسری طرف سرظفراللہ خان (قادیانی) کو اس کا وزیر خارجہ بنانے پر مجبور کردیا۔ مسلمانوں نے اس پر بہت احتجاج کیا لیکن کوئی خاطر خواہ فائدہ نہ ہوسکا۔ خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان نے نہایت عاجزی سے کہا کہ وہ سرظفراللہ خان کے خلاف کسی طرح کا کوئی اقدام کرنے سے مجبور ہیں اور اگر ایسا کیا گیا تو پاکستان غیرملکی امداد بالخصوص غذائی بحران سے دوچار ہوجائے گا اور اسی طرح مصائب ومشکلات میں گھر کر موت کی ہچکیاں لینے لگے گا۔

اسی کٹھن وقت میں پاکستان قادیانیوں کو ہر ممکن سہولتیں اور مراعات دینے پر مجبور ہوگیا جب کہ دوسرے ہم وطن بڑی حد تک ان سے محروم رہے۔ اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہوں نے بہت سے پروگرام بنائے اور ان میں سے اکثر کو ایک مختصر سی مدت میں پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب بھی رہے اور پاکستان کو آسانی سے دنیا بھر میں اپنا پروپیگنڈہ کرنے کے لئے ایک مرکز بنالیا۔ مجھے اس کا اعتراف ہے کہ انہوں نے اپنے پلانوں اور پروگراموں کو بڑی کامیابی کے بعد اپنے اثرورسوخ کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کرلیا۔ مندرجہ ذیل حقائق کی روشنی میں آپ ان کی طاقت اور پوزیشن کا اچھی طرح اندازہ کرسکتے ہیں۔‘‘

’’ربوہ‘‘ قادیانیوں کی راجدھانی

پاکستان میں قدم رکھنے کے بعد مختلف راستوں سے اس میں اپنی جڑیں مضبوط کرنے لگے، مختصر سی قیمت پر زمین خرید کر اپنا ایک مضبوط شہر ’’ربوہ‘‘ آباد کیا اور اس کی باگ ڈور اور سارا نظام قادیانیوں ہی کے ہاتھ میں رکھا۔ انہیں کی زیرنگرانی پولیس کا مخصوص نظام ہے۔ مختلف قسم کے جو دفاتر ہیں وہ بھی انہیں سے متعلق ہیں۔ کسی مسلمان کو یہ اجازت نہیں کہ وہ تھوڑی سی زمین بھی ’’ربوہ‘‘ میں خرید سکے۔ یہاں تک کہ وہ کرایہ دار بھی نہیں ہوسکتا۔ سرکاری وغیرسرکاری ملازمتوں پر ان کا قبضہ ہے۔ کسی بھی غیرقادیانی کو کوئی ملازمت نہیں ملتی۔ ان کے اپنے مستقل اسکول وکالج اور شفاخانے ہیں۔ مختصر یہ کہ ’’ربوہ‘‘ اندرون ملک قادیانیوں کی ایک ’’آزاد ریاست‘‘ ہے۔ ملک وبیرون ملک اپنے گمراہ کن خیالات کی تبلیغ واشاعت کے لئے صدر دفتر کے طور پر جدید آلات سے مرصع ومسلح ان کی ایک عظیم الشان سکریٹریٹ بھی ہے۔

ملازمتوں میں قادیانیوں کی کثرت

سر ظفر اللہ خان نے وزیر خارجہ پاکستان کی حیثیت سے اپنے اثر ورسوخ سے کام لیتے ہوئے فوج اور شہری محکموں اور اداروں میں اہم عہدوں پر قادیانیوں کو بھر دیا۔ پاکستانی سفارت خانوں کے اہم عہدوں پر اپنے نوجوانوں کو جگہ دینے میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔

سکول وکالج اور شفاخانے

اپنے غیر محدود وسائل وذرائع کا استعمال کرتے ہوئے اعلیٰ پیمانے پر تعلیمی ادارے اور شفا خانے کھول دیئے اور مسلمانوں کو ان سے استفادہ کا موقع اس لالچ میں دیتے کہ عیسائی مشنریوں کی طرح بتدریج اپنے دام میں پھنسا سکیں۔

مالی تعاون اور تعلیمی وظیفے

غریب طلبہ کو وظیفے اور بے کار مزدوروں کو ملازمتیں دلاتے اور حاجت مندوں کو مالی امداد بھی کرتے بشرطیکہ وہ قادیانیت قبول کرلیں۔

سرکاری عہدوں کا بے جا اور غیر قانونی استعمال

کثرت سے سرکاری عہدوں پر فائز ہونے کی وجہ سے وہ ایسی فضا تیار کرتے کہ نیچے ملازمین اگر قادیانیت قبول کرلیں تو آسانی سے انہیں ترقی حاصل ہوسکتی ہے۔

صنعتی اور تجارتی ادارے

حکومت کی جانب سے قادیانیوں کی صنعت، تجارت، زراعت میں تیز رفتاری سے ترقی کرنے کے لئے تمام سہولتیں حاصل تھیں جن کی وجہ سے ان میدانوں میں اکثر ملازمتیں یا تو قادیانیوں کو ملتیں یا ان مذبذبین کو جو آسانی سے ان کا شکار ہوسکیں۔

کتابیں اور پمفلٹ

جادۂ حق سے دور کرنے اور اسلامی عقائد وافکار تک میں تذبذب پیدا کرنے کے لئے پمفلٹ اور لٹریچر کی اشاعت کے لئے انہوں نے تمام ذرائع ووسائل مہیا کر رکھے ہیں۔ یہ چیز مسلمانوں کے لئے بڑے قلق واضطراب کا باعث تھی۔ انہوں نے ہر میدان میں بڑی

جرأت اور دلیری سے ان کا مقابلہ کیا اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے جانے کتنی بار حکومت سے مطالبہ کیا۔ مذکورہ اسباب کی بناپر جتنی بھی حکومتیں بنتی، بگڑتی رہیں، انہیں فیصلہ کن انداز میں کسی جرأت مندانہ اقدام کی ہمت نہ پڑسکی۔ مسلمانوں کا اضطراب بڑھتا رہا اور مجبور ہوکر انہیں ملک بھر میں احتجاجوں اور مظاہروں کی فضا تیار کرنی پڑی۔ اپنے مطالبات کو منوانے کے لئے حکومت کو مجبور کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ ۱۹۵۳ء تو اس طرح کے مطالبات سے پرنظر آتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے حکومت بجائے اس کے کہ ان کے مطالبات تسلیم کرتی۔ اس نے نہایت بے دردی سے اسے کچل دیا۔ پنجاب (جس میں ربوہ ہے) میں مارشل لاء نافذ کردیا۔ جس میں تقریباً دس ہزار مسلمان مارے گئے اور لاکھوں کو قیدوں کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا گیا۔ حکومت کے ان اقدامات سے قادیانیوں کی حوصلہ افزائی ہوئی اور انہوں نے اپنی تخریب کارانہ سرگرمیوں کو اور تیز کردیا۔ لیکن ہزاروں مسلمانوں کی شہادت اور ناقابل برداشت شدائد وآلام بھی اس تحریک کو مٹا نہ سکے اور بالآخر شہیدوں کا خون رنگ لاکر رہا (یہاں پر ذہن میں یہ بھی رکھئے کہ ۱۹۵۳ء ہی کے واقعات میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مرحوم کو پھانسی کی سزا دی جارہی تھی۔ پھر اس کو عمرقید میں تبدیل کیا گیا اور آخر میں وہ رہا کئے گئے۔ (از کاتب سطور)

قادیانیت اور حکومت

اس میں شک نہیں کہ قادیانیوں نے ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں موجودہ حکمران پارٹی (پیپلز پارٹی) کا زبردست تعاون کیا۔ وزیراعظم پاکستان اس وقت پارٹی کے صدر تھے اسی لئے قادیانی دعویٰ کرتے ہیں کہ پیپلز پارٹی انہیں کی مدد سے جیتی اور انہیں کی حمایت سے ذوالفقار علی بھٹو پاکستانی وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر فائز ہوسکے ہیں۔ اپنی حمایت کی قیمت حاصل کرنے کے لئے قادیانی زیادہ سے زیادہ حکومت سے قریب ہوئے۔ تجارتی اور صنعتی جگہوں پر مستقل قبضہ کرنے کے لئے اونچے اونچے عہدوں تک اپنے لوگوں کو پہنچایا تاکہ حکومت پاکستان کو مکمل طور پر اپنا ملک بنا کر اطمینان وسکون کے ساتھ اپنے تمام پلانوں کو بروئے کار لاسکیں۔ وہ بیرونی ممالک میں یہ پروپیگنڈہ بھی کرنے لگے تھے کہ پاکستان ایک قادیانی مملکت ہے وہاں کے سبھی باشندے قادیانی ہیں اور انہیں کے ہاتھوں میں ہر طرح کے

امور کی باگ ڈور بھی ہے۔ سرکاری معاملات میں انہیں اس حد تک اپنے اثر ورسوخ پر اعتماد تھا کہ عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر ایک بار کچھ علماء نے تقریریں کیں تو قادیانی بپھر گئے اور ان علماء پر حملہ کر بیٹھے۔ فطری بات ہے مسلمان اس مجرمانہ حرکت پر غضب ناک ہو جائیں۔

’’ربوہ‘‘ کا فساد

قادیانیوں نے اپنی طاقت کے زعم میں’’ربوہ‘‘ اسٹیشن سے گزرنے والے کچھ مسلم طلبہ پر حملہ کر کے انہیں بری طرح زدوکوب کیا۔ صرف اس وجہ سے کہ یہ طلبہ ہنگامہ سے ایک ہفتہ قبل اسی اسٹیشن سے ختم نبوت کی حمایت اور اس سے متصادم نظریات کے خلاف اسلامی الفکر نعرے لگاتے ہوئے گزر رہے تھے۔ مسلمانوں میں اس شرارت آمیز حملہ کی خبر پھیلتے ہی ایک آگ سی لگ گئی۔ انہوں نے متحد ومنظّم ہو کر اس حملہ کے مرتکبین کی سزا کا مطالبہ کیا۔‘‘

اس سے اندازہ ہو گیا کہ پاکستان ایک قادیانی اسٹیٹ بنتا جارہا تھا لیکن پاکستان کا دوسرا حصہ یعنی مشرقی پاکستان میں ان کی دال نہیں گل رہی تھی اور اس کے لئے مغربی بنگال میں انہوں نے بہت سر اٹھار کھا تھا۔ جیسا کہ کہا گیا چھٹے اور ساتویں دہے میں قادیانیت کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جارہا تھا اور قصر خلافت سے احکام جاری ہوئے تھے کہ ہر قادیانی کم از کم ایک مسلمان کو ضرور قادیانی بنائے اور جس سے جتنا زیادہ ہو سکے تعداد بڑھانے کی کوشش کرے۔ ہندوستان میں ویسے بھی سیکولر اسٹیٹ ہونے کی وجہ سے آزادی مذہب کی آڑ میں بہت کچھ گنجائش تھی۔

حکومت ہند کا منصوبہ

۱۹۶۵ء میں مجھے بعض معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ شاستری کی حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ مسلمانوں کے چھوٹے فرقوں کو بڑھاوا دیا جائے تاکہ مسلمانوں میں افتراق وانتشار پھیلے اور ان کو آسانی سے زیر کیا جاسکے۔ مجھے اپنے کام میں بھی اس قسم کی رکاوٹ کا سامنا کرنا پڑا۔ دیوانگی اور جنون میں مجھے سنجیدگی سے اس پر غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔

ماہنامہ الفرقان (ذیقعدہ وذی الحجہ ۱۳۹۲ء) کے اداریہ میں مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: ’’ایک خاص بات جو وہاں (پاکستان) کے متعدد باخبر اور سیاسی ذوق رکھنے والے دوستوں سے مشترکہ طور

پر معلوم ہوئی، وہ یہ تھی کہ گزشتہ سال مشرقی پاکستان میں جو کچھ ہوا وہ خود پاکستان کے بعض ارباب اقتدار کا بنایا ہوا منصوبہ اور پلان تھا۔ اس کی کچھ تفصیل اور وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمارے ہاں قادیانی امت کو طویل المیعاد منصوبہ بندی اور دوررس پلان بنانے میں وہی کمال حاصل ہے، جو یہودیوں کا امتیاز سمجھا جاتا ہے۔ پاکستان قائم ہوجانے کے بعد ہی قادیانی قیادت نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ حکومت اور خاص کر فوج کے اعلیٰ عہدوں پر ہمارے آدمی زیادہ سے زیادہ پہنچیں۔ وہ خاموشی سے اس منصوبہ کے مطابق مسلسل کام کرتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج حکومت کے اکثر اہم شعبوں پر قادیانی حاوی ہیں۔ فوج کے اعلیٰ عہدوں پر وہ چھائے ہوئے ہیں (اس سلسلے میں انہوں نے بہت سے فوجی افسروں کے عہدوں کے ساتھ نام بھی بتلائے اور بتایا کہ سب قادیانی ہیں)

پاکستان کو توڑنے میں قادیانی کردار

انہوں نے پاکستان کو توڑنے میں قادیانی کردار بتایا (اور یہ بات راقم سطور کو بطور خود بھی معلوم تھی) کہ مشرقی پاکستان جس کو پاکستان کی آبادی میں واضح اکثریت حاصل تھی، ہے۔ قادیانی قیادت نے سمجھا اور صحیح سمجھا کہ مغربی اور مشرقی پاکستان جب تک ایک ملک رہیں گے ہم کو ملکی سیاست وحکومت پر غلبہ اور شاہ گری کا مقام حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس لئے انہوں نے اب سے بہت پہلے یہ پلان بنایا کہ مشرقی پاکستان کو کسی طرح الگ کیا جائے۔ اس کے لئے یہ راستہ اختیار کیا گیا کہ سیاسی اور اقتصادی معاملات میں مشرقی پاکستان کے ساتھ مسلسل ناانصافی کی گئی جس نے بنگالی لیڈروں کو مجبور کردیا کہ وہ اندرونی خودمختاری کا مطالبہ کریں اور اس کے بغیر مطمئن نہ ہوں۔

برسوں پہلے سے مشرقی پاکستان میں یہ فضا بن چکی تھی۔ اسی فضا میں الیکشن ہوا، مجیب الرحمٰن کی پارٹی جس کے چھ نکاتی منشور کی بنیاد سیاسی اور اقتصادی خودمختاری پر تھی۔ اس کو قطعی اکثریت حاصل ہوگئی۔ اب الیکشن اور جمہوریت کے اصول کے مطابق ان کو حکومت بنانے کا حق تھا۔ اگر ایسا ہوجاتا تو مغربی اور مشرقی پاکستان ایک ہی ملک رہتے اور ان کے رشتہ کو کاٹ دینے کا قادیانی منصوبہ کامیاب نہ ہوسکتا۔ اس لئے ان قادیانی افسروں نے جو اسی موقع پر اپنے منصوبے کو بروئے کار لانا چاہتے تھے (اور ان کے ساتھ کچھ اور ایسے لوگ بھی

ہوگئے۔ جو مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں اپنا مفاد سمجھتے تھے) ایسے حالات پیدا کئے اور یحییٰ خاں کو ایسے راستہ پر ڈالا۔ جس کے نتیجہ میں مشرقی پاکستان میں طوفان اٹھ کھڑا ہونا یقینی تھا۔ چنانچہ ایسا طوفان اٹھا کہ بنگالی فوج اور پولیس تک باغی ہوگئی۔ اس پر قابو پانے کے لئے ہمارے ہاں سے فوج بھیجی گئی۔ اس فوج نے ایسا رویہ اختیار کیا اور وہ حرکتیں کیں کہ مذہبی ذہن رکھنے والے وہ بنگالی جن کی بہت بڑی تعداد تھی جو وحدت کے حامی تھے اور شروع میں انہوں نے فوج کے ساتھ پورا تعاون کیا۔ ان کا ذہن بھی بدل گیا اور وہ علیحدگی کے حامی ہوگئے اور پھر فوج مقامی آبادی کے تعاون سے بالکل محروم ہوگئی اور یہی چیز آخر میں شکست کا باعث بنی۔ ایک صاحب نے پورے یقین کے ساتھ اپنے اس خیال کا اظہار کیا کہ فوج نے وہاں جو کچھ کیا وہ سب قادیانی افسروں کے احکام کے نتیجہ میں ہوا تھا اور انہوں نے اس لئے کرایا کہ بنگالیوں کے دلوں میں مغربی پاکستان والوں کی طرف سے ایسی نفرت اور عداوت پیدا ہو جائے۔ جس کے بعد اتحاد و یگانگت کا کوئی امکان ہی نہ رہے اور اس طرح بدقسمتی سے آخرکار وہ قادیانی منصوبہ کامیاب ہوگیا۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پاکستان کے ایک دوسرے بہت مؤقر دوست نے (جن کا تعلق وہاں کے اعلیٰ طبقہ سے ہے) بڑے دکھ کے ساتھ خود اپنا یہ واقعہ مکہ معظمہ ہی میں ایک گفتگو کے دوران بیان کیا کہ ستمبر ۱۹۷۱ء میں جب کہ مشرقی پاکستان میں فوجی کارروائی جاری تھی اور حالات بد سے بدتر ہوتے جارہے تھے۔ میں خود اس ارادہ سے ڈھاکہ گیا کہ وہاں کے اپنے بعض بنگالی دوستوں سے مل کر صلح مصالحت کی کوئی راہ پیدا کی جائے۔ حکومت کے ایک بڑے عہدیدار جو میرے دوست تھے۔ ان ہی کے ہاں میں نے قیام کیا۔ اپنے ایک بنگالی دوست سے رابطہ قائم کر کے ان سے یہ خواہش ظاہر کی کہ فلاں فلاں دوستوں سے ملنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے مجھے بھی اور ان سب دوستوں کو بھی جن سے میں ملنا چاہتا تھا۔ اپنے ہاں کھانے پر مدعو کر لیا۔ میں وقت پر پہنچا تو وہ سب دوست جمع تھے۔ انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ میں کسی مشن پر آیا ہوں۔ ان میں سے ایک بنگالی دوست نے جو ریٹائرڈ جج ہیں مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے اور کیا ہورہا ہے؟

اس کے بعد انہوں نے کہا اور آنکھوں سے آنسو گراتے ہوئے کہا کہ اتنی لڑکیاں فوجی افسروں کے لئے لے جائی گئی ہیں، میں ان کی یہ بات سن کر ششدر رہ گیا اور مجھے یقین نہیں آیا کہ ایسا ہوسکتا ہے، میں نے دوسرے دوستوں کی طرف دیکھا۔ ان سب نے کہا واقعہ یہی ہے۔ اس کے بعد میں اس حال میں نہیں رہا کہ ان سے کوئی بات کرسکوں۔ میں نے واپس آکر اپنے میزبان سے (جو حکومت کے بڑے عہدے دار تھے) سے بات کا ذکر کیا۔ ان کو اس سلسلہ میں کچھ معلوم نہ تھا انہوں نے اسی وقت فون کر کے ان صاحب کو بلایا جو فوجی معاملات کے بڑے ذمہ دار تھے۔ وہ آئے جب ان کے سامنے میں نے اپنے بنگالی دوستوں کے الزام کا ذکر کیا تو انہوں نے صرف تعداد کی تردید کی۔ اصل واقعہ کی نفی نہیں کی۔ اس کے بعد میں نے ان سے کوئی بات کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ ان کے چلے جانے کے بعد میرے میزبان دوست نے کہا کہ یہ بات تو میرے علم میں بھی نہیں تھی لیکن فوج جو کچھ اعلانیہ کر رہی ہے میں یہ سمجھنے سے بالکل قاصر ہوں کہ یہ کیوں ہو رہا اور یہ کون سی فوجی حکمت عملی ہے اور اس کے بعد مشرقی پاکستان کس طرح ساتھ رہ سکتا ہے۔

پاکستان کے جن دوستوں نے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے بتلایا کہ ڈھاکہ میں جن بنگالی دوستوں سے میں نے ملاقات کی یہ سب وہ تھے جو پاکستان سے علیحدگی کے بارہ میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے، لیکن ہماری فوج نے جو کچھ کیا اس نے ان سب کا ذہن بدل دیا تھا۔

ان صاحب نے قادیانیوں کا یا ان کے کسی منصوبہ کا کوئی ذکر نہیں کیا، لیکن یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ کوئی فوج اتنے غلط کام اس طرح نہیں کرسکتی جب تک کہ اس کو اوپر کا حکم یا اشارہ نہ ہو۔ اس لئے قرین قیاس وہی ہے جو دوسرے دوستوں نے بتلایا کہ یہ سب کچھ ان قادیانی فوجی افسروں نے کیا اور کرایا جن کا مقصد اور منصوبہ یہی تھا کہ مشرقی پاکستان کو مغربی سے کاٹ دیا جائے اور ان کے درمیان ایسی خلیج پیدا کر دی جائے جس کو کبھی پاٹا نہ جاسکے اور وحدت و یگانگت کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

’’اللھم احفظنا من شرورھم‘‘

اس جگہ مناسب ہوگا کہ فضل محمد خان مرزائی ڈپٹی اسٹنٹ فینانشل ایڈوائزر آرڈیننس ڈپو، راولپنڈی کا خط نقل کر دیا جائے۔ جس سے الفرقان کے بیان کی تائید ہوتی ہے۔ یہ خط ۲۴؍فروری ۱۹۴۹ء کو مرزا بشیر محمود کے نام لکھا گیا ہے۔

قادیانیوں کی جرأت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

عالی جناب سید مخدومی قبلہ گاہی حضرت خلیفۃ المسیح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

التماس ہے کہ میں چار پانچ ماہ سے وارد راولپنڈی ہوا ہوں۔ جس قدر تبلیغی جمود اس شہر میں ہے وہ شاید کہیں نہ ہو۔ اس لئے درخواست ہے کہ شہر راولپنڈی جب کہ یہ آرمی ہیڈکوارٹر بھی ہے، اس میں تبلیغی ہیڈکوارٹر بھی ہونا چاہئے۔ حضور کی توجہ کا محتاج ہے۔ اس پر قبضہ ساری آرمی پر قبضہ کے مترادف ہے۔ حضور نے اس شہر کو بار بار ملاحظہ فرمایا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس کو کیوں توجہ کے ناقابل سمجھا گیا ہے اور اوّل تو میں خود روحانی اور جسمانی کمزوری سے پر ہوں۔ لیکن ماحول سے متأثر ہوتا ہوں۔ حالات یہ چاہتے ہیں کہ ہر احمدی پہلے سے زیادہ چست ہو لیکن وقوعہ یہ ہے کہ ہر احمدی پہلے سے سست ہے۔ علٰی ہذا القیاس! مجھ پر بھی اثر ہے۔ میں ایک عام احمدی کی طرح کہ جتنی وہ کوشش کر سکتا ہے کرتا رہتا ہوں اور ہر ماہ و سال رواں میں اوسطاً ایک بیعت بھی کروا دیتا ہوں۔ لیکن مالی طور پر خوش حال نہیں ہوں۔ تالیف وتربیت تو مبایعین کے لئے ضروری ہے جس کے ناقابل ہونے کی وجہ سے کوشش معطل ہو جاتی ہے۔ بے حد ذہنی پریشانی ہوتی ہے۔ آدھے درجن سے زیادہ میجر، کیپٹن، کرنل وغیرہ ہیں۔ سب کے سب ماشاء اللہ! ہوش مند ہیں، لیکن تبلیغی کارگزاری نہیں ہے۔ میں دفتر میں بہت پرانا ملازم تھا اور خدا کے فضل ورحم کے ماتحت گزیٹڈ افسر ہو گیا ہوں، اس لئے غیراحمدی احکام کا ایک بڑا حصہ میرے خلاف ریشہ دوانیاں کرتا رہتا ہے۔ پارٹی بازی اور خویش پروری میں مبتلا ہے۔ اب اگر میں پختہ ہو جاؤں تو پنشن میں کافی فائدہ ہوگا لیکن خدا محفوظ رکھے اگر لپیٹ میں آ گیا تو بے حد پریشانی ہوگی۔ حضور سے التجاء ہے کہ میرے لئے دعا فرما دیں کہ مولا کریم مجھے ہر قسم کے آفات وحادثات سے محفوظ رکھے۔ میری سب روحانی اور جسمانی کمزوریوں کو دور فرمائے اور مجھ پر اپنی رضا کی راہیں کھول دے اور ہر قسم کی قربانی کی توفیق عطاء فرمائے۔‘‘

حضور کا ادنیٰ خادم: فضل محمد خان احمدی راولپنڈی

اس کے ساتھ ہی ایک واقعہ اور مولانا احتشام الحق تھانوی کے ہی الفاظ میں سن لیجئے۔

’’رمضان کے دن تھے میں روزے کی حالت میں اپنی مسجد میں اعتکاف میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب مسجد میں آئے اور مجھ سے کہا کہ آپ نے ہماری جماعت کا لٹریچر پڑھا ہے؟ میں نے پوچھا کون سی جماعت؟ تو انہوں نے بتایا کہ ’’جماعت احمدیہ‘‘ میں نے کہا قادیانی جماعت کا لٹریچر نہ میں نے پڑھا ہے اور نہ ہی پڑھنا چاہتا ہوں۔ وہ شخص بڑے متکبرانہ لہجے میں کہنے لگا آپ کو پڑھنا پڑے گا اور اگر آپ نہیں پڑھیں گے تو آپ کو ملک چھوڑنا پڑے گا۔‘‘ (منقول از ہفت روزہ ’’حکومت‘‘ حیدرآباد سندھ ج۵، مؤرخہ ۱۴؍دسمبر ۱۹۵۱ء)

’’اللھم احفظنا من شرورھم‘‘

اسرائیل کی پشت پناہی

جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ قادیانیوں نے بیسویں صدی کے ساتویں دہے اور آٹھویں دہے میں اپنی سرگرمیاں تیز کر رکھی تھی اور ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۴ء تک رابطہ عالم اسلامی میں اس پر غور وخوض نے ان کو اور زیادہ متوجہ کر دیا تھا کہ اپنے مرکز ’’ربوہ‘‘ سے پاکستانی حکومت کے ذریعہ اپنے پروپیگنڈہ میں جوش وخروش سے مشغول ہوں۔ یہاں تک کہ اسرائیل میں اپنے مشن کی سرگرمیاں بیان کرتے ہوئے ’’بدر قادیان‘‘ کے ۷؍جون ۱۹۷۳ء کے شمارہ میں محمد مقصود صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم (حیفا) اپنی رپورٹ میں رقم طراز ہیں: ’’اسرائیل میں اکثریت یہودی مذہب رکھتی ہے، لیکن اپنے دین پر عمل کرنے کا دعویٰ کرنے والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ مذہبی لوگ تو ہمارے ہاں کم ہی آتے ہیں۔ (شاید اس لئے کہ وہ باطل مذہب کو سمجھتے ہیں) البتہ جو صرف قومی طور پر یہودی ہیں وہ کم متعصب ہیں۔ اسی وجہ سے نیز اپنی معلومات میں وسعت پیدا کرنے کے لئے عموماً ٹولیوں کی صورت میں منظم طریقے پر آتے رہتے ہیں۔ عرصہ سے زیر رپورٹ میں شمالی بستیوں میں رہنے والوں کے دو گروپ ہماری مسجد ’’جامع سیدنا محمود‘‘ دیکھنے آئے، ایک میں اٹھارہ اور دوسرے میں پندرہ افراد تھے، دونوں گروپوں کو علیحدہ علیحدہ اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا اور عبرانی زبانی میں لٹریچر پیش کیا۔

اس کے بعد اپنی لن ترانیاں ہانکی ہیں اور یہ ظاہر کیا کہ وہ اسلام کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ساتھ ہی ایک صاحب کی ملاقات کا ذکر کیا ہے کہ وہ ہندوستانی تھے، جنہوں نے موصوف کو ’’پنجابی سکھ سمجھ کر سلام کیا‘‘ اور جب ان کو معلوم ہوا کہ قادیانی ہیں

تو انہوں نے کہا: ’’بمبئی میں تو آپ کی جماعت کا کوئی آدمی نہیں۔‘‘ پھر ایک پادری سے ملاقات ہوئی جن کو اسلام پر تقریر کرنے والے کی ضرورت تھی تو انہوں نے جلال الدین قمر صاحب کا نام لکھوا دیا۔

اس کے بعد رقم طراز ہیں: ’’ہمارا عربی مجلّہ ’’البشریٰ‘‘ ایک عرب عیسائی کے مطبع میں چھپتا ہے، عید ولادت مسیح کے موقع پر ہم تین افراد ان کے گھر ’’عکہ‘‘ گئے (عکہ ایک مقدس شہر ہے جہاں کم از کم مسلمانوں کو جانے کی عام اجازت نہیں) عکہ شہر میں متعدد مقامات پر گئے اور کوشش کی کہ کہیں کسی بہائی سے ملاقات ہو جائے۔ مگر وہاں بہائیت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ (اس کا مبلغ کو بہت افسوس ہے)

اس کے بعد بہائیوں کا ذکر کیا گیا ہے جو ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ یہ پوری رپورٹ کئی صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا نقل کرنا طول عمل مذکورہ اقتباسات پر اکتفاء کرتے ہوئے بعض حقائق کی طرف نشان دہی ضروری ہے۔‘‘

ا...... عادۃ قادیانی جھوٹ اور پروپیگنڈہ پر اپنی عمارت قائم کرتے ہیں اور بزعم خود خیالی دنیا میں تصور کرتے ہیں کہ ہم بام عروج پر پہنچ گئے اور ہمیشہ ایک جگہ کی لن ترانیاں دوسری جگہ بیان کرتے ہیں کہ دوسرے مبہوت ہو جائیں اور مجبور ہوں کہ ان کی باتوں پر یقین کریں اور اس جگہ ایک صاحب کا لطیفہ یاد آ گیا جو حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

قادیانی اور کذب بیانی

ایک ہمارے چنیوٹی سنی جن کے قادیانیوں سے نہ صرف تعلقات تھے بلکہ رشتہ داری بھی تھی اور ایک شادی کی تقریب میں شرکت کرنے گئے۔ نکاح میں کچھ تاخیر تھی تو وقت گزاری کے لئے انڈونیشیا کے ایک قادیانی مبلغ سے کچھ تقریر کے لئے کہا گیا۔ جنہوں نے انڈونیشیا میں اپنی کارگزاری سنانی شروع کی۔ ہمارے سنی بھائی نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا کہ مجھے بھی تقریر کا داعیہ زوروں پر ہے اور میں بھی تقریر کرنا چاہتا ہوں۔ میری حالت ناقابل برداشت ہوگئی ہے۔ ساتھیوں نے (جو قادیانی تھے) کہا کہ اگر اتنے ہی بے قابو ہیں تو ہم جو قریب بیٹھے ہیں ان کو سنا لیجئے، سنی بھائی نے کہا ’’میں ایک مرتبہ آسٹریلیا گیا تھا اور وہاں...... قادیانیوں نے کہا کہ تم آسٹریلیا گئے تھے ہمیں تو معلوم ہی نہیں، وہ بولے تم کو اس سے کیا مطلب گیا یا نہیں۔ میرا واقعہ سنو وہ لوگ کہنے لگے جھوٹ کو سن کر کیا کریں گے۔ انہوں نے

کہا یہ شخص اتنی دیر سے جھوٹ بول رہا ہے اور کوئی اس سے نہیں پوچھتا کہ بیان کردہ واقعات کا ثبوت کیا ہے؟ میری بات سننا نہیں چاہتے۔ وغیرہ! اس شخص نے ایک حقیقت کی طرف اشارہ کیا تھا کہ دور کی بات سنی جاتی ہے اور مقامی باتوں کو نظرانداز کر دیا جاتا ہے، اسی لئے اس نے مقامی آدمیوں کی حقیقتیں بیان کیں کہ کس طرح جھوٹ بولتے ہیں اور دھوکہ بازی سے کام لیتے ہیں۔ کلکتہ کے بڑے مبلغ کے واقعات اس نے دہرائے اور کہا کہ ہم تو اس حقیقت سے واقف ہیں۔ ساتھ ہی لمبی تقریر میں تعلّی کی بھی حد نہیں اور مرزا قادیانی بھی ان کے سامنے ہیچ ہوگئے۔

قادیانیت اور یہودیت

اس سب سے بالاتر اور اہم جو حقیقت سامنے آتی ہے وہ قادیانیت کا یہودیت سے گہرا رشتہ واضح ہوتا ہے، پہلے تو اسرائیل میں اسلام کی تبلیغ ہی کسی کے ذہن میں نہیں آسکتی۔ پھر یہودی اسکولوں کے بچوں کو تبلیغ سننے کا موقع دینا یعنی اسرائیلیوں کو یہودیت سے بیزار کرنا یہ تو اسرائیل پر بہتان کہا جاسکتا ہے۔ ذرا غور کیجئے۔ آخر یہ سب کیوں ہے اور کیسے ہے؟ اس کا تعلق قادیانیت کے گہرے مطالعہ سے ہے۔ مرزا قادیانی کا اور قادیانیت کا پورا زور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف ہے۔ مرزا قادیانی نے جتنے توہین آمیز کلمات حضرت عیسیٰ اور سیدتنا مریم علیہما السلام کے سلسلہ میں استعمال کئے ہیں۔ ان کا شمار تو درکنار ان کا استعمال نعوذ باللہ! کسی مہذب انسان سے کسی معمولی شخصیت کے لئے ناممکن ہے۔ مگر قادیانی اور مرزا قادیانی اس سے تھکتے نہیں۔ نہ اس سلسلہ میں ان کے یہاں تہذیب اور شائستگی کا کوئی دور دورہ ہے۔ نمونہ ''نقل کفر کفر نباشد'' کے مصداق تحریر ہیں: (فیصلہ مقدمہ بہاول پور ص۵۳،۵۴) پر منشی محمد اکبر خان صاحب رقم طراز ہیں:

اسی کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳ حاشیہ) پر آگے مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہ لکھتے ہیں کہ: ''خداوند تعالیٰ نے قرآن شریف میں کوئی خبر نہیں دی کہ یسوع کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا کہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹ مار رکھا اور آنے والے نبی کے مقدس وجود سے انکار کیا اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازکے دشمن کو ایک بھلے مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے، چہ جائے کہ اس کو نبی قرار دیں۔''

اور کتاب (ست بچن ص۱۶۷، خزائن ج۱۰ ص۲۹۱) پر لکھتے ہیں: ''اور بالخصوص یسوع کے دادا صاحب داؤد نے تو سارے برے کام کئے۔ ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لئے

فریب سے قتل کرایا اور دلالہ عورت کو بھیج کر اس کی جورو کو منگوایا اور اس کو شراب پلائی اور اس سے زنا کیا اور بہت سا مال حرام کاری میں ضائع کیا۔‘‘

(ازالۃ الاوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴، ۲۵۵) کے حاشیہ پر درج ہے کہ: ’’حضرت عیسیٰ اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس سال تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں۔‘‘

(کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸) پر لکھتے ہیں کہ: ’’مریم کی وہ شان ہے کہ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم تورات عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں کر توڑا گیا اور تعداد ازدواج کی کیوں بناء ڈالی گئی۔‘‘

اور جج صاحب (ص۵۱) پر لکھتے ہیں۔ (ضمیمہ حاشیہ انجام آتھم ص۴،۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۸، ۲۸۹) پر لکھتے ہیں: ’’پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی نام کیوں رکھا۔‘‘

آگے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ: ’’آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔‘‘

اسی صفحہ پر آگے کہتے ہیں کہ: ’’میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیوں کہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔‘‘

آگے ہے کہ: ’’یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کس قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱) کے حاشیہ پر ہے کہ: ’’آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور تین نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا ہے۔‘‘

آگے لکھتے ہیں کہ: ’’آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے، ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے۔‘‘

آگے ہے کہ: ’’سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔‘‘

اسی طرح اپنی کتاب (حاشیہ کشتی نوح ص۶۵، خزائن ج۱۹ ص۷۱) پر لکھتے ہیں کہ: ’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب سے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے، اے مسلمانو! تمہارے نبی ﷺ تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے۔‘‘

آگے (ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰) کے حاشیہ پر ہے کہ: ''آپ کے حقیقی بھائی آپ کی ان حرکات سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے۔''

(کتاب ست بچن ص۱۷۱، خزائن ج۱۰ ص۱۹۵) کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ: ''یہ درخواست بھی صریح اس بات کی دلیل ہے کہ یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا۔''

یہ صرف نمونہ کے طور لکھا گیا ہے۔ **نعوذباللہ من ذلک!**

آخر یہ سب کس لئے ہے؟ ذرا سا پیچھے مڑ کر دیکھئے یہودیت سب سے بڑی دشمن حضرت عیسیٰ کی ہے؟ حضرت عیسیٰ کی مخالفت، ان کی ایذاء رسانی کس نے کی؟ یہاں تک کہ آخر میں ان پر مقدمہ چلا کر پھانسی تک کس نے پہنچایا؟ اور پھانسی کے بعد کس نے کہا'' **انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ** (نساء:۱۵۷)'' ہم نے عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسول کو قتل کیا، یہ فخر یہ انداز کس کا ہے؟ صرف یہود اور یہودیوں کا ہی ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: '' **وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم** '' انہوں نے ان کو (عیسیٰ علیہ السلام) کو نہ قتل کیا ہے اور نہ پھانسی دی ہے لیکن ان کو شبہ میں ڈالا گیا ہے۔ پھر '' **وما قتلوہ یقیناً** '' اور یقینی طور پر انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا۔ (آیت مذکورہ سورۂ نساء) اتنی صراحت اور تاکید سے قرآن نے بیان کیا ہے مگر اتباع یہود اس صراحت کو نہیں مانتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف آوازیں بلند کررہے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا یہودی خرافات پر یقین لانا ہی نہیں بلکہ اس کی تبلیغ واشاعت کو شعار بنا لینا یہودیت کی وہ خدمت ہے جس سے خود علماء یہود قاصر رہے۔ حیرت ہے کہ مرزاقادیانی اس سے آگے بڑھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں بھی (اپنے نزدیک مدح وثنا کے طور پر) وہ بہتان طرازی کر گئے جس کی مثال کسی بھی تحریر میں نہیں ملتی ہے۔

مرزاقادیانی (نورالحق حصہ اوّل ص۵۰، خزائن ج۸ ص۶۸،۶۹) میں لکھتے ہیں: (اصل عبارت اور ترجمہ مرزاقادیانی کا ہی ہے) '' **وھذا موسیٰ فتی اللہ الذی اشار اللہ فی کتابہ الیٰ حیاتہ و فرض علینا ان نؤمن بانہ حیّ فی السماء ولم یمت ولیس من المیّتین** '' یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہوگیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ زندہ آسمان میں موجود ہے اور مردوں میں سے نہیں ہے۔

کیا مرزا قادیانی کو لگام کی ضرورت ہے

یہ بات خود یہود بھی نہیں کہتے مگر مرزا قادیانی کے کوئی لگام نہیں۔ مرزا قادیانی نے یہ جملے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر بحث کرتے ہوئے لکھے ہیں۔ اس سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ اسرائیل میں قادیانیت کا مقام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہود جہاں خود نہیں پہنچ سکے، وہاں ان شدومد سے اسلام سے دشمنی رکھنے والوں کو بھیج دیا اور ان لوگوں نے اپنے آقاؤں کے سامنے سرتسلیم خم کرتے ہوئے خدمت انجام دی۔

ہمارے سامنے روزنامہ دعوت دہلی کا سہ روزہ ایڈیشن مؤرخہ ۲۲؍جنوری ۱۹۷۵ء ہے جس میں قادیانیوں کا پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ قرار دینا اور پاکستانی سفیر کا قادیانی رول بہت واضح ہے۔ ہم اس کو مختصر کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ پھر بھی کافی طویل ہے ذرا غور سے پڑھنے کے قابل ہے۔

گھانا میں قادیانیت کا پروپیگنڈہ اور پاکستانی سفارت خانہ

پندرہ روزہ اسپکٹ لندن کے دسمبر کی پہلی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی کہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے ایک آزاد ممبر جناب ظفر احمد انصاری نے اپنی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ گھانا میں متعین پاکستانی سفیر کو فوراً واپس بلا لیا جائے۔ ان پر الزام یہ ہے کہ گھانا میں قادیانیت نواز سرگرمیوں میں مصروف رہا کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چند حقائق و واقعات کا وہاں کی صحافت کی زبان میں پیش کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

آج سے تقریباً پچاس برس پہلے انگریزوں کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے قادیانی گھانا میں وارد ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد انہوں نے بڑے زوروشور کے ساتھ یہ پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ ہندوستان اور پاکستان تو خالص احمدی اسٹیٹ ہے۔ لیکن ان کے اس پروپیگنڈہ کا خاطر خواہ نتیجہ یوں نہ نکل سکا کہ سابق سفراء نے اس سلسلہ میں ان کی کوئی مدد نہیں کی بلکہ اس کے برعکس بعض نے نہایت سخت رویہ اختیار کیا اور اس علاقہ کی طرف کبھی قدم نہیں رکھا۔ جدھر ان کے مراکز و مدارس واقع تھے حتیٰ کہ موجودہ سفیر سے قبل پاکستانی سفیر جناب ارشد علی (جن کے متعلق عام خیال ہے کہ وہ قادیانی تھے اور انہوں نے ہی پاکستانی سفارت خانہ کو بلیک سہارا اسکوائر سے منتقل کرکے امجدیہ کوارٹر کے زیرسایہ رنگ روڈ پر لاکھڑا

کیا تھا اور انہیں کے وقت میں خلیفہ سوم مرزا ناصر احمد نے مغربی افریقہ کے ملکوں کا دورہ کیا تھا) نے بھی ان کی کسی تقریب میں علی الاعلان شرکت نہیں کی۔ لیکن موجودہ سفیر جناب سید عبدالمعید نے گھانا میں قدم رکھتے ہی اتنے شد ومد اور زور وشور کے ساتھ پریس اور ٹیلی ویژنوں کے سیمیں پردوں پر چڑھ کر ان کی تقاریب میں شرکت شروع کر دی کہ یہاں کے جو مسلمان قادیانیوں کے گھناؤنے اور گمراہ کن پروپیگنڈہ سے بچے ہوئے تھے۔ وہ بھی ایک دفعہ سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ واقعی پاکستان ایک احمدی اسٹیٹ ہے۔

اس اثنا میں انہیں مختلف ذرائع سے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ قادیانیت کا اسلام سے دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے اور ساری دنیا کے مسلم علماء اور اداروں نے انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گھانا میں مسلمان پاکستانی حکومت اور عوام سے اس قدر متنفر اور بدظن ہوگئے کہ پاکستانی کو دیکھ کر نفرت سے منہ پھیر لیا کرتے تھے۔ ابتداء میں سفیر موصوف کی اس قادیانیت نواز پالیسی کو سیاسی مصالح کے پیش نظریوں نظر انداز کر دیا گیا کہ ان ہی وقتوں میں مشرقی اور مغربی پاکستان کا مسئلہ زور پکڑ گیا تھا اور انہیں اپنے ملک کی پالیسی واضح کرنے کے لئے مقامی اخبارات ورسائل کا سہارا لینا ضروری تھا۔ ادھر قادیانیوں نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے انہیں اپنے ماہنامہ چند ورتی گائیڈنس کی خدمات پیش کر دیں۔ لیکن جب گھانا گورنمنٹ کی سیاسی پالیسی واضح ہوگئی اور مقامی صحافت بنگلہ دیش کے حق میں ہوئی تو قادیانیوں نے بھی آنکھیں پھیر لیں اور موصوف کو ٹکا سا جواب دے دیا کہ وہ مقامی پالیسی کے خلاف نہیں جاسکتے۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے ''گھانا'' میں قادیانیوں کا نام بھی استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی۔

اس سے قادیانیت اور اس کے ارادوں اور طریق کار پر کافی روشنی پڑتی ہے اور اس کے بعد کاتب مضمون نے گھانا کے اخبارات کے تاریخ وار حوالہ دیئے ہیں کہ کس طرح پاکستانی سفیر نے گھانا میں قادیانیت کے فروغ کے لئے کھلم کھلا کوششیں کیں اور قادیانیوں کے اسکولوں وغیرہ میں جا کر تقریریں کیں۔ ساتھ ہی متعدد فوٹو بھی شائع کئے ہیں جن میں مسٹر ایس اے معید نمایاں طور پر موجود ہیں۔ یہ سب ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۲ء کے اواخر تک سفیر موصوف نے ببانگ دہل دل کھول کر قادیانیت کو نوازا اور پاکستان کی اسلامی حکومت اور عوام کا جی بھر کر مذاق اڑایا حتیٰ کہ بہت سے حقیقت سے باخبر قریبی حلقوں نے موصوف کی اس

حرکت پر سخت تعجب کا اظہار کیا اور اخلاقی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے، دبے الفاظ میں ان کو باز رکھنے کی کوشش کی لیکن ایسوں پر ذرا بھی اخلاقیات کا اثر نہیں ہوتا اور ۱۹۷۴ء کے اوائل میں کچھ چونکے جب کہ رابطہ عالم اسلامی نے فیصلہ صادر کیا۔

پھر بھی گھانا میں بغیر نام اور تصویر کے ان کی حرکتیں جاری رہیں۔ چنانچہ ۱۱/مارچ ۱۹۷۴ء کے گھانین ٹائمز کے (ص۳) کی خبر کے مطابق اشوکورے میں قادیانی اسپتال کی افتتاحی تقریب میں تقریر کرتے ہوئے قادیانی جماعت کے ممبران کی تعریف کرتے ہوئے اس پروجیکٹ کو مقررہ وقت پر پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ان کی مہارت، جانفشانی اور کام کی اسپرٹ کو خراج تحسین پیش کیا۔ (اور اس موقع پر کوئی تصویر شائع نہیں ہوئی)

وسط ۱۹۷۴ء میں واقعہ ربوہ جس کا اوپر ذکر گزر چکا ہے اس سے کچھ پہلے پاکستانی سفارت خانہ اکرا (گھانا) کے زیر اہتمام یوم اقبال بڑی شان سے منایا گیا اور اس میں گھانا کی معروف شخصیتوں کا امیر جماعت مولوی کلیم سے تعارف کرایا گیا اور دکھانے کے لئے تلاوت کلام پاک سے پروگرام کا آغاز رکھا گیا۔ اس میں علامہ اقبال کی تحریروں کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا اور بڑے شدومد سے قادیانی کہتے ہیں کہ علامہ اقبال قادیانیت نواز تھے۔ لیکن بعد میں اپنی قوم کے خوف سے بظاہر قادیانی دشمن بن گئے اور سیاسی اختلاف کے سبب اپنے بعض خطوط میں قادیانیت کے خلاف جواہر لال نہرو کو کچھ سخت سست لکھ دیا۔

قادیانیت کے یہی ہتھکنڈے دوسرے افریقی ممالک میں بھی استعمال ہوئے ہیں۔ جہاں جہاں یہود نے اپنے لئے تنگی محسوس کی وہاں قادیانیوں کو بڑھا دیا اور اس طرح اپنے آقاؤں کے اشاروں پر خدمت انجام دیتے رہے اور بچے کھچے انداز میں آج بھی کام کر رہے ہیں۔

رابطہ عالم اسلامی کا تاریخی فیصلہ

اپریل ۱۹۷۴ء قادیانیت کے لئے ’’Stop‘‘ ’’بس‘‘ کا صاعقہ ثابت ہوا۔ رابطہ عالم اسلامی نے اپنے تاریخی فیصلہ میں قادیانیت کو اسلام سے علیحدہ ایک مذہب قرار دے دیا۔ اس تاریخی فیصلہ کا اثر برصغیر ہندوپاک پر تو پڑنا ہی تھا ساتھ ہی ساتھ پوری دنیا میں اسلام کی روشنی نے قادیانیت کے سیاہ پردے کو چاک کر دیا اور رابطہ عالم اسلامی نے اپنا وجود صحیح معنوں میں ثابت کر دیا کہ وہ صرف اسلام کو ہی محیط ہے۔

برصغیر میں پہلے پاکستان کو لیتے ہیں، جس کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ اوپر کی سطریں آپ پڑھ چکے ہیں کہ پاکستان کی وزارت خارجہ نے کس طرح قادیانی سفراء کے ذریعہ دنیا میں اپنے کو اسلام کا ٹھیکہ دار بنا رکھا تھا۔ یہ سب سر ظفر اللہ خان نے اپنی وزارت خارجہ کے زمانہ میں جال پھیلایا تھا اور خارجہ میں خاص طور پر قادیانیوں کو بھرا تھا اور کامیاب بھی رہے۔ اس لئے سب سے بڑی چوٹ قادیانی قصر کے بعد سر ظفر اللہ کو پہنچی۔ ربوہ کے محل کے مکین خلیفہ سوم اور مرزا قادیانی کے خاندان کو تباہ و برباد کرنے کا سہرا ذوالفقار علی بھٹو کے سر بندھا جو بادل ناخواستہ ان کو کرنا پڑا۔ عوام تو پہلے ہی سے بپھرے ہوئے تھے اور اس کے کئی مظاہرے بھی ہو چکے تھے لیکن حکومت کی سرپرستی نے ہمیشہ عوام پر سختی کی اور ان کو ہر طرح دبا دیا۔ ۱۹۶۵ء سے حج سے روک دیئے جانے کے باوجود قایانی بھیس بدل کر جاتے رہے۔ ذوالفقار علی بھٹو کو قادیانیوں سے کوئی بیر نہ تھا بلکہ وہ تو حالات کے ماتحت سمجھوتہ کئے ہوئے تھے، حالات نے ہی ان کو مجبور کیا کہ وہ یہ تیشہ چلائیں۔

زمانہ شاہ فیصل کا تھا اور شاہ فیصل ہی کو ۱۹۶۵ء میں خط لکھا گیا تھا اور اس وقت دنیا میں تین بلاک تھے، امریکن بلاک، روسیوں کا بلاک، اور تیسرا اسلامی بلاک جو انتہائی مختصر تھا لیکن اس کا بھی شمار تھا اور اس وقت اس بلاک میں چھوٹے چھوٹے سہی کمزور سہی (۳۲) ملک تھے اور یہ فیصلہ ان کا متفقہ فیصلہ تھا اور پاکستان بھی اس میں شامل تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے سامنے دو ہی راستے تھے یا تو اسلامی بلاک میں رہیں یا اس فیصلہ کی مخالفت کرتے ہوئے بلاک سے خارج ہو جائیں۔ کسی بلاک سے علیحدہ ہونے کا مطلب خودکشی ہی ہوسکتا تھا۔ بھٹو نے بجائے خودکشی کے دوسرا راستہ اپنایا اور قادیانی محل کو ختم کر کے قادیانیت کو پاکستان کے دستور کے مطابق ملک میں ایک اقلیت کا درجہ دے دیا۔ خارج اسلام ہونے کے معنی ہی یہی تھے۔ اس طرح بھٹو کو بربادی کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے قادیانیوں نے پوری دنیا میں اودھم مچا دیا کہ بھٹو نے یہ کام کیا ہے اور پاکستان نے اپنے باشندوں کو غیر ملکی قرار دے دیا (یہی قادیانی پروپیگنڈہ تھا) اس سے ہندوستان نے بھی محض پاکستان کی مخالفت میں اس کو غلط قرار دے دیا۔ ہندوستان میں زیادہ کھل کر تو نہیں کہا گیا مگر ان کا اندرون یہی تھا اور ہندو پریس نے تو کھل کر قادیانیوں کو مشورہ دینا شروع کر دیا کہ وہ ہندو بن جائیں، شری کے نریندر جی

ایڈیٹر پرتاپ رقم طراز ہیں: ''اخبار پرتاپ مؤرخہ ۲۱/ جولائی ۱۹۷۴ء اتوار کے لیڈنگ آرٹیکل بعنوان ''احمدی مسلمانوں کی سمسیا'' میں شری نریندر جی نے صاف بیانی سے کام لیتے ہوئے بجا فرمایا ہے کہ اس دیس میں بسنے والے احمدیوں سے ضرور سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اگران کا وشواس وہی ہے جو مولوی عبدالرحمٰن نے پیش کیا ہے کہ جب کبھی عوام غلط راستے پر چل پڑے ہیں تو ان کی نجات کے لئے اور انہیں راستے پر لانے کے لئے کوئی پیغمبر آتا ہے۔ یہ عین وہی بات ہے کہ جو بھگوان کرشن نے بھگوت گیتا میں کہی ہے تو احمدی مسلمانوں کو ماننا پڑے گا کہ وہ عام مسلمانوں کے بجائے ہندوؤں کے زیادہ نزدیک ہیں۔''

شری کے نریندر جی کا مشورہ ہندوستانی قادیانیوں کے لئے تھا اور مسئلہ صرف ہندوستانی نہیں بلکہ عالمی تھا۔ اندازہ ہے کہ اگر صرف ہندوستانی مسئلہ ہوتا تو چشم زدن میں حل ہو جاتا، اس سے اندازہ ہو گیا کہ حالات کیا تھے۔

رابطہ عالم اسلامی نے جو فیصلہ کیا ہے اس کو ہم ہفت روزہ ''بدر قادیان'' ۹/ مئی ۱۹۷۴ء سے نقل کررہے ہیں تاکہ قارئین اس تاریخی فیصلہ سے پورے طور پر واقف ہو جائیں۔ اصل فیصلہ عربی میں ہے اس کے ترجمہ کی ذمہ داری بدر قادیان پر ہے۔

رابطہ نے اپنے جلسے منعقدہ ۱۰/ اپریل ۱۹۷۴ء میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی ہے:

''قادیانیت یا احمدیت ایک تباہ کن کیڑا ہے، یہ تحریک اسلام کے دامن میں اور اس کے نام میں پناہ لیتی ہے اور اپنے خبیث اور گندے مقاصد کو چھپاتی ہے۔

الف...... اس تحریک کا دعویٰ ہے اس کا داعی نبی ہے۔

ب...... قرآنی آیات ونصوص میں یہ لوگ تحریف کرتے ہیں۔

ج...... جہاد کو منسوخ کرتے ہیں۔

اس تحریک نے اسلام دشمن طاقتوں کی مدد اور سرمایہ سے عبادت گاہیں بنائی ہیں۔ جہاں ذہنی الحاد اور کفر اور قادیانی مذہب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس تحریک نے مدارس، ادارے اور یتیم خانے کھولے ہیں۔ ان سب میں قادیانیت سرگرم عمل ہے، قادیانی لوگوں نے قرآن کریم کے تحریف شدہ نسخے مختلف زبانوں میں نشر کئے ہیں۔ کانفرنس اس خطرہ کے مقابلہ کے لئے مندرجہ ذیل قرارداد پاس کرتی ہے۔

۱...... ہر اسلامی تنظیم، قادیانی سرگرمیوں کو جہاں بھی وہ سرگرم عمل ہوں روکے، ان کی حقیقت سے پردہ اٹھائے اور دنیا کو ان سے واقف کرائے تاکہ لوگ ان کے جال میں پھنسنے نہ پائیں۔
۲...... کانفرنس اعلان کرتی ہے کہ یہ طبقہ کافر ہے اور اسلام سے خارج ہے۔
۳...... قادیانیوں یا احمدیوں سے کوئی معاملہ نہ کیا جائے، ان کا اقتصادی، سماجی، اور تہذیبی بائیکاٹ کیا جائے، ان سے شادی بیاہ کا رشتہ نہ قائم کیا جائے۔ مسلمانوں کے قبرستان میں ان کو دفن نہ کیا جائے۔ ان سے وہ معاملہ کیا جائے جو تمام کفار سے کیا جاتا ہے۔
۴...... تمام مسلم حکومتوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروؤں کی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں اور ان کو غیر مسلم اقلیت تصور کریں اور ان کو گورنمنٹ میں اہم مناصب اور عہدوں پر فائز نہ ہونے دیں۔
۵...... قرآن کریم میں قادیانیوں نے جو تحریف کی ہے اس کے فوٹو شائع کئے جائیں۔ قرآن کے قادیانی ترجموں کو تلاش کر کے جمع کیا جائے اور ان کو پھیلنے سے روکا جائے۔
۶...... ہر وہ طبقہ جو اسلام سے منحرف ہے اس سے قادیانیوں جیسا سلوک کیا جائے۔‘‘

اس قرارداد کا نمبر۴ تو مسلم حکومتوں سے خطاب تھا اور پاکستان بحیثیت اسلامی ملک اور اسلامی بلاک کا ممبر اس پر عمل کرنے کے لئے مجبور تھا اور مرزا وسیم اختر (جو قادیان ہندوستان کے مقبرہ قادیان کے گدی نشین ہیں) نے حکومت ہند سے قادیانیوں کے تحفظ کے لئے درخواست بھی کی۔ ساتھ ہی مسلم اخبارات کی شکایت بھی ان الفاظ میں کی: ’’حیدرآباد اور لکھنؤ کے چند اخبارات کو چھوڑ کر باقی ماندہ تمام مسلم اخبارات نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے پاکستانی فیصلے کی حمایت کی ہے اور اس کا خیر مقدم کیا ہے۔‘‘

(روزنامہ امروز کلکتہ ۱۲؍ستمبر ۱۹۷۴ء)

یہاں یہ ذہن میں رکھئے کہ اردو اخبارات کے مراکز میں حیدرآباد اور لکھنؤ کے ساتھ ہی کلکتہ کا شمار بھی ہوتا ہے لیکن کلکتہ کے کسی اخبار نے بھی اس پاکستانی فیصلہ کی حمایت نہیں کی۔ شاید اس لئے کہ کلکتہ والوں کو یہ فخر حاصل تھا کہ رابطہ عالم اسلامی میں ۱۹۶۵ء میں درخواست پیش کی اور ۱۹۷۴ء تک اس کی پیروی کرتے رہے۔

اس کا ردعمل ہندوستان میں یہ ہوا کہ حکومت ہند نے اپنا مؤقف واضح نہیں کیا اور حالات کا جائزہ لیتے رہے۔ پاکستان کی مخالفت تو ضروری تھی مگر عالم اسلامی کی مخالفت قابل

غور تھی۔ خاص کر شاہ فیصل کے دور میں جب کہ اسلامی بلاک ایک حقیقت تھا، اسی دوران شاہ فیصل کی شہادت ہوگئی اور کلکتہ میں خاص کر تعزیتی جلسے کئے گئے۔ زکریا اسٹریٹ میں ایک بڑا جلسہ ہوا جس میں مقررین نے شاہ فیصل کا ذکر قادیانیت کی بربادی سے جوڑ دیا اور ان کے کارناموں میں قادیانیت کو خارج اسلام قرار دینا نمایاں طور پر پیش کیا گیا اور کلکتہ والوں کو مزید کام کرنے کا موقع ملا۔

رابطہ کی قرارداد نمبر۳ کا خطاب تمام دنیائے اسلام کے لئے تھا جو خواہ حکومت کیسی بھی ہو۔ ہندوستانی مسلمانوں نے اپنے کو مخاطب سمجھتے ہوئے خاص کر کلکتہ والوں نے اس پر عمل کرنے کی کوشش کی۔ کلکتہ میں تین بڑے قبرستان (سولہ آنہ قبرستان خضر پور، باگماری قبرستان، پارک سرکس اور مانک تلہ قبرستان) سرکاری ہیں اور وہ حکومت کے زیرنگرانی ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے قبرستان مختلف گروہوں کے پرائیویٹ ہیں۔ ہمارا نشانہ سرکاری بڑے قبرستان ہی تھے۔ اس کے انتظام کے لئے سرکار نے ''محمڈن بیریل بورڈ'' بنا رکھا ہے۔ جو وزیرصحت کے ماتحت ہوتا ہے۔ اس کا سربراہ کارپوریشن کا ایگزیکٹو آفیسر ہوتا ہے اور ممبران میں اکثریت مسلمانوں کی ہوتی ہے اور ممبران میں مسلم ایم.ایل.اے کارپوریٹر اور دیگر سربرآوردہ شخصیتیں ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض سینئر مسلم وکلاء ہائی کورٹ کو توفیق بخشی کہ انہوں نے انجمن فلاح مساجد مغربی بنگال کے نام سے کام شروع کیا۔ ان کے مشورہ سے یہ کوشش شروع کی گئی کہ مسلم قبرستانوں میں قادیانیوں کے دفن پر پابندی لگائی جائے۔ اس کے لئے سب سے پہلا کام یہ کیا گیا کہ بیریل بورڈ کے ممبران سے گفتگو کر کے ان کو تیار کیا گیا کہ وہ اس مہم کو کامیاب بنانے میں پیش قدمی کریں۔ سب سے بڑی رکاوٹ قادیانیوں کے ''ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور'' اور عوام کی قادیانیت سے لاعلمی تھی، جب یہ سب فرداً فرداً الا ماشاءاللہ! مطمئن ہوگئے تو ان کے ہی مشورہ سے ایک عوامی درخواست تیار کی گئی جس میں رابطہ کی قرارداد کے پیش نظر مطالبہ کیا گیا تھا کہ مسلمانوں کے قبرستانوں میں غیرمسلم قادیانیوں کو دفن نہ کیا جائے۔

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

اس جگہ ضروری ہے کہ قادیانیت کی مخصوص کامیابی کے لئے راز فاش کردیا

جائے۔ قادیانی اکثر نئے تعلیم یافتہ، روشن خیال اور عقلیات پر بھروسہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ ان میں وکلاء ہر جگہ ضرور پائے جاتے ہیں اور ان کے سب سے بڑے سربراہ عملاً (رسماً تو خلیفہ ہوتا) سر ظفراللہ ہیں جو انٹرنیشنل کورٹ ہیگ کے جج ہیں اور جہاں بھی کوئی مخالفت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہی آگے بڑھتے ہیں اور مخالف کے خلاف مقدمہ دائر کرتے ہیں، وہ مقدمہ میں الجھا رہتا ہے اور ان کے نبی کی سنت یہی ہے۔ خود مرزا قادیانی مختار تھے اور اسی پیشہ کے ذریعہ سے وہ نبی بنے تھے اور قادیانیوں کی کارگزاری اسی میدان میں سے ہوتی ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم تھا کہ میں شروع سے ان کی گرفت میں نہ آسکا، ورنہ رحمان کے مقابل؟ وکلاء کی ٹکر کے وکلاء ہی ہوسکتے ہیں۔ اسی لئے بیریل بورڈ کی درخواست پر سب سے پہلے سولہ کلکتہ کے سینئر وکلاء کے دستخط تھے۔ جن میں سب سے سینئر سی ایف علی ایک نمبر پر تھے اور کارروائی بڑھنا شروع ہوگئی۔

کلکتہ کے ہر گروہ کے اشخاص سے دستخط کرائے گئے، ڈاکٹر، انجینئر، عوامی لیڈر اور علماء وغیرہ سب کو شریک کیا گیا۔ یہاں تک کہ مشائخ کا وہ طبقہ جو اپنے کو الگ رکھتا ہے اس کو بھی شامل کیا گیا اور پھر ظاہر ہے حکومت کی مشینری بھی حرکت میں آگئی یا لائی گئی۔ تلاش شروع ہوئی اور ''قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند'' سی.آئی.ڈی کے دو افسر میرے پاس آئے اور اپنے تعارف کے بعد اس دستخطی تحریک کے بارے میں سوال کیا۔ میں نے پہلے ان کو رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد اور اس میں پاکستان کا حصہ اور اسلامی بلاک کا مقام اور شاہ فیصل کے تعزیتی جلسہ کا حوالہ دے کر ان کو بتلایا کہ فلاں قادیانی قریب الموت ہے۔ اس کے مرنے پر اس کا جنازہ قبرستان جائے گا تو وہاں فساد کا خطرہ ہے اور اسی خطرہ سے بچنے کے لئے یہ شکل ہے کہ حکومت پہلے ہی مسلم قبرستانوں میں ان کا دفن منع کردے۔ ورنہ نقص امن کی شکل میں آپ بھی پریشان ہوں گے اور ہم بھی۔ ہم قوم کو بچانے کی کوشش کریں گے اور آپ رپورٹ تیار کرنے کی فکر میں ہوں گے، اس لئے یہ اقدام بروقت ہے۔

اس گفتگو سے وہ مطمئن ہوگئے اور اب انہوں نے چند سوال پیش کئے جو ان کو اوپر سے دیئے گئے تھے۔ یہ تحریک کہاں سے شروع ہوئی؟ اور اس میں کون لوگ ملوث ہیں؟ اس کے ذرائع کیا ہیں؟ وغیرہ! میں نے لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے کہا میں ان چیزوں سے واقف نہیں ہوں، خود میرے سامنے درخواست نہیں ہے اور نہ میں نے اس پر دستخط کئے ہیں۔ ان

کے کافی اصرار پر میں نے چار پانچ وکیلوں کے نام و پتے لکھوا دیئے اور دوسروں سے لاعلمی ظاہر کی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ فلاں ایم.ایل.اے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ وہ تو بیریل بورڈ کے ممبر ہیں۔ پھر ایک سربرآوردہ مال دار شخص کا نام لیا کہ وہ کر سکتے ہیں؟ میں نے کہا وہ صاحب فراش ہیں وہ کیا کر سکتے ہیں؟ اور اس طرح یہ مجلس ختم ہوگئے۔

سی.آئی.ڈی کی رپورٹ پر وزیراعلیٰ ’’سدھارتھا شنکر رے‘‘ کے یہاں سے پانچ قادیانی اور پانچ مسلمان بلائے گئے کہ ان کے سامنے کوئی راستہ نکالا جائے۔ اس کی اطلاع صرف چوبیس گھنٹے پہلے دی گئی۔ میرا رابطہ سی.آئی.ڈی آفیسر سے ہو چکا تھا، اس لئے اس نے صاف صاف پوری بات مجھ کو بتا دی اور مجھ سے کہا کہ ہم آپ کو جہاں کہیں اپنی گاڑی سے پہنچا دیں۔ میں نے اس پیش کش کو رد کرتے ہوئے خود ہی حاضر ہونے کا فیصلہ کیا۔ میرے ساتھ چار بڑے وکلاء تھے۔ ان کو تفصیلات معلوم نہیں تھیں، اس لئے وہ تردد میں تھے کہ جائیں نہ جائیں۔ جب دوسرے دن ان کو معلوم ہوا کہ میں ساتھ ہوں تو وہ تیار ہوگئے۔ میں نے اسلامک ورلڈ میگزین کی کاپی سے قرارداد کی کئی کاپیاں سائیکلواسٹائل کرالیں (اس وقت فوٹو اسٹیٹ عام نہیں تھا) اور وزیراعلیٰ کے سامنے ہم سب پیش ہوگئے اور داخل ہوتے ہی میں نے اصل قرارداد کے صفحات کھول کر وزیراعلیٰ کو پیش کر دیئے۔ اس کو پڑھ کر معاملہ آسان ہوگیا اور خود وزیراعلیٰ قادیانیوں سے مخاطب ہوگئے، آپ نماز کہاں پڑھتے ہیں؟

اپنی مسجد میں۔

آپ جمعہ کہاں پڑھتے ہیں؟

اپنی مسجد میں۔

آپ عیدین کہاں پڑھتے ہیں؟

اپنی مسجد میں۔

آپ کے بچے دین کہاں سیکھتے ہیں؟

اپنے گھروں میں یا اسکولوں میں۔

وزیراعلیٰ نے کہا تو پھر آپ یہ کیوں اصرار کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہوں، سب کچھ آپ کا الگ ہے تو رکاوٹ کیا ہے؟

انہوں نے عذر کیا کہ جگہ نہیں اور مالی وسائل نہیں کہ انتظام کر سکیں۔

اس جگہ میں نے کہا میں ہر ایک کو جانتا تھا اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ ربر فیکٹری کا مالک ہے وغیرہ ان کے لئے مالیات کا کوئی مسئلہ نہیں ہے، زمین یہ خرید لیں گے۔ آپ صرف قبرستان کی اجازت دے دیں۔ اس قسم کی گفتگو میں وقت کٹ گیا۔ صرف دو باتوں کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ وزیراعلیٰ نے مجھ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''اگر میں دفن کے لئے لایا جاؤں گا تو آپ مجھے بھی اجازت نہ دیں گے؟ میں نے اطمینان اور وثوق سے جواب دیا ''آپ کی قوم آپ کو چھوڑے گی ہی نہیں تو پھر اس سوال سے فائدہ؟'' دوسری بات یہ تھی کہ ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ قبرستانوں میں ایک جگہ مخصوص کر دی جائے۔ جہاں صرف قادیانی دفن ہوں۔ ہمارے وکلاء نے بصد احترام عرض کیا کہ حضور ایسا نہ کیجئے ورنہ ابھی ہم تو زندہ ہی جھگڑ رہے ہیں، وہاں مردوں میں بھی جھگڑا ہو جائے گا اور وہاں کون فیصلہ کرے گا؟ اس ملاقات کے بعد بیریل بورڈ کو ہری جھنڈی دکھا دی گئی اور بیریل بورڈ نے اپنا فیصلہ صادر کر دیا۔ اس فیصلہ کی ہزار کاپیاں چھپوا کر عوام میں تقسیم کی گئیں۔ یہ ۱۹۷۵ء کا زمانہ تھا جب کہ اخبارات پر سنسر تھا، ان حالات میں اس کا شائع کرنا بھی ایک مسئلہ تھا اور اس کے لئے کافی تگ و دو کی گئی۔ اس کے لئے بعض ناپسندیدہ جگہوں پر بھی جانا پڑا۔ جہاں اب دوبارہ میں جا ہی نہیں سکتا۔ اس وقت لاعلمی میں ''**بسم اللہ مجرھا ومرساھا**'' کہہ کر قدم بڑھا لیا اور کام ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے اور توفیق بخشنے والا ہے۔

لکھنؤ میں قادیانیوں سے آخری ملاقات

مسلم قبرستان میں قادیانیوں کے دفن نہ ہونے کی خبر کلکتہ کے اخبارات نے زور وشور سے شائع کی اور علیحدہ سے پمفلٹ کی شکل میں بھی ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوئی اور اس واقعہ نے کلکتہ میں قادیانیوں کو منہ چھپانے کی کوشش میں مشغول کر دیا۔ ساتھ ہی میرا کام بھی ختم ہوگیا اور ایک سال بعد میں ریٹائرمنٹ کی تیاری میں لگ گیا۔ ریٹائرڈ ہونے کے بعد میں لکھنؤ آ گیا۔ مجھے توقع نہیں تھی کہ اب کسی قادیانی کا سامنا ہوگا (کلکتہ میں یہی حالت تھی) لیکن لکھنؤ کے قادیانیوں کو علم نہیں تھا کہ محبوب الرحمٰن یہاں آچکا ہے اور ایک روز ہمارے بعض طلباء نے جو محمد علی لین کی مسجد میں تھے، مجھ سے ذکر کیا کہ بعض قادیانی ہم لوگوں سے گفتگو کے لئے آرہے ہیں۔ آپ آ جائیے۔ میں نے ان سے کہا کہ میرا تعارف نہ کرایا جائے میں حاضر

ہو جاؤں گا۔ سیتا پور کے مبلغ صاحب مع دو اور قادیانیوں کے پہنچے اور مختصر سی مجلس میں مبلغ صاحب نے اپنی لن ترانیاں اڑائیں، ساتھ ہی بار بار قرآن وحدیث کی طرف اشارہ کرتے رہے۔ کچھ دیر سننے کے بعد میں نے کہا کون سا قرآن؟ تو انہوں نے شدومد کے ساتھ کہا قرآن معروف ہے۔ دنیا میں موجود ہے اس میں کوئی غلطی یا تحریف نہیں ہے۔ میں نے سوال کیا اگر کوئی اس کا ردوبدل کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟ وہ کہنے لگے کافر، ملحد، جہنمی ہوگا۔ میں نے ان سے کہا کہ یہ جملہ تحریر فرمادیجئے کہ: ''جو شخص قرآن میں ردوبدل کرے وہ کافر، ملحد، جہنمی ہے۔'' انہوں نے فوراً تحریر کر دیا۔ میں نے یہ کہا یہ بھی لکھ دیجئے کہ خواہ وہ مرزا غلام احمد کیوں نہ ہوں۔ اس پر وہ بہت اچھلے کودے کہ مرزا قادیانی نے تو یہ کہا ہے کہ جو شخص قرآن میں ایک ''شوشا'' بڑھائے تو وہ کافر ملحد ہے۔

میں نے کہا مرزا قادیانی نے تذکرہ میں لکھا ہے: ''**انا انزلناہ قریباً من القادیان**'' (تذکرہ ص۳۶۰ طبع چہارم) قرآن میں ہے۔ ہمارے قرآنوں میں تو اس کا وجود نہیں ہے وہ کہنے لگے آپ کو دکھانا ہوگا، میں بالکل تیار ہوگیا کہ میں کتاب ابھی لا رہا ہوں، وہ مجھے مہلت دینا چاہتے تھے، میں نے صرف اتنی مہلت چاہی کہ میں ڈالی گنج سے کتاب لا سکوں، حیلہ بہانہ کر کے آئندہ جمعرات کو آنے کا وعدہ کر کے چلے گئے، پھر کون آتا ہے؟

لکھنؤ ہی کا ایک اور واقعہ بھی سن لیجئے، چند ماہ کے بعد شاہجہاں پور کے (قادیانی) مبلغ صاحب ہمارے محلّہ میں وارد ہوئے اور گفتگو شروع ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ ایک مسلمان کے لئے ارکان اربعہ فرض ہیں۔ پہلے آپ مرزا قادیانی کے ارکان ثابت کر دیجئے اور سب سے پہلے حج کو لیجئے کہ عمر میں ایک مرتبہ بھی ادا ہو جائے تو فرصت ہے۔ مرزا قادیانی کا حج کرنا ثابت کر دیجئے۔ انہوں نے کشفی حج اور منامی حج وغیرہ میں الجھانا چاہا، میں نے کہا حج کو سب جانتے ہیں اس کی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ مجبوراً انہوں نے اعتراف کیا کہ یہ حج نہیں کیا۔ پھر میں نے روزے کے بارے میں دریافت کیا تو کہنے لگے کہ فلاں نے کہا ہے کہ مرزا قادیانی روزے رکھتے تھے اور اتنے رکھتے تھے کہ مسلسل چالیس دن روزے ہی رکھتے تھے، میں نے کہا کہ فرض روزے رمضان کے ہیں، اگر کوئی شخص گیارہ مہینے روزے رکھے اور رمضان میں نہ رکھے تو اس نے روزے نہیں رکھے۔ رمضان کے بارے میں (سیرت المہدی ج اوّل ص۵۹ طبع جدید روایت نمبر۸۱) میں ہے: ''مرزا کی بیوی کا کہنا ہے کہ مسیح موعود پر اس قسم کا

حملہ رمضان میں ہوا، جب کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا کیا اور اس کے بعد رمضان میں بھی حملہ ہوا اور ان کی عادت تھی کہ فدیہ ادا کرتے تھے۔‘‘ آخری جملہ صاف ہے کہ فدیہ ادا کرتے تھے۔ یعنی روزہ نہیں رکھتے تھے۔

اس کے بعد میں نے زکوٰۃ کا سوال کیا کہ مرزا قادیانی نے کبھی ایک پیسہ زکوٰۃ ادا کی ہو تو بتایئے جب کہ مرزا قادیانی نے (مواہب الرحمٰن ص۱۰۳، خزائن ج۱۹ ص۳۲۲) پر لکھا ہے:

’’واتانی الاموال والتحائف من الدیار البعیدة وشاسعة البلدان فملئت داری منها کثمار کثیرة علی اغضان البستان و واللہ لا استطیع ان احصیها ولا یطیق وزنها میزان البیان ‘‘جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے پاس دور دور کے ملکوں اور شہروں سے بہت سے مال اور تحفے وصول ہوئے ہیں جس سے میرا گھر بھر گیا ہے۔ جیسے باغ کی شاخوں پر بہت پھل ہوں اور خدا کی قسم میں ان کو شمار نہیں کر سکتا اور نہ بیان کر کے ترازو میں تولے جا سکتے ہیں۔

جس شخص کے پاس اتنا مال ہو اس کو زکوٰۃ ادا کرنا چاہئے۔ آپ ثابت کیجئے کہ مرزا قادیانی نے زکوٰۃ ادا کی۔ اتنے ہی پر عوام نے ہنگامہ کر دیا۔ ایسے شخص کو اور اس کے ماننے والوں کو دور کر دینا چاہئے۔ اس ہنگامے سے (قادیانی) مبلغ صاحب کو بچا کر نکالا اور بیک بینی و دوگوش واپس ہو گئے۔ پھر کسی نے لکھنؤ کا بھی رخ نہ کیا۔ اس داستان سفر کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ کچھ مرزا کی کتابوں کا جائزہ پیش کیا جائے۔ اسی طرح مختلف عدالتوں نے جو فیصلے کئے ہیں ان کو بھی سامنے لایا جائے اور مختصر سا خاکہ قادیانیت کے مختلف ادوار کا پیش کیا جائے اور کچھ پیش روایان سفر کا ذکر کیا جائے۔ جیسے مولانا ثناء اللہ امرتسری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا انور شاہ کشمیری اور مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ اور آخر میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی۔ ان حضرات کی خدمات کا جاننا ضروری ہے تاکہ آئندہ نسل کو ہر فتنہ سے بچانے کی کوشش کی جائے۔ لیکن اپنی علالت اور کمزوری کی وجہ سے قلم کو روکنا پڑ رہا ہے۔ بہرحال قادیانیت کے مطالعہ کے لئے جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ بہت کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو قادیانیوں کے فتنوں (زیادتی وحی اور دوسرے مکائد) سے محفوظ رکھیں اور سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق ارزانی ہو۔ وصلی اللہ وسلم علیٰ سیدنا محمد خاتم النّبیین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین والحمدللہ رب العالمین!

جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام، کانپور
تعارف وخدمات

ڈاکٹر سید محمد عبدالعزیز (ایم.اے، ایل.ایل.بی)

ہندوستان میں مسلمانوں کے جتنے بھی قابل ذکر دینی ادارے قائم ہیں ان کے قیام کے اپنے اپنے عہد میں مختلف محرکات وعوامل تھے، اسی طرح ''جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام'' کے قیام کا اصل محرک اور عامل ملک میں شدھی وسنگھٹن تحریک کا مقابلہ کرنا تھا۔

پہلی تحریک ارتداد ۱۹۰۸ء میں آریہ سماجیوں نے شروع کی، لیکن غیر مسلم لیڈروں نے ادھر توجہ نہیں کی۔ اس لئے اس کا زور ٹوٹ گیا۔ ۱۹۲۳ء میں یہ تحریک پھر سوامی شردھانند کی قیادت میں بڑی شدت کے ساتھ شروع ہوئی اور اسی علاقہ میں شروع ہوئی جہاں ۱۹۰۸ء میں شروع ہوئی تھی یعنی ریاست بھرت پور اور اس کے ملحقہ اضلاع متھرا اور آگرہ وغیرہ میں۔

اخبارات میں ارتداد کی خبریں آنا شروع ہوئیں تو مولانا سید محمد عبدالحئی صاحب صاحب رئیس کوڑا جہان آباد، نواب کنور محمد عبدالوہاب خان صاحب رئیس ڈمراک ضلع علی گڑھ (جو خود مسلم راجپوت تھے) اور مولانا مولوی حکیم عبدالماجد صاحب قادری بدایونی ۲۳/جنوری ۱۹۲۳ء کو ارتداد کے علاقہ میں پہنچے۔ سارے علاقے کا دورہ کیا اور حالات کا بہت گہری نظر سے جائزہ لیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ مخالفین کے باقاعدہ نظام کا مقابلہ انفرادی طور پر کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ ۲۵/فروری ۱۹۲۳ء کو متعدد انجمنوں کے مشورہ سے متفقہ طور پر تحریک ارتداد کے دفاع کے لئے ''مجلس نمائندگان تبلیغ'' اور بعد میں ''جمعیت تبلیغ الاسلام صوبجات متحدہ'' کے نام سے ایک بورڈ کا قیام عمل میں آیا اور اس کا صدر مقام ''اچھنیرہ'' (ضلع آگرہ) قرار پایا۔

اسی سال چند مہینوں کے بعد جناب مولوی حاجی سر رحیم بخش صاحب کے سی.آئی.ای رئیس کرنال (پنجاب) کی صدارت میں ''جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام'' کا قیام عمل میں آیا۔ جس کا صدر سر رحیم بخش صاحب کو اور جنرل سیکرٹری جناب سید غلام بھیک نیرنگ صاحب بی.اے، ایل.ایل.بی ہائی کورٹ (پنجاب) انبالہ کو اور معتمد تبلیغ مولانا سید محمد عبدالحئی صاحب کو بنایا گیا۔ اسی طرح شدھی اور سنگھٹن کے خلاف جو جماعت منظم طور پر سب سے پہلے

آگے بڑھی وہ ’’جمعیت تبلیغ الاسلام صوبہ متحدہ‘‘ آگرہ اور ’’جمعیت تبلیغ الاسلام انبالہ‘‘ تھی۔ یہ دونوں جماعتیں قیام کے فوراً بعد ایک دوسرے میں ضم ہوگئیں اور اس جماعت کا نام ’’جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام‘‘ رکھا گیا۔ آگرہ کے آفس کو صوبائی ہیڈکوارٹر بنادیا گیا اور انبالہ کے آفس کو مرکزی ہیڈکوارٹر قرار دیا گیا۔ جس وقت یہ تحریک اٹھی اس وقت پورا میدان صاف تھا، نہ کوئی جماعت ادھر متوجہ تھی نہ بڑی بڑی شخصیات اور علماء میں سے کوئی ادھر توجہ دے رہا تھا۔

ہندوستان کی یہ وہ واحد تحریک ہے جس نے سب سے پہلے ہندوؤں کی تحریک ’’شدھی‘‘ اور ’’سنگھٹن‘‘ کا مقابلہ کیا۔ اس کے افراد نے ان علاقوں کا دورہ کیا جو ارتداد سے متاثر تھے، جاہل اور دین سے بے بہرہ مسلمانوں کو ارتداد کی راہ سے ہٹایا اور غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کا کام شروع کیا۔ نومسلموں کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا۔ مدارس کھولے، کنویں کھدوائے، فسادات میں گرفتار کئے گئے مسلمانوں کی قانونی مدد کی اور ہندوستان میں سب سے پہلے اسلامی لٹریچر کو ہندی زبان میں منتقل کرنے کی نہ صرف دعوت دی بلکہ اس سلسلہ میں عملی قدم بھی اٹھایا۔ اس کے علاوہ رحمۃ اللعالمین (مولانا قاضی سلیمان منصور پوری) ترجمان القرآن (مولانا ابوالکلام آزاد) رحمت عالم (علامہ سید سلیمان ندوی) کا ہندی ترجمہ کرایا۔ رحمت عالم کا انگریزی ترجمہ بھی کرایا۔ اس کے علاوہ اسلام کا مہرشی، قرآن امرت، مسلم کا کفن ودفن، اسلام مت کے عقیدے، یازدہ سورہ، یازدہ سورہ مع چالیس احادیث نامی کتابیں ہندی زبان میں مرتب کرا کے شائع کیں اور انہیں مفت تقسیم کیا۔ ساتھ ہی ساتھ ہندی اور اردو دونوں زبان میں مشترکہ ماہنامہ رسالہ ’’اسلام‘‘ کا اجراء کیا جو جنوری ۱۹۳۶ء سے اگست ۱۹۴۱ء تک جاری رہا۔

۱۹۳۵ء میں گورکھپور کے ارتداد کے علاقے کے چھ لڑکے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں تعلیم کی غرض سے داخل کرائے گئے جن کے مصارف جمعیّت برداشت کرتی رہی۔ ان ہی لڑکوں میں سے ایک ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب مرحوم سابق پروفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی ہیں جو عربی ادب سے متعلق کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں اور حال ہی میں (غالباً ۲۰۰۲ء میں) ان کا انتقال ہوا ہے۔ اسی طرح جنوبی ہند (ناگپور) کے ۱۷ نومسلم طلباء کو ۲۲؍جولائی ۱۹۳۷ء کو دارالعلوم ندوۃ العلماء میں داخل کرایا۔ ان طلبہ کے اخراجات کا بار بھی جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام اٹھاتی رہی۔

اس کے علاوہ جمعیت کے مبلغین نے اپنی کوششوں سے ۱۹/ مئی ۱۹۳۶ء میں ملک کے مشہور ومعروف لیڈر موہن لال کرم چند گاندھی کے صاحبزادے ہیرالال گاندھی کو اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا۔ بالآخر وہ جمعیت کے مبلغ حکیم سمیع اللہ میکش انصاری صاحب کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہوا اور اس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ پھر ان کی صدارت میں ایک عظیم الشان کانفرنس کان پور میں منعقد کی گئی جو بڑے اچھے اثرات کی حامل تھی۔

یہی نہیں بلکہ اس جمعیّت کے افراد نے جنوبی ہند کے اچھوتوں کے سب سے بڑے لیڈر ڈاکٹر امبیڈکر کو دائرہ اسلام میں لانے کی مسلسل جدوجہد کی۔ لیکن اس کے اغراض ومقاصد چونکہ سیاسی تھے اس لئے وہ اسلام نہیں لایا۔ لیکن پھر بھی اس علاقے کے سینکڑوں غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوگئے۔ اگر ڈاکٹر امبیڈکر مسلمان ہوگیا ہوتا تو آج ہندوستان کی اکثر اچھوت برادری مسلمان نظر آتی۔

آپ کو شاید یاد ہو کہ ۱۹۸۳ء میں جنوبی ہند کے میناکشی پورم کے ہریجنوں کے متعدد گاؤں کے گاؤں مشرف بہ اسلام ہوگئے تھے۔ بہت ممکن ہے کہ اس میں دوسرے اسباب وعوامل کے ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ عمل دخل جمعیت کی تین سالہ جدوجہد اور کوششوں کا بھی رہا ہوگا جو ایک طویل عرصے کے بعد بارآور ہوئیں۔ جمعیت کی اس جدوجہد کی کچھ تفصیل ۱۹۳۶ء تا ۱۹۳۸ء کی روئیداد میں ''اچھوتوں میں اشاعت اسلام'' کے عنوان کے تحت ۲۶ صفحات میں ملے گی۔

۱۹۴۷ء کے بعد چونکہ حکومت کی طرف سے دفتر والوں کی نگرانی شروع ہوگئی، بہت سے لوگ نقل مکانی کر گئے۔ کارآمد افراد ادھر ادھر چلے گئے۔ چندہ دہندگان ومعاونین کا ایک بڑا حلقہ پاکستان میں تھا اور ہندوستانی حلقے ٹوٹ پھوٹ گئے۔ اس لئے جمعیت کی آمدنی یک لخت بند ہوگئی۔ فیلڈ ورک تقریباً بند ہوگیا اور صرف ایک دو ملازم رہ گئے۔ ۱۹۷۰ء میں مولانا سید محمد عبدالحیٔ صاحب کے انتقال کے بعد آمدنی بالکل ہی محدود ہوگئی اور ۱۹۷۵ء سے ایک ملازم بھی باقی نہیں بچا۔ سابق معتمد عمومی مولانا سید محمد عبدالسمیع صاحب ندوی مرحوم اور موجودہ معتمد عمومی جناب مولانا سید محمد عبدالرشید صاحب ندوی اور ان کے متعلق اعزازی طور پر اور اپنے ذاتی وسائل سے جمعیت کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی مساعی کو قبول فرمائے اور دنیا وآخرت میں اجر وثواب سے نوازے۔ آمین!

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مختصر روئیداد جلسہ مناظرہ مونگیر

(جس میں مرزائیوں کا شرائط مناظرہ کی پابندی سے انکار اور جلسہ سے فرار)

حضرت مولانا مولوی سید محمد انور حسین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقاً

مونگیر میں مرزائیوں کا شرائط مناظرہ کی پابندی سے انکار اور جلسہ سے ان کا فرار

ناظرین! اس مناظرہ میں من جانب اہل سنت وجماعت کے مولانا ابوالخیر عبدالوہاب صاحب بہاری مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ ومن جانب مرزائیاں کے پہلے مولوی عبدالماجد (قادیانی) یا مولوی عبدالقادر ان کے صاحبزادے مناظر قرار پائے تھے۔ لیکن مولوی عبدالماجد نے یہ کہا کہ مجھ سے اور میرے لڑکے سے قابلیت میں مولوی غلام رسول (قادیانی) زیادہ ہیں۔ اس لئے ہم لوگوں کی طرف سے وہی مناظر ہوں گے۔ لہٰذا مولوی غلام رسول صاحب مناظرہ کے وقت مرزائی مناظر قرار دیئے گئے اور مولانا مولوی مرتضٰی حسن صاحب ومولوی مختار احمد صاحب دو وکیل اہل سنت اور مولوی عبدالماجد ومنشی وزارت حسین دو وکیل مرزائیان بنائے گئے تھے وبمنظوری فریقین منشی کملا سہائے صاحب مختار کار (جو مونگیر میں ایک معزز شخص ہیں) حکم قرار دیئے گئے تھے۔

منشی وزارت حسین پہلے روز تو حاضر رہے، دوسرے روز اپنے عوض میں منشی قاسم علی صاحب مرزائی دہلوی کو مقرر کر کے جلسہ سے چلے گئے۔ ہر چند شرائط مناظرہ مرقومہ ۱۴؍مئی ۱۹۱۱ء دستخطی فریقین میں یہ قرار پاچکا تھا کہ حیات وممات مسیح علیہ السلام پر گفتگو نہیں ہوگی۔ بلکہ مسیحیت ومہدویت مرزا قادیانی آنجہانی اور ان کے اسی طرح کے دیگر مسائل پر گفتگو ہوگی، لیکن اس وجہ سے کہ مرزائی اس میں اپنی اصولی چال سے اکھڑ گئے تھے۔ بہت طرح پر علمائے اہل سنت سے چاہا کہ کس طرح اس شرط کی خلاف ورزی ظہور میں آئے۔ مگر علماء اہل سنت کب ایسے بھولے تھے کہ مرزائیوں کے خوف کا احساس نہ کرتے۔ ان کی مرعوبانہ کیفیت دیکھ کر شرائط مقبولہ فریقین پر جمے رہے۔ مرزا قادیانی کی مسیحیت ومہدویت کا اثبات مرزائیوں کے لئے گویا موت کا پیالہ ہے کہ کسی طرح اسے حلق سے اتارنا گوارا نہیں کرتے۔ مگر علماء اہل سنت کے استقلال اور زور سے یہ پیالہ ان کے منہ تک پہنچایا گیا۔ چار وناچار مجلس مناظرہ میں اترے۔

تاریخ ۲رجون ۱۹۱۱ء بروز جمعہ کو اوّل وقت ۷بج کر ۱۰منٹ پر جلسہ مناظرہ منعقد ہوا۔ مرزائیوں نے پہلے یہ بات پیش کی کہ اہل سنت مرزا قادیانی کی تکذیب کے مدعی ہیں۔ اس لئے وہی پہلے تکذیب کے دلائل پیش کریں۔ جواباً یہ کہا گیا کہ مرزا قادیانی کی تکذیب ان کے دعویٰ کے بعد کی گئی ہے۔ اس لئے تکذیب کی وجوہات دلائل مسیحیت کے بعد ہونی چاہئیں اور نیز یہ کہ شرائط مناظرہ میں یہ طے پاچکا ہے کہ مرزا قادیانی کی مسیحیت ومہدویت کے دلائل قرآن وحدیث سے بیان کئے جائیں گے۔ پس اس کا اثبات مرزائیوں کا فرض ہے جو ان کے دعویٰ کے مصدق ہیں۔ وہ مرزائی ہی کیسے تھے کہ کسی بات کو صرف دلائل سے مان لیتے۔ نہ مانے پر نہ مانے اور خوب اڑ بیٹھے۔

آخر صدر مجلس یعنی حکم صاحب نے یہ کہا کہ بموجب شرائط مقررہ پہلے مرزائیوں کو اپنا دعویٰ ثابت کرنا چاہئے۔ اس پر مرزائیوں کے اوسان خطاء ہوگئے، رنگ فق ہوگیا، منہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔ بہت بدحواس ہوکر دلائل لکھنے لگے۔ اس عربی تحریر اور اس کا اردو ترجمہ اور پھر دونوں کے مجلس مناظرہ میں پڑھ کر سنانے کے لئے ڈیڑھ گھنٹہ وقت مقرر تھا۔ مگر مرزائیوں اور قواعد کی پابندی میں تو وہی نسبت ہے جو زنگی اور سپیدی میں ہے۔ بار بار کے مطالبہ پر بھی ۳گھنٹہ وقت لے لیا۔ اس روز کے لئے جتنا وقت تھا گویا سارے کا سارا ختم کردیا۔ اسی اثناء میں ایک اور بڑے مزہ کی بات یہ ہوئی کہ جناب مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب وکیل اہل سنت نے فرمایا کہ بہت وقت ضائع کیا گیا۔ یہ ساری تقریر و بحث آدھ گھنٹہ میں ہوجاتی۔ حافظ روشن علی نابینا مرزائی نے کہا کہ یہ مناظرہ علیٰ حالہ مقرر رہے اور اس کے علاوہ جس طریق پر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب فرماتے ہیں ہم تقریری مناظرہ کرنے کو بھی تیار ہیں۔ اس پر مولوی صاحب ممدوح نے یہ اعلان کیا کہ بھائیو! بعد نماز جمعہ اسی جگہ مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی (مصنف شہادۃ القرآن وغیرہ) اور حافظ روشن علی مرزائی سے حیات مسیح علیہ السلام کے متعلق تقریری مناظرہ ہوگا۔ سب احباب شوق سے تشریف لائیں۔

اس اعلان پر منشی قاسم علی مرزائی دہلوی نے کہا کہ ہم مولوی ابراہیم صاحب کے ساتھ حیات مسیح یا جس مسئلہ میں ان کو یدطولیٰ ہو مباحثہ کرنے کو تیار ہیں۔ مولوی صاحب ممدوح نے بوساطت حکم صاحب منشی قاسم علی کے الفاظ ان کی زبان سے مکرر کہلوائے اور اس

کے بعد حکم صاحب سے اجازت لے کر کہا کہ میرے دوست منشی قاسم علی نے نہایت فراخ دلی سے مجھے اختیار دیا ہے کہ جس مسئلہ میں مجھے یدطولیٰ ہو، اس پر گفتگو کروں۔ لہٰذا میں ان کے بخشیدہ اختیار کے رو سے یہ کہتا ہوں کہ مجھے مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کے متعلق یدطولیٰ ہے۔ منشی صاحب اس پر گفتگو کرلیں۔ مولوی صاحب کی اس تقریر پر تمام اہل سنت حاضرین جلسہ نے یہ کہا کہ ہم پیشین گوئیوں پر گفتگو کر سکتے ہیں، دو شرطوں کے ساتھ:

۱...... یہ کہ مولوی صاحب حفظ امن کے ضامن ہوں۔ اس لئے کہ پیشین گوئیوں کے ذکر میں ہمارے حضرت اقدس کی شان میں بے ادبانہ الفاظ ضرور استعمال کئے جائیں گے اور ہم بھی اسی طرح کا جواب ضرور دیں گے، اس پر عوام کے بگڑنے کا خوف ہے۔

۲...... یہ کہ مولوی صاحب یہ لکھ دیں کہ ان کو سوائے مرزا قادیانی کی پیشین گوئیوں کے اور مسئلہ میں یدطولیٰ نہیں ہے۔

مولوی صاحب نے حکم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ شرطیں بعد از وقت ہیں، ان کی پابندی مجھ پر ضروری نہیں۔ بایں ہمہ امر اوّل کی نسبت یہ گزارش ہے کہ میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ پیشین گوئیوں کے ذکر میں متکلم کی شان میں بے ادبی نہ ہوگی، صرف کلام پر جرح ہوگی۔ ہر چند میں یہاں مسافر ہوں، مگر اپنے خدائے بزرگ پر بھروسہ کر کے حفظ امن کا ضامن ہوتا ہوں اور اپنے مسلمان بھائیوں سے امید کرتا ہوں کہ بحکم حدیث شریف ''**یسعیٰ بہا ادناھم**'' ہماری ضمانت کا خیال کریں گے اور ہرگز ہرگز کوئی بات خلاف تہذیب وقوع میں نہیں آنے دیں گے۔

اس پر مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے بآواز بلند کہا کہ مسلمانو! مولوی صاحب کی ضمانت کی منظوری کے اظہار کے لئے ہاتھ اٹھاؤ۔ یہ سنتے ہی مرزائیوں کے سوا تمام حاضرین نے (جو تخمیناً پانچ ہزار ہوں گے) ہاتھ اٹھایا۔ یہ سین قابل دید تھی۔ ''**ید اللّٰہ فوق الجماعۃ**'' کی شان نمایاں تھی۔

امر دوم کی نسبت مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ اگر حکم صاحب فرمائیں تو میں لکھ دینے کو بھی تیار ہوں، کچھ دیر اس پر گفتگو رہی۔ آخر میں حکم صاحب نے یہ فیصلہ دیا کہ مولوی صاحب لکھنے پر مجبور نہیں کئے جا سکتے ہیں۔ منشی قاسم علی شرائط وغیرہ لگا کر گریز کرنا چاہتے ہیں۔

اس فیصلہ پر ہر طرف سے صدائے آفرین بلند ہوئی اور عام مسلمانوں نے مسرت وخوشی میں اس پہلی فتح پر چیئرز دے دی۔ جس کو علماء اہل سنت نے روکا۔ اسی وقت سے مرزائیوں کے چہروں پر اداسی چھا گئی اور ناکامیابی کی علامتیں ان کی پیشانیوں پر ظاہر ہونے لگیں۔ مرزائی مناظر نے ڈیڑھ گھنٹہ سے زیادہ وقت لے لیا تھا۔ مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب نے کہا کہ وقت ختم ہوگیا ہے۔ آپ اپنی تحریر سنائیں۔ چند بار کے مطالبہ پر مرزائی مناظر نے کچھ عربی عبارت پڑھنی شروع کی اور اعراب کی غلطیاں کیں، جن کی اطلاع مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب وکیل نے حکم صاحب کو، کی۔ حکم صاحب نے کہا کہ ابھی سن لیجئے۔ جب یہ پرچہ جواب کے لئے آپ لوگوں کو ملے گا، اس وقت ان غلطیوں کو بھی ظاہر کیجئے گا۔ پھر مرزائی مناظر نے اس عبارت کا مطلب بطور وعظ بیان کرنا شروع کیا۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب وکیل اہل سنت نے حکم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ شرائط مناظرہ مقررہ فریقین میں عربی عبارت اور اس کا ترجمہ سنانا ہے نہ کہ اس کو بطور وعظ بیان کرنا۔ حکم صاحب نے مرزائی مناظر کو روک کر شرائط مناظرہ مقررہ فریقین پڑھا تو نمبر۱۰ میں یہ مضمون شرائط مذکور میں ظاہر ہوا۔

’’ساری تقریر وتحریر جانبین کی جو مجلس مناظرہ میں بتعین وقت لکھی جائے گی۔ اوّل اوّل عربی میں ہوگی پھر ہر ایک فریق اس کا اردو ترجمہ بامحاورہ کر کے اپنے وقت معین پر سناوے گا۔‘‘

اس عبارت کی تشریح میں دیر تک گفتگو رہی۔ سرور شاہ صاحب نے کہا کہ ہم لوگ ایک امام (خلیفۃ المسیح) کے ماتحت ہیں اور خلیفہ نے مجھ کو اس وفد کا امیر بنایا ہے ہم اگر ان لوگوں کو روک دیں تو یہ کبھی مناظرہ نہیں کر سکتے ہیں۔ ہمارے امام (خلیفۃ المسیح) کا حکم ہے کہ ہار جیت کی پروا نہ کرنا، اگر تبلیغ کی صورت نہ ہو تو مناظرہ بے فائدہ ہے۔ آخر میں حکم صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ شرائط مقررہ فریقین کی رو سے کوئی فریق ترجمہ کے سوا زیادہ بیان کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ دو گھنٹہ سے زیادہ ہو چکا تھا کہ کاغذ طلب کیا گیا، معلوم ہوا کہ ہنوز ترجمہ لکھا نہیں گیا ہے۔ ترجمہ لکھنے کے لئے پھر آدھ گھنٹہ دیا گیا۔ اس پر ختم نہ ہوا تو بیس منٹ اور دیا گیا۔ مناظر صاحب ترجمہ لکھ نہ سکے۔ مولوی عبدالقادر صاحب اور سرور شاہ صاحب نے ترجمہ لکھا۔ حکم صاحب نے کہا گیارہ بج چکے ہیں۔ عربی تحریر اور اس کا ترجمہ دونوں کاغذوں پر فریقین کے وکلاء اپنا دستخط کر کے مجھ کو دیں۔ یہ تحریریں ہمارے تحویل میں رہیں گی۔ کل یہ تحریریں سنانے

کے بعد سنی مناظر کو جواب لکھنے کے لئے دی جائیں گی۔ اس کے بعد مولوی عبدالقادر صاحب (قادیانی) نے تخمیناً پندرہ منٹ انگریزی میں (خلاف شرط مقررہ فریقین شاید اظہار قابلیت کے گھمنڈ سے) لیکچر دیا۔ جو اہل سنت کی شکایت میں تھا۔ اس کا برجستہ جواب انگریزی ہی میں حسب اجازت حکم صاحب کے، مولوی معین الحق صاحب بی.اے، بی.ایل وکیل نے دو تین منٹ میں بڑی فصاحت سے دے دیا کہ سننے والے متحیر ہوگئے۔ وہو ہذہٖ:......

کہ یرقان[1] والے کی نظر میں سب چیزیں زرد رنگ کی معلوم ہوتی ہیں حالانکہ ہر چیز اپنی اصلی رنگت میں ہوتی ہے۔ یہاں خرابی دیکھنے والوں میں ہے نہ کہ چیزوں میں۔

پھر حکم صاحب نے عربی اردو دونوں کاغذوں پر وکلاء سے دستخط کرا کے لے لیا۔ ساڑھے گیارہ بجے جلسہ برخاست کردیا گیا۔ دوسرے روز یعنی ۳؍جون[2] ۱۹۱۱ء روز شنبہ کو اوّل وقت ۷؍بج کر بیس منٹ پر جلسہ منعقد ہوا۔ حکم صاحب نے اوّل روز کی تحریریں مرزائی مناظر کو دے دیں۔ اس نے پھر کچھ عربی عبارت پڑھ کر اس کا مطلب بطور وعظ بیان کرنا شروع کیا۔ مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب نے حکم صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ کل حسب شرائط مناظرہ مقررہ فریقین یہ فیصلہ ہوچکا ہے کہ سوائے ترجمہ سنانے کے اور کسی بات کا حق نہیں ہے۔ مگر آج پھر اس فیصلہ کی خلاف ورزی کی جارہی ہے۔ مولوی عبدالماجد صاحب نے جواباً کہا کہ مقصود مناظرہ ہے۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے فرمایا کہ شرائط مقبولہ فریقین اور نیز فیصلہ حکم کے خلاف آپ نہیں کرسکتے۔

اس پر منشی قاسم علی صاحب نے کہا کہ ہم ضرور کرسکتے ہیں۔ حکم کو کوئی حق نہیں ہے کہ ہم کو کسی بات پر مجبور کریں۔ مولانا نے جواباً کہا تو پھر شرائط طے کرنا اور حکم مقرر کرنا فضول ہے۔

۱؎ یہ ایک فلسفہ کا ضرب المثل مقولہ حکماء فلسفہ کے نزدیک بدیہات سے مشہور ہے جس کا نقل کردینا اصل مقولہ کا یہاں پر خالی از لطف نہ ہوگا۔ کیونکہ مرزا قادیانی آنجہانی کو بھی اس عارضہ سے خاص نسبت تھی۔

۲؎ تاریخ کو بھی مسیحائی تثلیث سے ایک قدرتی مناسبت ہے۔ اگرچہ جدید ہی مسیحائی کیوں نہ ہو، اس پر سنیچر کے روز کی نحوست کا طرہ جیسا کہ نجومیوں میں مشتہر ہے۔ مرزائیوں کے حق میں نجس اکبر تھا۔ اس لئے کہ عامل روز شنبہ مرزائیوں کا قدیمی دوست زحل ہے جو اپنی نحوست دکھائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ واضح رہے کہ مرزائی مناظر نے جو لکھا تھا نہ تو جلسہ میں پورا پڑھا گیا اور نہ مرزائیوں اور حکم صاحب کے سوا کسی نے دیکھا۔

صاف کیوں نہیں کہتے کہ آپ لوگوں کو مناظرہ کرنا منظور نہیں ہے۔ اس پر منشی قاسم علی صاحب نے کہا کہ بے شک ایسے نامعقول شرائط پر ہم لوگ مناظرہ نہیں کر سکتے ہیں۔ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے فرمایا کہ یہ شرائط مناظرہ ۱۴ر مئی ۱۹۱۱ء کو طے ہوئے۔ آپ کے خلیفۃ المسیح نے دیکھ کر منظور کیا۔ ایک وفد سرور شاہ صاحب کی ماتحتی میں مناظرہ کے لئے روانہ کیا۔ انہیں شرائط کی بنیاد پر مناظرہ شروع بھی کیا گیا۔ مسئلہ زیر بحث کے متعلق کل حکم صاحب کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔ اب پھر شرائط کو نامعقول کہنا مناظرہ سے گریز نہیں تو کیا ہے۔ اگر کوئی شرط نامعقول تھی تو مناظرہ شروع کرنے سے پہلے ہی ترمیم کرالیتے۔ جیسا کہ توبہ والی شرط کو ترمیم کرالیا تھا۔

خیر یہ تو ہولیا میں تقریری مناظرہ کے لئے بھی موجود ہوں۔ مولوی عبدالماجد قادیانی نے کہا تھا کہ عربی تحریر کی قید اظہار قابلیت کے لئے ہے۔ اس کی عمدہ صورت یہ ہے کہ ایک مضمون تجویز کر کے فریقین کے مناظر کو عربی میں تحریر کرنے کے لئے دیا جاوے اور دونوں تحریریں مصر میں یا جہاں مناسب ہو بھیج دیا جائے۔ وہاں سے جو فیصلہ ہو فریقین کو ماننا پڑے گا۔ ہنوز مرزائیوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا تھا کہ حکم صاحب نے یہ کہا کہ جب شرائط مناظرہ مقررہ ہی میں گفتگو ہو رہی ہے تو مناظرہ کیوں کر ہوسکتا ہے۔ بہتر ہے کہ یہ جلسہ مناظرہ توڑ دیا جائے اور فریقین کے علماء پھر شرائط مناظرہ کو طے کریں۔ اس لئے ہم اس جلسہ کو شکست کرتے ہیں، یہ کہہ کر فیصلہ لکھنے لگے۔

ادھر مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے ایک وجدانی جوش کے ساتھ نعرہ اللہ اکبر، لگا کر ''**جاء الحق وزھق الباطل انّ الباطل کان زھوقاً**'' پڑھا جس سے سارا جلسہ تھرّا گیا:

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی زمین جس نے جلسہ کی ساری ہلادی

اس نعرہ کے صدمہ سے مرزائی پارٹی پر وہ رعب طاری ہوا کہ ان کے چہروں پر سیاہی چھاگئی۔ حواس خمسہ بحال نہ رہے۔ مارے ہیبت کے گویا زمین میں گڑ گئے اور اہل سنت کی جماعت میں فتح وظفر کی ایک غیر معمولی اور بے پایاں مسرت ظاہر ہوئی۔ ہر شخص خدائے بزرگ کا شکر کرتا ہوا بزبان حال یہ آیت پڑھ رہا تھا: ''**وتعزّ من تشآء وتذلّ من تشآء**'' القصہ حکم صاحب نے یہ فیصلہ سنایا:

فیصلہ: آج ۸؍بجے کے وقت میں بعد سننے مباحثہ فریقین میرے خیال میں یہ بات طے پائی کہ شرائط جو تعمیل ہو چکے تھے۔ اس شرائط کی بہت شکست ہو چکی ہے۔ کل پرچہ من جانب مولانا قادیان ملا تھا۔ اس کو آج بجنسہ مولانا قادیان کو دے دیا[1] لیکن شرائط مناظرہ میں بہت نکتہ چینی ہوئی و من جانب مولانا قادیان یہ کہا گیا کہ جو شرائط مناظرہ ہوئی ہے وہ شرائط معقول نہیں۔ جس حالت میں شرائط مناظرہ منظور نہیں تو ویسی حالت میں اب اس جلسہ کو ہماری دانست میں شکست کر دینا مناسب معلوم ہوا۔ اگر فریقین چاہیں تو پھر بھی شرائط مناظرہ طے کر کے مباحثہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو بہت افسوس کے ساتھ کہنا ہوتا ہے کہ درمیان عالمان فریقین پہلے شرائط طے پالیتا۔ فقط

نقل دستخط وکلاء اہل سنت: محمد مرتضیٰ حسن، محمد مختار احمد

نقل دستخط وکلاء مرزائیان: قاسم علی، عبدالماجد

نقل دستخط حکم: کملا سہائے پریزیڈنٹ ۳؍جون ۱۹۱۱ء

نقل فیصلہ ہذا نزد سیکرٹری انجمن حمایت اسلام مونگیر بھیج دیا جائے، کملا سہائے ۳؍جون ۱۹۱۱ء

اس فیصلہ کے سننے کے بعد مرزائی پارٹی نے اپنا بوریا بستر اٹھایا۔ کوئی پشتارہ کتابی چند پیٹھ پر اٹھائے کوئی کرسیوں کو الٹی سر پر رکھے عجیب وحشت ناک طور سے جماعت اہل سنت سے اس طرح نکل گئے۔ جس طرح آٹے سے بال نکل جاتا ہے اور ان کی زبان حال پر یہ شعر جاری تھا:

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر ترے جلسہ سے ہم نکلے

جس وقت وہ لوگ جلسہ سے جا رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آیہ کریمہ: ’’سیھزم الجمع ویولّون الدبر‘‘ انہیں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ساڑھے آٹھ بجے جلسہ

[1] علماء اہل سنت عموماً اور مولانا عبدالوہاب صاحب خصوصاً اس عربی تحریر کے دیکھنے کے متمنی ہی رہے۔ مگر اس تحریر کی حقیقت اس سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ مناظر صاحب جنہوں نے لکھا تھا، اس کے پڑھنے میں غلطی کرتے تھے۔ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے ان کے پڑھنے کے درمیان میں بھی حکم صاحب سے کہہ دیا تھا کہ مناظر صاحب اعراب میں غلطیاں کر رہے ہیں۔

مناظرہ ختم کردیا گیا۔ مرزائیوں کے جلسہ سے چلے جانے کے بعد مولوی محمد ابراہیم صاحب نے یہ تحریک کی کہ حکم صاحب اس وقت اس جلسہ کے بھی صدر مقرر کئے جائیں۔ بعض حاضرین نے اس کی تائید کی۔ پھر مولوی حافظ شاہ رحمت اللہ صاحب مظفر پوری نے آیہ کریمہ: ''من یطع اللہ ورسولہ...... الخ!'' تلاوت کر کے عاشقانہ مضامین پر وعظ فرمایا۔ ایک گھنٹہ تک ان کا بیان رہا۔ حاضرین جلسہ نے دل لگا کر سنا بہت محظوظ ہوئے۔ ساڑھے نو بجے شاہ صاحب کا بیان ختم ہوا اور مولانا مولوی سید مرتضیٰ حسن صاحب کا بیان شروع ہوا۔ آپ مرزا قادیانی کے عقائد واقوال جو اہل سنت کے خلاف ہیں، ان کی کتابوں میں سے نکال کر حاضرین کو دکھلاتے رہے اور تردید بھی کرتے جاتے تھے۔ درمیان درمیان میں بعض بعض لطیفہ آمیز حکایتیں بھی بیان کرتے تھے جو مرزا قادیانی کی حالت پر چسپاں ہوتی تھیں۔ ۱۱؍بجے ان کا بیان ختم ہوا۔

پھر مولانا ابوالخیر عبدالوہاب صاحب بہاری نے مختصر تقریر میں مرزائیوں کے فرار کی کیفیت بیان کر کے بلند آواز سے کہا کہ سارے مرزائیوں کو عموماً اور بھائی مولوی عبدالماجد بھاگل پوری (قادیانی) کو خصوصاً ہماری طرف سے چیلنج ہے۔ ان میں سے جو شخص ممات مسیح علیہ السلام کو قرآن مجید کی کسی قطعی الدلالۃ آیت سے (جو واقعہ قیامت کی حکایت نہ ہو) ثابت کردے تو مبلغ پانچ سو روپیہ مجھ سے انعام لے۔ ۱۱بجے دعائے خیر پر جلسہ برخاست ہوا۔

تاریخ ۴؍جون ۱۹۱۱ء روز یکشنبہ کو اوّل وقت ۷؍بج کر ۳۰منٹ پر جلسہ منعقد ہوا۔ پہلے مولوی مختار احمد صاحب نے اپنا فارسی قصیدہ سنایا جو مرزا غلام احمد قادیانی کے قصیدہ کے جواب میں ہے۔ آپ مرزا قادیانی کا ایک شعر پڑھتے تھے اور اس کا عیب ظاہر کرتے تھے۔ پھر اس کے مقابل میں اپنا شعر سنا کر اس کی خوبیاں بیان کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ مولوی صاحب کا قصیدہ مرزا قادیانی کے قصیدہ پر بڑھا رہا۔ حاضرین جلسہ بہت محظوظ ہوئے۔ بعدہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے مرزا قادیانی کے عقائد کی تردید بیان کی۔ پھر مولانا عبدالوہاب صاحب نے یہ تحریک کی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا آخری فیصلہ (مونگیر میں جس کی اشاعت اس جلسہ مناظرہ کا انعقاد کے باعث ہوئی) جناب مولوی سید محمد انور حسین صاحب پروفیسر ڈی۔جی کالج حاضرین جلسہ کو سنا کر سبھوں سے رائے لیں۔ چنانچہ مولوی صاحب

ممدوح نے حاضرین جلسہ کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ میں اس بات پر بہت افسوس کرتا ہوں کہ ہمارے محترم دوست مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری بعض ضرورتوں کی وجہ سے اس جلسہ میں تشریف نہ لاسکے۔ اگر وہ آجاتے تو مرزا قادیانی کی تکذیب کے لئے کسی مضمون کے بیان کی حاجت نہ ہوتی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا اسٹیج پر کھڑا ہونا ہی مرزا قادیانی کی تکذیب کی بدیہی اور زندہ دلیل ہوتی۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''اگر مولوی ثناء اللہ صاحب ہماری زندگی میں ہلاک نہ ہوئے تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔''

پھر آخری فیصلہ سنا کر اس کا نتیجہ بیان کیا اور حاضرین جلسہ سے پوچھا کہ آپ لوگ ایماناً اور دیانتاً فرمائیں کہ اس فیصلہ میں کوئی لفظ بھی ایسا ہے کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ مولوی صاحب منظور کریں گے تو فیصلہ ہوگا ورنہ فیصلہ نہ ہوگا۔ سبھوں نے بالاتفاق کہا کہ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ قدرتی فیصلہ ہے اور مرزا قادیانی پر اقبالی ڈگری ہے۔ پھر مولانا عبدالوہاب صاحب نے مختصر تقریر کر کے اپنی رباعیات سنائیں اور دعائے خیر پر ۱۱بجے جلسہ برخاست کیا گیا۔

مولانا مرتضیٰ حسن نے پہلے روز آخر جلسہ میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ مولانا محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی تین روز تک تین تین گھنٹہ بعد نماز مغرب حیات مسیح علیہ السلام پر تقریر فرمائیں گے۔ سب احباب تشریف لائیں اور جن صاحب کو اس مسئلہ میں شکوک وشبہات ہوں، مولانا ممدوح کا بیان سن کر رفع شبہات کر لیں۔ چنانچہ مولانا محمد ابراہیم صاحب نے پہلے روز ولادت مسیح پر اور دوسرے روز واقعہ صلیب کی نفی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی پر اور تیسرے روز لفظ ''توفیٰ'' کے معنی اور اس کے مواقع استعمال پر نہایت مدلل اور واضح تقریر فرمائی۔ اپنے ہر ایک دعویٰ پر قرآن مجید ہی کے الفاظ اور آیات سے دلائل قاہرہ بیان کر کے مرزائی اعتراضات کا کافی ووافی جواب دیا اور ان کے شبہات اور مغالطات کی قلعی کھول دی اور یہ ثابت کر دیا کہ حیات مسیح کا مسئلہ نہایت قوی اور مستحکم دلائل سے ثابت ہے۔ آپ نے پہلے ہی روز یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اس مسئلہ میں جس کسی کو ہم سے کچھ پوچھنا ہو تو ہمارے بیان کے شروع ہونے سے پہلے ہی مجھ کو مطلع کر دیں تاکہ آدھ گھنٹہ وقت ان کے سمجھانے کے لئے بچا رکھوں اور ہر روز اثناء بیان میں بھی برابر یہ فرماتے رہے کہ جس مرزائی کا جی چاہے بلاتکلف آئے اور اپنے اعتراضات پیش کر کے جوابات سنے۔

مرزائی وفد مع امیر الوفد موقع بیان کے متصل بمکان حکیم خلیل سیکرٹری مرزائیان موجود تھے۔ مگر کسی کی یہ ہمت نہ ہوئی کہ مولانا کے سامنے آ سکے۔

بہت سے ایسے حضرات جو مرزائیوں کا یک طرفہ بیان سن کر اس مسئلہ میں مذبذب ہو رہے تھے۔ مولانا ممدوح کے بیان سے ان کا تذبذب بالکلیہ جاتا رہا اور حیات مسیح علیہ السلام پر ان کو یقین کامل ہوگیا۔ بلکہ بعض نے مرزائی مولویوں سے اسی وقت جاکر بار بار کہا کہ کیوں حضرات اس مسئلہ میں تو آپ حضرات کو بڑا ناز تھا۔ آج ناطقہ کیوں بند ہے، کوٹھری سے باہر تشریف لائیے اور مولانا کے دلائل کا جواب دیجئے۔ مگر صدائے برنخاست:

آنہا کہ بصد زبان سخن می گفتند آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

مولانا ممدوح کی استدلالی قوت اور خوش بیانی کے متعلق اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ حاضرین جلسہ میں سے ہر طبقہ کے لوگ محو حیرت ہو رہے تھے اور بزبان حال یہ کہہ رہے تھے:

بہار عالم حسنش دل وجان تازہ می دارد برنگ اصحاب صورت را ببوب معنی را

ہر شخص کی زبان پر سبحان اللہ وماشاء اللہ! جاری تھا۔ آپ کا تیسرا بیان ۱۲ بجے شب کے بعد ختم ہوا۔ پھر مولوی حافظ رحمت اللہ صاحب نے اپنی رباعیات سنائیں۔ آخر میں مولانا مولوی عبدالوہاب صاحب نے گورنمنٹ اور علماء کرام اور حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کر کے دعائے خیر پر جلسہ کو ختم کیا۔ **فللّٰہ الحمد!**

ناظرین! مذکورہ بالا بیان سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ اس مناظرہ میں مرزائیوں کی کیا گت بنی اور کس طرح کی ندامت اور ذلت ان کو نصیب ہوئی۔ اس سیاہ داغ کو اپنے چہرے سے مٹانے اور پبلک میں سرخروئی حاصل کرنے لئے مرزائیوں نے بھاگل پور میں ایک اشتہار سرخ حرفوں میں (جو ان کے خون جگر کی خبر دے رہا ہے) شائع کیا جس میں علماء اہل سنت کو مخاطب کر کے لکھا ہے۔ آپ حضرات نے ہمارے عربی پرچہ کا جواب دینا تو درکنار ہم کو اپنا پرچہ سنانے بھی نہیں دیا۔ ذرا ان بھلے مانسوں سے کوئی یہ تو پوچھے کہ آپ لوگوں کے پرچے کو سوائے آپ لوگوں کے اور حکم صاحب کے علماء اہل سنت میں سے کسی نے دیکھا بھی تھا؟ کیا آپ لوگوں نے اس کا موقع آنے دیا کہ آپ کا پرچہ علماء اہل سنت کے ہاتھ آئے۔ خداتعالیٰ کو حاضر وناظر یقین کر کے سچ سچ جواب دیجئے اور **لعنة اللہ علی الکاذبین** کہئے۔

بلکہ حقیقت حال تو یوں ہے کہ جب مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نے مرزائی مناظر کے عبارت خوانی پر اعتراض کیا تو اسی وقت سے مرزائیوں کے دل پر اس بات کا خوف طاری ہوا کہ علماء اہل سنت کے ہاتھ میں پرچہ جانے سے خدا جانے کس کس طرح کے اعتراضات کئے جائیں گے۔ کیا کیا غلطیاں نکالی جائیں گی اور اس بات کی فکر کرنے لگے کہ کسی طرح علماء اہل سنت کے ہاتھ میں پرچہ نہ جائے۔ بروقت یہی تدبیر سوجھی کہ شرائط مقبولہ فریقین کی خلاف ورزی پر اصرار کر کے ترجمہ بطور وعظ بیان کیا جائے۔ علماء اہل سنت مزاحمت کریں گے اور آخر مناظرہ بند ہی ہو جائے گا۔ پرچہ دینے کی نوبت نہیں آئے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ورنہ جب اوّل روز فریقین کی گفتگو کے بعد حکم کا فیصلہ ہو چکا تھا تو پھر دوسرے روز شرائط شکنی بلکہ فیصلہ شکنی پر اصرار کرنے کا مطلب کیا تھا۔

بھلا کوئی مرزائی حلفیہ یہ تو بیان کرے کہ کس نامعقول کے منہ سے شرائط مقبولہ فریقین کی نسبت یہ جملہ نکلا تھا کہ: ''ہم اس نامعقول شرائط پر مناظرہ نہیں کر سکتے ہیں۔'' اور کس عہد شکن نے یہ کہا تھا کہ: ''اگر تبلیغ کی صورت نہ ہو تو مناظرہ بے فائدہ ہے۔'' اچھا اب آپ لوگوں کی صداقت کی جانچ کی ایک آسان صورت بتاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ وہ عربی پرچہ جو مجلس مناظرہ میں لکھا گیا تھا اور جس پر حکم کا بھی دستخط ہے، شرعی قسم کھا کر بلا زیادۃ ونقصان چھاپ کر شائع کر دیجئے۔ پبلک پر آپ کے مناظر کی عربی دانی بھی ظاہر ہو جائے گی اور مرزا قادیانی آنجہانی کے مسیحیت اور مہدویت کے دلائل کی معقولیت بھی کھل جائے گی۔ کیا مرزائی پارٹی ایسا کرے گی؟ شاید مرزائی پارٹی کی عربی دانی تو اسی سے ظاہر ہے کہ علماء اہل سنت کی طرف سے اردو خط جانے پر یہ اعتراض کر کے کہ علماء اور اردو میں خط لکھیں۔ ایک عربی خط لکھا جو طرح طرح کی غلطیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کا برجستہ جواب ترکی بہ ترکی عربی ہی میں فوراً دندان شکن دے دیا گیا۔ پھر مرزائی پارٹی کی ہمت نہ ہوئی کہ عربی میں خط لکھیں۔ اس کے بعد جتنے خطوط آئے، اردو ہی میں آئے۔ عربی دانی میں مہارت کا دعویٰ تھا تو دوسرا، تیسرا خط عربی میں کیوں نہ لکھا۔ ''اف لکم، اف لکم اف لکم''

ہاں! یہ بھی واضح رہے کہ جلسہ مناظرہ کے شکست ہو جانے کے بعد ۴؍جون کو ایک خط وہی سرور شاہ امیر الوفد کی طرف سے مولوی محمد عمر صاحب کے نام آیا کہ جدید مناظرہ کے لئے شرائط طے کیجئے۔ جواباً لکھا گیا کہ آپ پہلے اس بات کا اطمینان کرا دیں کہ اب جو شرائط

طے ہوں گی، آپ ان کے پابند رہیں گے۔ آپ اوّل روز مجمع عام میں یہ کہہ چکے ہیں کہ ہم لوگ ایک امام (خلیفۃ المسیح) کے حکم کے پابند ہیں۔ ان کے حکم کے مقابلہ میں شرائط وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ شرائط طے کرنے کے بعد پھر آپ یہ کہہ دیں کہ ہمارے امام کا یہ حکم آیا ہے کہ مناظرہ مت کرو، اس لئے جب تک خود خلیفہ جی نورالدین صاحب بلاواسطہ احدے شرائط طے نہیں کریں گے، ہم لوگوں کو اطمینان نہیں ہوسکتا۔ بقول حافظ رحمۃ اللہ علیہ: ''من جرب المجرب حلت به الندامة'' آزمودہ را آزمودن جہل ست۔ مثل مشہور ہے۔

ناظرین باتمکین برائے خدا مذکورہ بالا واقعات پر کافی غور کیجئے اور انصاف کے ساتھ اس بات کا فیصلہ کیجئے کہ مرزائیوں کے مقابلہ میں اہل سنت کا یہ عذر قابل پذیرائی ہے یا نہیں:

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

جلسہ میں تین تحریریں شائع ہوئیں جو نہایت مختصر اور بہت مفید ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) مسیح قادیانی کا فیصلہ (۲) مرزا غلام احمد قادیانی کا فیصلہ: ان دونوں تحریروں میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال سے ثابت کردیا ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں بلکہ جھوٹا ہے۔

(۳) تحفہ مرزا اور دعاء مرزا: یہ دو جزو کا رسالہ ہے شائقین ان رسالوں کو میر جوہر علی صاحب ساکن صندل پور مونگیر سے منگوالیں۔

بزرگان اسلام کی خدمت میں ضروری التماس

مناظرہ کو اگرچہ میں نے کبھی پسند نہیں کیا مگر مرزا قادیانی کے اقوال وعقائد اس طرح کے دیکھے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسلام کو بالکل درہم وبرہم کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اسلام کے پردے میں اسلامی عقائد اور اسلام کی جو صورت حضرت سید المرسلین ﷺ اور بزرگان سلف سے ہمیں پہنچی ہے اسے غلط بتا کر یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوں میں ہوں۔ میرا کہنا مانو جب نجات ہوگی۔ ان کے چند اقوال وعقائد انہیں کی کتابوں سے بنظر اطلاع عام نقل کئے جاتے ہیں۔ انہیں آپ لوگ غور سے ملاحظہ کریں کہ وہ اسلام کو کس قدر درہم وبرہم کرنا چاہتے ہیں۔

۱...... قرآن مجید کے جو معنی مرزا جی بیان کریں وہ صحیح ہیں اور اگر اس کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے بیان کئے ہوں تو وہ غلط ہیں۔

۲...... جو حدیث مرزا جی کے الہام کے مطابق ہے، اسے وہ مانیں گے اور جو اس کے

خلاف ہے اسے ردی کی طرح پھینک دیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث جو مسلمانوں کا دین وایمان ہے وہ بے کار اور جو مرزا کہیں وہ دین ہے۔ نعوذ باللہ!

۳...... مرزاجی کہتے ہیں:

’’اینک منم کہ حسب بشارات آمدم عیسیٰ کجا ست تا بنہد پا بہ منبرم‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

’’ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے‘‘

(دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

ایک اولوالعزم نبی کی تحقیر اوران کی تعلّی ملاحظہ کی جائے۔

۴...... بنی اسرائیل کے چارسو نبی نے ایک بادشاہ کے فتح کی خبر دی اور وہ غلط نکلی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی نبی کی بات پر سچائی کا یقین نہیں ہوسکتا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۶۹)

۵...... مرزاجی کہتے ہیں:

’’منم مسیح زمان و منم کلیم خدا منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد‘‘

(تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

یہاں صاف کہہ رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد (نعوذ باللہ) حضرت محمد رسول اللہ کا مرتبہ رکھتا ہے، مجھے مانو۔

۶...... ’’آنحضرت ﷺ پر عیسیٰ بن مریم، دجال، یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت منکشف نہ ہوئی تھی۔‘‘ (ازالۃ الاوہام ۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳) مرزا پر منکشف ہوئی، اس لئے مرزاجی افضل ہوئے۔ نعوذ باللہ!

۷...... حضرات حسنین علیہما السلام کی تحقیر تو بہت کچھ کی ہے اور حضرت کی مصیبت[۱] اور اپنا تنعم دکھا کر اپنی افضلیت ثابت کی ہے۔ یہ تحقیر ضمناً تمام اولیائے امت محمدیہ کی ہے۔ انصاف سے کہو کہ کون مسلمان ان باتوں کو سن سکتا ہے اور یہ باتیں مانی جائیں تو میں بالیقین کہتا ہوں کہ دین اسلام وہ قدیم مقدس مذہب نہ رہے بلکہ نیا مذہب قادیانی ہوگا۔ جس کو خدا اور رسول سے کچھ واسطہ نہ ہوگا۔ فقط: باقی تفصیل عقائد مرزائیان ان شاء اللہ تعالیٰ! آئندہ علیحدہ شائع کرے گا۔ المشتہر: حکیم محمد یعسوب نائب سیکرٹری انجمن اہل سنت والجماعت مونگیر

[۱] اعجاز احمدی مطبوعہ ضیاء الاسلام ۱۹۱۳ء مؤلفہ مرزا ص۵۱ سے ۸۱ تک دیکھا جائے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قرآنِ قادیانی

حضرت مولانا محمد اسماعیل سونگڑہ ضلع کٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

خلاصہ	۸۵
مرزاجی کا خاندان	۸۷
مرزاجی کے کارنامے	۸۸
مرزاجی کے عجیب وغریب نام	۸۹
مرزاجی کے غیرزبانی الہام	۹۱
مرزاجی کی نامعلوم وحی	۹۳
مرزاجی کی دوبھاشی وحی	۹۴
مرزاجی کی گول مول وحی	۹۵
مرزاجی کی وحی توہین اسلام کادوسرانام ہے	۹۷
مرزاجی کی وحی اورحضرت حسنین رضی اللہ عنہما	۹۸
مرزاکی وحی اورحضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا	۹۹
مرزاکی وحی اورحضرت علی شیرخدا کرم اللہ وجہہ کی توہین	۱۰۰
مرزاکی وحی اورحضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	۱۰۰
مرزاکی وحی اوراہل بیت رضی اللہ عنہم	۱۰۱
مرزاجی کی وحی اورفرشتے	۱۰۱
مرزاغلام احمد قادیانی کی وحی اورسرکاردوعالم ﷺ	۱۰۲
مرزاکی برتری کادعویٰ	۱۰۷
مرزاکی وحی اوراللہ جل جلالہ وعم نوالہٗ	۱۰۹
مراق یاپیرانویا	۱۱۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدهٗ ونصلی علٰی رسوله الکریم وعلٰی اٰلهٖ واصحابه اجمعین الیٰ یوم الدین، آمین!

محترم ناظرین! مرزاغلام احمد قادیانی جن کوایک جماعت نبی اوررسول کہتی ہے ان کی کتابوں میں کچھ توان کے دعاوی ہیں اورکچھ ان کی پیشین گوئیاں جسے مرزاجی نے اپنی صداقت کے لئے نشان قراردیا ہے۔ بہرحال مرزاجی کے دعاوی ہوں یا پیش گوئیاں دونوں کا سرچشمہ مرزاجی کا الہام ہے۔ مرزاجی اپنے وحی والہام کوقرآن کے برابر قراردیتے ہیں:

ا......

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک دانمش از خطاء

جوکچھ میں خدا کی وحی سے سنتا ہوں، خدا کی قسم اسے خطا سے پاک سمجھتا ہوں۔

ہمچو قرآن منزه اش دانم از خطاہا ہمیں است ایمانم

اسے قرآن کے برابر پاک سمجھتا ہوں، ہرقسم کی خطاء سے اوریہی میرا ایمان ہے۔

بخدا ہست ایں کلام مجید از دہاں خدائے پاک ووحید

خدا کی قسم یہ میرا کلام مجید ہے، جو پاک خدا کی زبان سے نکلا ہے۔

آں یقینے کہ بود عیسیٰ را بر کلامے کہ شد برو القاء

جویقین کہ عیسیٰ علیہ السلام کوانجیل پرتھا۔

و آں یقینے کلیم بر تورات و آں یقینہائے سید السادات

اورجویقین کہ موسیٰ علیہ السلام کوتوریت پرتھااورجویقین کہ رسول اللہ ﷺ کوقرآن پرتھا۔

کم نیم از ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

میں کسی نبی سے یقین میں کم نہیں ہوں جومجھے جھوٹا کہے وہ خودملعون ہے۔

(درثمین فارسی ص۱۷۲، نزول المسیح ص۹۹،۱۰۰، خزائن ج۱۸ص۴۷۷، ۴۷۸)

خلاصہ

یعنی مرزا قادیانی کا کہنا یہ ہے کہ مجھ پرجووحی نازل ہوتی ہے وہ ہرقسم کی خطاء وعیب سے پاک ہےاورقرآن کے برابر پاک ہے۔ بلکہ خدا کی قسم یہی میرا قرآن مجید ہے اوراسی پرمیرا ایمان ہے۔

۲...... ’’الرحمن علم القرآن‘‘ رحمٰن نے مجھے قرآن سکھلایا۔‘‘
(وحی مقدس یعنی تذکرہ ص۴۴، طبع چہارم)

۳...... ’’ماینطق عن الهویٰ ان هو الّا وحی یوحیٰ‘‘ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتا ہوں جو کچھ بولتا ہوں وہ وحی خداوندی ہے۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ ص۳۷۸، طبع چہارم)

۴...... ’’ہم کو تو خدا تعالیٰ کے اس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے اس قدر یقین اور علیٰ وجہ البصیرۃ یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کر کے جس قسم کی قسم چاہو قسم دے دوں بلکہ میرے تو یقین یہاں تک ہیں کہ اگر میں اس بات کا انکار کروں یا وہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معاً کافر ہو جاؤں۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ ص۴۰۰، طبع چہارم حاشیہ)

ان مذکورہ بالا حوالوں سے آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔ مرزاجی کا درجہ کتنا بلند ہے اور ان کی وحی کس مرتبہ کی ہے اور مرزاجی اپنی وحی کو قرآن شریف کے برابر سمجھتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی مرزائی یا خود مرزاجی بھی ذرا سا شک کریں تو فوراً کافر ہو جائیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ تین ماہ کا چندہ نہ بند ہو جائے۔ ورنہ اس عقیدے کے باوجود بھی وہ مرزائی جماعت سے خارج۔ (للمؤلف)

لہٰذا ہم اس وقت آپ کے سامنے مرزاجی کی سوانح عمری نیز ان کے دعاوی کو مختصراً پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کو اچھی طرح پتہ چل جائے کہ درحقیقت یہ مذہب کس طرح اسلامی عقائد کے خلاف ہے بلکہ اسلامی عقائد کو جڑ سے اکھیڑ کر پھر اس پر اپنی مصنوعی نبوت اور بناوٹی پیغمبری کی بنیاد رکھنی چاہتا ہے۔ اس نے اسلام کے مقابلہ کے لئے اپنا ایک نیا محاذ قائم کیا ہے اور اپنے محاذ کی حفاظت کے لئے ان کے مولوی و مبلغ کبھی عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و ممات کا مسئلہ پیش کرتے ہیں تو کبھی ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف بحث کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور کبھی یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ: ’’اگر مرزاجی اس صدی کے مجدد نہیں تو تم ہی بتادو کہ اس صدی کا مجدد دوسرا کون ہے۔‘‘ (حالانکہ مرزاجی کا دعویٰ نبوت کا ہے اور ان کے مبلغ زبردستی انہیں مجدد بنانے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔ گویا وہ بے چارے خود بھی مرزاجی کے دعویٰ نبوت سے عاجز ہیں)

غرض کہ ان تمام بحث و مباحثہ سے قادیانیوں کا صرف ایک ہی مقصد ہے کہ علماء کرام انہی بحثوں میں الجھے رہیں اور عوام کالانعام یہ سمجھیں کہ یہ بھی کوئی اسلامی فرقہ ہے۔ اس سے قادیانیوں کا بہت بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی نظر سے مرزاجی کی وحی والہام پوشیدہ رہ جائے اور مرزاجی کی وحی مقدس کی نقاب کشائی منظر عام میں نہ ہو سکے۔ یہ اس لئے کہ خود

قادیانی جماعت بھی اس چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر کسی نہ کسی طرح مرزا جی کی وحی مقدس کا پردہ فاش ہو گیا اور اس کا اصلی چہرہ بھولے بھالے مسلمانوں نے دیکھ لیا تو پھر روئے زمین پر کوئی جاہل سے جاہل مسلمان بھی ایسا نہ ملے جو قادیانی مذہب کو حق سمجھ کر قبول کرے۔

ہم اس وقت مرزا جی کی مختصر سوانح حیات اور کچھ دعاوی ان کی کتابوں سے اور خاص کر ان کی وحی مقدس سے پیش کرتے ہیں اور ان کی پیش گوئیوں کو یکے بعد دیگرے ان شاءاللہ! پیش کرتے چلے جائیں گے۔

ناظرین کرام سے دست بستہ التماس ہے کہ اس کتاب کو شروع سے آخیر تک غور سے پڑھیں اور اگر کوئی قادیانی یہ ثابت کر دے کہ اس کتاب میں جو حوالے دیئے گئے ہیں وہ یا ان کے معنی غلط ہیں تو ہم ان کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ جس کسی کو غلط ثابت کر دے تو ہم اسے فی حوالہ دس روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ قیامت تک کوئی قادیانی اس قرآن قادیانی کے کسی ایک حوالے کو بھی غلط ثابت نہیں کر سکتا اور ہرگز ہرگز غلط ثابت نہیں کر سکتا۔ (محمد اسماعیل عفی عنہ)

مرزا جی کا خاندان

ہر انسان خواہ وہ کسی خاندان کا ہو، اسے اپنی خاندانی شرافت پر فخر ہوتا ہے اور وہ اپنے خاندانی حالات ہمیشہ ایک ہی رنگ میں بیان کرتا ہے۔ مگر متضاد بیانی چونکہ مرزا قادیانی کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ بھلا وہ خاندانی احوال میں کب چوکتے اور اگر چوک جاتے تو انہیں نبی کون کہتا۔ اس لئے کہ ان کی نبوت کا بنیادی پتھر ہی متضاد بیانی الٹے پلٹے لکھنے پر قائم ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں ''میں چینی خاندان کا ہوں۔'' (حقیقت الوحی ص۲۰۱، خزائن ج۲۲ ص۲۰۹ حاشیہ)

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: ''میں مغل ہوں۔''

(کتاب البریہ ص۱۳۴، خزائن ج۱۳ ص۱۶۲ حاشیہ)

درحقیقت یہ مغل ہی تھے جیسا کہ ان کے خاندانی شجرہ سے ظاہر ہوتا ہے اور یہ اپنا مورث اعلیٰ یا جدّ اکبر مرزا ہادی بیگ کو بتاتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہمیشہ مرزا جی کو ''مرزا'' کہہ کر خطاب کیا ہے۔ (وحی مقدس یعنی تذکرہ ص۱۲۹ طبع چہارم) مگر اس کے برخلاف اسی کتاب کے (ص۶۳۴) میں گل افشانی فرماتے ہیں ''کہ دراصل میں فارسی خاندان کا ہوں، لوگ غلطی سے مجھے مغل کہتے ہیں۔'' (چہ خوب خدا تعالیٰ کو بھی مرزا کے خاندان کا پتہ نہ چلا اور اس نے ''یا مرزا'' کہہ کر بلایا۔ (للمؤلف)

کسی جگہ یہ بیان ہے کہ: ’’میں سید ہوں، میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۱۹، خزائن ج۱۷ص۱۱۸)

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ: ’’میں معجون مرکب ہوں۔‘‘

(وحی مقدس یعنی تذکرہ ص۶۳۰طبع چہارم، تریاق القلوب ص۴۶، خزائن ج۱۵ص۲۷۳حاشیہ)

(واقعی مرزا کا یہ نام بڑا ہی پیارا ہے) جو شخص اپنے خاندان کے بیان کرنے میں گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے اور اس اختلاف بیانی سے ذرا بھی شرمندہ نہیں ہوتا، جسے ایک معمولی انسان بھی پسند نہیں کرسکتا تو وہ شخص دین اسلام واجماع امت میں جس اختلاف بیانی سے بھی کام لے معذور ہے۔ مگر اس کی امت جو مرزا کو نبی مان رہی ہے وہ مجبور ہے۔ اس لئے کہ نور ایمانی ان کے دل سے نکل چکا ہے، اس لئے حق وباطل میں تمیز کرنی ان کے لئے مشکل ہوگئی ہے۔

مرزاجی کے کارنامے

یوں تو مرزائی مولوی، مرزاجی کی صداقت کے بیان میں وہ لن ترانی ہانکتے ہیں کہ الامان الحفیظ۔ وہ کبھی مرزاجی کو خدا سے ملاتے ہیں اور کبھی رسول سے اور جہاں مرزاجی کی عادات واخلاق، دعاوی اور پیش گوئی کے جواب دینے سے عاجز ہوجاتے ہیں تو فوراً انبیاء کرام علیہم السلام اور سرکار دوعالم ﷺ کی ذات مقدس پر وہ گندے اعتراضات دیدہ دلیری سے کرتے ہیں کہ جس کو سننا بھی کوئی کلمہ گو پسند نہیں کرسکتا۔ حالانکہ ان کو یہ چاہئے کہ اپنے نبی کے دامن کو پاک کرتے۔ مگر چونکہ ان کے بس کا روگ نہیں۔ اس لئے بجائے مرزا کی پاک دامنی ثابت کرنے کے انبیاء کرام پر اعتراضات شروع کردیتے ہیں اور اس سے ان کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اسلامی مجمع مشتعل ہوجائے۔ وہ مناظرہ یہ کہہ کر ختم کردیں کہ ’’چونکہ تمہارے اندر شرافت نہیں اس لئے ہم تم سے مناظرہ نہیں کرتے۔‘‘ (خاکسار کو اس کا تجربہ بارہا ہوچکا ہے) مگر ہم یہاں مرزاجی کی سوانح عمری مختصراً لکھ دیتے ہیں تاکہ عوام یہ سمجھ لیں کہ جس کے کردار واعمال اس قسم کے ہوں، وہ نبی تو کجا ایک شریف انسان بھی بن سکتا ہے یا نہیں؟

۱...... ’’میرے والد صاحب اپنے بعض آباء واجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالت میں مقدمہ کررہے تھے، انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت عزیز وقت میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع ہوا۔‘‘

۲...... ’’ایسا ہی چند سال تک (دس سال) میری عمر کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت (محرری) میں بسر ہوئی۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۳۴-۱۵۳، خزائن ج۱۳ ص۱۶۲-۱۸۵)

۳...... ’’مرزا غلام احمد قادیانی باپ کی پنشن لانے گئے تھے، ان کے ساتھ مرزا امام الدین بھی تھا۔ وہ مرزا امام الدین کے ساتھ ادھر ادھر پھرتے رہے۔ جب سارا روپیہ ختم ہوگیا تو وہ مارے شرم کے گھر واپس نہیں آئے۔ امام الدین نے ایک قافلہ پر ڈاکہ ڈالا اور وہ پکڑا گیا۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں وہ ہماری وجہ سے جیل سے بچا۔‘‘

(خلاصہ سیرت المہدی ج۱ ص۴۳ طبع قدیم اور طبع جدید ج اوّل ص۳۹ روایت نمبر۴۹)

۴...... ’’چونکہ مرزا قادیانی ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کردیا پر کامیاب نہ ہوئے۔‘‘ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۳۸ طبع قدیم اور طبع جدید حصہ اوّل ص۱۴۲ روایت نمبر۱۵۰)

۵...... ’’مراق کا مرض حضرت مرزا قادیانی کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا۔‘‘ (رسالہ ریویو قادیان ص۱۰، اگست ۱۹۲۶ء)

قادیانی نبی کی زندگی کا خلاصہ اوپر کے پانچ حوالوں سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا۔ (مؤلف)

مرزاجی کے عجیب وغریب نام

مرزاجی نے (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۴ خزائن ج۲۲ ص۵۲۱) میں لکھا ہے کہ ’’دنیا میں جتنے انبیاء ورسل آئے۔ ان سب کا نام اس عاجز کو دیا گیا ہے۔‘‘

اس لحاظ سے تو مرزا قادیانی کے نام ان گنت اور بے شمار ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ ہم نے ہر قوم کے لئے نبی بھیجا اور یہ بھی قرآن شریف میں آیا ہے کہ بہت سے انبیاء ایسے ہیں کہ جن کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔ لہٰذا مرزاجی کے تتمہ حقیقت الوحی کے دعویٰ کو اگر سچ مان لیا جائے تو مرزاجی کے نام ان گنت ہوجاتے ہیں اور صفت یہ ہے کہ ہزاروں نام مرزاجی کے ایسے رہ جاتے ہیں جس کی خبر نہ مرزاجی کو ہوسکی نہ ان کی امت کو۔ مگر ہم یہاں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر مرزاجی کے کچھ نام پیش کرتے ہیں تاکہ آپ بھی جان لیں کہ اس معجون مرکب خاندان والے نبی کے نام بھی دوائے معجون مرکب سے کم نہیں۔

یہ تمام نام ان کی کتاب (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم) سے لئے گئے ہیں۔ اس لئے صرف صفحوں کا حوالہ دے دیا گیا ہے:

نمبرشمار	نام	صفحہ	نمبرشمار	نام	صفحہ
۱	تحصیل دار	۵۷۸	۲	گورنر جنرل	۳۴۲
۳	گورنمنٹ کی تعویذ	۲۵۳	۴	کلیسا کی طاقت کا نسخہ	۶۱۵
۵	فیرمین	۴۸۴	۶	قیصر ہند کا شکریہ	۳۴۱
۷	بلائے دمشق	۷۱۴	۸	خوش حال	۱۷۶
۹	تحفۃ الملوک	۶۹۹	۱۰	شیر خدا	۶۷۲
۱۱	ضعیف مسیح	۷۳۴	۱۲	سرنگ	۷۵۵
۱۳	غازی	۱۹۶	۱۴	اشجع الناس	۶۳۱
۱۵	ولی اللہ	۲۹۹	۱۶	بیت اللہ	۳۶
۱۷	حجراسود	۳۶	۱۸	سنگ اسود	۳۶
۱۹	شفیع اللہ	۶۷۰	۲۰	مریم	۷۰
۲۱	زینب	۷۵۱	۲۲	عبدالقادر	۹۱
۲۳	عبدالحکیم	۶۷۶	۲۴	سلطان عبدالقادر	۷۱۰
۲۵	حجۃ اللہ القادر	۱۱۲	۲۶	سلطان احمد مختار	۱۱۲
۲۷	چوہدری رستم علی	۵۳۳	۲۸	السہیل البدری	۳۲۶
۲۹	سلطان القلم	۴۰۸	۳۰	ولدزناکش	۳۲۷
۳۱	غاسق اللہ	۴۵۶	۳۲	محمد مفلح	۵۵۷
۳۳	آدم	۷۰	۳۴	نوح	۲۸۰
۳۵	ابراہیم	۲۷۹	۳۶	یوسف	۲۸۰
۳۷	داؤد	۲۷۹	۳۸	موسیٰ	۷۰۶
۳۹	عیسیٰ	۲۷۹	۴۰	احمد	۷۰
۴۱	محمد	۵۶۸	۴۲	یحییٰ	۱۲۲

۴۳	مظفر	۱۳۷	۴۴	آریوں کا بادشاہ	۳۸۲
۴۵	برہمن اوتار	۶۲۰	۴۶	جے سنگھ بہادر	۶۷۲
۴۷	رودر گوپال	۴۲۰	۴۸	کرشن رودر گوپال	۴۲۰
۴۹	مرزاغلام احمد قادیانی	۱۷۹	۵۰	کرم خاکی	اگلی سطر میں

(درثمین اردو ص ۶۷، حقیقت الوحی خزائن ج ۲۲ ص ۷۳۸)

مرزاجی کے غیرزبانی الہام

خودمرزاجی لکھتے ہیں کہ:’’یہ بالکل غیرمعقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو کچھ اور ہو اور الہام اس کوکسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔‘‘

(چشمہ معرفت ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)

اب مرزاجی کی انگلش وحی دیکھئے:

۱...... ’’دس از مائی اینیمی۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ ص ۳۱، طبع چہارم)

۲...... ’’آئی ایم کورلر۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ ص ۵۵،۵۶ طبع چہارم)

چونکہ یہ خاکسار انگریزی زبان سے کچھ بھی واقفیت نہیں رکھتا۔ پھر اسی وقت ایک انگریزی خواں سے اس انگریزی فقرے کے معنی دریافت کئے گئے تو معلوم ہوا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ:’’میں جھگڑنے والا ہوں۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ ص ۶۳ طبع چہارم)

۳...... ’’آئی لو یو۔‘‘

۴...... ’’آئی ایم ود یو۔‘‘ (ص ۶۳)

۵...... ’’آئی شیل ہیلپ یو۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ ص ۶۳ طبع چہارم)

۶...... ’’آئی کین وہٹ آئی ول ڈو۔‘‘ (ص ۶۳)

۷...... ’’وی کین وہٹ وی ول ڈو، اور اس وقت ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ ص ۶۴ طبع چہارم)

(دریں چہ شک انگریزی نبی تو آپ تھے ہی)

۸...... ’’آئی ایم بائی عیسیٰ۔‘‘ (ص ۶۴)

۹...... ’’لیس آئی ایم ہیپی۔‘‘ (ص ۶۴)

۱۰...... ’’لائف آف پین۔‘‘ (ص۶۵)

۱۱...... ’’گاڈ از کمنگ بائی ہز آرمی ہی از ود یوٹوکل اینیمی۔‘‘ (ص۶۵)

انگریزی جملے آہستہ آہستہ ترقی کررہے ہیں۔مؤلف

۱۲...... ’’دی ڈیز شیل کم دین گاڈ شیل ہیلپ یوگلوری بی ٹو دس لارڈ گوڈ میکر آف ارتھ اینڈ ہیون۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ ص۹۹ طبع چہارم)

۱۳...... ’’ودآل مین شڈ بی اینگری بٹ گوڈ از ود یو ہی شیل ہیلپ یو ورڈس آف گاڈ کین ناٹ ایکس چینج۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ ص۱۰۰ طبع چہارم)

۱۴...... ’’آئی لو یو، آئی شیل گو یو (گیو یو) ای لارج پارٹی آف اسلام۔‘‘ (ص۱۰۳)

۱۵...... ’’یو ہیو ٹو گو امرتسر۔‘‘

۱۶...... ’’ہی ہل ٹس ان دی ضلع پشاور۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ ص۱۱۷ طبع چہارم)

۱۷...... ’’یو مسٹ ڈو وہٹ آئی ٹولڈ یو۔‘‘ (ص۱۱۶)

۱۸...... ’’ای ورڈ اینڈ ٹو گرلز۔‘‘ (ص۵۹۳)

مذکورہ بالا الہام اور مرزاجی کی (چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۹) والی عبارت کو اگر آپ ایک جا ملا کر پڑھیں تو اس سے خود آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ایک طرف مرزاجی کو اس بات کا اقرار ہے کہ وہ انگریزی بالکل نہیں جانتے۔ دوسری طرف یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ یہ تو بالکل واہیات بات ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو دوسری ہو اور اس کو وحی کسی دوسری زبان میں آئے۔ گویا مرزاجی اپنے اقرار سے خود واہیات بنے اور ان کو نبی ماننے والے ان سے بھی زیادہ واہیات۔

لطیفہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا عبارت سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ مرزاجی انگریزی بالکل نہیں جانتے تھے۔ حالانکہ یہ بھی غلط در غلط۔ مرزاجی نے تو انگریزی کی کتابوں کو باقاعدہ استاد سے نائٹ اسکول میں پڑھا تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب اپنی کتاب (سیرت المہدی قدیم حصہ اوّل ص۱۳۷، جدید حصہ اوّل ص۱۴۱ روایت نمبر۱۵۰) میں ابا جان محترم کے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ: ’’اس زمانے میں (یعنی جس زمانے میں مرزاجی سیالکوٹ کی کچہری میں نوکر تھے) مولوی الٰہی بخش کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے۔ کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی

انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جواس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں، استاد مقرر ہوئے۔ مرزا قادیانی نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔(ان کے مذکورہ بالا ادھوری انگریزی الہام سے بھی معلوم یہی ہوتا ہے)

مرزاجی کی نامعلوم وحی

۱...... ’’پیٹ پھٹ گیا، معلوم نہیں یہ کس کے متعلق ہے۔‘‘

(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۶۷۲)

۲...... ’’ھو شعنا نعسا یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اوراس کے معنی ابھی تک اس عاجز (مرزاجی) پرنہیں کھلے۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۱۱۶)

۳...... ’’نتیجہ خلاف امر ہوایا نکلا۔ آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں اور یہ بھی پختہ یاد نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہے۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۴۳۷)

(غالباً محمدی بیگم کے آسمانی نکاح کے متعلق ہے۔ مؤلف)

۴...... ’’بلا نازل یا حادث یا‘‘ یاد نہیں رہا کہ یا کے آگے کیا تھا۔‘‘

(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۴۷۳)

۵...... ’’اس ہفتے میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں۔ اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندو لڑکے سے دریافت کئے ہیں مگر قابل اطمینان نہیں اور بعض من جانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا تھا اور بعض کلمات شاید عبرانی ہیں۔ ان سب کی تحقیق تنقیح ضرور ہے تابعد تنقیح جیسا کہ مناسب ہوا خبر جزدیں کہ اب تک چھپی نہیں ہے، درج کئے جائیں۔ آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جائے، اطلاع بخشیں اور وہ کلمات یہ ہیں: ’’پریشن، عمر براطوس یا پلاطوس یعنی پڑلوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے، بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۱۱۵)

یہ لفظ مکتوبات میں پہلی بار ہراطوس لکھا ہے، دوسری بار پڑطوس، تیسری بار براطوس، ان ہرسہ صورتوں سے اور پلاطوس کے لفظ سے مفہوم ہوتا ہے کہ غالباً یہ لفظ پراطوس ہے یا پلاطوس۔ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۱۱۸)

ناظرین! ذرا انصاف سے کہیں کہ کیا ایک سچے نبی کی وحی اس قسم کی ہوتی ہے کہ وحی

توان پر نازل ہوا اور تحقیق کے لئے مریدوں کو خط لکھا جائے کہ جلد از جلد معلوم کراؤ کہ یہ وحی کس زبان کی ہے۔ تب یہ وحی شائع کی جائے گی۔ (کیا خوب) سنا ہے کہ اگلے وقتوں میں کوئی مہمل گوشاعر تھا جب اس سے پوچھا جاتا کہ آپ کے اس شعر کا مطلب کیا ہے تو وہ جواب دیتا کہ ابھی صرف الفاظ یاد کرلو معنی پیچھے پڑھیں گے۔ حالانکہ سرکار دوعالم فداہ ابی وامّی ﷺ کے لئے قرآن کہتا ہے: ''لا تحرّک به لسانک لتعجل به. ان علینا جمعهٗ وقرآنه فاذا قرأناه فاتبع قرآنه. ثم ان علینا بیانه (القیامة:۱۶تا۱۹)'' یعنی قرآن شریف کا یاد کرا دینا اور اسے آپ کی زبان مبارک سے ادا کرادینا اور اس کے معانی کا بیان کردینا ہمارا کام ہے، ایک سچے نبی کی وحی اور جھوٹے کی بکواس میں یہی فرق ہوتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے: ''ما ارسلنا من رسول الّا بلسان قومه (ابراھیم:۴)'' مرزاجی واقعی سچے نبی ہوتے تو اس آیت کے مطابق ان کو پنجابی میں وحی آتی یا زائد از زائد اردو میں۔ مگر یہاں تو ہر بولی بولی جارہی ہے جس کی تحقیق کے لئے مرزاجی خود بھی لغت کی ورق گردانی میں مشغول ہیں اور بیچاری امت بھی آج تک اسی کام میں لگی ہوئی ہے۔ اب ذرا مرزاجی کی (چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۹) کی عبارت کو دوبارہ پڑھ لیجئے کہ: ''یہ تو بڑی واہیات بات ہے کہ انسان کی زبان تو کوئی اور ہو اور اسے وحی کسی اور زبان میں آئے۔''

مرزاجی کی دوبھاشی وحی

۱...... ''ھذا علاج الوقت والنربسی'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۴۱۲) گویا نربسی کی عربی خداتعالیٰ کو معلوم نہ تھی اس لئے ہندی لفظ کو (الف لام) لگا کر عربی بنادیا۔ نعوذباللہ!

۲...... ''ہی ہل ٹس ان دی ضلع پشاور۔'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۱۱۷)

یہی حال ضلع کا ہے۔ (مؤلف)

۳...... ''علم الدّرماں ۲۲۳۔'' فرمایا (مرزاجی نے) علم عربی لفظ ہے اور درماں فارسی ہے۔ ۲۲۳ کا ہندسہ ہے معلوم نہیں اس سے کیا مراد ہے۔'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۴۷۷)

اس سے پاگل پن مراد ہے کہ ایک سلطان القلم جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے کے بعد اس طرح عاجز ہوجاتا ہے کہ کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا ملا کر اپنی جعلی نبوت کی بلڈنگ بنانی چاہتا ہے۔ ورنہ اگر درماں فارسی کا لفظ ہے تو یہ (الف لام کیسا ہے) (مؤلف)

مرزا جی کی گول مول وحی

مرزا جی کی وحی اکثر ہی ایسی نا تمام اور ادھوری ہیں کہ جس پر ہر قسم کا سوال ہوسکتا ہے۔ مگر ہم یہاں مرزا جی کی چالیس پچاس گول مول وحی نقل کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کے آگے کچھ سوالیہ نشان بھی لگا دیتے ہیں تا کہ ابھی بھی ان کی امت کا مبلغ، مولوی، صحابی، امتی جواب دے دے کہ آخر یہ کیا بلا ہے اور کس کے متعلق ہے اور اس قسم کی وحی سے فائدہ کیا ہے۔

۱...... ''بھونچال آیا اور بڑی شدت سے آیا۔'' کہاں؟ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۵۴۲)

۲...... ''کیا عذاب کا معاملہ درست ہے۔'' جی ہاں آپ کے لئے درست ہے۔ (ص۵۴۸)

۳...... ''لنگر اٹھا دو۔'' کہاں سے؟ شاید محمدی بیگم کے مکان سے۔ (ص۵۵۰)

۴...... ''میں اس عورت کو سزا دوں گا۔'' کس عورت کو؟ (ص۵۰۰)

۵...... ''مضر صحت۔'' کون سی چیز؟ ناٹک وائن یا کولا وائن۔ (ص۵۵۴)

۶...... ''آتش فشاں۔'' کہاں پھٹا؟ (ص۵۶۲)

۷...... ''رد بلا۔'' کس کے سر سے؟ (ص۵۶۴)

۸...... ''زندگیوں کا خاتمہ۔'' آپ کی یا آپ کے دشمن کی؟ (ص۵۷۷)

۹...... ''کمبل میں لپیٹ کر صبح قبر میں رکھ دو۔'' کیا قدر کی ہے، خدائی لیڈر کی۔ (ص۵۷۷)

۱۰...... ''تین بکرے ذبح کئے جاویں گے۔'' بس یہی قربانی؟ (ص۵۸۹)

۱۱...... ''فروری کے بعد جانا ہوگا۔'' نہیں اپریل کے بعد جایئے۔ (ص۵۹۳)

۱۲...... ''اگر چاہوں اسی دن خاتمہ۔'' کس دن؟ (ص۶۱۸)

۱۳...... ''ایک دم میں دم رخصت ہوا۔'' کس کا؟ (ص۶۲۶)

۱۴...... ''دشمن نہایت اضطراب میں ہے۔'' کیا ڈاکٹر عبدالحکیم؟ (ص۶۷۳)

۱۵...... ''خدا اس کو پنج بار ہلاکت سے بچائے گا۔'' کس کو؟ (ص۶۷۴)

۱۶...... ''موت تیراں ماہ کو۔'' مرے چھبیس ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو۔ (ص۶۷۵)

۱۷...... ''کچھ معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے۔'' کسے معلوم نہیں؟ (ص۶۹۵)

۱۸...... ''ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔'' مگر مرزا جی آج کرسچن ہندوستان میں چار کروڑ ہوگئے۔ (ص۶۹۶)

۱۹...... ’’اب جنازہ جا کر پڑھیں گے۔‘‘ لاش لاہور سے آئے گی۔ (ص۶۹۹)

۲۰...... ’’اسی سے تو تم پر حسن چڑھا ہے۔‘‘ حسینہ جمیلہ بیوی تو ملنے والی تھی مگر قسمت! (ص۷۰۷)

۲۱...... ’’راز کھل گیا۔‘‘ مگر ذرا دیر ہوگئی ورنہ اتنے گمراہ نہ ہوتے۔ (ص۷۱۲)

۲۲...... ’’ماتم کدہ۔‘‘ سلطان احمد کی تقدیر مبرم کے ٹل جانے سے۔ (ص۷۵۲)

۲۳...... ’’تا عود صحت۔‘‘ آپ شادی کا انتظار کریں۔ (ص۴۴۹)

۲۴...... ’’رہا گوسپنداں عالی جناب۔‘‘ گوسپند نہیں یزیدی۔ (ص۵۷۰)

۲۵...... ’’یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے۔‘‘ آسمانی نکاح کی طرح۔ (ص۴۶۹)

۲۶...... ’’اس میں تمام دنیا کی بھلائی ہے۔‘‘ کس میں؟ (ص۴۷۱)

۲۷...... ’’آثار صحت۔‘‘ کس کی صحت، شریف رخصت۔ (ص۴۷۱)

۲۸...... ’’شوخ وشنگ لڑکا۔‘‘ پیر منظور محمد اسی کی آرزو میں مع بیگم چل بسا۔ (ص۵۱۳)

۲۹...... ’’ہماری قسمت آیت دار۔‘‘ کو کیا ہوگی۔ (ص۵۲۰)

۳۰...... ’’سب سے پہلے حادثات کے بعد تیرا حادثہ ہوگا۔‘‘ کون سے حادثات۔ (ص۵۴۳)

۳۱...... ’’ایک چونکا دینے والی خبر۔‘‘ کس کو مرزائی تو اب تک بھی نہیں چونکے۔ (ص۵۲۳)

۳۲...... ’’ہم نے وہ جہان چھوڑ دیا۔‘‘ اسّی سال کے پہلے یا اسّی سال کے بعد۔ (ص۵۳۳)

۳۳...... ’’میرے قادر خدا اس پیالے کو ٹال دے۔‘‘ موت کا پیالہ اٹل ہے۔ (ص۴۲۹)

۳۴...... ’’یہ ہوگا، یہ ہوگا، یہ ہوگا، پھر تیرا انتقال ہوگا۔‘‘ اس سے روشن اور کیا الہام ہوگا۔ (ص۳۱۱)

۳۵...... ’’رحمت الٰہی کے چپکے سامان۔‘‘ کس کے لئے شاید سلطان احمد کے لئے۔ (ص۳۳۹)

۳۶...... ’’پہلے بے ہوشی، پھر غشی، پھر موت۔‘‘ کس کو؟ (ص۳۳۶)

۳۷...... ’’بعد ۱۱، ان شاء اللہ۔‘‘ یہ گیارہ کیا ہے مذکر یا مؤنث؟ (ص۴۰۱)

۳۸...... ’’اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا۔‘‘ کون سی جڑ؟ (ص۴۰۹)

۳۹...... ’’فیری میسن مسلط نہیں کئے جائیں گے۔‘‘ کس پر؟ (ص۴۱۱)

۴۰...... ’’عدالت عالیہ نے اسے بری کر دیا۔‘‘ مگر آپ سے مچلکہ لیا۔ (ص۴۱۳)

۴۱...... ’’محمود۔‘‘ کون؟ (ص۴۱۳)

۴۲...... ’’رہگرائے عالم جاودانی شد۔‘‘ کون؟ (ص۴۱۹)

۴۳...... ’’خوشی کا مقام۔‘‘ کس کے لئے؟ (ص۴۲۹)

۴۴...... ’’ڈگری ہوگئی۔‘‘ ڈسمس کہاں سے ہوتی جب کہ آپ کے جیسا مختار ہو۔ (ص۷)

۴۵...... ’’بالفعل نہیں۔‘‘ اور کب؟ (ص۳۱)

۴۶...... ’’ہاں میں خوش ہوں۔‘‘ غمگین کب تھے؟ (ص۶۵)

۴۷...... ’’فتح کا نقارہ بجے۔‘‘ چھٹی ستمبر کو جب کہ آتھم زندہ رہا۔ (ص۱۱۲)

۴۸...... ’’خوش حال خوش حال۔‘‘ کیا مطلب؟ (ص۱۷۶)

۴۹...... ’’عید کل تو نہیں پرسوں ہوگی۔‘‘ کیا مطلب؟ (ص۱۹۹)

۵۰...... ’’فلاں کو پکڑ و فلاں کو چھوڑ و۔‘‘ اس تفعیل پر قربان۔ (ص۷۱۳)

نوٹ: یہ تمام حوالے وحی مقدس (یعنی تذکرہ) کے ہیں۔

دیکھا آپ نے مرزاجی کی وحی کس قسم کی ہوتی تھی۔ گویا ایک خلخلہ دار لباس ہے کہ جس کے بدن پر چاہئے چست کر دیا جائے۔ یہ ادھوری اور ناتمام وحی اس لئے آئی کہ وحی الٰہی ایک نعمت ہے اور اس نعمت کو خداوند کریم نے بذریعہ قرآن شریف اپنے آخری نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر تمام کر دیا ہے۔ ’’**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً** (المائدہ:۳)‘‘ ترجمہ آج کے دن میں نے دین اسلام کو پورا کر دیا اور آپ پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور تمہارے لئے اسلام مذہب کو پسند کیا۔

ظاہر ہے کہ اس وحی تمام (قرآن شریف) کے بعد جو بھی وحی کا دعویٰ کرے گا اس کی وحی مثل مرزاجی ناتمام رہے گی۔

مرزاجی کی وحی توہین اسلام کا دوسرا نام ہے

یوں تو مرزاجی کی گالی اور بےعزتی توہین سے نہ کوئی عام مسلمان بچا، نہ خاص، نہ قطب، نہ غوث، نہ مرد، نہ عورت، نہ بچہ، نہ بوڑھا، نہ علماء اسلام، نہ صوفیائے عظام، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، نہ انبیاء ذی الاحترام۔ مرزاجی نے بہ یک جنبش قلم کسی کو کافر بنایا تو کسی کو جاہل، کسی کو فاسق بتایا تو کسی کو کج فہم، کسی کو غبی کہا تو کسی کو سگ دیوانہ، کسی کو سوّر کہا تو کسی کو کتیا سے بدتر، کسی کو سنڈا اس کے کیڑے لکھا تو کسی کو حرامی۔ اگر مرزاجی کی توہین اور گالی کی فہرست الف سے یا تک بالترتیب لکھی جائے تو وہ ایک مستقل کتاب بن جائے گی۔ اس لئے ان تمام خرافات کو چھوڑ کر ہم یہاں صرف چند نمونے مرزاجی کی توہین کے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ

آپ کو بھی یقین ہو جائے کہ جو شخص سرکار دو عالم ﷺ کے اہل بیت اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم پر یہ گندے اور ناپاک، جگر خراش حملے کر سکتا ہے کہ جن کی تعریف و توصیف جا بجا قرآن شریف اور احادیث صحیحہ ﷺ میں موجود ہیں تو وہ بھلا دوسروں کو کب چھوڑ سکتا ہے۔

مرزا جی کی وحی اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہما

حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کے مناقب سے کم و بیش ہر مسلمان واقف ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”سیدا شباب اھل الجنۃ الحسن والحسین رضی اللہ عنہما“ یعنی تمام جوانوں کے سردار جنت میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کی توہین کر کے روئے زمین کے مسلمانوں کے دل کو چھلنی بنا ڈالا ہے۔ آپ لوگ ذرا صبر و استقلال سے پڑھئے اور کلیجے پر ہاتھ رکھ کر انصاف کیجئے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت اور آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کی شان میں کس قسم کے گستاخانہ اور دل ہلا دینے والے کلمات ناشائستہ استعمال کرتا ہے۔ (نقل کفر، کفر نہ باشد)

۱...... ”سلمان منّا اھل البیت علیٰ مشرب الحسن“

(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص ۳۸۲)

مرزا اپنی اہل بیت کے لئے دو سلامتی لے کر امام حسن کی طرح آیا ہے۔

۲...... ”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔“ (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

۳...... ”تو مجھے گالی دیتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھے گالی دیتا ہے، کیا امام حسین کے سبب سے تجھے رنج پہنچا ہے۔“ (اعجاز احمدی ص ۶۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۷۹)

یہاں مرزا کو خود بھی اقرار ہے کہ میں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی جو توہین کی ہے اور گالی دی ہے۔ اس سے مسلمانوں کو سخت صدمہ پہنچا ہے اور وہ اس کے بدلے مجھے گالی دیتے ہیں۔ (مؤلف)

اس تمہید کے بعد ہی مرزا غلام احمد قادیانی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی توہین کا دروازہ کھول دیتا ہے اور خوب دل کھول کر حضرت امام کی بے عزتی کرنا شروع کر دیتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے کہ: ”مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت بڑا فرق ہے کیوں کہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے، مگر حسین تم کربلا کے میدان کو یاد کر لو، اب تک تم روتے ہو۔ پس

سوچ لو میں خدا کے فضل سے خدا کی مہربانی کی گود میں ہوں اور پرورش پارہا ہوں اور دشمنوں کے حملہ سے بچایا جاتا ہوں۔ میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے۔‘‘
(اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ص۱۸۱)

دیکھئے مذکورہ بالا عبارت میں مرزا نے کس بے عزتی سے حضرت امام حسینؓ کا نام لیا ہے۔

۴…… ’’میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمن کا کشتہ۔ پس ہم دونوں میں فرق ظاہر وباہر ہے (نعوذ باللہ) بخدا اسے (امام حسینؓ) مجھ سے کچھ زیادت نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ص۱۹۳)

۵……

کربلا یست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم
(درثمین فارسی ص۱۷۱، نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

کربلا کی ہروقت میں سیر کرتا ہوں۔ سو حسین میرے کرتے کی گریبان میں پوشیدہ ہیں۔ (نعوذ باللہ) اے ذات باری تو اس مذہب سے بھولے بھالے مسلمانوں کو بچا، جو کچھ بھی نہیں جان کر مرتد بن جاتے ہیں اور ان کی توہین کی اب حد ہوگئی، خداوند تو ان کی زبان کو اس توہین سے روک دے۔

مرزا کی وحی اور حضرت فاطمہ بتولؓ

حضرت رسول خداﷺ کو تمام اولاد میں حضرت فاطمہؓ سے ازحد محبت تھی۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے، **سیدة النساء فاطمه**، جنت میں عورتوں کی سردار وسرتاج حضرت فاطمہؓ ہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے: ’’**الفاطمة منی من اذاها فقد اذانی**‘‘ حضرت فاطمہ میری جگر گوشہ ہیں جو ان کو صدمہ پہنچاتا ہے وہ مجھے صدمہ پہنچاتا ہے۔ چنانچہ اس حدیث کے ماتحت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے حضرت فاطمہ کی حیات میں دوسری شادی ناجائز تھی۔ اس لئے کہ اس سے حضرت فاطمہؓ کو تکلیف ہوتی اور ان کی تکلیف سے حضور سرور دو عالمﷺ کو رنج پہنچتا اور جس کام سے حضور کو رنج پہنچے وہ سراسر حرام ہے۔ زنانی تابوت پر پردہ غلاف کا رواج حضرت خاتون جنتؓ کے وقت سے ہوا۔ اس لئے کہ آپ کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ آپ کے کفن مبارک پر بھی کسی نامحرم کی نظر پڑ جائے۔ مگر مرزا

غلام احمد قادیانی نے جو توہین حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی کی ہے اس سے روئے زمین کے مسلمانوں کا کلیجہ شق ہو رہا ہے۔لکھتا ہے:''حضرات پنج تن سید الکونین، حسنین، فاطمۃ الزہرا اور علی رضی اللہ عنہم عین بیداری (مرزا کے گھر) میں آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کمال محبت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں اس خاکسار (غلام احمد) کا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور عالم خاموشی میں ایک غمگین صورت بنا کر بیٹھے رہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۱۹، خزائن ج۱۷ص۱۱۸)

اس بحث میں زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں۔

مرزا کی وحی اور حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ کی توہین

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو، اب نئی خلافت (مرزا کی) لو ایک زندہ علی تو تم میں موجود ہے تم اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔''

(ملفوظات احمدیہ ج دوم ص۱۴۲ قدیم)

خداوندتو اس قادیانی مذہب سے خاص اپنی پناہ میں رکھ۔آمین یارب العالمین!

مرزا کی وحی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

یہ مسلمانوں کا از روئے قرآن شریف متفق علیہ عقیدہ ہے کہ حضرت سرور عالم ﷺ کی پاک بیویاں تمام مسلمانوں کی ماں ہیں پھر ازواج مطہرات میں بھی جو رتبہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ہے وہ کم وبیش ہر مسلمان کو معلوم ہے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی اور اپنی دولت کو راہ خدا میں سب سے پہلے لٹانے والی اگر ہیں تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ہی ہیں۔اگر مرزا مردود نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے کسی ارکان اور کسی محبوب چیز کو بلا توہین نہ چھوڑے، اس لئے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی توہین اس طرح کرتا ہے۔

''اشکر نعمتی رأیت خدیجتی''میرا شکر کر کہ تو نے میری خدیجہ کو پایا...... اور خدیجہ اس لئے میری بیوی کا نام رکھا کہ وہ ایک مبارک نسل کی ماں ہے۔''

(وحی مقدس یعنی تذکرہ ص۳۷ طبع چہارم)

مسلمانو! تمہاری غیرت اور ایمانی قوت کہاں چلی گئی کہ تم مرزا کی امت سے دوستی گانٹھتے ہو۔جس کی توہین راج پال سے اور امہات المؤمنین لکھنے والے عیسائی سے بڑھ چڑھ کر۔خدارا سچ بتاؤ کہ خدا کی خدیجہ کون ہے؟ کیا وہ مرزا غلام احمد کی چھوٹی بیوی نصرت جہاں

بیگم یا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ سرکار مدینہ ﷺ کی پاک بیوی اور قیامت تک تمام مسلمانوں کی ماں حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ۔ اللہ اس کی گستاخی اور دلخراشی پر غور کرو کہ وہ کیا کہہ گیا۔

مرزا کی وحی اور اہل بیت ؓ

خداوند تعالیٰ نے اپنے پاک رسول ﷺ، اہل بیت اور آپ کی ازواج مطہرات کی پاکی قرآن شریف میں اس طرح ظاہر کی۔ ''**انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً** (احزاب:۳۳)''

مگر مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے: ''میرے اہل بیت کے لئے یہی وحی بعینہٖ تین مرتبہ مجھے آچکی ہے۔'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۷۰۴)

مسلمانو! خدارا غور کرو کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیت میں اور اس مغل زادے کے خاندان میں کیا فرق رہا۔ بلکہ یہ تو تین گنا زیادہ ہونے کا دعویٰ دار ہے:

باطل سے دبنے والے اے قادیان نہیں ہم — سو بار لے چکا ہے تو امتحان ہمارا

یہ قادیانی فتنہ ایک خدائی امتحان ہے۔

مرزاجی کی وحی اور فرشتے

جبرئیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام، اسرافیل وعزرائیل علیہما السلام کے نام تو آپ سب ہی کو معلوم ہیں۔ مگر مرزاجی کے اوپر جو فرشتے آتے تھے ان کے نام بھی ذرا سن لیجئے۔

۱...... ''تین فرشتے آسمان سے ظاہر ہوگئے، جس میں سے ایک کا نام ''خیراتی'' تھا۔ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۲۹)

۲...... ''ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے، مگر خواب میں معلوم ہوا کہ اس کا نام ''شیر علی'' ہے۔'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۳۱)

۳...... ''ایک فرشتہ روپے لے کر آیا۔ پہلے اس نے کہا میرا نام کچھ نہیں (مرزا کے فرشتے نے جھوٹ کہا) دوبارہ دریافت کرنے پر کہا میرا نام ''ٹیچی'' ہے۔'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۵۲۹)

۴...... ''ایک فرشتہ کو میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے، میں نے اس سے کہا آپ بہت

خوبصورت ہیں اس نے کہا میں ’’درشنی‘‘ آدمی ہوں۔‘‘

(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع اوّل ص۳۱، ملفوظات ج۷ ص۸۹)

۵...... ’’فرمایا (مرزا) یہ جو مٹھن لال دیکھا گیا ہے، فرشتے طرح طرح کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ مٹھن لال (ہندو) سے مراد فرشتہ تھا۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۵۶۱)

بے شک اگر مرزا جی مسلمان ہوتے اور سچے نبی ہوتے تو مسلمان فرشتے اور پرانے فرشتے آتے جیسا نبی ویسا فرشتہ۔ (مؤلف)

۶...... ’’فرشتے آسمان میں لڑائی کرتے ہیں یعنی ملاء اعلیٰ کے لوگ (فرشتے) خصومت میں ہیں۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۴۲)

ہاں اوران کا کام ہی کیا باقی رہا۔ (مؤلف)

۷...... ’’رویاء میں دیکھا کہ مرزا سلطان احمد کھڑا ہے، یہ ایک فرشتہ ہے جو سلطان احمد (مرزا کا بیٹا) کا لباس پہن لیا ہے۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۵۳۲)

تم تو نعوذ باللہ! خدا کے باپ بن چکے ہو، فرشتوں کے باپ بن جانے میں تمہاری امت تعجب کرے۔ (مؤلف)

۸...... ’’اور میرا (مرزا کا) یہ کہنا ہی تھا کہ فرشتوں نے سمجھ لیا کہ ہمیں اجازت ہوگئی گویا میرے منہ کے الفاظ خدا کے الفاظ تھے۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۱۹)

جب فرشتوں نے مرزا کو خدا سمجھا تو ان کی جاہل امت کا کیا قصور ہے جو وہ ’’رأیتنی فی المنام عین اللہ تیقنت اننی ھو‘‘ پر یقین رکھے۔

۹...... ’’تب فرشتوں نے جو قصابوں کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے فی الفور اپنی بھیڑوں پر چھریں پھیر دیں۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۱۹)

۱۰...... ’’میں نے اپنے والد بزرگوار کو خواب میں دیکھا، دراصل ملائکہ کا تمثیل تھا مگر آپ کی صورت میں (مرزا کے باپ کی صورت میں)‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۴۳۳)

اے قادیانی امت کاش کہ تو اب بھی اس مذہب سے توبہ کرلے۔ (مؤلف)

مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی اور سرکار دو عالم ﷺ

۱...... آنحضرت ﷺ کے مدینہ تشریف لاتے وقت مدینے کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں خوشی ومسرت سے سرشار ہوکر یہ گاتی تھیں۔ ’’طلع البدر علینا من ثنیات الوداع......

الخ!'' مرزا کہتا ہے کہ خود خدا نے میری تعریف میں یہ اشعار کئے ہیں۔''

(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۵۶۸)

۲...... ''لولاک لما خلقت الافلاک '' حدیث قدسی ہے، مگر مرزا کہتا ہے کہ: ''یہ میری شان میں آئی ہے۔'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۶۵۴)

۳...... مدینۃ العلم مشہور حدیث ہے جو آنحضرتﷺ کی شان علمی کو ظاہر کرتی ہے۔ مگر مرزا کہتا ہے کہ ''مدینۃ العلم میرا خطاب ہے۔'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۳۹۲)

۴...... ''نصرت بالرعب ''یعنی میں رعب سے مدد دیا گیا ہوں، کفار ایک ماہ کے راستے سے میرا نام سنتے ہی ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔ مگر یہ مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ: ''نصرت بالرعب والی حدیث میری شان میں آئی ہے۔'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۶۷)

جب آج بھی قادیان میں ہزاروں ہندو، آریہ، سکھ موجود ہیں اور مرزا کے وقت میں بھی تھے۔ (مؤلف)

اس کے بعد ہم چند قرآنی آیات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جس میں خاص ہمارے نبی کریمﷺ کی تعریف ہے اور وہ خصوصیت ایسی ہے کہ دنیا کا کوئی انسان تو درکنار دوسرا کوئی نبی بھی شریک نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ یہ آیات خاص طور پر آپ کی مدح وثنا میں اتری ہیں۔ مگر افسوس کہ یہ پاگل گرجھوٹا جس کا نام مرزا غلام احمد ہے، جسے اس کی قادیانی امت ''مصطفیٰ خود میرزا بن کے آیا کہتی ہے۔'' اس چور نے ان تمام آیات کو پوری پوری یا تھوڑی سی تبدیلی سے چرا کر اپنے اوپر چسپاں کر لیا اور اپنی سمجھ کے مطابق خوش بھی ہوگیا کہ چلو چھٹی ملی۔ ظلی نبوت سے اب تو آنحضرتﷺ کی تعریف والی کوئی ایک آیت بھی میں نے نہ چھوڑی۔ اب بھی کیا مجھے یہ پاگل ظلّی نبی نہ سمجھیں گے۔ (مؤلف) لعنۃ اللہ علی الکاذبین والکافرین!

۱...... ''قاب قوسین او ادنٰی'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۶۳۳)

۲...... ''انّ اللہ معنا'' (ص۶۸۰)

۳...... ''ووجدک ضالّاً فھدیٰ'' (ص۵۰)

۴...... ''ما ینطق عن الھویٰ'' (ص۳۷۸)

۵...... ''الرّحمن علّم القرآن'' (ص۴۴)

۶...... ''یٰسین والقرآن الحکیم'' (ص۴۷۹)

۷...... ’’ما ارسلناک الّا رحمة للعالمین‘‘ (ص۸۱)
۸...... ’’ما رمیت اذ رمیت ولکنّ اللہ رمیٰ‘‘ (ص۴۳)
۹...... ’’ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ‘‘ (ص۱۹۷)
۱۰...... ’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ‘‘ (ص۲۳۸)
۱۱...... ’’انّا اعطیناک الکوثر‘‘ (ص۲۷۸)
۱۲...... ’’یداللہ فوق ایدیھم‘‘ (ص۲۴۱)
۱۳...... ’’الیس اللہ بکاف عبدہ‘‘ (ص۲۵)
۱۴...... ’’انّک علٰی صراط مستقیم‘‘ (ص۳٦۸)
۱۵...... ’’ان یتخذونک الّا ھزوا‘‘ (ص۳٦۹)
۱٦...... ’’یتربّصون علیک الدوائر‘‘ (ص۳۷۰)
۱۷...... ’’ولنحیینّک حیٰوۃ طیببة‘‘ (ص۳۷۴)
۱۸...... ’’انّ ربّک لبا المرصاد‘‘ (ص۳۷٦)
۱۹...... ’’وقل جاء الحق وزھق الباطل‘‘ (ص۳۷۷)
۲۰...... ’’انّا لنرینّک بعض الذی نعدھم‘‘ (ص۳۹۵)
۲۱...... ’’الم تر کیف فعل ربّک باصحاب الفیل‘‘ (ص۴۰۷)
۲۲...... ’’یوحیٰ الیّ انّما الٰھکم الہٌ واحد‘‘ (ص۴۳٦)
۲۳...... ’’قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم‘‘ (ص۴۸۰)
۲۴...... ’’ما تریٰ فی خلق الرحمن من تفاوت‘‘ (ص۴۸۱)
۲۵...... ’’لسوف یعطیک ربک فترضٰی‘‘ (ص۴۸۹)
۲٦...... ’’لا تخف انّی لا یخاف لدیّ المرسلون‘‘ (ص۵٦۹)
۲۷...... ’’انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً‘‘ (ص٦۱۰)
۲۸...... ’’ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ‘‘ (ص٦۲۸)
۲۹...... ’’وما انت بنعمة ربک بمجنون‘‘ (ص٦۲۸)
۳۰...... ’’ولا تصعّر لخلق اللہ ولا تسئم‘‘ (ص٦۳۱)
۳۱...... ’’اتل علیھم ما اوحی الیک‘‘ (ص٦۳۱)

۳۲...... ’’انّی جاعلک للنّاس اماما‘‘ (ص۶۳۶)

۳۳...... ’’لا تقف ما لیس لک بہ علم‘‘ (ص۶۳۷)

۳۴...... ’’قل اعملو ا علٰی مکانتکم‘‘ (ص۶۴۰)

۳۵...... ’’وقالوا لست مرسلا‘‘ (ص۶۴۵)

۳۶...... ’’لقد نصرکم اللہ ببدر‘‘ (ص۶۶۲)

۳۷...... ’’قل انّی امرت لکم‘‘ (ص۷۳۶)

۳۸...... ’’انما یریداللہ لیذھب عنکم الرجس الایۃ‘‘ (ص۶۹۲)

۳۹...... ’’انّ معی ربّی سیھدین‘‘ (ص۴۷)

۴۰...... ’’ربنا افتح بیننا وبین قومنا‘‘ (ص۴۷)

۴۱...... ’’سنلقی فی قلوبھم الرعب‘‘ (ص۴۸)

۴۲...... ’’اذا جاء نصراللہ والفتح‘‘ (ص۴۸)

۴۳...... ’’قل ان افتریتہ فعلیّ اجرامی‘‘ (ص۴۸)

۴۴...... ’’لن ترضیٰ عنک الیھود ولاالنصاریٰ‘‘ (ص۴۸)

۴۵...... ’’انّا فتحنالک فتحاً مبیناً‘‘ (ص۵۰)

۴۶...... ’’یآیھا المدثر‘‘ (ص۵۱)

۴۷...... ’’وأمر بالمعروف وانہ عن المنکر‘‘ (ص۵۱)

۴۸...... ’’وبشرالذین اٰمنو‘‘ (ص۵۲)

۴۹...... ’’فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم‘‘ (ص۷۴)

۵۰...... ’’تاللہ لقد ارسلنا الٰی امم من قبلک‘‘ (ص۷۸)

۵۱...... ’’فاصدع بما تؤمر‘‘ (ص۷۸)

۵۲...... ’’سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام‘‘ (ص۷۹)

۵۳...... ’’لعلّک باخع نفسک‘‘ (ص۸۵)

۵۴...... ’’انما انت مذکّر‘‘ (ص۸۵)

۵۵...... ’’لقد لبثت فیکم عمراً‘‘ (ص۸۹)

۵۶...... ’’وما کان اللہ لیعذّبھم وانت فیھم‘‘ (ص۹۲)

۵۷...... ’’محمد رسول اللّٰہ والذین اٰمنو معھم اشداء‘‘ (ص۹۳)
۵۸...... ’’اقم الصّلوٰۃ لذکری‘‘ (ص۹۴)
۵۹...... ’’ووضعناک عنک وزرک‘‘ (ص۹۴)
۶۰...... ’’ورفعنالک ذکرک‘‘ (ص۹۴)
۶۱...... ’’وانّی فضلتک علی العالمین‘‘ (ص۹۶)
۶۲...... ’’وامّا بنعمۃ ربک فحدث‘‘ (ص۱۰۵)
۶۳...... ’’الم نشرح لک صدرک‘‘ (ص۱۰۵)
۶۴...... ’’وما ودّعک ربک وما قلیٰ‘‘ (ص۱۰۵)
۶۵...... ’’کتب اللّٰہ لاغلبنّ انا ورسلی‘‘ (ص۱۰۷)
۶۶...... ’’اعمل ما شئت فانّی قد غفرت لک‘‘ (ص۱۰۷)
۶۷...... ’’اذا عزمت فتوکل علی اللّٰہ‘‘ (ص۱۶۸)
۶۸...... ’’فلا تحزن علی الذین قالوا‘‘ (ص۱۸۷)
۶۹...... ’’عسٰی ان یبعثک ربّک مقاماً محموداً‘‘ (ص۱۹۵)
۷۰...... ’’قل تعالوا ندع ابنآئنا وابنآء کم‘‘ (ص۲۱۱)
۷۱...... ’’لتنذر قوماً مآ انذر اٰبآء ھم‘‘ (ص۲۲۰)
۷۲...... ’’نری تقلب وجھک فی السماء‘‘ (ص۲۳۱)
۷۳...... ’’واخفض جناحک للمسلمین‘‘ (ص۲۴۲)
۷۴...... ’’وما کان اللّٰہ لیترکک‘‘ (ص۲۴۳)
۷۵...... ’’وانذر عشیرتک الاقربین‘‘ (ص۲۴۴)
۷۶...... ’’قل انّما انا بشرٌ یوحٰی الیّ‘‘ (ص۲۴۵)
۷۷...... ’’لا تثریب علیکم الیوم‘‘ (ص۲۴۷)
۷۸...... ’’فاصبر حتی یاتی اللّٰہ بامرہ‘‘ (ص۳۲۵)
۷۹...... ’’واللّٰہ یعصمک من النّاس‘‘ (ص۲۸۰)
۸۰...... ’’قل انّی امرت وانا اوّل المؤمنین‘‘ (ص۳۳۱)
۸۱...... ’’قل ان افتریتہ فعلیّ اجرامی‘‘ (ص۳۶۷)

۸۲...... ’’احمد میرا نام ہے۔‘‘ (ص۴۳)

۸۳...... ’’رسول اللہ ﷺ قلعہ ہند میں۔‘‘ (ص۴۸۵)

مذکورہ بالا تمام حوالے وحی مقدس کے ہیں اس سے اندازہ لگایئے کہ ایک ظلّی نبی اصلی نبی کے تمام شان وشوکت کو کس طرح ایک ایک کر کے چھین لیتا ہے۔ مرزا کی چال ہمیشہ دو رنگی سہ رنگی رہی اور اسی جال سے ہزاروں کو پھانسا ایک طرف تو یہ دعویٰ کہ جس کا نام احمد ومحمد ہے، میں اس کا غلام ہوں اور اس کی تابعداری میں نبی بن گیا ہوں۔ فنافی الرسول ہوں اس کا ظلی ہوں، بروز ہوں، عکس ہوں، سایہ ہوں، دوسری طرف قادیانیوں کا یہ دعویٰ کہ: ’’محمد پھر اتر آئے ہیں، ہم میں اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں۔‘‘ (الفضل ۲۶ رفروری ۱۹۲۴ء)

پھر مرزا غلام احمد کے دعاوی جو اوپر بیان ہوئے ہیں، ذرا غور سے پڑھئے اور انصاف کیجئے کہ واقعی مرزا کو رسول اللہ ﷺ سے رتی بھر بھی محبت تھی یا محض بھولے بھالے مسلمانوں کو دام تزویر میں پھانسنے کے لئے ایک ڈھونگ رچالیا تھا۔ جس سے آج بھی اس کی امت اور خاص کران کے مبلغ کام لے رہے ہیں۔

مرزا کی برتری کا دعویٰ

۱...... ’’رسول اللہ ﷺ کے کل معجزات (سب کے سب) تین ہزار ہیں۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ص۱۵۳)

۲...... ’’اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کریگا اور اس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا، اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ص۱۸۳)

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

خط کشیدہ خط کو پڑھئے اور بار بار پڑھئے۔ پھر انصاف سے کہئے کہ اس شخص کو رتی بھر بھی محبت تھی رسول اللہ ﷺ سے۔ سرکار دوعالم ﷺ کی شان میں کہیں ’’اس کے لئے‘‘ اور کہیں ’’اس کے معجزات‘‘ کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ پھر اپنے معجزے کو رسول اللہ ﷺ کے معجزات پر غالب بتلاتا ہے۔ کیا یہ کلمات کسی حالت میں بھی کسی مسلمان کی زبان اور قلم سے نکل سکتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

۳...... ’’(۱)’’ان منکم الّا واردھا الخ‘‘(۲)’’واقرضوا اللہ قرضاً حسناً‘‘ (۳)’’ولنبلونّکم بشئ‘‘(۴)’’من الخوف والجوع‘‘(۵)’’قل ان صلوتی ونسکی الخ‘‘(۶)’’فحملھا الانسان انہ کان ظلوماً جھولا‘‘ (۷)’’ووجدک ضالّا فھدیٰ‘‘وغیرہ وغیرہ!(اور بھی بہت سی) آیتوں کی حقیقت واقعی یہی ہے جو خداتعالیٰ نے میرے پر(مرزاپر) کھولی ہے۔‘‘(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع اوّل ص۲۰۵)

۴...... ’’آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ (پوری) حقیقت بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونے کے موبمو (ٹھیک ٹھیک) منکشف نہ ہوئی (پتہ نہ چل سکا) اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصلی کیفیت (سچا حال) کھلی اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہہ (گہری حقیقت) تک وحی الٰہی نے (خدانے) اطلاع دی...... الخ!‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

مذکورہ بالا عبارت میں مرزانے صاف طور سے اقرار کرلیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کا حال دجال کا حال اور یاجوج ماجوج وغیرہ کے اصلی حالات اور سچی حقیقت کا پتہ رسول اللہ ﷺ کو نہ چل سکا اور نہ خداتعالیٰ نے آپ کو یہ بھید بتلایا اور اگر چلا تو مجھے چلا۔ بے شک خر دجال کی حقیقت آشنا اور رمز شناس اور کرایہ دے کر نہیں بلکہ ریز روکرا کے چڑھنے والا بلکہ مرکر بھی نہ چھوڑنے والا مرزا کے سوا اور کون ہوسکتا ہے۔(مؤلف)

۵...... ’’یاتیک قمر الانبیا‘‘ تیرے پاس نبیوں کا چاند آئے گا۔‘‘

(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۲۴۷)

یہ قمر الانبیاء کون ہے یعنی مرزا کا بیٹا محمود (نعوذ باللہ)

۶...... ’’آنحضرت بروزی (ظلی) نبی تھے۔ موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ) اور میں بروزی خدا ہوں۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۶۰۴)

۷......

ای فخر رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ از راہ دور آمدہ

(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۱۶۵)

تمام مسلمان سرکار دوعالم فداہ ابی وامّی ﷺ کو فخر رسل کہتے ہیں اور مرزا اپنے بیٹے کو فخر رسل کہتا ہے۔ زیادہ لکھنے کی طاقت قلم نہیں رکھتا ہے اور ناقابل برداشت حالت

ہوجاتی ہے۔اس لئے ایک سچا عاشق رسول اللہ ﷺ جو **لاالٰہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** کا کلمہ گو ہو وہ ان خرافات کو سننا ایک سیکنڈ کے لئے بھی برداشت نہیں کرسکتا۔

مرزا کی وحی اور اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ

’’**قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لّہ کفواً احد** ‘‘اللہ ایک ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ ہی کوئی ذات اسی جیسی ہے۔ ’’**لیس کمثلہ شئ** ‘‘اس کی ذات بے ہمتا ہے لاشریک ہے، وہ ایک اکیلا ہے، بے عیب ہے۔اس کی توحید عین ذات ہے اس کی صفات اس کی ذات سے جدا نہیں۔ یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے۔ اس لئے کہ بغیر اس کے کوئی مسلمان رہ نہیں سکتا۔مگر مرزا اور اس کی امت کا عقیدہ سراسر اس کے برعکس ہے۔ چنانچہ دیکھئے:

۱...... ’’میں (مرزا) خدا کا پانی ہوں۔‘‘نعوذ باللہ! (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۳۷۷)

۲...... ’’میں خدا کے بیٹوں کے برابر ہوں۔‘‘استغفراللہ!

(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۳۹۹)

۳...... ’’میں خدا کے بیٹے کے برابر ہوں۔‘‘استغفراللہ!

(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۶۴۲)

۴...... ’’میں خدا کا بھائی ہوں۔‘‘ **لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین!**

(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۷۳۲)

۵...... ’’میں خدا کا عرش ہوں۔‘‘نعوذ باللہ! (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۷۳۲)

۶...... ’’میں خدا کی توحید اور تعرید ہوں۔‘‘ (عین ذات واحد الوجود) قادیانیو ذرا سوچو! (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۶۶)

۷...... ’’میں خدا کا بروز ہوں۔‘‘(خوش احمق آپ کو بروزی نبی کہتے ہیں)

(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۴۰۶)

۸...... ’’میں خدا کا اوتار ہوں اواہن خدا تیرے اندر اتر آیا۔‘‘ (نہیں تو کرشن گوپال کس طرح بنتے) (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۳۱۱)

۹...... ’’میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔‘‘ (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۱۹۲)

(یہ خواب نہیں کشف ہے) مرزائیو! تم مرزا کے اس کشف کو سچا مانتے ہو یا جھوٹا اور سوچ کر یہ بھی بتاؤ کہ بھلا خدا کے لڑکے اور لڑکا کہاں ہیں، جس کے برابر تمہارا نبی ہے اس سے تو صاف معلوم ہوا کہ جیسا خدا کا بیٹا نہیں ویسے ہی مرزا نبی نہیں۔ یہ بھی جھوٹ اور وہ بھی جھوٹ۔

۱۰...... ''میں خدا کا باپ ہوں۔'' چنانچہ محمود جو مرزا کا بیٹا ہے اور اس وقت قادیان کی گدی پر بلاشرکت غیرے مختار مطلق ہے، اس کے متعلق مرزا کو کئی مرتبہ وحی آتی ہے۔ ''کان اللہ نزل من السماء'' گویا خود خدا آسمان سے اترا۔'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۲۸۷)

چنانچہ مرزامحمود کے ان گنت ناموں سے پیدائش کے وقت یہ نام بھی رکھا گیا ''خدا باماست'' خدا ہمارے ساتھ ہے۔'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۱۵۰)

تو کیا مرزامحمود کی پیدائش سے مرزاغلام احمد کے ساتھ خدا نہ تھا اور مرزامحمود کے مرنے کے بعد مرزائی امت کے ساتھ خدا نہ ہوگا۔ اگر یہ نہیں تو پھر محمود کا نام خدا کیوں رکھا گیا اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ: ''محمد الرسول اللہ نزل من السماء'' یعنی محمد رسول اللہ ایسے جیسے کہ خدا آسمان سے اتر آیا ہے تو اس کلمہ کا پڑھنے والا مسلمان ہوگا یا کافر، اگر کافر تو تمام مرزائی بڑے کافر جو محمود کو کان اللہ نزل من السماء مانتے ہیں۔

۱۱...... ''میں کلمۃ الازل ہوں۔'' (نعوذ باللہ) (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۳۱۱)

۱۲...... ''میں خدا کی فیلنگ ہوں۔'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۶۲۱)

۱۳...... ''میرا نام خدا کے نام سے پہلے پورا ہو جائے گا۔'' (وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۲۷۴)

۱۴...... ''خدا نے انسانی صورت میں آکر میرے گلے میں ہاتھ ڈال کر فرمایا...... الخ!''
(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۴۷۱)

۱۵...... ''خدا قادیان میں اترے گا۔'' چلو فیصلہ ہوگیا۔
(وحی مقدس یعنی تذکرہ طبع چہارم ص۴۳۷)

اے جماعت مرزائیہ! اے قادیانی نبوت کے ماننے والے! اے مرزا پر درود وسلام بھیجنے والے! شرم کر اور غور کر کہ مرزاغلام احمد قادیانی نے تجھے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اس کے بعد خلیفہ محمود تجھے کہاں پہنچا رہا ہے۔ غور کر، سوچ اور عاقبت پر نظر کر۔

ناظرین! آپ بھی چاہ حیرت میں ڈوب جائیں گے۔ مرزاغلام احمد قادیانی کا یہ

معاملہ ہے کہ گاہ چنیں، یہ جرأت تو کسی ملحد سے ملحد نے بھی آج تک نہ کی جو مرزاجی کر گئے۔ اس کی صرف ایک ہی وجہ تھی کہ بے چارے مجبور محض تھے یہ ان کی مراق کی بیماری کا کرشمہ تھا، جس کا مرزاجی کو بھی اقرار ہے اور ان کی تصانیف میں صرف یہی ایک چیز سچی ہے کہ وہ مراقی تھے اور دن رات میں مراق کا دورہ کئی کئی بار پڑتا تھا۔

ما ز مرزا چشم نیکی داشتیم خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

مراق یا پیرانویا

۱...... چنانچہ مرزاجی خود فرماتے ہیں: ’’مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی، یعنی مراق اور کثرت بول۔‘‘ (بدر ص۵، مؤرخہ ۷؍جون ص۱۹۰۶ء ڈائری)

۲...... مرزاجی کے صاحبزادے ابا جان کی سیرت پر ایک کتاب لکھتے ہیں جسے قادیانی حدیث کے برابر سمجھتے ہیں اور اس کا نام سیرت المہدی ہے، اس میں لکھتے ہیں کہ: ’’مرزا صاحب کو ’’ہسٹریا‘‘ کا دورہ بھی پڑتا تھا۔‘‘

(سیرت المہدی قدیم ج۱ ص۱۳، سیرت المہدی ج اوّل ص۱۵، روایت نمبر۱۹)

۳...... مرزاجی کے خلیفہ اوّل حکیم نورالدین جن کے کم از کم چار سطر کے القاب ہیں وہ اپنی کتاب (بیاض نورالدین ص۲۱۲) پر لکھتے ہیں: ’’مالیخولیا پاگل پن کی شاخ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے۔ اس کا مریض کوئی خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں اور کوئی خیال کرتا ہے، میں خدا ہوں (مرزاجی نے دونوں کا دعویٰ دجال کی طرح کیا ہے) تو حکیم صاحب کی تحریر کے مطابق یہ بیماری اس طرح ہے۔‘‘ (پاگل پن، مالیخولیا، مراق)

۴...... ہسٹریا کے متعلق بھی سن لیجئے۔ ایک مرزائی ڈاکٹر ہیں اور بڑے مشہور ڈاکٹر ہیں، ان کا نام ڈاکٹر شاہنواز ہے۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ’’ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا کا دورہ پڑتا تھا تو اس کے دعویٰ (نبوت) کی تردید کے لئے اور پھر کسی ضرب کی ضرورت نہیں رہتی، کیوں کہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی سچائی کی عمارت کو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہے۔‘‘ (ریویو ج۷ ص۶، اگست ۱۹۲۶ء)

مرزاجی بے چارے تو ہسٹریا اور پیریانویا سے مجبور تھے۔ مگر ان کو نبی اور رسول بنانے والے اور مجدد کہنے والے دو قسم کے ہیں۔ بعض تو جان بوجھ کر ضد میں پڑے ہیں اور وہ

عار کے سبب نار کو قبول کر چکے ہیں۔ ان سے تو امید نہیں کہ وہ کبھی بھی راہ راست پر لگیں اور بعض قادیانی بے چارے مجبور محض ہیں۔ ان کو اصل حقیقت کی خبر نہیں نہ انہوں نے مرزاجی کی کتابوں کو پڑھا اور نہ ان کے جواب کو سنا ان کا ایمان صرف پنجابی مولویوں کے ہاتھ میں ہے جو سال میں دو چار بار آکر الٹی پلٹی تاویلات سکھا جاتے ہیں اور انہیں خوش کر جاتے ہیں، بعض وقت تو یہ لوگ ایسی عجیب عجیب تاویل کرتے ہیں کہ ان سے سن کر ہنسی آتی ہے اور ان کی عقل پر رونا آتا ہے۔ مثلاً توہین امام حسین رضی اللہ عنہ جو مرزانے کی ہے۔

''صد حسین است در گریبانم'' (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷) سو حسین میرے گریبان میں پڑے ہیں، تو اس کی تاویل یوں کرتے ہیں۔ یعنی گریباں معنی کرتا اور کرتا ہوتا ہے جسم پر اور جسم کے اندر رہتا ہے دل تو یہ معنی ہوئے کہ سو حسین کی محبت میرے دل میں ہے۔ چلئے فرصت ہوگئی کام بن گیا۔ مگر کسی نے کیا خوب کہا ہے: ''**لن یصلح العطّار ما افسدہٗ الدھر**'' بھلا جسے خدا ہی بگاڑ دے اسے پنجابی مولوی کیا سدھار سکتے ہیں کہ امام حسین کی محبت اگر مرزا کے دل کے اندر ہے تو امام حسین رضی اللہ عنہ تو ایک ہی تھے۔ یہ سینکڑوں امام حسین کہاں سے آگئے اور کبھی حضرت پیران پیر حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو توڑ مروڑ کر پیش کر دیتے ہیں۔ مرزاجی کو تو تم نبی اور نہ معلوم کیا کیا مانتے ہو بھلا نبی کے قول کو درست کرنے کے لئے نبی کا قول یا خدا کا قول چاہئے نہ کہ پیران پیر کا کہ جن کے متعلق تمہارا یہ عقیدہ ہے۔

''سرمۂ چشم تیری خاک قدم بنواتے، غوث الاعظم شاہ جیلانی رسول قدنی (نعوذ باللہ)''

ارے کم بختو جب غوث الاعظم کی قدر تمہارے دل میں اس قسم کی ہے تو پھر ان کے قول سے تمہارا مرزا کس طرح نبی اور سچا بن سکتا ہے یا للعجب! پنجابی ٹھگوں کا قصہ مشہور ہے۔ اسی طرح یہ قادیانی مولویوں نے اپنے پلاؤ قورمے کی فکر میں یہاں کی اینٹ وہاں کا روڑہ بھان متی نے کنبا جوڑہ'' بلکہ پیٹ کے لئے دین وایمان کو چھوڑا اور اسلام سے منہ موڑا ہے۔

بھولے بھالے قادیانی دوستوں سے التماس ہے کہ اس کتاب کو ٹھنڈے دل سے پڑھیں اور اس پر غور کریں اور خداوند کریں سے دعا کریں، عاجزی اور انکساری سے اس کی درگاہ میں التجاء کریں۔ ان شاءاللہ! ان پر حق روز روشن کی طرح کھل جائے گا۔ ''**وما ھو علی اللہ بعزیز ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحقّ وانت خیر الفاتحین وآخر دعوٰنا ان الحمدللہ ربّ العالمین**''

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی

کے

دعاوی کا عروج و نزول

پبلشرز محفل مرکزی بہائیاں ہند و برما

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

۱۱۶	مصنف ہونے کا دعویٰ
۱۱۶	نئے عالم سے خبر پانے کا دعویٰ
۱۱۶	تالیف براہین کے لئے ماموریت کے دعویٰ کا اظہار بعد ۱۸۸۴ء
۱۱۶	مجدد ہونے کا دعویٰ ۱۸۸۴ء
۱۱۶	بیعت لینے کے لئے ماموریت کا دعویٰ
۱۱۷	حکم الٰہی کا دس ماہ بعد اظہار
۱۱۷	مثیل مسیح یا مثیل موعود ہونے کا دعویٰ ۱۸۹۱ء
۱۱۷	محدثیت یا جزئی نبوت کا دعویٰ ۱۸۹۱ء
۱۱۸	نبوت کے دعویٰ سے انکار اور محدثیت کا دعویٰ بحکم خدا، ۱۸۹۱ء
۱۱۸	مسیح موعود ہونے سے انکار ۱۸۹۱ء
۱۱۸	دس ہزار مسیح
۱۱۸	مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۸۹۱ء
۱۱۸	آپ کی طرف نبوت کی نسبت افتراء ہے
۱۱۹	مسیح کا چھوٹا بھائی ہونے کا دعویٰ ۱۸۹۱ء
۱۱۹	آنحضرت ﷺ کے بعد جبرئیل کا ایک دفعہ بھی آنے سے انکار ۱۸۹۱ء
۱۱۹	جبرئیل کی آمد بعد آنحضرت منع ہے
۱۱۹	خاتم النّبیین کی شان کے اظہار کے لئے بھی نبی آنا منع ہے
۱۱۹	حضرت مسیح پر جزوی فضیلت کا دعویٰ
۱۱۹	اپنی کتب میں لفظ نبی کاٹنے کا ارشاد

مسیح موعود کے دعویٰ کی حقیقت	۱۲۰
آپ کی طرف نبوت کی نسبت جھوٹا الزام ہے	۱۲۰
شریعت کا دعویٰ	۱۲۱
تجدید کے طور پر احکام شریعت کا نزول خدا نے حرام نہیں کیا	۱۲۱
محدثیت سے انکار نبوت کا اظہار	۱۲۱
اپنی وحی اور تعلیم کو مدار نجات ٹھہرانے کا دعویٰ	۱۲۱
اسم جلال یعنی تجلی اسم محمد کے ناسخ ہونے کا دعویٰ	۱۲۱
مسیح سے تمام شان میں افضل ہونے کا دعویٰ	۱۲۲
اس خدا کے سوا کوئی خدا نہیں، جس نے مجھے مسیح موعود بنایا	۱۲۲
بروزی طور پر خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ	۱۲۲
مریم اور ابن مریم ہونے کے دعوے کا اظہار	۱۲۲
نزول جبرئیل کا دعویٰ	۱۲۲
آئل کے معنی جبرئیل ہیں	۱۲۲
امت محمدیہ میں فرد واحد نبی ہونے کا دعویٰ	۱۲۳
نبی ہونے کا دعویٰ	۱۲۳
مظہر خدا ہونے کا دعویٰ	۱۲۳
خلاصہ	۱۲۳

✡ ✡ ✡

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصنف ہونے کا دعویٰ

’’اس خداوند عالم کا کیا شکر کیا جائے جس نے مجھ ناچیز کو اوّل محض اپنے فضل وکرم اور عنایت غیبی سے اس کتاب کی تالیف وتصنیف کی توفیق بخشی اور پھر اس تصنیف کے شائع کرنے اور پھیلانے اور چھپوانے کے لئے اسلام کے عمائد اور بزرگوں اور اکابر اور امیروں اور دیگر بھائیوں اور مؤمنوں اور مسلمانوں کو شائق اور راغب اور متوجہ کر دیا۔ پس اس جگہ ان تمام حضرات معاونین کا شکر کرنا بھی واجبات سے ہے کہ جن کی کریمانہ توجہات سے میرے مقاصد دینی ضائع ہونے سے سلامت رہے اور میری محنتیں برباد جانے سے بچ رہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ اوّل ص الف، خزائن ج۱ ص۵، بابت ماہ جنوری یا فروری ۱۸۸۰)

نئے عالم سے خبر پانے کا دعویٰ

’’ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی، اس کی اور کوئی صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الٰہیہ کی ناگہانی تجلی نے اس احقر العباد کو موسیٰ کی طرح ایک ایسے عالم سے خبر دی، جس سے پہلے خبر نہ تھی۔‘‘ (براہین کے ٹائٹل کا آخری صفحہ، خزائن ج۱ ص۶۷۳، ۱۸۸۴ء)

تالیف براہین کے لئے ماموریت کے دعویٰ کا اظہار بعد ۱۸۸۴ء

’’کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۲۳)

مجدد ہونے کا دعویٰ ۱۸۸۴ء

’’مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ۲۴، ۱۸۸۴ء)

بیعت لینے کے لئے ماموریت کا دعویٰ

’’مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں، وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے

چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔‘‘

(سبز اشتہار مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۱۸۸، مؤرخہ یکم/ دسمبر ۱۸۸۸ء)

حکم الٰہی کا دس ماہ بعد اظہار

’’اس دعوت بیعت کا حکم تخمیناً مدت دس ماہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکا ہے لیکن اس کی تاخیر اشاعت کی یہ وجہ ہوئی کہ اس عاجز کی طبیعت اس بات سے کراہت کرتی رہی کہ ہر قسم کے رطب و یابس لوگ اس سلسلہ بیعت میں داخل ہوئیں۔‘‘

(تکمیل تبلیغ ۱۲/ جنوری ۱۸۸۹ء، مجموعہ اشتہارات ج اوّل ۱۹۰)

مثیل مسیح یا مثیل موعود ہونے کا دعویٰ ۱۸۹۱ء

’’اللہ جل شانہ کی وحی و الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ: ’’میں اسی الہام کی بناء پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں۔ مجھے اس بات سے انکار بھی نہیں کہ میرے سواء کوئی اور مثیل مسیح بھی آنے والا ہو۔‘‘

’’میں اس بات سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو اور شاید یہ پیشین گوئیاں جو میرے حق میں روحانی طور پر ہیں، ظاہری طور پر اس پر جمتی ہوں۔‘‘

خط جناب میرزا صاحب بنام جناب مولوی عبدالمجید صاحب

(مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۲۰۷، ۲۰۸، مؤرخہ ۱۱/ فروری ۱۸۹۱ء)

محدثیت یا جزئی نبوت کا دعویٰ ۱۸۹۱ء

۱...... ’’یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی میں نبی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہوتا ہے۔‘‘ (توضیح المرام ص ۱۸، خزائن ج ۳ ص ۶۰، طبع اوّل ۱۸۹۱ء)

۲...... ’’اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا، نبوت تامہ نہیں ہے۔ وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے۔‘‘ (توضیح المرام ص ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰، طبع اوّل ۱۸۹۱ء)

نبوت کے دعویٰ سے انکار اور محدثیت کا دعویٰ بحکم خدا، ۱۸۹۱ء

’’سوال: رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اما الجواب: نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ج اوّل ص۴۲۲، خزائن ج۳ ص۳۲۰)

مسیح موعود ہونے سے انکار ۱۸۹۱ء

’’اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ اوّل ۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

دس ہزار مسیح

’’اس عاجز کی طرف سے یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آ سکتا ہے۔‘‘ (ازالہ حصہ اوّل ص۲۹۴، خزائن ج۳ ص۲۵۱، ۱۸۹۱ء)

مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۸۹۱ء

’’وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کی رو سے ضروری طور پر قرار پا چکا تھا وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آ گیا۔‘‘ (ازالہ حصہ اوّل ص۴۱۴، خزائن ج۳ ص۳۱۵)

آپ کی طرف نبوت کی نسبت افتراء ہے

’’یہ الزام سراسر افتراء ہے، میں نبوت کا مدعی نہیں ہوں، میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے، سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔‘‘ میں ان تمام امور پر ایمان رکھتا ہوں جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ میں درج ہیں، میں محدث اللہ ہوں اور مامور من اللہ ہوں اور بایں ہمہ مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔(ایک عاجز مسافر کا اشتہار)‘‘ (۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۲۳۰، ۲۳۱)

مسیح کا چھوٹا بھائی ہونے کا دعویٰ ۱۸۹۱ء

’’مسیح نے اپنے بعض مثیلوں کا ذکر کر کے ان کا دنیا میں آنا اور تکلیف اٹھانا گویا اپنا آنا اور تکلیف اٹھانا قرار دیا ہے اور چھوٹے بھائیوں سے مراد بجز ان کے اور کون لوگ ہوسکتے ہیں جو کسی قدر مسیح کے منصب اور مسیح کی طبیعت اور مسیح کے درجہ سے حصہ لیں اور اس کے نام پر مامور ہوکر آویں۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۴۵۲، خزائن ج۳ ص۳۴۱، ۱۸۹۱ء)

آنحضرت ﷺ کے بعد جبرئیل کا ایک دفعہ بھی آنے سے انکار ۱۸۹۱ء

’’اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ:’’تو قرآن پر عمل کر۔‘‘ تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے، ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرئیل لاویں اور پھر چپ ہوجاویں، یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے۔‘‘ (ازالہ ص۵۷۷، خزائن ج۲ ص۴۱۱، ۱۸۹۱ء)

جبرئیل کی آمد بعد آنحضرت منع ہے

’’اب جبرئیل کو بعد وفات آنحضرت رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔‘‘ (ازالہ ص۵۷۷، خزائن ج۳ ص۴۱۲، ۱۸۹۱ء)

خاتم النّبیین کی شان کے اظہار کے لئے بھی نبی آنا منع ہے

’’خاتم الانبیاء کی عظمت دکھانے کے لئے اگر کوئی نبی آتا تو خاتم الانبیاء کی شان عظیم میں رخنہ پڑتا۔‘‘ (ازالہ ص۶۴۷ طبع اوّل، خزائن ج۳ ص۴۴۹، ۴۵۰، ۱۸۹۱ء)

حضرت مسیح پر جزوی فضیلت کا دعویٰ

’’یہ تو ظاہر ہے کہ اس مسیح کو اسرائیلی مسیح پر ایک جزوی فضیلت حاصل ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۴۸، خزائن ج۳ ص۴۵۰، ۱۸۹۱)

اپنی کتب میں لفظ نبی کاٹنے کا ارشاد

’’اس عاجز کے رسالہ ’’فتح الاسلام، توضیح المرام وازالۃ الاوہام‘‘ میں جس قدر

ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت ایک معنی میں نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں…… میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں اور ان کے دلوں پر یہ الفاظ شاق ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے، اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ جس حالت میں ابتداء سے میری نیت میں اللہ تعالیٰ جل شانہ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد حقیقی نبوت نہیں ہے بلکہ صرف محدثیت ہے جس کے معنی آنحضرت ﷺ نے؟ مراد لئے ہیں۔…… (آگے حضرت عمرؓ کی مثال پیش کی ہے۔ ناقل) مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دل جوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہوسکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال کرلیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۳۱۳، ۳۱۴)

مسیح موعود کے دعویٰ کی حقیقت

''مابہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے اور مسیح موعود کا دعویٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے اور اس دعویٰ سے مراد کوئی عملی انقلاب نہیں اور نہ اسلامی اعتقادات پر اس کا کچھ مخالفانہ اثر ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۳۳۹، خزائن ج۵ ص ایضاً)

آپ کی طرف نبوت کی نسبت جھوٹا الزام ہے

''جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔ بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔'' (سراج منیر ص۲،۳، ۷، خزائن ج۱۲ ص۴، ۵، ۷، ۱۹۸ء)

شریعت کا دعویٰ

’’یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں...... میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔‘‘

(اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵، ۴۳۶)

تجدید کے طور پر احکام شریعت کا نزول خدا نے حرام نہیں کیا

’’ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرتﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور قرآن ربانی کتابوں کا خاتم ہے، تاہم خدا نے اپنے نفس پر یہ حرام نہیں کیا کہ تجدید کے طور پر کسی اور مامور کے ذریعے سے یہ احکام صادر کرے۔ ظاہر ہے کہ ایسا بیان کرنا بیان شریعت ہے جو مسیح موعود کا بھی کام ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۶، ۷، خزائن ج۱۷ ص۴۳۶)

محدثیت سے انکار نبوت کا اظہار

’’اگر غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے، اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب کے نہیں ہیں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۹)

اپنی وحی اور تعلیم کو مدار نجات ٹھہرانے کا دعویٰ

’’چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خداتعالیٰ نے میری تعلیم اور بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔‘‘ (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

اسم جلال یعنی تجلی اسم محمد کے ناسخ ہونے کا دعویٰ

’’اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہوچکا۔ سورج (یعنی محمدﷺ) کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہوکر

میں ہوں ...... خدا نے جلالی رنگ کو منسوخ کر کے اسم احمد کا نمونہ ظاہر کرنا چاہا۔‘‘

(اربعین نمبر۴ ص۱۴، ۱۵، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵، ۴۴۶، مؤرخہ ۱۵ ردسمبر ۱۹۰۰ء)

مسیح سے تمام شان میں افضل ہونے کا دعویٰ

’’خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

اس خدا کے سوا کوئی خدا نہیں، جس نے مجھے مسیح موعود بنایا

’’تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے مجھے اس زمانہ کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا، اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں۔‘‘ (کشتی نوح ص۱۸، خزائن ج۱۹ ص۲۰)

بروزی طور پر خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ

’’میں بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی معہ نبوت محمدی میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔‘‘

(ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

مریم اور ابن مریم ہونے کے دعوے کا اظہار

’’اس کتاب براہین میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اس کے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی ہے اور اس طرح سے مریم سے عیسیٰ ہو کر ابن مریم کہلایا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۲، خزائن ج۲۲ ص۷۵ درحاشیہ)

نزول جبرئیل کا دعویٰ

’’جاء نی آئل واختار‘‘ (ترجمہ بلفظ جناب مرزا قادیانی) میرے پاس آئل آیا اور اس نے مجھے چن لیا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶)

آئل کے معنی جبرئیل ہیں

’’اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع

کرتا ہے۔'' (حاشیہ حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶)

امت محمدیہ میں فرد واحد نبی ہونے کا دعویٰ

''اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیا اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت (کثرت مکالمہ ومخاطبہ) کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور تمام دوسرے لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶، ۴۰۷)

نبی ہونے کا دعویٰ

''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوا...... اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔''

(میرزائے قادیانی کا خط بنام جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام مؤرخہ ۲۳رمئی ۱۹۰۸ء)

مظہر خدا ہونے کا دعویٰ

ان تمام مراحل کے ساتھ اپنے مظہر خدا ہونے کا دعویٰ بھی کیا مگر وفات سے ایک سال پہلے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ''جیسا کہ دانیال نبی نے بھی لکھا ہے کہ میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کے وقت ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھلائے گا جو اس نے کبھی دکھائے نہیں۔ گویا خدا زمین پر خود اتر آئے گا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: ''**یوم یأتی ربک. هل ینظرون الا ان یأتیهم الله فی ظلل من الغمام والملئکة**'' یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔ یعنی انسانی مظہر کے ذریعہ سے اپنا جلال ظاہر کرے گا اور اپنا چہرہ دکھلائے گا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۵۴، خزائن ج۲۲ ص۱۵۸)

خلاصہ

ان تمام حوالہ جات کا یہ ہے کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ میں مصنف ہوں، میں مجدد ہوں، مامور ہوں، مثیل موعود ہوں مسیح موعود سمجھنا کم فہمی ہے۔ ہزاروں مسیح ہوسکتے ہیں۔ صرف میں ہی مسیح موعود ہوں۔ جزوی نبی ہوں۔ افتراء ہے کہ میں نبی ہوں لفظ نبوت یا جزوی نبی کو کاٹ دو۔ بحکم خدا محدث ہوں، جیسے امت محمدیہ میں اور بھی ہوئے ہیں۔ میں محدث نہیں

بلکہ نبی ہوں اور امت محمدیہ میں میرے سوا کوئی اور نبی نہیں ہوا۔ صاحب شریعت نہیں ہوں، صاحب شریعت ہوں۔ جبرئیل مطلق نہیں آ سکتا، جبرئیل بار بار آتا ہے۔ ما بہ النزاع صرف حیات ووفات مسیح ہے اور دعویٰ مسیح موعود فرع ہے۔ میری وحی اور تعلیم مدار نجات ہے، میں مظہر خدا ہوں۔ میرا آنا خدا کا آنا ہے۔ وغیرہ!

اور یہ تمام مراحل ایسی آہستگی سے ۲۸ برس میں طے ہوئے کہ بقول مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ''باوجود جستجو کے معلوم نہیں ہوتا کہ کوئی ایسا اعلان ہو جس سے کسی اہم تغیر کا پتہ چلے۔ چنانچہ موصوف کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''میں نے اس کی بہت تلاش کی کہ کوئی ایسا ابتدائی اعلان ملے کہ جس میں مثلاً حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے اعلان کیا ہو کہ مجھے اللہ نے بتایا ہے کہ مسیح ناصری فوت ہو چکا ہے اور آنے والا مسیح موعود میں ہوں۔ یعنی کوئی ایسا رنگ ہو جو یہ ظاہر کرے کہ اب ایک نئے دور کا اعلان ہے۔ مگر مجھے ایسی صورت نظر نہیں آئی۔ بلکہ سب سے پہلا اعلان رسالہ فتح اسلام ثابت ہوا مگر اسے دیکھا گیا تو ایسے رنگ میں پایا گیا جو اوپر بیان ہوا۔ یعنی اس میں یہ باتیں ایسے رنگ میں بیان ہوئی ہیں کہ گویا کوئی نیا دور اور نیا اعلان نہیں ہے۔ بلکہ اپنے خداداد منصب مجددیت کا بیان کرتے ہوئے یہ باتیں بھی سلسلۂ کلام میں بیان ہوئیں ہیں۔''

(سیرت مہدی ج اوّل قدیم ص۲۵۰، سیرت المہدی ج اوّل جدید ص۲۵۰ روایت نمبر۲۷۸)

پھر مرزا بشیر احمد قادیانی نے ایک روایت لکھی ہے کہ ایک شخص نے مرزا قادیانی سے سوال کیا کہ: ''خدا آپ سے کس طرح کلام کرتا ہے۔'' فرمایا: اسی طرح جس طرح اس وقت آپ مجھ سے باتیں کر رہے ہیں۔ اس پر صاحبزادہ صاحب اپنا خیال ظاہر فرماتے ہیں کہ: ''مکالمہ مخاطبۂ الٰہیہ کا دعویٰ ہو تو ایسا ہو۔'' اور پھر فرمایا ہے کہ جو شخص چوروں کی طرح بھیس بدل کر چھپ چھپ کر رک رک کر ہر آہٹ پر کان دھرے اور ہر چیز پر سہمی ہوئی نظر ڈالتے ہوئے کسی کے مکان میں رات کو گھستا ہے وہ لاریب مجرم تو ہے اور اپنی سزا پائے گا۔ مگر ڈاکو نہیں کہلائے گا اور نہ ڈاکہ کے جرم میں پکڑا جائے گا۔ اسی طرح نہ وہ شخص ڈاکہ کے جرم کی سزا پا سکتا ہے جو مکان اور اثاثہ مکان کا مدعی بن بیٹھتا ہے۔ فافہم!

(الحکم ص۲۱، مؤرخہ ۲۸ رمئی ۱۹۲۴ء)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

حیات مسیح علیہ السلام

حضرت مولانا ابوالحریز عبدالعزیز مناظر ملتانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’الحمد لله الذی رفع المسیح بن مریم حیّاً فهو عندهٗ فی السمآء وضلّ من قال بموته قبل نزوله من السمآء وصلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد خاتم الرسل والانبیاء وعلیٰ اٰله واصحابه الذین اعتقدوا برفع عیسیٰ الی السمآء‘‘

امّا بعد! مرزا قادیانی مدعی نبوت کے مقابلہ میں حیات وفات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر بحث کرنی اصل مبحث نہیں بلکہ مرزائیوں کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی ذات خاص سے بحث کرنا زیادہ تر مناسب ہے جس سے ظاہر ہو کہ وہ اپنے دعویٰ نبوت والہام میں کہاں تک سچا ہے۔ مگر چونکہ مرزائی صاحبان نے مسئلہ وفات وحیات عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی عمارت کا بنیادی پتھر بنا رکھا ہے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسم خاکی آسمان میں زندہ اٹھایا جانا اور اب تک آسمان میں زندہ رہنا اور قرب قیامت آسمان سے نازل ہونا قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت کیا جاتا ہے۔

حیات مسیح از آیات قرآنیہ

۱...... ’’اذ قال الله یا عیسیٰ انّی متوفّیک ورافعک الیّ (آل عمران:۵۵)‘‘

ترجمہ: کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں ہوں تجھے پورا لینے والا اور اٹھانے والا اپنی طرف۔

توفّی کی بحث

مرزائی کہتے ہیں کہ لفظ توفی صرف موت اور قبض روح کے لئے موضوع ہے۔ ان کا ایسا کہنا علوم عربیہ اور لیاقت علمی سے بالکل بے بہرہ اور عاری ہونے پر دلیل ہے۔ کیونکہ توفّی وفا سے ماخوذ ہے اور وفا کے معنی ہیں پورا پورا کرنا۔ ملاحظہ ہو کتب لغات قاموس ولسان العرب وغیرہ!

پس توفّی جو باب تفعّل سے ہے اسی مادۂ وفا سے اس کے معنی ہوئے ’’اخذ الشئ وافیاً ‘‘یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا۔ چنانچہ تفسیر کبیر، خازن، بیضاوی وغیرہ میں اس امر کی تصریح موجود ہے۔ توفّی کا معنی قبض روح اور موت کے لینا بغیر قرینہ کے قرآن وحدیث اور لغت عرب میں ہرگز ہرگز ثابت نہیں۔ ائمہ لغت وتفسیر بلا خلاف مادہ وفا کے باب تفعل واستفعال کو ہم معنی بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے: ’’توفّیته واستوفیته بمعنیً ‘‘تفسیر کبیر، خازن، بیضاوی، معالم، صراح، قاموس۔

مرزا قادیانی (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴) میں جہاں اس نے اپنے آپ کو خدا بنایا ہے لکھا ہے: ’’اخذنی واستوفانی‘‘ یعنی مجھے لیا اور پورا لیا۔‘‘ اس جگہ اللہ فاعل ہے اور مفعول خود مرزا ذی روح ہے اور اس سے موت مراد ہرگز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں اس قسم کی مثالیں بکثرت ہیں جن سے موت ہرگز مراد نہیں لی جاسکتی۔

چنانچہ چند آیات لکھی جاتی ہیں۔

۱...... ’’اوفوا بعھدی اوف بعھدکم‘‘ ترجمہ: پورا کرو وعدے میرے کو، میں تم سے وعدہ پورا کروں گا۔

۲...... ’’واوفوا الکیل والمیزان (انعام:۱۵۲)‘‘ ترجمہ: پورا کرو ناپ اور تول کو۔

۳...... ’’فیوفّیھم اجورھم (آل عمران:۵۷)‘‘ ترجمہ: پس پورا دے گا اللہ ان کو ثواب ان کا۔

۴...... ’’وابراھیم الّذی وفّٰی (النجم:۳۷)‘‘ ترجمہ: اور ابراہیم وہ ہے جس نے وعدہ پورا کیا۔

ان چار آیتوں میں وفا سے جو مجرد ہے پورا کرنا مراد ہے موت ہرگز نہیں۔

۵...... ’’وانّما توفّون اجورکم (آل عمران:۱۸۵)‘‘ اور تم اپنا ثواب پورا دیئے جاؤ گے۔

۶...... ’’وھو الذی یتوفّٰکم بالّلیل ویعلم ما جرحتم بالنّھار (انعام:۶۰)‘‘ ترجمہ اور اللہ وہ ذات ہے جو رات میں تم کو پورا پورا لیتا ہے اور دن کو جو کچھ کرتے ہو تو خوب جانتا ہے۔

۷...... ’’اللہ یتوفّی الانفس حین موتھا والّتی لم تمت فی منامھا (زمر:۴۲)‘‘ ترجمہ: اللہ پورا لے لیتا ہے نفسوں کو ان کی موت کے وقت اور پورا لے لیتا ہے اس نفس کو اس کی نیند میں جو نہیں مرا۔

ان آیتوں میں باب تفعل ہے فاعل اللہ ہے اور مفعول ذی روح انسان ہیں اور موت قطعاً مراد نہیں ہے۔

دیوان متنبّی میں ہے: ’’اذاغدرت حسناء اوفت بعھدھا ومن عھدھا ان لّا یدوم لھا عھدٗ‘‘ ترجمہ: جب خوبصورت محبوبہ عہد شکنی کرے تو وہ اپنے وعدے کو پورا ہی کرتی ہے۔ کیونکہ اس کے وعدے میں سے یہ بھی ہے کہ اس کا وعدہ ہمیشہ نہ ہو اور لسان العرب میں ہے:

ان بنی الادرد لیسوا من احد ولا توفّاھم قریش فی العدد

ترجمہ: تحقیق قبیلہ ادرد کسی میں سے نہیں اور قریش نے ان کی گنتی پوری پوری نہیں کی۔
ان ہر دو شعر میں توفّی اور اوفیٰ موجود ہے اور مراد پورا پورا کرنا اور لینا ہے، موت بالکل نہیں۔

پس جب علم اشتقاق وتصریف اور محاورات عرب سے واضح اور ثابت ہوگیا کہ یہ لفظ توفی مادہ وفا کا مزید فیہ ہے جس طرح مادہ کے حروف ہر صیغہ میں باقی رہتے ہیں اسی طرح مادہ کے معنی بھی ہر باب اور صیغہ میں باقی رہتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ وفا کے معنی حسب الوضع موت نہیں بلکہ پورا پورا کرنے کے ہیں تو پھر کوئی جاہل بے تکی ہانکتا جائے کہ توفّی موت اور قبض روح کے لئے موضوع ہے تو یہ اس کی جہالت کا کافی ثبوت ہے اور قادیانیوں کا یہ کہنا کہ لفظ توفی سوائے موت اور قبض روح کے کسی اور معنی میں مستعمل نہیں ہوتا، بالکل غلط اور مردود ٹھہرا۔ کیونکہ جب بتصریح ائمہ لغت وتفسیر ثابت ہو چکا ہے کہ توفی اور استیفاء اور وفا کے معنی ایک ہی پورا پورا لے لینا ہیں تو اب توفی کے معنی پورا پورا لے لینا کرنے میں کیا تردد رہا اور توفی کا معنی موت لینا مجازاً ہے نہ حقیقتاً۔ کمافی اساس البلاغۃ اور مجاز وہاں لیا جاتا ہے جہاں حقیقت متعذر ہو۔ کمافی علم المعانی والبیان!

لفظ رفع کی بحث

رفع کا معنی اوپر کی طرف اٹھانا کتب لغت صراح وغیرہ میں موجود ہے۔ رفع برداشتن ''وھو خلاف الوضع ''یعنی رفع کا معنی اوپر کو اٹھانا ہے اور وضع کا معنی نیچے کرنا ہے جو رفع کی ضد ہے اور یہ بھی کتب لغت وحدیث میں بالتصریح موجود ہے کہ رفع کا صلہ جب الیٰ ہو اور رفع سے پہلے کوئی جسم ذی روح مذکور ہو تو اس وقت رفع سے مراد جسم مذکور کا بمع روح زندہ اٹھایا جانا مراد ہوتا ہے۔ چنانچہ صراح میں لکھا ہے ''ونزدیک گردانیدن کسے را بکسے'' ''صلتہ بالیٰ ومن ذالک قولھم رفعتہ الی السلطان ''(مجمع البحارج دوم ص۲۳) میں بھی اسی طرح مذکور ہے۔

اور صحیح بخاری باب ''اذا وکّل رجلاً''(مع فتح الباری ج۹ص۱۳۱) میں حدیث وکالۃ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بحفظ زکوٰۃ رمضان میں ''لارفعنک الیٰ رسول اللہ ﷺ'' وارد ہیں اور صحیح بخاری ومسلم اور مشکوٰۃ کتاب الجنائز باب البکاء علی المیّت میں رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا

کے فرزند کے فوت ہونے کی حدیث میں: ’’فرفع الی رسول اللہ ﷺ الصّبی ‘‘موجود ہے۔ پہلی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے چور سے کہا کہ میں تجھ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف ضرور لے جاؤں گا اور دوسری حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ لڑکا رسول اللہ ﷺ کی طرف اٹھایا گیا۔ ان ہر دو حدیث میں جسم مع روح کو لے جانا مراد ہے نہ کہ محض روح۔

پس محاورات عرب وحدیث سے صاف ثابت ہوا کہ جہاں رفع کا مفعول کوئی جسم ہوگا وہاں اس سے مراد نیچے سے اوپر کو لے جانا ہوگی اور اگر رفع کا متعلق ومعمول کوئی معنی ہوگا تو اقتضاء مقام پر محمول ہوگا۔ جیسے محاورہ ’’رفعته الی الحاکم ‘‘میں اگر ضمیر منصوب سے مراد کوئی جسم ہے تو اس سے مراد رفع جسمی ہوگی اور اگر کوئی امر ومعاملہ ہو تو صرف اس امر کا پیش کرنا مراد ہوگا۔

اس بیان کی تصدیق کے لئے مصباح منیر کی عبارت ذیل ملاحظہ ہو۔ ’’فالرّفع فی الاجسام حقیقةٌ فی الحرکت والانتقال وفی المعانی علیٰ ما یقتضیه المقام ‘‘اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ رفع کے حقیقی اور وضعی معنی نیچے سے اوپر کو حرکت اور انتقال کے ہوتے ہیں۔

اس تحقیق کے بعد آیت: ’’انّی متوفّیک ورافعک الیّ ‘‘کے معنی یہ ہوئے کہ خدا نے فرمایا اے عیسیٰ میں تجھے پورا پورا لینے والا یعنی اپنی طرف زندہ اٹھانے والا ہوں۔ اس واؤ کا تفسیری ہونا مفسرین کو مسلم ہے۔

تحقیق ہذا سے ثابت ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور اب تک زندہ ہیں۔

۲...... ’’وقولهم انّا قتلنا المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم وان الذین اختلفوا فیه لفی شک منه مالهم به من علم الّا اتباع الظن وما قتلوه یقیناً بل رفعه اللہ الیه وکان اللہ عزیزاً حکیماً (نساء:۱۵۸) ‘‘ترجمہ: اور ہم نے ان کو ان کے اس قول کے بدلے (بھی ملعون کیا) کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم رسول خدا کو قتل کر دیا۔ حالانکہ انہوں نے اس کو نہ تو قتل کیا اور نہ اس کو سولی پر چڑھایا لیکن انہوں نے اس شخص کو (قتل کیا اور سولی دیا) جو ان کے لئے مسیح کا ہم شکل بنایا گیا۔ وہ منافق تھا کافروں سے مل کر مسیح کو پکڑوانے کے درپے ہوا، خدا نے

انہیں کے ہاتھوں سے اس کو سزا دی) اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے اس (عیسیٰ) کے بارے میں اختلاف کیا البتہ وہ اس سے شک میں ہیں ان کو اس کا کوئی علم نہیں سوائے ظن کی پیروی کے اور انہوں نے اس (مسیح) کو ہرگز ہرگز قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اس کو اوپر اپنی طرف اٹھالیا اور خدا غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت میں بھی رفع کا صلہ الیٰ موجود ہے جو جسم مع روح کے مرفوع ہونے پر برہان قاطع ہے۔ نیز مرزا قادیانی ''رفعه الله الیه'' سے ''الی السماء'' بتاتا ہے۔ (خدا آسمان پر دیکھ رہا ہے) ''کان الله نزل من السماء''

(ازالہ اوہام ص۲۲۷، خزائن ج۳ ص۲۳۵)

پس ''الیه'' سے ''الی السماء'' مراد ہونا عندالخصم بھی مسلم ہوگیا۔ لہٰذا اس آیت قرآنی سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف زندہ اٹھایا جانا اور اس وقت تک آسمان میں زندہ رہنا بطور نص قطعی ثابت ہے اور یہ بھی مرزا قادیانی کو مسلّم ہے کہ آیت ''انّی متوفّیک ورافعک الیّ'' میں رفع مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے اور آیت ''بل رفعه الله الیه'' میں ایفاء وعدہ کا بیان ہے۔ (مباحثہ دہلی)

رفع کا معنی عزت کی موت مراد لینا مرزا قادیانی کا اپنا ایجاد ہے۔ لغت عرب اور قرآن وحدیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ''بل رفعه الله الیه'' سے رفع روح مراد لینا جیسا کہ قادیانی کو خبط ہوا ہے باطل اور خلاف منشاء رب العزت ہے کیونکہ یہود کا قول: ''انا قتلنا المسیح'' ہے اور ظاہر ہے کہ قتل اور سولی کے قابل جسم ہے نہ کہ روح۔ یہود کا خیال تھا کہ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو قتل کر دیا اور سولی پر چڑھایا ہے اور ''وما قتلوه یقیناً'' میں بھی نفی قتل وسولی جسم ہی سے کی گئی ہے اور جملہ ضمائر ''وما قتلوه وما صلبوه وما قتلوه یقیناً'' راجع ہیں۔ المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ ﷺ کی طرف اور المسیح عیسیٰ بن مریم۔ معبر ہے جسد مع روح سے اور جسم عیسیٰ کو ہی قتل اور سولی سے بچایا گیا ہے۔ پس اسی المسیح عیسیٰ بن مریم کو ہی اپنی طرف زندہ اٹھالیا۔

خلاصۃ المرام: ''بل رفعه الله الیه'' سے ظاہر وباہر ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کے جسم کو جس کا نام عیسیٰ ہے زندہ آسمان کی طرف اٹھالیا۔

اس آیت سے بھی حیات مسیح صراحۃً ثابت ہوئی اور مرزا قادیانی کی تکذیب ہوئی۔

۳...... ’’وکنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم فلمّا توفّیتنی کنت انت الرّقیب علیهم وانت علیٰ کلّ شئ شهید (مائدہ:۱۱۷)‘‘ترجمہ: میں ان پر شاہد رہا جب تک ان میں موجود رہا۔ پس جب تو نے مجھ کو اٹھالیا تو تو ہی ان پر نگران تھا اور تو ہر شئے پر شاہد ہے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ توفّی کے حقیقی اور وضعی معنی موت نہیں بلکہ اس کے معنی’’اخذ الشئ وافیاً‘‘یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا ہیں۔’’کما ثبت اٰنفاً‘‘اور آیات’’رافعک الیّ‘‘اور’’بل رفعه الله الیه‘‘قطعی طور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمی پر دلالت کرتی ہیں۔ پس قرآن مجید میں جو توفّی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں وارد ہے۔ اس کے معنی رفع لینے کے لئے’’رافعک الیّ‘‘اور’’بل رفعه الله الیه‘‘صریح قرینے ہیں اور جب ثابت ہو چکا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توفی رفع آسمانی سے ہوئی تو اب آیت:’’فلمّا توفّیتنی‘‘میں بھی توفی سے مراد رفع آسمانی ہی ہے نہ کچھ اور۔ جملہ تفاسیر معتبرہ میں’’فلمّا توفّیتنی‘‘کے معنی’’رفعتنی‘‘لکھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ چند حوالے زیب قلم کئے جاتے ہیں۔

۱...... ’’فلمّا توفّیتنی بالرفع الی السمآء‘‘ (بیضاوی، ابی السعود)

۲...... ’’فلمّا توفّیتنی بالرفع الی السمآء‘‘ (جامع البیان)

۳...... ’’فلمّا توفیتنی یعنی رفعتنی الی السماء‘‘ (خازن)

۴...... ’’فلمّا توفّیتنی والمراد منه وفاة الرفع الی السمآء‘‘ (کبیر)

ان سب عبارات کا حاصل مطلب یہ ہے کہ آیت’’فلمّا توفّیتنی‘‘میں توفّی سے مراد آسمان کی طرف زندہ اٹھالینا ہے موت نہیں۔ کیوں کہ توفی کا معنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا ہے۔ اب’’فلمّا توفّیتنی‘‘کے معنی یہ ہوئے کہ اے الٰہی جب میں ان میں رہا تو ان کی نگرانی کرتا رہا۔ جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا تو تو ہی ان کا نگران حال تھا۔

پس ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی توفی آسمان پر زندہ اٹھائے جانے سے ہوئی نہ کہ موت سے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کو خبط ہوا ہے۔ اب ہم مرزائی صاحبان کو چیلنج کرتے ہیں کہ بسند صحیح کسی صحابی سے’’فلمّا توفّیتنی‘‘کے معنی سوائے’’رفعتنی‘‘کے’’امتّنی‘‘ثابت کر دکھائیں تو ہم کو قبول کرنے میں بھی کوئی عذر نہ ہوگا۔ لیکن یاد رکھیں:’’فلن یأتوا بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیراً‘‘

۴...... ’’وان من اھل الکتاب الّا لیؤمننّ بہ قبل موتہ ویوم القیامة یکون علیھم شھیدا (نساء: ۱۵۹)‘‘ اورنہیں ہوگا کوئی اہل کتاب میں سے مگرضرورایمان لے آوے گا اس(عیسیٰ) پراس(عیسیٰ) کے مرنے سے پہلے اوروہ قیامت کے دن ان پر شاہد ہوگا۔

اس آیت میں ’’لیؤمننّ‘‘ نون تاکید ثقیلہ مع لام قسمیہ موجود ہے۔ کتب نحو میں بالتصریح لکھا ہے کہ نون تاکیدی مضارع کو خالص استقبال کے لئے کر دیتا ہے۔ ماضی اور حال کے واسطے نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ نہیں آتا۔ اس میں کسی نحوی کو خلاف نہیں اورنہ کوئی آیت اورحدیث اورکلام عرب اس کے برخلاف ہے۔ چنانچہ ابن ہشام نحوی مغنی میں لکھتے ہیں: ’’وامّا المضارع فان کان حالاً لم یؤکّد بھما وان کان مستقبلاً اکّد بھما وجوباً نحو تاللہ لاکیدنّ اصناکم (ج دوم ص۲۲)‘‘ یعنی اگرمضارع حال کے معنی میں ہوتو ان ہردونوں (ثقیلہ وخفیفہ) سے اس کی تاکید نہیں کی جاتی اوراگر مستقبل کے معنی میں ہوتو اس کی تاکید ان میں سے کسی کے ساتھ ضرور ہوتی ہے جیسا کہ آیت: ’’لاکیدنّ اصناکم‘‘ میں موجود ہے اوراسی طرح شرح جامی کے (ص۳۷۹) میں بھی مذکور ہے ’’وانّما اختصت ھٰذہ النّون بھٰذہ المذکورات الدّالة علی الطلب دون الماضی والحال لانّہ یؤکّد الّا ما یکون مطلوباً لانّ وضعہ لتاکید طلب حصول شئٔ والمطلوب لا یکون ماضیاً ولا حالاً‘‘ (حاشیہ جامی)

اس آیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں سب اہل کتاب یہود ونصاریٰ جو اس وقت موجود ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام پر اس کے مرنے سے پہلے ضرور ایمان لے آویں گے اورآپ ان پر قیامت کے روز شاہد ہوں گے۔ موافق محاورہ کتاب وسنت وقواعد نحو وکلام عرب، اس آیت کے صحیح معنی یہی ہیں اورجتنے معنی اس کے سوا ہیں وہ سب غلط اورباطل اورقرآن وحدیث کے برخلاف ہیں۔

پس چونکہ ابھی تک سب اہل کتاب کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لہٰذا آپ تاہنوز فوت بھی نہیں ہوئے۔ اس آیت سے بھی حیات مسیح علیہ السلام بالتصریح ثابت ہوئی اورمرزا قادیانی کی تکذیب ہوئی۔

۵...... ’’وانّہ لعلم للساعة فلا تمترنّ بھا واتبعون ھٰذا صراطٌ مستقیم ولا یصدنّکم الشیطان انّہ لکم عدوٌّ مبین (زخرف: ۶۱)‘‘ ترجمہ: اورتحقیق وہ

(عیسیٰ) نشانی قیامت کی ہے۔ پس اس میں مت شک کرو اور میری تابعداری کرو یہ سیدھا راستہ ہے اور ہرگز نہ روکے تم کو شیطان وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کو نشان قیامت بیان فرمایا گیا ہے یعنی اس کا نازل کرنا قیامت کی اہم نشانی ہے۔ اس آیت سے بھی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا اس وقت تک زندہ رہنا ثابت ہوا جو کوئی اس کو بجسد خاکی زندہ نہ مانے وہ پیروکار شیطان ہے۔ اس لئے تو فرمایا کہ شیطان تم کو عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بجسد خاکی سمجھنے سے نہ باز رکھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ''لعلم للساعة'' بھی آچکا ہے۔ پس یہ آیت بھی مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی الی السمآء اور نزول ثانی کو صراحۃً ثابت کرتی ہے اور قادیانی کی جڑ کاٹتی ہے۔

۶...... ''ویکلم النّاس فی المھد وکھلاً ومن الصالحین (آل عمران:۴۶)'' ترجمہ: اور کلام کرے گا عیسیٰ لوگوں سے گود میں اور کہولت کی عمر میں اور صالحین سے ہوگا۔ حیات مسیح علیہ السلام اس آیت سے بایں طور ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو صفت تکلم فی المہد اور تکلم فی الکہولت جو اور کسی نبی کی شان میں وارد نہیں ہوا، سے موصوف فرمایا ہے اور یہ دونوں صفتیں بطور اعجاز بیان فرمائی ہیں۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ مسیح علیہ السلام کو من جملہ انعامات کے ایک یہ انعام بھی جتلائے گا۔ ''اذ ایّدتّک بروح القدس تکلم النّاس فی المھد وکھلاً (مائدہ:۱۱۰)'' ترجمہ: جب کہ تائید کی میں نے تیری روح القدس (جبرئیل) سے کہ تو نے لوگوں سے گود میں اور کہولت کی عمر میں کلام کیا۔ پس جس طرح تکلم فی المہد ایک آیت اور معجزہ ہے اسی طرح تکلم فی الکہولت بھی امر خارق عادت ہے اور چونکہ کلام فی الکہولت بظاہر کوئی امر عجیب معلوم نہیں ہوتا کیوں کہ زمانہ کہولت میں سب بولنے والے کلام کیا کرتے ہیں۔ اس لئے اس معجزہ عیسویہ کی صورت یہ بتائی کہ اتنے زمانہ دراز تک جسم کا بغیر طعام وشراب ظاہری کے زندہ رہنا اور اس میں کسی قسم کا تغیر وتبدل واقع نہ ہونا امر خارق عادت اور معجزانہ ہے۔ تکلم فی المہد کے وقوع کا ذکر سورہ مریم میں موجود ہے۔ ''قالوا کیف نکلّم من کان فی المھد صبیّاً'' اور تکلم فی الکہولت کے وقوع کا ذکر قرآن میں کہیں نہیں ہے۔ وہ بعد نزول من السمآء ہوگا۔ پس یہ آیت مثبت حیات مسیح علیہ السلام کے علاوہ مثبت نزول مسیح بھی ہے۔

۷...... ’’ویعلّمہ الکتاب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل (آل عمران:۴۸)‘‘ ترجمہ: (خدا نے مریم علیہا السلام کو عیسیٰ کی خوش خبری میں کہا) کہ اس کو کتاب اور حکمت اور توراۃ اور انجیل سکھلائے گا۔ قرآن کریم میں جہاں کتاب وحکمت کا اکٹھا ذکر بصیغہ مضارع آیا ہے۔ وہاں بجز قرآن اور سنت نبی علیہ السلام کے اور کچھ مراد نہیں ہے، جیسا کہ آیات ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔

۱...... ’’وابعث فیھم رسولاً منھم یتلو علیھم اٰیٰتک ویعلّمھم الکتاب والحکمۃ (البقرۃ:۱۲۹)‘‘ (ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی) کہ اے خدا ان میں ایک رسول مبعوث فرما جو ان میں سے ہو جو تیری آیات ان پر پڑھے گا اور ان کو کتاب (قرآن) اور حکمت (سنت) سکھلائے گا۔

۲...... ’’یتلو علیکم اٰیٰتنا ویزکّیکم ویعلّمکم الکتاب والحکمۃ (البقرۃ:۱۵۱)‘‘ ترجمہ: ہم نے تمہاری طرف ایک رسول (محمد ﷺ) بھیجا ہے تم پر ہماری آیات پڑھتا ہے اور تم کو پاک کرتا ہے اور تم کو کتاب (قرآن) اور حکمت سکھلاتا ہے۔

۳...... ’’لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلو علیھم اٰیٰتہ ویزکّیھم ویعلّمھم الکتاب والحکمۃ (اٰل عمران:۱۶۴)‘‘ ترجمہ: اللہ نے مؤمنوں پر بڑا احسان کیا، جب ان میں انہیں سے رسول کو بھیجا ہے ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب (قرآن) اور حکمت (سنت) ان کو سکھاتا ہے۔

۴...... ’’ویزکّیھم ویعلّمھم الکتاب والحکمۃ (الجمعہ:۲)‘‘ وہ رسول ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب (قرآن) اور حکمت (سنت) سکھاتا ہے۔ سب مفسرین کے نزدیک ان چہار آیتوں میں کتاب سے مراد قرآن شریف اور حکمت سے مراد سنت نبی علیہ السلام ہے نہ کچھ اور۔ پس آیت مذکورہ کا مطلب بالکل صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن کریم اور سنت رسول کریم اور تورات وانجیل کی تعلیم کا وعدہ فرمایا ہے اور وعدہ خدا میں خلف محال ہے۔ تورات اور انجیل کی تعلیم نزول اوّل میں محقق وثابت ہوچکی اور قرآن مجید اور سنت رسول خدا کی تعلیم سے نزول ثانی میں بہرہ ور ہوں گے۔ کیوں کہ قرآن شریف کا نزول روح اللہ کے مرفوع الی السمآء ہونے کے قریباً پانچ سو سال بعد ہوا۔ تعلیم قرآن مسیح علیہ السلام کے نزول اوّل میں کسی طرح بھی محقق نہیں ہوسکتی۔ احادیث میں صاف موجود ہے کہ حضرت روح اللہ نزول ثانی میں شریعت محمدیہ ﷺ پر عامل ہوں گے۔ جیسا کہ سلسلہ

روایات میں ثابت ہوگا۔ پس یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حیات جسمانی الی الآن اورنزول ثانی من السمآء کے بارہ میں نص قطعی ہے۔

ازالہ شبہ

مرزائی صاحبان اس آیت کے معارضہ میں تین آیتیں پیش کرتے ہیں جو یہ ہیں:

۱...... ''فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمة واٰتینٰھم ملکاً عظیماً (النساء:۵۴)'' ترجمہ: پس تحقیق دی ہے ہم نے ابراہیم کے گھر میں کتاب اور علم اور ان کو دی ہم نے بڑی سلطنت۔

۲...... ''واذ اخذاللہ میثاق النّبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمننّ به (اٰل عمران:۸۱)'' ترجمہ: اور جب لیا اللہ نے وعدہ نبیوں سے کہ جو کہ میں نے تم کو دیا کتاب اور حکمت پھر آوے تم پاس رسول کو سچا بتانے والا تمہاری پاس والی چیز کو تو اس پر ضرور ایمان لانا۔

۳...... ''ما کان لبشر ان یؤتیه اللہ الکتاب والحکم والنّبوة ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللہ ولٰکن کونوا ربّانیّین (اٰل عمران:۷۹)'' ترجمہ: کسی بشر کا کام نہیں کہ اللہ اس کو دیوے کتاب اور حکم اور نبوت پھر وہ کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر ولیکن تم خدا کے بندے ہو جاؤ۔

مرزائیوں کا استدلال یہ ہے کہ ان آیات میں الفاظ کتاب وحکمت مذکور ہیں جن سے قرآن وسنت نبی آخرالزمان ہرگز مراد نہیں تو آیت:''ویعلمه الکتاب والحکمة'' سے بھی قرآن وسنت خاتم الانبیاء مقصود نہیں بلکہ کتاب سے توراۃ اور حکمت سے انجیل مراد ہے۔ لہٰذا اس آیت سے استدلال حیات مسیح علیہ السلام نہیں ہوسکتا۔

جواب

ایں کہ ہمارا استدلال''یعلمه الکتاب'' مضارع سے ہے کہ کتاب اور حکمت کا ذکر اتصالاً بصیغہ مضارع قرآن شریف میں جہاں کہیں آیا ہے، وہاں بجز قرآن کریم وسنت نبی کریم ﷺ کے اور کچھ مفہوم ومقصود نہیں ہے اور آیات:''فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمة'' اور''لما اٰتیتکم من کتاب وحکمة'' میں بصیغہ ماضی بطور

حکایت مذکور ہوا ہے جو انبیاء سابقین کا ذکر ہے تو کتاب سے وہی کتاب مراد لی جائے گی جو ان پر مختلف زمانوں میں نازل ہوتی رہیں نہ کہ قرآن شریف کیونکہ اس کا نزول جمیع انبیاء علیہم السلام کے بعد سید البشر سردار دو جہان پر ہوا۔ ’’فاندفع ما توھم‘‘ اور حکمت سے انجیل مراد لینا بین البطلان ہے۔ اس لئے کہ کہیں بھی ثابت نہیں کہ الحکمۃ سے انجیل مراد لی گئی ہو۔

آیت نمبر۳: ’’ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب‘‘ میں کتاب کو بصیغہ مضارع بیان فرمایا گیا ہے جس سے ہمارا مدعا صاف ثابت ہے کہ اس آیت میں بشر سے حضرت رسول کریم ﷺ اور الکتاب سے قرآن مجید ہی مراد ہے نہ کچھ اور۔ چنانچہ تفسیر خازن میں مذکور ہے: ’’**وقال ابن عباس فی قولہ تعالیٰ ما کان لبشریعنی محمداً ﷺ ان یؤتیہ اللہ الکتاب یعنی القرآن وذٰلک ان ابا رافع من الیھود والسید من النصاریٰ نجران قالا یا محمد ترید ان نعبدک ونتخذک ربّاً قال معاذاللہ ان امر بعبادۃ غیراللہ وما بذٰلک امرنی اللہ وما بذٰلک بعثنی فانزل اللہ ھذہ الایتہ** (ص۶۶ مطبوعہ مصر)‘‘

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بشر سے مراد رسول خدا اور الکتاب سے مراد قرآن ہے۔ اس لئے کہ ابا رافع یہودی اور ایک سردار نصاریٰ نجران سے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا (کہ اے محمد تیرا بھی ارادہ ہے کہ ہم آپ کو رب ٹھہرا کر عبادت کریں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں) اس سے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کی پوجا پاٹ کا حکم کروں حالاں کہ یہ میری نبوت اور بعثت کی منشاء کے صریحاً مخالف ہے۔ پس اللہ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ پس یہ آیت بھی ہمارے دعویٰ کے لئے کافی اور مرزا قادیانی کی تردید کے لئے وافی ہے۔ یعنی جب آیت: ’’**ویعلمہ الکتاب والحکمۃ**‘‘ نمبر۷ کا مقابلہ ومعارضہ کوئی دوسری آیت نہیں کرسکتی تو حضرت عیسیٰ بن مریم کا رفع جسمانی اور نزول بارثانی بالتصریح ثابت ہوگیا۔

۸…… ’’**والسابقون الاوّلون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضو عنہ واعدّلھم جنٰت تجری میں تحتھا الانھار خالدین فیھا ابداً** (التوبۃ:۱۰۰)‘‘ ترجمہ: مہاجرین اور انصار اوّلین سے خدا راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوئے اور ان سے بھی خدا راضی ہوا جنہوں نے مہاجرین اور

انصار کی پیروی کی، ان کے لئے بہشت تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے اپنا راضی ہونا بیان فرماتا ہے جنہوں نے صحابہ مہاجرین اور انصار اوّلین کے عقائد وافعال کی پابندی کی اور یہ امر کتب احادیث میں بالتصریح موجود ہے کہ صحابہ مہاجرین وانصار حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کے رفع جسمانی اور نزول ثانی پر اتفاق رکھتے ہیں۔ پس صاف ثابت ہوا کہ مسیح کی حیات جسمانی الی الآسمان کا اعتقاد رکھنا جزو ایمان اور رضاء رحمان ہے اور منکر اس کا خارج از ایمان ہے۔

۹...... ’’فلا وربّک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم (النساء:۶۵)‘‘ ترجمہ: قسم ہے رب تیرے کی، ایمان دار نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ تجھ کو حکم ٹھہرائیں اپنے تمام معاملات میں۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ ایمان کا معیار رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کا پابند ہونا ٹھہرایا ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بجسد خاکی مرفوع الی السماء اور اخیر زمانہ میں نزول ثانی کے بارہ میں حضرت ﷺ کے ارشادات بکثرت موجود ہیں۔ پس جو کوئی حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات جسمانی الی الآسمان سے انکاری ہوا، اس نے حضور علیہ السلام کے فیصلہ سے منہ موڑا اور ایمان واسلام سے دست بردار ہوا۔

۱۰...... ’’ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبیّن له الهدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولّه ما تولّی ونصله جهنم (النساء:۱۱۵)‘‘ ترجمہ: جس نے ہدایت کے ظاہر ہونے کے بعد رسول خدا کا خلاف کیا اور مومنوں کے راستہ سے باہر ہوگیا۔ ہم اس کو اس طرف پھیر دیں گے جدھر وہ جاتا ہے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ خداوند نے اس آیت میں رسول اللہ ﷺ اور مومنوں جن سے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت مراد ہے کی پیروی نہ کرنے کو گمراہی بیان فرمایا ہے اور ٹھکانہ اس کا جہنم بتایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی الی السماء اور حیات الی الآن فرمان نبوی اور اجماع صحابہ وجمیع امت مسلمین سے ثابت ہے۔ پس جس نے حضرت عیسیٰ روح اللہ کی رفع جسمانی اور نزول بار ثانی سے انکار کیا، اس نے رسول خدا ﷺ اور اجماع امت کا خلاف کیا اور اسلام سے خارج ہوکر جہنمی ہوا۔

۱۱...... ’’ومن یعص اللہ ورسولہ فانّ لہ نار جھنم خالدین فیھا ابداً (الجن:۲۳)‘‘ترجمہ: جس نے خدااوررسول کی نافرمانی کی پس تحقیق اس کے لئے جہنم کی آگ تیار ہے ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ جو کوئی خدااوررسول کے کسی ارشاد کا منکر ہوا، اس کا جہنمی ہونا بیان فرمایا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بجسد عنصری مرفوع الی السماء ہونے میں ارشاد خداوندی: ’’ورافعک الیّ، بل رفعہ اللہ الیہ‘‘وغیرہ بالتصریح موجود ہے اوراحادیث نبویہ میں اس کی مزید توضیح عیاں ہے۔ پس جس نے مسیح علیہ السلام کے رفع اور حیات جسمانی اورنزول ثانی من السماء کا انکار کیا، حقیقت میں وہ منکر قرآن وحدیث ہے اورجہنم اس کی ابدی جگہ ہے۔

۱۲...... ’’ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النّبیین والصدّیقین والشھدآء والصالحین (النساء:۶۹)‘‘ترجمہ:اورجس نے اللہ اوررسول کی تابع داری کی، پس یہ لوگ انبیاءاورصدیقین اورشہداءاورصالحین کے ساتھ ہوں گے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ خدااوررسول کے تابع داروں کے لئے انبیاءاورصدیقین اورشہداءاورصالحین کی معیت کا انعام بیان فرمایا ہے۔ مسیح علیہ السلام کے مرفوع الی السماء اور حیات جسمانی اورنزول بارثانی کا عقیدہ رکھنا بھی خدااوررسول کی تابع داری ہے۔

جس کا عقیدہ ایسا نہ ہو وہ خدااوررسول کی تابع داری سے برطرف ہے اورانبیاء اورشہداءاورصدیقین اورنیکوں کے ساتھ سے محروم ہے۔

۱۳...... ’’کنتم خیر امّۃ اخرجت للنّاس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ (اٰل عمران:۱۱۰)‘‘ترجمہ:تم بہترین امت ہواس لئے پیدا کئے گئے ہو کہ لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے ہواور برائی سے روکتے ہواوراللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ اس آیت میں جماعت صحابہ ودیگر مؤمنین کو بہترین امت فرمایا گیا ہے یعنی تمہارے اقوال واعمال پسندیدہ ومرضیہ خدا ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجماع امت بھی دلائل شرعیہ میں سے ایک دلیل ہے، جمیع امت کا گمراہی پر اجماع نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ فرمان نبی آخر الزمان اس پر شاہد ہے کہ:’’لاتجتمع امتی علی الضلالۃ (مشکوٰۃ)‘‘یعنی میری سب امت گمراہی پر اجماع نہیں کرے گی۔ جمیع اہل سنت سلف وخلف کا اعتقاد یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے ہوئے ہیں اورزمانہ اخیر میں نازل ہوں گے۔ پس جس نے مسیح علیہ السلام کے

رفع جسمانی الی السماء کا انکار کیا وہ قرآن کی اس آیت کا منکر ہے اور اسلام سے خارج ہے۔

۱۴...... ’’ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون (اٰل عمران:۱۰۴)‘‘ترجمہ:اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ضرور رہے گی جو بھلائی کا حکم کرتی رہے گی اور برائی سے منع کرتی رہے گی اور یہی ہیں کامیاب ہونے والے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اس آیت میں ایک اہم اصول بیان فرمایا گیا ہے کہ ہر ایک زمانہ اور وقت میں ایک جماعت حقہ امت محمدیہ میں سے ضرور موجود رہے گی جو برے عقائد واعمال سے خود بھی مجتنب اور کنارہ کش رہے گی اور لوگوں کو بھی ان سے باز رکھے گی اور حدیث شریف میں حضور علیہ السلام کا اس جماعت کے حق میں ارشاد صاف موجود ہے کہ:’’لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الیٰ یوم القیامة فینزل عیسٰی بن مریم (مسلم، مشکوٰۃ باب نزول عیسٰی)‘‘ترجمہ:میری امت سے ایک بڑی جماعت اہل حق قیامت تک رہے گی۔ پس انہیں میں عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا۔ اس آیت اور حدیث سے واضح اور لائح ہوگیا کہ مبطلین کے عقائد باطلہ کے ابطال کے لئے ہر ایک زمانہ میں مؤمنین کی جماعت ضرور موجود رہے گی۔ پس اگر بزعم مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کا آسمان کی طرف زندہ اٹھایا جانے اور اب تک بجسم خاکی آسمان میں زندہ رہنے کا عقیدہ باطل اور خلاف قرآن ہوتا تو تیرہ سوسال کے زمانہ ممتد میں کیوں مخفی رہا اور فرقہ اہل حق نے مسئلہ وفات مسیح کو ظاہر کیوں نہ کیا۔ بلکہ برعکس اس کے ہر ایک زمانہ کے مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی الی السماء اور حیات ان کی الآن فی السماء اور نزول ثانی من السماء کے قائل اور معتقد رہے۔ اگر مرزا قادیانی کے عقیدہ باطلہ کو تسلیم کیا جاوے تو اس وعدہ وارشاد خداوندی میں خلف لازم آتا ہے کہ تیرہ سوسال کے زمانہ میں تمام لوگ قرآن اور اسلام سے برطرف رہے اور عقائد باطلہ کی تائید کرتے رہے جو ہر طرح ممتنع اور محال ہے۔

۱۵...... ’’واذا قیل لھم تعالوا الیٰ ما انزل اللہ والی الرسول رأیت المنافقین یصدّون عنک صدوداً (النساء:۶۱)‘‘ترجمہ:اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اللہ اور رسول کے فیصلہ کی طرف آؤ تو منافق تیری بات تسلیم کرنے سے رک جاتے ہیں۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ جس نے رسول خدا ﷺ کے فیصلہ وارشاد سے روگردانی کی،

اس کو خدا نے کھلم کھلا منافق فرمایا ہے۔ درباره رفع اور حیات جسمانی مسیح علیہ السلام کے رسول خدا کے ارشادات بکثرت اور واضح موجود ہیں۔ پس جس نے مسیح علیہ السلام کی حیات جسمانی اور نزول بارثانی من السمآء سے انکار کیا۔ اس کے منافق ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہا۔

۱۶...... ’’وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللّٰہ ورسوله ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص اللّٰہ ورسوله فقد ضلّ ضلالاً مبیناً (احزاب:۳۶) ‘‘ترجمہ مومن مرد اور مومنہ عورت کو ہرگز جائز نہیں کہ خدا اور رسول کے فیصلہ کو چھوڑ کر اپنی مرضی پر چلیں جس نے خدا اور رسول کی نافرمانی کی وہ کھلم کھلا گمراہ ہوا۔

۱۷...... ’’قل اطیعوا اللّٰہ والرسول فان تولّوا فانّ اللّٰہ لا یحب الکافرین (اٰل عمران:۳۲) ‘‘ترجمہ: تو کہہ دے اے نبی کہ اللہ اور رسول کی تابع داری کرو۔ پس اگر وہ منہ پھیر لیں تحقیق اللہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ ان ہردو آیات میں ایمان کا انحصار خدا اور رسول کی تابع داری پر موقوف کیا گیا ہے جس نے خدا اور رسول کی فرماں برداری سے اجتناب کیا اس کا شمار کافروں اور گمراہوں میں کیا گیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی الی السماء کے متعلق خدا اور رسول کے فرمانین منصوصہ، منطوقہ صاف اور صریح موجود ہیں۔ پس جس نے حضرت روح اللہ کے رفع جسمانی اور حیات الی الآن فی السماء سے انکار کیا وہ ظاہر بظاہر کافر اور گمراہ ہے۔

۱۸...... ’’ھدیً للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰة وممّا رزقنٰهم ینفقون (البقرة:۲،۳) ‘‘ترجمہ: متقین کو ہدایت کرتی ہے، متقین وہ ہیں جو ایمان بالغیب رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اپنی کمائی سے خرچ کرتے ہیں۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اس آیت میں متقین کے اوصاف بیان فرمائے گئے ہیں اور صفت ایمان بالغیب کو مقدم رکھا ہے یعنی جو اشیاء نظروں سے پوشیدہ ہیں اور ہمارے احاطۂ علم وادراک سے بالاتر ہیں قرآن اور حدیث میں ان کا ذکر بالتصریح موجود ہے، ان کو تسلیم کرنا ایمان کی جزو اعظم ہے بلکہ اسی پر ہی ایمان کی مدار ہے۔ ان کے عدم تسلیم سے انکار ایمان بالغیب لازمی ہے جو صریحاً کفر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسمانی الی السمآء اور حیات الی الآن مغیبات میں داخل ہے جس کے ادراک سے ہماری افہام وافکار قاصر ہیں۔ مرزا قادیانی مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو محسوسات میں داخل کرنے کی وجہ سے گمراہ ہوا ہے۔ پس جس نے

عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور نزول بارثانی سے انکار کیا، وہ ایمان بالغیب سے منکر ہوا جو کوئی ایمان بالغیب کا منکر ہے وہ قرآن کا منکر ہے پس شکل اوّل کے انتاج کے لئے کلیت کبریٰ اور ایجاب صغریٰ موجود ہے، نتیجہ یہ ہے کہ جو مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی کا منکر وہ کافر ہے۔

۱۹...... ’’ما المسیح ابن مریم الّا رسولٌ قد خلت من قبله الرسل (مائدہ:۷۵) ‘‘ترجمہ: نہیں مسیح بن مریم مگر رسول اس سے پہلے کئی رسول گزر گئے ہیں۔ مرزا قادیانی اس آیت کا ترجمہ یوں کرتا ہے کہ مسیح علیہ السلام صرف ایک رسول ہے اس سے پہلے رسول فوت ہو چکے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۶۰۳، خزائن ج۳ ص۴۲۵) ہم بفرض محال تھوڑی دیر کے لئے مرزا قادیانی کا ترجمہ تسلیم کر کے اس آیت سے بھی حیات مسیح علیہ السلام ثابت کرتے ہیں۔ بایں طور کہ سورۃ مائدہ جس میں یہ آیت ہے قرآن مجید کی سب سورتوں سے اخیر نازل ہوئی ہے اور آیت:’’ وما محمد الّا رسولٌ قد خلت من قبله الرسل ‘‘ترجمہ: نہیں محمد مگر ایک رسول اس سے پہلے رسول گزر گئے ہیں۔ پہلے نازل ہوئی اس سے یہ گمان ہوسکتا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے بموجب ترجمہ مرزا قادیانی سب رسول فوت ہو چکے ہیں جن میں مسیح علیہ السلام بھی داخل ہو تھے تھے۔ اس واہمہ کو روکنے کے لئے سب سے اخیر’’ ماالمسیح بن مریم الّا رسولٌ قد خلت من قبله الرسل ‘‘نازل فرما کر اطلاع دے دی کہ مسیح ابن مریم علیہما السلام تاہنوز فوت نہیں ہوئے۔ پس جس طرح آیت’’ وما محمد...... الخ! ‘‘کے نزول کے وقت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ فوت شدہ نہیں تھے۔ اسی طرح’’ ما المسیح ابن مریم الّا رسول ‘‘میں بطور خبر بیان فرمایا کہ مسیح علیہ السلام فوت شدہ نبیوں سے مستثنیٰ ہیں اور نزول آیت مذکورہ کے وقت تک فوت نہیں ہوئے۔

پس اس آیت سے بھی حضرت عیسیٰ کا بجسم خاکی اس وقت تک زندہ رہنا واضح طور سے ثابت ہوتا ہے۔

۲۰...... ’’اهدنا الصّراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولاالضالّین (فاتحہ:۵تا۷) ‘‘ترجمہ: اے اللہ ہم کو ان لوگوں کا سیدھا راستہ بتلا جن پر تو نے انعام کیا ہے نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر غضب ہوا اور گمراہ ہوئے۔

وجہ استدلال یہ ہے کہ اس آیت میں ہر مصلی کو تلقین کی گئی ہے کہ ہر نماز میں’’ منعم علیهم ‘‘کے راستہ پر چلنے کی درخواست کیا کریں، جن سے مراد نبی، صدیق، شہید،

صالحین ہیں۔ یعنی جس طرح ان کے عقائد واعمال پسندیدہ دربار الٰہی ہیں، اسی طرح ہمارے عقائد واعمال بھی پاک وصاف ہوں نہ ان لوگوں جیسے ہوں جن پر تو نے غضب کیا ہے اور گمراہ ہوئے ہیں۔ جن سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔ ان کے مغضوب اور ملعون اور گمراہ ہونے کا سبب منجملہ دیگر اسباب کے ایک حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت موت کا عقیدہ ہے جس کی وجہ سے وہ مغضوب وملعون ہوئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا: ''**وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله**'' یعنی ہم نے اس سبب سے بھی ان کو ملعون کیا کہ وہ کہتے ہیں ہم نے مسیح بن مریم کو قتل کر ڈالا ہے۔ یہود تو دشمنی کے سبب سے عیسیٰ علیہ السلام کے قتل جس کا لازمی نتیجہ موت ہے کے قائل ہیں اور نصاریٰ فرط محبت میں مسیح علیہ السلام کی موت کو اپنے گناہوں کا کفارہ بیان کرتے ہیں۔ بہرصورت مسیح علیہ السلام کی موت پر دونوں فرقوں کا عزم وجزم ہے۔ بدیں سبب بھی وہ مغضوب وملعون ہوئے۔

پس: ''**اهدنا الصراط المستقيم...... الخ!**'' کا مطلب بالکل صاف ہوگیا کہ منعم علیہم نبی، شہید، صدیق ہیں جو مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی الی السماء اور حیات الی الآن پر اتفاق رکھتے ہیں اور ''**مغضوب عليهم...... الخ!**'' سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں جو مسیح علیہ السلام کو فوت شدہ کہتے ہیں۔ پس صاف ثابت ہوا کہ جس نے مسیح علیہ السلام کے رفع جسمانی الی السماء اور حیات الی الآن سے انکار کیا اس کو صراط مستقیم نصیب نہیں ہوا اور مغضوب وملعون ہوکر یہود ونصاریٰ میں داخل ہے۔

پس ان جملہ بیس آیات سے حضرت مسیح بن مریم کا اسی جسم کے ساتھ آسمان میں اٹھایا جانا اور اب تک زندہ رہنا اور کسی آنے والے زمانہ میں آسمان سے نازل ہونا وضاحت وصراحت سے ثابت ہوچکا ہے جو ہر مومن موقن کے لئے کافی اور مرزا قادیانی کی تکذیب کے لئے وافی ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کی بطالت اور جہالت کے مزید اظہار کے لئے اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے رفع اور نزول کے اثبات کے لئے احادیث رسول اور اقوال ائمہ مسلمین ومفسرین بھی لکھ دینا مناسب ہیں۔

حیات مسیح علیہ السلام احادیث سے

۲۱...... ''**عن ابى هريرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم والذى نفسى بيده ليهلّن ابن مريم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً (مسلم باب جواز التمتع فى الحج**

والعمرة وفی روایت لا حمد او یجمعهما (مسند احمد ج دوم ص ۲۹۰) ’’ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ ابن مریم مقام فج الروحا سے حج اور عمرہ کا احرام باندھ کر لبیک کہتا ہوا گزرے گا۔

اس حدیث میں صاف ذکر ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام بعد نزول خانہ خدا کا حج کرے گا جو کوئی یہ کہے کہ میں وہی عیسیٰ ہوں جس کے نزول کا ذکر حدیثوں میں آیا ہے اور اس کو خانہ خدا کا حج نصیب نہ ہوا ہو وہ کذاب اور دجال ہے۔

۲۲...... ’’قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد ثم یقول ابوهریرة فاقرء و ان شئتم وان من اهل الکتاب الّا لیؤمننّ به قبل موته (بخاری، مسلم، مشکوٰة باب نزول عیسیٰ) ’’ترجمہ: رسول خدا نے فرمایا قسم بخدا قریب ہے کہ ضرور ابن مریم حاکم اور عادل ہو کر تم میں نازل ہوگا صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور ٹیکس معاف کرے گا اور مال کو اس قدر عام کر دے گا کہ کوئی اس کو قبول نہیں کرے گا۔ اس کے بعد راوی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجمع صحابہ میں کہا (نزول مسیح علیہ السلام کی تصدیق کے لئے آیت: ’’وان من اهل الکتاب الّا لیؤمننّ به ‘‘پڑھو) اس حدیث نے نہ صرف اس امر کو ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں دوبارہ آئیں گے بلکہ یہ بھی ثابت کیا کہ حیات مسیح علیہ السلام ونزول ثانی پر سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق اور اجماع ہے اور آیت: ’’وان من اهل الکتاب الّا لیؤمننّ به ‘‘کے صحیح معنی ان کے اذہان صافیہ اور زاکیہ میں یہی تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام بجسد خاکی آسمان میں زندہ ہیں، ایک زمانہ قریب قیامت میں نزول فرمائیں گے۔ جب ہی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ’’فاقرء و ان شئتم، وان من اهل الکتاب...... الخ! ‘‘فرمایا۔ اس حدیث کے ذیل میں حافظ ابن حجر نے فرمایا: ’’ولاحمد من وجه اٰخر عن ابی هریرة اقرؤه من رسول اللہ وان من اهل الکتاب (فتح الباری شرح صحیح البخاری ص ۲۸۱) ’’یعنی ابوہریرہ نے کہا کہ اس آیت کی یہ تفسیر خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے کہ عیسیٰ کے مرنے سے پہلے اس پر اہل کتاب ایمان لے آویں گے جب وہ نازل ہوں گے۔ یہ حدیث حیات مسیح علیہ السلام میں نص قطعی ہے۔

۲۳...... ’’قال رسول اللہ ﷺ واللہ لینزلن ابن مریم حکماً عدلاً ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیھا ولیذھبن الشحناء ولیدعون الی المال فلا یقبلہ احدٌ (مسلم ، مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ) ‘‘ترجمہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم ابن مریم ضرور ضرور حاکم عادل ہوکر نازل ہوگا اور اونٹوں کو بے کار کرے گا کہ ان پر کوئی سواری نہیں کرے گا اور آپس کی دشمنی کو دور کرے گا اور مال دینے کے لئے بلائے گا مگر اس کو کوئی قبول نہیں کرے گا۔اس حدیث میں چند امور بیان فرمائے گئے ہیں جن کو حیات مسیح علیہ السلام سے خاص تعلق ہے۔

(اوّل) یہ کہ وہی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوگا نہ کہ اس کا مثیل جیسا کہ قادیانی کو خبط ہوا ہے۔

(دوم) ایں کہ وہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تمام دنیا پر حکمرانی کرے گا یعنی صاحب جلال وحکومت ہوگا کسی دوسری حکومت دنیاوی کے ماتحت نہیں رہے گا جیسا کہ بناوٹی مسیح قادیانی حکومت برطانیہ کو خدا کے ہم وزن قرار دے کر اس کی غلامی کا صاف اور صریح اقرار کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو (ضمیمہ شہادت القرآن ج۳،خزائن ج۶ص۳۸۰)

(سوم) یہ کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے زمانہ میں اونٹوں سے بار برداری کا کام نہیں لیا جاوے گا تمام لوگ مال ودولت سے مالا مال ہوں گے لہٰذا معاملات دنیاویہ کی حاجت نہیں پڑے گی۔مگر بناوٹی مسیح کی آمد سے بہ نسبت پہلے کے اونٹوں کی قیمت میں اضافہ ہوگیا جابجا ان کی ضرورت محسوس ہے اور مرزائی خود بھی سواری کرتے ہیں۔

(چہارم) ایں کہ عیسیٰ بن مریم کے زمانہ میں آپس کی تمام عداوتیں اور دشمنیاں کٹ جائیں گی، سب کے سب مسلمان ہوں گے۔آپس میں بھائی بھائی ہوکر رہیں گے۔ بخلاف اس خانہ ساز مصنوعی مسیح کے کہ اس کی آمد سے آپ کی عداوتیں بڑھ گئیں۔قادیانی لاہوری جماعت کے مکفر اور دشمن ہیں اور لاہوری قادیانیوں کے مکفر اور اعداء ہیں۔اب تو خود قادیانیوں میں بھی کشت وخون کی نوبت پہنچ چکی ہے۔

(پنجم) یہ کہ عیسیٰ بن مریم کے قدوم میمن لزوم سے زمین اپنے برکات اندرونی بیرونی کو ظاہر کرے گی، مال ودولت اس قدر عام ہوگا کہ کوئی کسی کا زیر احسان اور حاجت مند نہ رہے گا۔مگر قادیانی بناوٹی عیسیٰ کی آمد سے لوگوں کا افلاس روز افزوں ترقی پذیر ہے بلکہ خود بدولت شب وروز، نشست وبرخاست، نوم ویقظ میں پیسہ پیسہ، پیسہ پیسہ کی تسبیح گردانتا ہوا،

مریدوں پر چندہ کی ٹیکس لگاتا ہے اور جو ماہواری چندہ ادا نہ کرے اس کو قادیان کے دفتر لوح محفوظ سے خارج کرتا ہوا اس کو منافق قرار دیتا ہے۔ (الفضل قادیان ۲۵/فروری ۱۹۴۰ء)

اور اپنے مخالفوں پر ایک ہزار کامل لعنت کا وظیفہ پڑھ کر اپنے اخلاق حسنہ وعادات حمیدہ کا ثبوت دیتا ہے۔ (نور الحق ص ۱۱۸ تا ۱۲۲، خزائن ج۸ ص ۱۵۸ تا ۱۶۲)

اور ایک فرشتہ کا نام ''ٹیچی'' بتاتا ہے یعنی بروقت روپیہ لانے والا۔

(حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶)

اور زکوٰۃ مانگتا ہے۔ (کشتی نوح ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۸۳)

اپنے مزعومی بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے سے اس کی تمام جائداد سے دسواں حصہ لے کر دفن کا حکم صادر فرماتا ہے۔ (رسالہ الوحیۃ ص ۱۹، ۲۰، طبع لاہور بار ششم)

جب انسان فوت ہوجاتا ہے تو ابلیس اس کا پیچھا چھوڑ دیتا ہے لیکن جناب مرزا قادیانی کو خاص فضیلت ہے کہ میت کی رفاقت قبر تک فرماتے ہیں، کچھ لے کر جان چھوڑتے ہیں اور ''ان الذین یأکلون اموال الیتمی ظلماً انما یأکلون فی بطونهم نارا (نساء: ۱۰)'' کا فرد بنتے ہیں۔ یہ ہے قادیانی مسیحیت کا جال:

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

ان تین حدیثوں میں رسول خدا ﷺ نے عیسیٰ بن مریم کے نزول کے لئے قسم کھائی ہے اور مرزا قادیانی کے نزدیک جس حدیث میں قسم ہو اس کے ظاہری معنی مراد لینے ضروری اور لازمی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے: ''والقسم یدل علیٰ انّ الخبر محمولٌ علی الظاهر لاتاویل فیه'' (حمامۃ البشریٰ مطبوعہ لاہور ۱۴ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

پس بہرصورت نزول عیسیٰ بن مریم سے وہی مراد ہے جس کا ذکر قرآن میں ہے نہ کہ اس کا مثیل جیسا کہ قادیانی کا ادعا ہے۔ ان حدیثوں سے حیات مسیح بالتصریح ثابت ہے۔

۲۴...... ''عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ فینزل عیسیٰ بن مریم (مسلم، مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ)'' جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا۔

۲۵...... ''عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولدله یمکث خمساً واربعین سنةً ثم یموت

فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (مشکوٰۃ باب نزول عیسٰی) ’’ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف نازل ہوگا، پس بیوی کرے گا اور صاحب اولاد ہوگا۔ ۴۵ سال زمین پر زندہ رہ کر فوت ہوگا اور میرے مقبرہ میں میرے نزدیک دفن کیا جاوے گا۔ میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی جگہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان اٹھیں گے۔ اس حدیث سے بچند وجوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسد عنصری اس وقت تک زندہ رہنا ثابت ہے۔

۱...... ایں کہ: ’’الی الارض ‘‘ سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت حضرت عیسیٰ زمین میں نہیں بلکہ آسمان میں ہیں۔

۲...... یہ کہ: ’’ثم یموت ‘‘ سے عیاں ہے کہ آسمان سے دوبارہ اترنے کے بعد فوت ہوں گے، ارشاد حدیث کے وقت تک فوت نہیں ہوئے۔

۳...... یہ کہ: ’’فیدفن معی فی قبری ‘‘ سے ہویدا ہے کہ جب تک رسول کریم ﷺ کے ساتھ مدفون نہ ہوں تب تک زندہ رہیں گے چونکہ ابھی تک وہ روضہ رسول اللہ ﷺ میں دفن نہیں ہوئے۔ لہٰذا بجسد عنصری آسمان میں زندہ ہیں۔ جو کوئی اس کو اس وقت فوت شدہ کہے وہ کذاب ودجال اور منکر قرآن وحدیث ہے۔

مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے خبط وہوا س میں اس حدیث کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷) اور قبر بمعنی مقبرہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رسول خدا ﷺ کے پاس مدفون ہونا بھی قادیانی کو مسلم ہے۔

(نزول المسیح ص۴۷، خزائن ج۱۸ ص۴۲۵، کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۶)

۲۶...... ’’عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ ﷺ وصاحبیه فیکون قبرہ رابعاً (بخاری فی تاریخه طبرانی، تفسیر درمنثور ج دوم ص ۲۴۵) ’’ترجمہ: عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دفن ہوگا اور اس کی چوتھی قبر ہوگی۔

۱۷...... ’’عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قال مکتوب فی التوراۃ صفة محمد وعیسیٰ بن مریم یدفن معه قد بقی فی البیت موضع قبر (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲) ’’ترجمہ: عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تورات میں محمد ﷺ کی صفت موجود ہے اور یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ

عیسیٰ بن مریم حضرت ﷺ کے پاس دفن کئے جائیں گے، روضہ اطہر میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ ان دو حدیثوں میں بھی حضرت عیسیٰ کی حیات الی الآن کا صراحۃً ذکر ہے۔

۲۸...... ’’عن الحسن رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لليهود ان عیسیٰ لم یمت وانّه راجع اليكم قبل يوم القيامة (تفسیر ابن جریر ج سوم ص ۱۸۳)‘‘ ترجمہ: حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک فوت نہیں ہوئے تحقیق وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف لوٹ آنے والے ہیں۔ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات الی الآن کا بالتصریح بیان ہے۔

۲۹...... ’’ان النّصارىٰ اتوا رسول اللہ ﷺ فخاصموه فی عیسیٰ بن مریم...... فقال لهم رسول اللہ ﷺ الستم تعلمون ان ربّنا حیٌّ لا یموت وانّ عیسیٰ یاتی علیه الفناء (تفسیر ابن جریر، در منثور، خازن، شروع آل عمران)‘‘ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے پاس یہودی آئے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انہوں نے جھگڑا کیا حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ رب ہمارا ہمیشہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا اور عیسیٰ پر موت آئے گی۔ اس میں عیسیٰ کی حیات کا صاف ذکر ہے کہ کسی آنے والے زمانہ میں فوت ہوں گے ابھی تک نہیں ہوئے۔

۳۰...... ’’قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم عندالمنارة البيضاء شرقیّ دمشق (ابوداؤد)‘‘ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام دمشق کے شرقی سفید منارہ کے نزدیک نزول کرے گا۔ اس حدیث میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زندگی اور مقام نزول کا صاف ذکر ہے اور مرزا قادیانی کے دعویٰ کے ابطال کا صاف بیان ہے۔

۳۱...... ’’قال قال رسول اللہ ﷺ کیف تهلک امة انا فی اوّلها والمهدی وسطها والمسيح اٰخرها (مشکوٰۃ باب ثواب هذه الامة ص ۵۸۳)‘‘ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کے اوّل میں، میں ہوں اور درمیان مہدی اور اخیر میں عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح ابن مریم علیہما السلام کسی آنے والے زمانہ میں نزول کریں گے، جو اب تک فوت نہیں ہوئے۔

۳۲...... ’’قال الحسن رضی اللہ عنہ ان عیسیٰ رفعه اللہ اليه فهو عندهٗ فی السمآء (تفسیر ابن جریر ج۳ ص ۱۸۴)‘‘ ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا ہے پس وہ اللہ کے پاس آسمان میں ہیں۔

اس روایت سے حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمان میں رہنا ثابت ہوتا ہے۔

۳۳...... ’’قال رسول اللہ ﷺ وانا اولی الناس بعیسی بن مریم لانہ لم یکن بینی وبینہ نبی وانّہ خلیفتی علٰی امتی وانہ نازل ویقاتل الناس علی الاسلام حتّٰی یہلک اللہ الملل کلّھا وتقع فی الارض الامنۃ ثم یتوفّٰی ویصلّی المسلمون علیہ ویدفنونہ (ابوداؤد باب خروج الدجال، امام احمد المعجم الصغیر للطبرانی ص ۵۰)‘‘ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے بہت نزدیک ہوں کیوں کہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا اور وہ میری امت پر خلیفہ ہوں گے اور وہی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے اور لوگوں سے اسلام کی خاطر لڑیں گے۔ حتیٰ کہ بجز اسلام کے باقی ادیان باطلہ مٹ جائیں گے اور زمین میں امن قائم ہوجائے گا اس کے بعد عیسیٰ بن مریم مریں گے اور مسلمان اس پر جنازہ پڑھیں گے اور اس کو دفن کریں گے۔ یہ حدیث حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی حیات کی دلیل بیّن اور فیصلہ کن ہے۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ وہی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام میرے بعد میری امت پر نگران اور خلیفہ ہوگا اور اس کے زمانہ نزول میں تمام روئے زمین پر ایک مذہب اسلام ہوگا۔ باقی تمام ادیان مٹ جائیں گے۔ اس وقت زمین میں امن امان ہوگا بعد اس کے عیسیٰ بیٹا مریم کا فوت ہوگا۔

مگر مسیح قادیانی کی آمد سے فرق باطلہ کی تعداد بڑھ گئی، روز بروز فساد بڑھتے گئے حتیٰ کہ قادیان جو بناوٹی مسیح کا تخت گاہ ہے سے بھی آریہ، عیسائی، سکھ اور دیگر مرزا کے مخالفین نہ مٹ سکے تو قدنی عیسیٰ کے کاذب ہونے میں کیا شک وشبہ رہا۔

۳۴...... ’’قال رسول اللہ ﷺ ینزل اخی عیسٰی بن مریم من السمآء (کنزالعمال برحاشیہ مسند احمد ج۶ ص ۵۶)‘‘ ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا بھائی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام آسمان سے اترے گا۔ تابع دار مرزا عوام کو دھوکا دینے کی غرض سے کہتے ہیں کہ حدیث دکھلاؤ کہ عیسیٰ آسمان سے اتریں گے۔ اس حدیث میں آسمان کا صراحۃً ذکر ہے۔ مرزائی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ حدیث ضعیف ہے کیوں کہ مرزا قادیانی اس کی صحت کو تسلیم کرچکے ہیں۔ (حمامۃ البشریٰ مطبوعہ لاہور ۸۹، خزائن ج۷ ص ۳۱۴) مگر حسب عادت من السماء کا لفظ ہضم کر گئے۔

۳۵...... ’’عن الحسن رضی اللہ عنہ وامن اھل الکتاب الّا لیؤمننّ بہ قبل موتہ قال قبل موت عیسٰی واللہ انّہ الاٰن حیٌّ عنداللہ ولکن اذا نزل اٰمنوا بہ اجمعون (تفسیر

درمنثور ج دوم ص ۲۴۱) ’’ترجمہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ ’’وان اھل کتاب...... الخ!‘‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے جب وہ نازل ہوں گے، سب اہل کتاب اس پر ایمان لائیں گے۔ اب وہ اللہ کے پاس زندہ ہے۔ اس حدیث سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات الی الاٰن بطور نص قطعی ثابت ہوئی اور مرزا قادیانی کی بیخ کنی ہوئی۔

۳۶...... ’’قال الحسن بن علی رضی اللہ عنہما انّ علیاً قتل لیلۃ انزل القرآن ولیلۃ اسری بعیسٰی (درمنثور ج دوم ص ۳۶) ’’حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس رات عیسیٰ علیہ السلام کو سیر کرائی گئی اسی شب کو قرآن کا نزول شروع ہوا، اسی رات میرے ابا جان شہید ہوئے۔ اس روایت سے صاف ظاہر ہوا کہ گزشتہ روایتوں میں جو حسن ہے، یہی حسن بن علی ابی طالب ہے نہ کہ کوئی دوسرا حسن۔ اس حدیث سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسد بمع روح کا رفع اور حیات الی الاٰن ثابت ہے۔

۳۷...... ’’قال رسول اللہ ﷺ انھا (الساعۃ) لن تقوموا حتی تروا قبلھا عشر اٰیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربھا ویأجوج وماجوج ونزول عیسٰی بن مریم (مسلم مشکوٰۃ باب العلامات بین یدی الساعۃ) ’’ترجمہ: رسول خدا ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے دس نشان ظاہر ہوں گے۔ (۱) دجال، (۲) دابۃ الارض، (۳) دھواں، (۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، (۵) قوم یاجوج ماجوج کا نکلنا اور (۶) عیسیٰ کا نازل ہونا۔ اس حدیث میں بھی عیسیٰ کے نزول اور حیات الی الآن کا صاف ذکر ہے۔

۳۸...... ’’عن عبداللہ ابن مسعود قال لمّا کان لیلۃ اسری برسول اللہ لقی عیسٰی بن مریم فقال عھد الیّ فیما دون وجبتھا فانزل فاقتل الدجال (ابن ماجہ باب خروج المھدی ص ۳۰۹) وفی روایۃ لاحمد قال رسول اللہ ﷺ لقیت لیلۃ اسری بی (مسند احمد ج اوّل ص ۳۷۵) ’’ترجمہ: عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں شب معراج عیسیٰ علیہ السلام سے ملا اور قیامت کے متعلق تذکرہ ہوا۔ عیسیٰ بن مریم نے کہا قیامت کے قیام کی تاریخ کا علم تو خدا کو ہے مگر اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ قیامت سے پہلے میں اتروں گا اور دجال کو قتل کروں گا۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے وعدہ کے ماتحت آسمان میں تشریف فرما ہیں اور اترنے کا انتظار کر رہے ہیں۔

پس آپ کا بجسم عنصری تا ہنوز آسمان میں زندہ رہنا ثابت ہوا۔

۳۹...... ’’عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کنّا فی المسجد نتذاکر فضل الانبیاء الیٰ ان قال فذکرنا عیسیٰ برفعه الی السمآء فدخل رسول اللہ ﷺ فقال فیم انتم فذکرنا له (تفسیر کبیر ج۳ ص ۲) ‘‘ترجمہ: ابن عباس کہتے ہیں کہ ہم نے مسجد میں انبیاء کی فضیلت کا ذکر کرتے کرتے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف زندہ اٹھائے جانے کا بھی ذکر کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، فرمایا کیا ذکر کررہے ہو، ہم نے سارا تذکرہ بیان کیا۔

اس حدیث سے اظہر من الشمس ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان میں زندہ اٹھائے جانے پر سب صحابہ کا اتفاق تھا اور رسول خدا ﷺ نے سن کر تصدیق فرمائی۔ پس اس پر اجماع صحابہ ہوا اور اجماع کا منکر اسلام سے خارج ہے۔

۴۰...... ’’قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وما من احد من اهل الکتاب الّا لیؤمننّ به الخ بعیسیٰ قبل موت عیسیٰ وذٰلک عند نزوله من السمآء وفی اٰخرالزمان فلا یبقیٰ احدٌ من اهل الکتاب الّا اٰمن بعیسیٰ حتی تکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام (تفسیر خازن ذیل بل رفعه اللہ الیه) ‘‘ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نہیں ہوگا کوئی اہل کتاب میں سے مگر عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے ضرور ضرور اس پر ایمان لاوے گا اور یہود ونصاریٰ سب کا ایمان لانا عیسیٰ پر اس وقت ہوگا جب وہ اخیر زمانہ میں آسمان سے اتریں گے، اس وقت تمام دنیا پر فقط ایک مذہب اسلام ہی ہوگا۔

۴۱...... ’’عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ یطول یوم القیامة فیقول بعضهم لبعض انطلقوا بنا الیٰ اٰدم فلیشفع لنا الیٰ ان قال فیقول موسیٰ ولکن ائتوا عیسیٰ روح اللہ فیأتون عیسیٰ فیقول لست هناکم انّی اتخدت الٰهاً من دون اللہ (مسند احمد ج اوّل ص ۲۸۲ تا ۲۸۳) ‘‘(ترجمہ: (حدیث شفاعت میں طویل ذکر ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دن قیامت کا بڑا لمبا ہوگا۔ کئی لوگ آپس میں کہیں گے چلو آدم علیہ السلام کو عرض کریں وہ ابوالبشر ہیں، دربار الٰہی میں جاکر ہماری خلاصی کے لئے شفاعت کریں۔ آدم علیہ السلام انکار کریں گے۔ الغرض پھرتے پھرتے موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے میں اس کے لائق نہیں ہوں تم عیسیٰ روح

اللہ کے پاس جاؤ۔ جب وہاں جائیں گے عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میں بھی تمہاری شفاعت نہیں کرسکتا کیونکہ میں اللہ کے سوا معبود بنایا گیا ہوں۔ یہ حدیث قادیانی عمارت پر بم کا گولہ ہے۔ کیونکہ وہ آیت: ’’کنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم‘‘ کا غلط مفہوم سمجھ کر ہر کہ ومہ کو کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی توفی کے بعد ان کو نصاریٰ نے معبود ٹھہرایا ہے۔ اگر وہ دوبارہ اس دنیا میں آتے تو نصاریٰ کی اس بدعقیدگی کو ضرور دیکھتے اور روز قیامت میں اس کا اقرار کرتے۔ مگر وہ انکار کریں گے کہ مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

یہ ہے مرزائیوں کی دلیل جو وفات مسیح علیہ السلام میں پیش کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ آیت مرقومہ سے نہ حضرت روح اللہ کی موت ثابت ہوسکتی ہے نہ عدم علم۔ بلکہ آیت متذکرہ سے حیات مسیح علیہ السلام صراحۃً ثابت ہے جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ ’’توفیتنی‘‘ کا معنی باتفاق صحابہ ومفسرین ’’رفعتنی‘‘ ہی ہے نہ کچھ اور۔ مزید برآں حدیث ہذا برملا پکار رہی ہے کہ قیامت کے دن مجمع عام میں حضرت روح اللہ صاف اقرار کریں گے کہ مجھے علم ہے کہ لوگوں نے مجھ کو معبود ٹھہرالیا تھا۔

معلوم ہوا کہ جب اس دنیا پر دوبارہ تشریف فرما ہوں گے تو نصاریٰ کی اس بدعقیدگی کو دیکھیں گے جبھی تو شفاعت کرنے سے انکار کریں گے۔ یہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات الی الآن فی السماء اور نزول من السمآء پر نص قطعی ہے اور مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کی مخرّب اور بیخ کن ہے۔ ان آیات اور احادیث کی موجودگی میں کوئی صاحب ایمان واسلام نہیں کہہ سکتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں اور دوبارہ آسمان سے نہیں اتریں گے۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

حیات مسیح علیہ السلام اقوال مفسرین اور اجماع امت سے

۴۲...... ’’انه (عیسیٰ) رفع الی السمآء (بیضاوی آیت وما قتلوه)‘‘ ترجمہ: تحقیق عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف زندہ اٹھائے گئے ہیں۔

۴۳...... ’’قال ابن زید متوفّیک ورافعک واحدٌ ولم یمت بعد حتی یقتل الدّجال (تفسیر ابن جریر ج سوم ص ۱۸۴)‘‘ ترجمہ: ابن زید نے کہا ہے کہ متوفیک اور رافعک کا ایک ہی معنی ہے ابھی تک عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے آکر دجال کو قتل کریں گے۔

۴۴...... ’’رفع اللہ عیسیٰ الی السمآ (غنیة الطالبین مصنفه شیخ عبدالقادر

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مترجم ص ۵۸۴) ’’ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے زندہ آسمان کی طرف اٹھالیا ہے۔

۴۵…… ’’روی انہ ینزل من السمآء (بیضاوی آیت وان من اھل الکتاب…… الخ!‘‘ ترجمہ: حدیث میں آیا ہے کہ تحقیق وہ (عیسیٰ) آسمان سے اتریں گے۔

۴۶…… ’’والاجماع علٰی انہ حیٌّ فی السماء ینزل (حاشیہ تفسیر جامع البیان) ’’ترجمہ: اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں نازل ہوں گے۔

۴۷…… ’’قال عطاء اذا نزل عیسٰی الی الارض لا یبقی یھودیٌ ولا نصرانیٌ ولا احد یعبد غیر اللہ الّا اٰمن بعیسٰی (خازن آیت وان من اھل الکتاب) ’’ترجمہ: امام عطا فرماتے ہیں جب عیسیٰ زمین کی طرف اتریں گے تو یہود و نصاریٰ و دیگر غیر پرست سب عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاویں گے۔

۴۸…… ’’ان اللہ رفع عیسٰی بتمامہ الی السماء بروحہ وبجسدہ جمیعاً (خازن آیت انّی متوفیک) ’’ترجمہ: اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کے تمام جسد اور روح کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔ (کبیر ج۲ ص۴۵۸)

۴۹…… ’’لمّا رفع عیسٰی الی السمآء صار حالہ کحال الملائکۃ فی زوال الشھوۃ والغضب (تفسیر کبیر ج دوم ص۴۵۸) ’’ترجمہ: جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں اٹھائے گئے تو غضب اور خواہش نفسانی ان سے دور ہوگئی اور فرشتوں جیسی حالت آپ کی ہوگئی۔

۵۰…… ’’وقد ثبت الدلیل علٰی انّہ حیٌّ وورد الخبر عن النّبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سینزل (تفسیر کبیر ص۴۵۸) ’’ترجمہ: اور دلیل سے ثابت ہے کہ وہ (عیسٰی) زندہ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے وہ نازل ہوگا۔

۵۱…… ’’روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وابن زید رضی اللہ عنہ ان اللہ رفعہ من غیر وفاۃ ولا نوم (تفسیر ابی السعود آیت انّی متوفّیک) ’’ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ، ابن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر نیند اور موت کے اٹھالیا۔

۵۲…… ’’قال العلماء الحکمۃ فی نزول عیسٰی دون غیرہ من الانبیاء الرد علٰی الیھود فی زعمھم انھم قتلوہ فبیّن اللہ کذبھم وانہ الذی یقتلھم (فتح الباری ج۱۳، ص۲۸۱) ’’ترجمہ تمام علماء نے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی حکمت یہ بیان

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا کذب بیان کیا ہے، ان کا گمان ہے کہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا ہے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام آ کر ان کو قتل کریں گے۔ اللہ کے علم میں نزول عیسیٰ علیہ السلام میں مرزا قادیانی کی تکذیب بھی مقدر تھی کہ یہ بھی یہود کی طرح آپ کی موت کا قائل ہے۔

۵۳...... ’’قالوا وفی ھٰذالحدیث دلیل علٰی ان عیسٰی بن مریم اذا نزل فی اٰخر الزمان نزل حکماً من احکام ھذہ الامۃ یحکم بشریعۃ نبیّنا ﷺ (نووی شرح مسلم ج دوم ص ۲۷۸ مطبوعہ مجتبائی)‘‘ ترجمہ: سب علماء امت نے کہا کہ اس حدیث (نزول عیسیٰ) میں دلیل ہے کہ جب وہ اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے تو اسی امت کے احکام کے پابند اور رسول خدا ﷺ کی شریعت سے احکام اسلام جاری کریں گے۔

۵۴...... ’’رفع عیسٰی الی السماء ثابت بھذہ الاٰیۃ (تفسیر کبیر ج سوم ص ۲۴۲)‘‘ ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان کی طرف زندہ اٹھایا جانا۔ اس آیت (بل رفعہ اللہ الیہ) سے ثابت ہے۔

۵۵...... ’’نجّاہ اللہ تعالٰی من بینھم ورفعہ من روزنۃ ذٰلک البیت الی السماء (تفسیر ابن کثیر ذیل آیت انّی متوفّیک‘‘ ترجمہ: اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو ان سے نجات دی اس گھر کے سوراخ سے اس کو آسمان کی طرف زندہ اٹھالیا۔

۵۶...... ’’واجمعت الامۃ علٰی ما تضمّنہ الحدیث المتواتر من انّ عیسٰی فی السمآء حیٌّ وانہ ینزل فی اخر الزّمان (تفسیر بحر محیط سورہ اٰل عمران ص ۴۷۳)‘‘ ترجمہ: حدیث متواتر کی بنا پر تمام امت کا اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور وہ اخیر زمانہ میں نازل ہوں گے۔

۵۷...... ’’قبل موتہ ای قبل موت عیسٰی والمراد ان اھل الکتاب الذین یکونون موجودین فی زمان نزولہ (تفسیر کبیر ج سوم ص ۲۴۳)‘‘ ترجمہ: یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے سے مراد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ نزول میں جو اہل کتاب موجود ہوں گے وہ سب ایمان لے آویں گے۔

۵۸...... ’’قال الحسن قبل موتہ ای قبل موت عیسٰی انّ اللہ رفع الیہ عیسٰی وھو باعثہ قبل یوم القیامۃ (ابن ابی حاتم در منثور ج دوم ص ۲۴۱)‘‘ ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے آیت قبل موتہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی

طرف زندہ اٹھالیا ہے اور قیامت سے پہلے اس کو بھیجے گا۔

شرح عقائد نسفی جو مسلمانوں کے عقائد کی معتبر کتاب ہے، میں صاف موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے اخیر زمانہ میں آسمان سے نازل ہونے پر عقیدہ رکھنا ضروری ہے چنانچہ اس کی عبارت ہے۔

۵۹...... ’’وما اخبر به النّبی ﷺ من اشراط الساعة ای من علاماتها من خروجه الدّجال ودابة الارض ویاجوج وماجوج ونزول عیسٰی من السمآء (ص۱۲۴ مطبوعه مجتبائی دهلی) ‘‘ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے دجال کا نکلنا اور دابۃ الارض اور قوم یاجوج وماجوج کا آنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا، کو قیامت کی نشانیوں سے فرمایا ہے۔

پس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی حیات الی الآن اور نزول من السمآء پر عقیدہ رکھنا عقائد اسلامیہ میں داخل ہے۔ جس کا عقیدہ اس کے برخلاف ہو وہ مسلمانوں کی متفقہ جماعت سے علیحدہ اور اسلام سے خارج ہے۔

۶۰...... ’’والمعنیٰ انّه اذا نزل من السمآء اٰمن به اهل الملل جمیعاً (بیضاوی آیت وان من اهل الکتاب‘‘ترجمہ: (آیت کا) معنی یہ ہے کہ تحقیق وہ (عیسیٰ) جب آسمان سے نازل ہوں گے تو اس پر سب فرقے ایمان لے آویں گے۔

۶۱...... ’’وانّه یعنی عیسٰی لعلم للساعة یعنی نزوله من اشراط الساعة (خازن ذیل اٰیت وانه لعلم للساعة) ‘‘ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا قیامت کی نشانیوں سے ہے۔

۶۲...... ’’وقرأ ابن عباس رضی اللہ عنہما وانّه لعلم للساعة وهو العلامة وانه نزوله لعلم للساعة فانه لعلم للساعة وانّ عیسٰی مما یعلم به مجیٌ الساعة (تفسیر مدارک، جلالین، جامع البیان، کبیر) ‘‘کہ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے ساتھ ہی قیامت کی آمد کا علم ہو جائے گا۔’’یعنی نزله علامة علٰی قرب الساعة (صاوی حاشیه جلالین) ‘‘یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا نزول قیامت کے قریب ہونے کی نشانی ہے۔

۶۳...... ’’والضمیر فی قوله قبل موته عائدٌ علٰی عیسٰی وذٰلک حین ینزل الٰی الارض قبل یوم القیامة یؤمننّ به اهل الکتاب کلهم (تفسیر ابن کثیر) ‘‘ترجمہ: اور ضمیر قبل موتہ کی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے جب وہ زمین کی طرف

نازل ہوگا قیامت سے پہلے تو اس پر سب اہل کتاب ایمان لے آویں گے۔

حیات مسیح علیہ السلام اقوال مرزا قادیانی سے

۶۴...... ’’حیٌّ قائمٌ الی الاٰن فی السمآء‘‘ (حمامۃ البشریٰ ص۹، خزائن ج۷ ص۱۸۴)

ترجمہ: وہ عیسیٰ اس وقت تک آسمان میں موجود ہے۔

۶۵...... ’’نوح علیہ السلام کے زمانہ کی طرح ایک امن بخش گورنمنٹ کے ماتحت میں وہ لوگ زندگی بسر کرتے ہوں گے جن میں مسیح موعود علیہ السلام نازل ہوگا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۵۴،۵۵، خزائن ج۳ ص۱۲۹،۱۳۰)

۶۶...... ’’مسیح موعود دوبارہ آئے گا۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۴۹۹ درحاشیہ، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

۶۷...... ’’اور چونکہ وہ عالم گیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے آیت: ’’وھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق...... الخ!‘‘ کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزرے ہیں کہ عالم گیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔‘‘

(چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱)

۶۸...... ’’میں صرف مثیل موعود ہوں اور میری خلافت صرف روحانی خلافت ہے لیکن جب مسیح علیہ السلام آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی دونوں طور پر خلافت ہوگی۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۹۸، خزائن ج۳ ص۱۹۶)

۶۹...... ’’میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح بن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا۔‘‘

(کشتی نوح ص۴۶، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

۷۰...... ’’قال رسول اللہ ﷺ ینزل اخی عیسیٰ بن مریم واعلم انّ حربۃ عیسیٰ الذی ینزل معہ من السمآ انما ھو نفسہ التی یھلک بھا کلّ کافر‘‘

(حمامۃ البشریٰ ص۸۹، خزائن ج۷ ص۳۱۴)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرا بھائی عیسیٰ بن مریم اترے گا اور جو ہتھیار اس کے ساتھ آسمان سے اترے گا وہ عیسیٰ کا سانس ہے جس سے ہر کافر ہلاک کیا جاوے گا۔

’’کنت خلت ان المسیح نازلٌ من السماء کما ھو مرکوز فی

مدارک القوم'' (حمامۃ البشریٰ ص۱۴، خزائن ج۷ ص۱۹۲)

ترجمہ: مرزا کہتا ہے کہ میں (براہین احمدیہ کی اشاعت کے بعد دس سال) بھی اسی خیال میں رہا کہ مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوگا جس طرح کہ تمام مسلمانوں کے نزدیک مسلم ہے۔

ان حوالہ جات مرزا سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی نبوت کی دھند سے پہلے قرآن اور حدیث اور اجماع امت سے یہی سمجھتا رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں بجسد خاکی زندہ موجود ہیں دوبارہ نزول فرمائیں گے اور یہ عبارت بصیغہ اخبار ہیں اور یہ مسئلہ قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ اخبار میں نسخ ناجائز ہے۔ کیونکہ نسخ فی الاخبار کی حالت میں مخبر کی جہالت ثابت ہوتی ہے۔

چنانچہ (تفسیر کبیر ج دوم ص۳۷۳) تحت قولہ تعالیٰ: ''لله ما فی السمٰوٰت والارض'' موجود ہے۔ ''انّ نسخ الخبر لا یجوز انما الجائز ہو نسخ الاوامر والنّواھی'' اسی طرح (نورالانوار مطبوعہ مجتبائی ص۲۰۹) بحث اقسام البیان متن اور حاشیہ میں مصرح ہے کہ ''ونسخ الاخبار لا یجوز'' عبارات محولہ سے بالتصریح ثابت ہوا کہ نسخ فی الاخبار کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ ایسے نسخ کی مثال قرآن وحدیث سے ملنا ممتنعات ومحالات سے ہے۔ پس حوالہ جات بالا مرزا سے بھی حیات مسیح الی الآن اور نزول ثانی من السماء ثابت ہے اور ان عبارات کو منسوخ کہنے سے جیسا کہ مرزائی صاحبان ہانکتے ہیں مرزا قادیانی کی جہالت اور بطالت اظہر من الشّمس ہوتی ہے۔

خلاصۃ المرام: آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ واجماع امت واقوال مرزا، جملہ ۷۰ دلائل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کا بجسد خاکی آسمان کی طرف زندہ اٹھایا جانا اور تاہنوز آسمان میں زندہ رہنا اور اخیر زمانہ میں آسمان سے نازل ہونا مثل آفتاب تاباں کے روشن ہو چکا جو شخص مسیح علیہ السلام کی حیات الی الآن اور اس کے نزول من السماء کا منکر ہے وہ درحقیقت قرآن وحدیث کا منکر اور اسلام سے خارج ہے۔

(تمت بالخیر)

خادم الاسلام خاکسار: ابوالحریز عبدالعزیز ملتانی محلہ قالین بافاں عفا اللہ عنہ وعن والدیہ بماہ نومبر ۱۹۳۲ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا پیر مفتی ابوالنصر محمد ریاض الدین قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

آسمان کائنات کے بدر منیر	۱۵۹
لفظ خاتم کے لغوی معانی کا بیان	۱۶۲
ہمارے آقا کریم خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ ہیں	۱۶۳
تینوں مختلف عبارتوں سے برآمد ہونے والے نتائج	۱۶۶
مفسرین کرام کے ایمان افروز بیانات	۱۶۸
مندرجہ بالا احادیث مبارکہ اور عبارات تفاسیر کا خلاصہ	۱۶۹
نتیجہ الفاظ	۱۷۶

✡✡✡

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آسمان کائنات کے بدر منیر

’’الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین خاتم النّبیین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین امّا بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم. بسم اللہ الرحمن الرحیم ما کان محمد ابا احد من رجالم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ‘‘ترجمہ:(حضرت) محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے (آخری) (کنزالایمان)

برادران اسلام! اہل سنت وجماعت کا یہ پاکیزہ عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا کریم علیہ السلام خاتم النّبیین ہیں یعنی اللہ عزّ وجل نے سلسلہ نبوت حضور علیہ السلام پر ختم کردیا کہ حضور ﷺ کے (ظاہری) زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا جو شخص حضور ﷺ کے زمانہ میں یا حضور علیہ السلام کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے کافر ہے۔ حضور کریم ﷺ افضل جمیع مخلوق الٰہی ہیں۔ تمام مقربین بارگاہ الٰہی کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ میں وہ سب جمع کردیئے گئے اور ان کے علاوہ حضور ﷺ کو وہ کمالات عطا ہوئے جن میں کسی کا حصہ نہیں بلکہ جس کو بھی جو کچھ ملا ہے وہ حضور خاتم المرسلین علیہ السلام ہی کے طفیل بلکہ حضور کریم ﷺ کے ہی دست اقدس سے ملا ہے بلکہ کمال اس لئے کمال ہوا کہ آپ ﷺ کی صفت ہے اور حضور کریم ﷺ اپنے رب کے کرم سے اپنی ذات قدسی میں کامل واکمل ہیں۔ حضور ﷺ کا کمال کسی وصف سے نہیں بلکہ اس وصف کا کمال ہے کہ کامل کی صفت بن کر خود کمال وکامل مکمل ہوگیا کہ جس میں پایا جائے اس کو کامل بنادے۔ (بہار شریعت بتصرف قلیل)

بخوبی یاد رہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اہل اسلام کے ان بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جو نص قرآنی اور بہت سی صحیح احادیث نبویہ سے ثابت ہے اور جن پر بحمداللہ تعالیٰ امت محمدیہ کا آغاز سے آج تک اجماع ہے اہل سنت وجماعت کے علاوہ بھی اسلام کے مدعی جتنے فرقے ہیں وہ سارے اس عقیدہ پر متفق ہیں کہ حضور نبی کریم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے

ایسے آخری نبی ہیں جن کے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں آئے گا اور جن لوگوں کو مسیلمہ کذاب کا آپ ﷺ کی ظاہری زندگی میں رسالت کا دعویٰ کرنا اجماع امت کے خلاف نظر آیا ہے۔ ان کے ذہنوں میں فتور ہے، دین میں انتہائی کمی اور قصور ہے اور حضور پرنور سید عالم ﷺ کی عظمت وشان آپ کے فرمان وبیان ارشاد بابرہان اور صحابہ کرام ؓ کے سرور کائنات ﷺ کے ساتھ سچی غلامی والے بے مثال تعلق بے نظیر ربط اور ساری دنیا سے بالکل جداگانہ عقیدت واحترام ایقان وایمان کی بلندی اور بالائی کو سمجھنا ان کی نارسا عقلوں سے بے حد اور بے حساب دور ہے۔ ان عقل کے اندھوں کو مسیلمہ کذاب ملعون کا دعویٰ تو یاد ہے لیکن راز دار نبوت بہترین امت جان صداقت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کا صحابہ کرام ؓ کی موجودگی میں اس بدنصیب کے ساتھ آخری سلوک کوئی یاد نہیں کیا جانشین نبی کریم ﷺ نے اس ملعون کو منکر اسلام جان کر اسے جہنم رسید کرنے کا حکم دیا تھا یا مسلمان سمجھ کر اگر وہ برائے نام مسلمان بھی ہوتا تو آپ اس کے ساتھ جہاد اور اسے واصل جہنم کرنے کا حکم کبھی نہ فرماتے۔

تیرہ صدیوں کی بیتی سب کے سامنے ہے اور اسلام کی سچی تاریخ گواہ ہے کہ اس عرصہ میں جس بدنصیب نے روئے زمین پر جہاں کہیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے کی جرأت کی نبی کریم ﷺ کے سچے غلاموں نے اس مردود کو بابانگ دہل کافر ومرتد اور واجب القتل قرار دیا بلکہ ایسے اکثر وبیشتر ملعونوں کو قتل کر کے ہی دم لیا۔ لہٰذا بخوبی یاد رہے کہ اگر مسیلمۂ قادیان مرزا غلام احمد کا کوئی طرف دار یا اس بے دین کو نبی ماننے والا یہ توجیہہ کرنے بیٹھ جائے کہ وہ تو حضور کریم ﷺ کی نبوت ورسالت کا قائل تھا اس لئے اس کو ملعون یا کافر ومرتد قرار دینا بے جا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس امر میں مرزا قادیانی کی کوئی تخصیص نہیں۔ اس لئے کہ مسیلمہ کذاب بھی مدعی نبوت ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے آقا کریم علیہ السلام کی رسالت کو بھی باقاعدہ تسلیم کرتا تھا۔ کیا مرزا قادیانی کو ماننے والوں کی نظر سے مسیلمہ ملعون کا ہمارے آقا کریم ﷺ کی حیات ظاہری کے آخری ایام میں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا ہوا وہ مضمون نہیں گزرا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

’’من مسیلمة رسول الله الیٰ محمد رسول الله‘‘ کیا علامہ طبری کی تصریح کے مطابق مسیلمہ لعین کے ہاں جو اذان مروج تھی۔ اس میں اشہد ان محمداً رسول اللہ نہیں کہا جاتا

تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ نہ صرف مرتد ملعون کافر قرار دیا گیا بلکہ خیر القرون کے بہترین زمانے کی بہترین جماعت نے امت کے سب سے افضل ترین امام وخلیفہ بلافصل کے حکم سے اس لعین کا سر قلم کرنا نہ صرف فرض سمجھا بلکہ عملی طور پر قلم کر کے دنیا والوں کو دکھایا اور قیامت تک آنے والے اہل اسلام کو یہ سبق سکھایا کہ خاتم النّبیین ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد اپنی نبوت یا رسالت کا کوئی مدعی اسلام کی رو سے کسی قسم کی معافی کے قابل نہیں۔ ایسا منحوس جو جہاں اور جس زمانے میں ہو واجب القتل ہے۔ کیونکہ اس نے خدائی مہر کو توڑا ہے۔ یہی وجہ ہے جس کی بنا پر مرزا اور تمام مرزائیوں کو پوری دنیائے اسلام نے اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

اور یاد رہے کہ تقریباً دو صدیوں سے جتنے فتنے پیدا ہوئے ہیں ان میں سے عظیم ترین فتنہ نئی نبوت کا دعویٰ ہے۔ انگریز کی غلامی کے دور میں سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ایک جھوٹی نبوت قائم کر کے سب سے آخری اور بہترین امت میں بدترین انتشار پیدا کیا گیا گو بظاہر مرزا قادیانی نے عیسائیت کے رد کا ڈھونگ رچایا لیکن اس کے باوجود انگریز کی وفاداری میں ذرہ بھر فرق نہ آنے دیا۔ انگریز نے اس نام نہاد مسلمان مدعی نبوت کے ذریعہ سے اپنے ناپاک عزائم میں خاص کامیابی حاصل کی۔ وہ بدنصیب برائے نام عیسائیت کے خلاف بھی کچھ بولتا رہا لیکن حقیقت میں اسلام ہی کی جڑیں کاٹتا رہا اور انگریز سامراج کے زیر سایہ رہ کر اس سلسلہ میں اس سے جو کچھ ہوسکا بدنصیب نے کیا۔ اپنی نبوت کے پیغام انگریزوں کے خوشہ چین اپنے مبلغین کے ذریعے اسلامی ممالک میں بھیجے۔ مگر ان کا ہر ملک میں برا حشر ہوا۔ عالم اسلام کے تمام علماء کرام نے مرزا قادیانی کو تمام جھوٹے مدعیان نبوت کی طرح کافر ومرتد اور دجال وکذاب قرار دیا اور پوری دنیائے اسلام ہزارہا خامیوں کے باوجود آج تک اس عقیدے پر سختی سے قائم ودائم ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کریم کے سب سے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نیا نبی ہرگز نہیں آسکتا۔ کیونکہ رب کریم نے واضح ترین الفاظ مبارکہ مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اپنے حبیب کریم علیہ السلام کا اسم گرامی لے کر صاف ارشاد فرمایا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النّبیین ہیں، سلسلہ انبیاء ومرسلین علیہم السلام کو ختم کرنے والے ہیں۔ لہٰذا آپ کے بعد جس نے نبوت کا دعویٰ کیا یا جس نے کسی کو نبی مانا وہ اس آیت کریمہ کی رو سے مومن نہیں۔

لفظ خاتم کے لغوی معانی کا بیان

گو یہ حقیقت بجائے خود مسلم ہے کہ عام گفتگو بھی صرف لغت سے نہیں سمجھی جاسکتی۔ جب تک کہ باہمی گفتگو کرنے والوں اور پوری گفتگو کا پس منظر انسان کے ذہن میں نہ ہو تو قرآن مجید جو عقائد و اعمالیات شریعت و طریقت حقیقت و معرفت اور ان تمام کے جملہ مسائل کی بنیاد اور تمام علوم کا سرچشمہ ہے، اسے صرف لغت کے وسیلے سے کیسے سمجھا جاسکتا ہے، قرآن کریم کے الفاظ مقدسہ کی کماحقہٗ تشریح یا تو خود قرآن کی آیات طیّبات سے ذہن نشین ہوگی اور یا سید الکائنات علیہ السلام کے ارشادات وروایات سے، مگر اس کے باوجود صرف لغات کے دل دادہ احباب کی تسلی کے لئے چند حوالے درج ذیل ہیں تاکہ خاتمیت کے معنی کا کوئی پہلو تشنۂ تکمیل نہ رہ جائے۔ اس سلسلہ میں حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱...... لغت قرآن میں شہرۂ آفاق کتاب مفردات راغب کے الفاظ یہ ہیں: ’’وخاتم النّبیین لانه ختم النبوة ای تممها بمجیئه ‘‘ حضور کریم ﷺ خاتم النّبیین ہیں اس لئے کہ آپ نے نبوت ختم کردی یعنی آپ نے اپنی تشریف آوری سے نبوت تمام کردی۔

۲...... الصحاح للجوہری: ’’والخاتَم والخاتِم والختام والخاتام کله بمعنی واحد وخاتمة الشئ اٰخره ‘‘ یعنی خاتَم خاتِم ختام خاتام سب کا ایک ہی معنی ہے اور کسی چیز کے آخر کو خاتمۃ الشئ کہتے ہیں حضور محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء علیہم السلام ہیں۔

۳...... مجمع البحار لغات حدیث میں نہایت جامع کتاب ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: ’’خاتم النبوة بکسر التاء ای فاعل الختم وھو الاتمام وبفتحھا بمعنی الطابع ای شئ یدل علیٰ انه لا نبی بعده ‘‘ خاتم نبوت تا کے زیر کے ساتھ ختم کرنے والا، تمام کرنے والا اور تا کے زبر کے ساتھ بمعنی مہر (بہر صورت) خاتم النبوت وہ ذات ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

۴...... لسان العرب: ’’وختام القوم وخاتِمھم وخاتَمھم آخرھم و محمد ﷺ خاتم الانبیاء علیہم السلام ‘‘ قوم کے آخری فرد کو ختام خاتِم اور خاتَم کہا جاتا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔

۵...... قاموس کی شرح تاج العروس میں ہے: ’’ومن اسمائہ علیہ السلام الخاتِم والخاتَم وھو الذی ختم النبوۃ بمجیئہ ‘‘اور سید عالم علیہ السلام کے اسمائے گرامی میں سے خاتِم اور خاتَم بھی ہے اور آپ کی ذات اقدس وہ ذات پاک ہے جن کی جلوہ فرمائی کے ساتھ نبوت ختم کردی گئی۔

یہ ہیں لغات کے چند حوالے اور جس نے نہ صرف لغات بلکہ اس سلسلہ کی آیات وروایات وتفسیری نکات کے حوالہ کا بحر بے کراں دیکھنا ہو تو وہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت کی تصنیف کا بغور مطالعہ کرے۔ ان شاء اللہ العزیز! کما حقہ تسلی ہو جائے گی۔ آئندہ صفحات میں ہم نہایت عام فہم چند آسان اور ضروری باتیں درج کر کے سلسلۂ کلام کو ختم کرتے ہیں۔ السعی منی والاتمام من اللہ تعالیٰ

ہمارے آقا کریم خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ ہیں

حضور سرور انبیاء، باعث ایجاد عالم، محبوب رب العالمین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، منبع فیوض انبیاء ومرسلین، کنز ومعدن علوم اوّلین وآخرین، واسطہ ہر فضل وکمال، مظہر ہر حسن وجمال اور باعطاء اللہ تعالیٰ جامع جمیع اوصاف حمیدہ اور قاسم ہر نعمت الٰہیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ ہی کے نور کو پیدا فرمایا۔ پھر اسی نور پاک کو واسطہ خلق کائنات ٹھہرایا اور عالم ارواح ہی میں اس نور مقدس کو خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اسی عالم میں جملہ انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم السلام کی مبارک روحوں سے عہد لیا کہ جب وہ حضور اقدس ﷺ کو پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور ان میں سے جو آپ کو آپ کے ظاہری زمانہ میں پائیں تو آپ کی مدد کریں جیسا کہ: ’’واذ اخذ اللہ میثاق النّبیین ‘‘سے ظاہر ہے۔ اسی واسطے تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو ہمارے آقا کریم علیہ السلام کی تشریف آوری کی بشارت سے نوازتے اور آپ کے خاتم النّبیین ہونے کا اعلان فرماتے رہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کا نور پاک ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا۔ پھر مشیت الٰہی سے وہی نور پاک حضرت حواء کے رحم پاک میں منتقل ہوا اور اسی طرح سلسلہ بسلسلہ وہی نورانور پاک پشتوں

سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا ہوا حضور کریم علیہ السلام کے والد ماجد حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پشت مبارک میں آپ سے حضور کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک میں جلوہ افروز ہوا۔ اسی بابرکت نور کی برکت عظیمہ سے حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ بنے اور اسی کے وسیلۂ جلیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی نور اقدس کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی غرق ہونے سے بچی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نار نمرود گلزار ہوئی اور اسی نور پاک کی برکت سے تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام پر عنایات بے غایت کی غیر محدود برساتیں ہوئیں اور وہی نور پاک لباس بشری کی پاکیزہ ترین صورت اختیار فرمانے کے بعد ابھی اپنی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ خاتون کے بطن مبارک ہی میں جلوہ فگن تھا کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس دار فنا سے دار بقاء کی طرف انتقال[1] فرمایا۔ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اور بالفاظ علامہ نور بخش توکلی ایم.اے آپ کا تولد شریف سال فیل میں ۵۷۱ء میں ہوا۔ اصحاب فیل کا قصہ بقول جمہور نصف ماہ محرم میں تولد سے ۵۵ روز پہلے وقوع میں آیا۔ تولد شریف کے وقت آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قیصری محل نظر آ گئے۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ)

یہ تھا ہمارے آقا کریم علیہ السلام کا پہلے بلباس نور اور بعد ازاں بلباس بشری دنیا میں جلوہ گری فرمانے کا انتہائی مختصر وہ بیان ہے جو کتب ملت کے صفحات میں نہایت بسط وتفصیل کے ساتھ روز روشن کی طرح پوری دنیا میں آب وتاب سے موجود ہے اور اہل ایمان کے قلوب واذہان کو منور کر رہا ہے۔

[1] ۱۱/ صفر المظفر ۱۳۹۸ھ المقدس ۲۱/ جنوری ۱۹۷۸ء کے اخبارات نوائے وقت لاہور امروز وغیرہ کی رپورٹ ہے کہ مسجد نبوی کی توسیع کے سلسلے میں کی جانے والی کھدائی کے دوران آنحضرت ﷺ کے والد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کا جسد مبارک جس کو دفن کئے چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے بالکل صحیح سالم حالت میں برآمد ہوا۔ ہزار افسوس کہ سعودی کارکنوں نے اسلام کے اس بے مثال نشان کو پھر بھی گم نام ہی رکھا۔ (تفسیر ریاض القرآن ج ثالث میں اس واقعہ کی پوری تفصیل موجود ہے، سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجساد مبارکہ کے صحیح وسالم پائے جانے کا ذکر خیر بھی وہاں مفصل موجود ہے۔

۱...... جملہ انبیاء کرام علیہم السلام دنیا میں ہمارے آقا کریم علیہ السلام کے نائب بن کر تشریف لائے: تمام مرسلین عظام اور انبیاء کرام علیہم السلام اس دنیا میں آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک سرور عالم ﷺ کے نائب اور خلیفہ ہیں اس سلسلہ کے آخری عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ سرور کون ومکان ﷺ نے مختلف طریقوں سے اس عالی منصب کی وضاحت فرمائی ہے۔ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے اس حقیقت کی نقاب کشائی بایں الفاظ فرمائی ہے: ’’فکانت الانبیاء فی العالم نوّا به ﷺ من آدم الیٰ آخر الرسل علیہم السلام وھو عیسیٰ علیہ السلام وقد ابان ﷺ عن ھذاالمقام بامور (جواھر البحار فی فضائل النبی المختار)‘‘ بلا تبصرہ مقصود ظاہر وواضح ہے۔ جس کی قسمت میں ہدایت ہے اسے ہی سیدھی راہ نصیب ہو۔

۲...... اگر ہمارے آقا کریم علیہ السلام اوّل تا آخر بجسمہ دنیا میں جلوہ فرما ہوتے تو آدم ومن سواہ تمام زیر لواء ہوتے: ذیل کے عربی الفاظ مبارکہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ علیہ السلام کے ظاہری زمانے تک اگر بجسدہ الکریم ہمارے آقا کریم علیہ السلام جلوہ فرما ہوتے حسی طور پر تمام بنی آدم قیامت تک آپ ﷺ ہی کی شریعت مطہرہ کے تحت ہوتے۔ اس بات پر یہ فرمان آدم: ’’ومن دونه تحت لوائی ‘‘ دلالت کررہا ہے کہ آدم علیہ السلام اور ان کے ماسواسب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ ’’لو کان محمد ﷺ موجوداً بجسمه من لدن آدم الیٰ زمن وجود الاٰن لکان جمیع بنی آدم تحت حکم شریعته الیٰ یوم القیامة حساً ویدل علیٰ ذلک قوله ﷺ آدم ومن دونه تحت لوائی (جواھر البحار)‘‘ دنیا تو درکنار قیامت میں بھی سرداری آپ علیہ السلام کی ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہ!

۳...... روز اوّل سے قیام قیامت تک سیادت صرف ہمارے آقا کریم علیہ السلام کی ہے: اس میں شک نہیں کہ انبیاء کرام جلوہ گر ہوئے اپنی اپنی اقوام کی طرف مبعوث ہوئے ہمارے آقا کریم ﷺ کے نائبین وخلفاء بن کر تشریف لاتے رہے۔ لیکن جوشان خاتم الانبیاء علیہ السلام کی ہے وہ صرف اور صرف آپ کی ہے۔ اسی لئے کسی نبی اللہ کی بعثت عام نہیں۔ یہ خصوصیت صرف اور صرف آپ علیہ السلام ہی کو حاصل ہے۔ لہٰذا بادشاہ اور سردار صرف آپ ہی ہیں اور آپ کے ماسواء جملہ مرسلین خاص خاص اقوام کی جانب بھیجے گئے اور نبی

کریم ﷺ کی رسالت کے علاوہ کسی بھی رسول کی رسالت عام نہیں۔ لہٰذا آدم علیہ السلام کے زمانے سے آپ کے زمانہ مبارک تک جو قیامت تک ہے آپ ہی کا ملک ہے اور اس معاملے میں جملہ مرسلین پر آپ کو تقدیم حاصل ہے اور آخرت میں سیادت آپ ہی کی ہوگی۔ یہ دونوں امور صحیح احادیث سے منصوص ہیں (جواہر البحار مترجم) ''**فمن زمان آدم الٰی بعث محمد ﷺ الٰی یوم القیامة ملکه وتقدمه علیٰ جمیع الرسل وسیادته فی الأخرة منصوص علیهما فی الصحیح عنه**'' کے یہی معنی ہیں:

سید و سرور محمد نور جان

تینوں مختلف عبارتوں سے برآمد ہونے والے نتائج

ملک کونین میں انبیاء تاجدار تاجداروں کا آقا ہمارا نبی

ہر تین عبارتوں کے مضامین مقدسہ سے ظاہر ہے کہ جب ملک کونین کے تمام تاجدار پروردگار عالم کے سچے انبیاء ومرسلین علیہم السلام حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے نائبین کرام ہیں۔ اگر آپ اپنے جسم اطہر کے ساتھ آدم علیہ السلام کے زمانے سے اپنے عہد کرامت تک وہاں موجود ہوتے تو حسی طور پر اللہ تعالیٰ کے سارے سچے اور سچے انبیاء ومرسلین علیہم السلام آپ ہی کی شریعت مطہرہ کے تحت ہوتے۔ حضور کریم کا ارشاد گرامی کہ اگر موسیٰ علیہ السلام (بجسمہٖ میرے ظاہری زمانہ میں) زندہ ہوتے تو میری اتباع وپیروی کرنے کے سوا ان کے لئے اور کوئی چارہ نہ ہوتا۔

مذکورہ بالا حقیقت کی ایک عمدہ ترین دلیل ہے، دنیا وآخرت کی سیادت وقیادت بعطاء الٰہی صرف آپ ﷺ کو حاصل ہے، بعثت عامہ صرف آپ علیہ السلام کا اپنا حصہ ونصیب ہے۔ مالک الملک کی عطاء کریمانہ سے بادشاہ اور سردار آپ ہیں۔ آپ کا ظاہری زمانہ قیامت تک ہے اسی میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دنیا پر تشریف لائیں گے تو ہمارے آقا کریم علیہ السلام کی سنت مبارکہ اور شریعت مطہرہ کے مطابق ہی حکم اور عمل کریں گے اور جب نوبت بایں جا رسید تو پھر کسی بھی انسان کو کب کہاں اور کس وجہ سے حق پہنچتا ہے کہ وہ خاتم الانبیاء والمرسلین علیہم السلام کے پاکیزہ زمانے میں نبوت کا دعویٰ بھی کرے اور پھر اپنے مسلمان ہونے پر بھی مصر رہے۔ لہٰذا یاد رہے کہ حضور کریم علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں جو بھی

نبوت کا مدعی بنے گا وہ فرمان ذیشان کے مطابق تیس دجالوں میں شمار ہوگا۔ خاتم الانبیاء والمرسلین ہونے کا شرف صرف اور صرف آپ علیہ السلام کو حاصل ہے۔ ختم نبوت کا مبارک ومنور تاج جب آپ کے سر مبارک پر اللہ تعالیٰ نے ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' فرما کر سجا دیا ہے تو اب اس لازوال دولت میں دست اندازی کرنے والا مسلمان کہلانے کا حق دار ہی کب ہوسکتا ہے جب کہ اس مبارک ترین اعلان اور غیر متبدل انعام کے ابدالاباد تک جاری وساری ہو جانے کے بعد خود منعم حقیقی نے آخری اعلان فرمادیا کہ: ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً'' آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ (کنزالایمان، ریاض الایمان)

اب ظاہر ہے کہ تکمیل دین ہو جانے کے بعد منصب نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والا دجال وکذاب مردود ومرتاب مرتد ودھوکہ باز تو کہلا سکتا ہے لیکن دین داروں اور ایمان داروں کے زمرے میں وہ کسی صورت نہیں آسکتا۔ جملہ اہل ایمان کا اسی پر اجماع وایقان ہے اور یہ ایک ایسا مخصوص ومنفرد منصب ہے جس کو اللہ تعالیٰ جل واعلیٰ کی عطا سے حبیب کبریا علیہ السلام نے بھی اپنے ساتھ بار بار مختص فرمادیا ہے۔

روایات مبارکہ ملاحظہ ہوں:

۱…… ''قال النبیّ ﷺ لو کان بعدی نبیٌ لکان عمربن الخطاب (ترمذی شریف کتاب المناقب)'' اگر میرے بعد کوئی نبی ممکن ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔

۲…… ''قال رسول اللہ لعلیّ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الّا انّہ لانبیّ بعدی (بخاری مسلم زیر عنوان فضائل صحابہ)'' حضور رسول (کریم) ﷺ نے (غزوہ تبوک پر روانہ ہوتے وقت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔ آپ کو جذبہ جہاد دامن گیر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا (اے علی) میرے ساتھ آپ کی وہی نسبت ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کو تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے:

نبی خاتم الانبیاء بن کے آئے

۳...... ’’قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لم یبعث نبیاً الا حذر امته الدّجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وھو خارج فیکم لا محالة (ابن ماجه) ‘‘حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کہ) اللہ تعالیٰ نے (ایسا) کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے نکلنے سے نہ ڈرایا ہو اور (یاد رکھو) کہ میں انبیاء (میں) آخری ہوں اور تم امتوں میں آخری امت ہو اور وہ ضرور تم میں ہی نکلے گا۔

۴...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ’’قال رسول اللہ ﷺ انّ الرسالة والنّبوة قد انقطعت ولا رسول بعدی ولا نبی ‘‘حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔

۵...... ’’انّ رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً وطھوراً وارسلت الی الخلق کافةً وختم بی النّبیون (مسلم، ترمذی، ابن ماجه) ‘‘بے شک رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھے چھ چیزوں میں انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی۔ (۱) مجھے جوامع الکلم عطا فرمائی گئیں (یعنی مختصر الفاظ اور معانی کے بحور ناپیدا کنار، (۲) اور رعب کے ساتھ میری مدد فرمائی گئی۔ (۳) اور میرے لئے غنیمتیں حلال کردی گئیں۔ (۴) اور میرے لئے ساری زمین کو مسجد اور پاک بنادیا گیا (اس سے تیمّم جائز فرمادیا گیا) (۵) اور مجھے ساری مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا۔ (۶) اور خاص میری ذات سے انبیاء (کرام) کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔

۶...... ’’قال رسول اللہ ﷺ وانّه سیکون فی امّتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انه نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد کتاب الفتن) ‘‘حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلا شبہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مفسرین کرام کے ایمان افروز بیانات

۱...... علامہ آلوسی روح المعانی میں رقم طراز ہیں کہ آپ ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا ایسا

عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن وسنت نے بخوبی فرمادی ہے اور جس پر امت کا اجماع ہو چکا ہے تو جو آدمی نبوت کا دعویٰ کرے تو کافر ہے اور اگر اس نے اس پر اصرار کیا تو اس کو قتل کردیا جائے گا۔ ذیل کی عربی عبارت کے یہی معنی ہیں: ''وکونہ ﷺ خاتم النّبیین مما نطق بہ الکتاب صرحت بہ السنۃ واجتمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر (روح المعانی)''

۲...... علامہ ابن کثیر نے متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ اللہ جلّ واعلیٰ نے اپنی کتاب اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے سنت متواترہ میں خبر دی ہے کہ حضور کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ ساری دنیا والے جان لیں کہ جو شخص بھی حضور کریم علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے، جھوٹا ہے، دجال ہے، گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ علامہ موصوف کے الفاظ یہ ہیں: ''فقد اخبر اللہ تعالیٰ فی کتابہ ورسولہ ﷺ فی السنۃ المتواترہ عنہ انّہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادّعیٰ ھذا المقام بعدہ فھو کذّاب افّاک دجال ضالٌ مضلٌ (ابن کثیر)''

۳...... علامہ ابن حیان اندلسی اپنی شہرآفاق تفسیر بحرمحیط میں تحریر فرماتے ہیں: ''وقد ادعی ناس النبوۃ فقتلھم المسلمون علیٰ ذلک وکان فی عصرنا شخص من الفقراء ادّعی النبوۃ بمدینۃ مالقۃ فقتلہ السلطان بن الاحمر ملک الاندلس بغرناطۃ وصلب حتی تناسر لحمہ'' (یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے) کہ جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا مسلمانوں نے انہیں قتل کردیا۔ ہمارے زمانے میں بھی فقراء میں سے ایک شخص نے مالقہ شہر میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اندلس کے بادشاہ نے غرناطہ میں اسے قتل کردیا اور اس کی لاش کو سولی پر چڑھادیا اور وہ اسی حالت میں لٹکا رہا یہاں تک کہ اس کا گوشت گل کر گر پڑا۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ اور عبارات تفاسیر کا خلاصہ

برادران اسلام ہمارے آقا کریم کی صفت خاصہ یعنی خاتم النّبیین کے ایمان افروز اور باطل سوز معنی کی وضاحت کے لئے کتب احادیث کے بہت بڑے ذخیرے میں جو

بے شمار صحیح احادیث مقدسہ موجود ہیں۔ ان میں سے ہم نے صرف چند یہاں درج کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النّبیین حضور سید العالمین علیہ السلام کی ذات پاک ہے آپ کی تشریف آوری کے بعد سلسلہ نبوت ورسالت ختم ہے۔ اگر آپ کے بعد بحیثیت نبی آنا ممکن ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نبی ہوتے۔ خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے تمام دجّال وکذّاب ہوں گے۔ جن کی تعداد آپ ﷺ نے تیس بیان فرمائی ہے۔

سید عالم ﷺ کی اس سلسلہ میں ان واضح پیاری تصریحات کے بعد کسی تاویل کی قطعاً کوئی گنجائش ممکن ہی نہیں۔ نبی آخرالزمان علیہ السلام کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے اور جو بھی اس کے دعویٰ کی تصدیق کرے وہ بلا شبہ کافر ہے۔ قادیانی نامراد ہو یا مسیلمہ کذاب، مرزا شیطان ہو یا دوسرا کوئی بے ایمان۔ مفسرین کرام کی مندرجہ بالا ایمان افروز اور باطل سوز عبارتیں اس چیز کی روشن ترین دلیل ہیں کہ حضور کریم ﷺ کے اعلان نبوت فرمانے کے بعد جس کسی نے جہاں کہیں بھی نبوت کا دعویٰ کیا تو پوری امت نے اس کو مردود اور ملعون وکافر قرار دیا۔ ختم نبوت برسرور کائنات علیہ السلام پر ایک معقول ومقبول ونا قابل تردید اجماع ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا خواہ کوئی بھی ہو وہ کذّاب ودجّال وافّاک ومضل وضال ہے۔ اگر اپنے اس باطل دعویٰ پر مصر رہے تو گردن زنی کے قابل ہے۔ خاتم النّبیین ذات سید المرسلین علیہ السلام ہے۔

خاتم المرسلین ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد کسی بھی انسان کو یہ حق ہی حاصل نہیں کہ نبوت کا دعویٰ کرے: اہل اسلام غور وفکر کا مقام ہے کہ ہمارے آقا کریم علیہ السلام کے اعلان نبوت کے بعد کوئی عقل مند انسان اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر ہی کیسے سکتا ہے جب کہ شواہد کے لحاظ سے کسی بھی انسان کو یہ حق حاصل ہی نہیں اور اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ذاتی ہیں اور مخلوق کی تمام صفات عطائی ہیں۔ مگر اس امر میں بھی ذرہ بھر شک نہیں کہ جس طرح خالق کائنات نے خود اپنی ذات پاک کے لئے قرآن میں اعلان فرمایا ہے کہ: ’’الحمد للہ رب العالمین ‘‘اس طرح اس رحیم وکریم نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے متعلق اعلان وارشاد فرمایا ہے کہ: ’’وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین (الانبیاء:۱۰۷) ‘‘اسی خلاّق لاثانی نے قرآن مجید کو’’ذکری للعالمین (الانعام:۹۰) ‘‘اور کعبۃ اللہ کو’’ھدی للعالمین (آل عمران:۹۶) ‘‘فرمایا ہے۔

برادران اسلام! قرآن پاک کے مختلف مقامات سے یہ مختلف ارشادات انتہائی غور طلب ہیں، اس لئے کہ جس طرح رب تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کو تمام جہانوں کے لئے عام فرمایا ہے اسی طرح اپنے حبیب کریم ﷺ اپنے قرآن اور اپنے کعبہ کے متعلق بھی وہی الفاظ مبارکہ استعمال فرماکر ان ہر تینوں کی ہر تین صفات کو بھی تمام جہانوں کے لئے عام فرمادیا ہے۔ لہٰذا جس طرح ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کسی مخصوص وقت یا کسی خاص جگہ کے ساتھ مختص نہیں کہ کوئی کہنے لگ جائے کہ اب وہ رب ہے اور آئندہ نہ ہوگا یا یہاں پاکستان میں وہ رب ہے اور انگلستان میں وہ رب نہیں یا العیاذ باللہ! اس کے بعد کوئی آکر اس کی ربوبیت کو ختم کرسکتا ہے۔ اسی طرح خود اس مالک حقیقی نے اپنے حبیب کریم علیہ السلام کی رحمت نبوت ورسالت کو قرآن مجید کی تذکیر کو اور کعبۃ اللہ کی ہدایت کو اپنے مندرجہ بالا مختلف بیانات وارشادات میں عام سے عام تر فرمادیا ہے۔ ان میں کوئی چیز بھی کسی خاص خطے حصے ٹکڑے یا زمان ومکان سے متعلق نہیں بلکہ جس طرح ذاتی طور پر رب تعالیٰ کی ربوبیت عام ہے۔ رب تعالیٰ کو حقیقی رب تسلیم کرنے کے بعد یہ کہنا کفر ہے کہ رب تعالیٰ کے بعد کوئی اور رب ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کو رب تعالیٰ کا آخری سچا نبی نبی الانبیاء والمرسلین تسلیم کر لینے کے بعد کسی مدعی نبوت کو نبی ماننا کفر والحاد بے دینی ہے۔

آپ ﷺ کے بعد اسی طرح کوئی سچا نبی نہیں جس طرح کہ قرآن مجید کے بعد کوئی آسمانی کتاب نہیں اور کعبۃ اللہ کو قبلہ مان لینے والوں کے لئے اس قبلہ کے بعد کوئی اور قبلہ نہیں۔ یہی وجہ وجیہہ ہے جس کی بنا پر سید العالمین علیہ السلام کی ظاہری تشریف آوری سے پہلے تمام انبیاء ومرسلین مخصوص قوموں اور محدود طبقوں کی طرف متعین زمانوں اور مکانوں کے لئے مبعوث فرمائے گئے۔ نہ ہی انہوں نے اپنے پیغام وکام کی عمومیت اور عالم گیری کا دعویٰ فرمایا اور نہ ہی ان کے سارے پیغامات وارشادات محفوظ چھوڑے گئے۔

حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے آقا کریم علیہ السلام تک پورے سلسلۂ نبوت میں صرف اور صرف آپ علیہ السلام ہی ایسے آخری تاجدار ہیں جنہوں نے باعطاء الٰہی وبامر خداوندی بالفاظ ذیل انتہائی دل پذیر بے مثال وبے نظیر ناقابل تردید دعویٰ فرمایا کہ: ”یایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ۰ الذی لہ ملک السمٰوٰت

والارض ‘‘اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے۔ (کنزالایمان)

’’وما ارسلناک الّا کافة للنّاس بشیراً ونذیراً ولکن اکثر الناس لایعلمون (سبا:۲۸) ‘‘اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوش خبری دیتا ہے اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

حضرات مندرجہ آیات بیّنات کے مضامین مبارکہ کو ’’وما ارسلناک الّا رحمة للعالمین ‘‘کے مضمون مبارک کے ساتھ ملا کر دیکھنے والا ہر منصف مزاج انسان اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہمارے آقا کریم علیہ السلام کو رب العالمین جلّ جلالہ نے جس بلند وبالا شان اور جس نبوت ورسالت عام کے اعلیٰ ترین مرتبہ ومقام پر سرفراز فرمایا ہے اس کے بعد کسی دوسرے کا مدعی نبوت ہونے کے سلسلے میں دم مارنا انسانیت کے زمرے میں آ ہی کب سکتا ہے اور اس امر کی ضرورت ہی کیا تھی۔

برادران اسلام! مندرجہ شواہد کے پیش نظر جب قرآن مجید کی موجودگی میں دوسری کسی کتاب کی نہ ہی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی آسمانی کتاب کا آنا ممکن ہے۔ یوں ہی کعبۃ اللہ کے قبلہ متعین ہوجانے کے بعد مذکورہ الفاظ قرآن کے پیش نظر نہ ہی ازروئے اسلام دوسرے قبلہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی دوسرے مقام کو قبلہ تسلیم کرنا جائز ہے تو پھر غور وفکر کا مقام ہے کہ نبی آخرالزمان علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد کسی کا نبی بن کر آنا کیسے ممکن ہوگیا حالانکہ آپ علیہ السلام مندرجہ آیات مبارکہ کے پیش نظر قیامت تک آنے والے سارے لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور لفظ رحمت للعالمین کو مدنظر رکھنے کی صورت میں تو پوری کائنات پر جس طرح آپ کی رحمت حاوی ہے۔ اسی طرح آپ نبوت ورسالت بھی عام ہے۔ آپ قیام قیامت تک ہر شئے کے رسول ہیں، آپ کی عالم گیر رسالت ونبوت کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کا نبی بن کر آنا ممکن ہی کہاں ہے اور کسی کو اس کے باطل دعویٰ کی بنا پر نبی ماننا جائز ہی کہاں ہے اور کوئی انسان ازروئے دیانت اس بات کو تسلیم ہی کب کرسکتا ہے۔

جب ہمارے آقا کریم علیہ السلام کی نبوت ورسالت جملہ اقوام عالم کے لئے ہے اور نعمت دین آپ کے ذریعہ اور وسیلہ جلیلہ سے کامل وتمام ہوچکی ہے اور رحمت نبوی کا فیضان تمام جہانوں کے لئے اللہ کریم نے عام فرمادیا ہے تو پھر کسی اور نبی کی بعثت کا فائدہ ہی کیا ہے

اور اس بے جا تکلف سے کسی مقصد کی تکمیل مقصود ہے۔ جب آفتاب نبوت اور ماہتاب خاتمیت پوری آب وتاب سے عالم ہستی میں روشن ومنور ہے اور تمام جہانوں کے ہر ہر گوشے کو اپنی خداداد نورانیت سے منور وروشن فرمارہا ہے تو پھر ایسی صورت میں کسی دھواں دھار بدبودار خودساختہ نام نہاد اندر باہر سے پورا سیاہ چراغ روشن ہونے یا کرنے کا دعویٰ دار ہونا کہاں کی عقل مندی ہے۔

قادیان سے بزعم خود چراغ نبوت بن کر چمکنے کی کوشش کرنے والے مدعی نبوت کو نبی ماننے والے خود سوچیں کہ انہوں نے سید العالمین خاتم النّبیین علیہ السلام سے تعلق توڑ کر مرزا قادیانی کے ساتھ رشتۂ غلامی جوڑ کر کیا کھویا اور کیا پایا ہے۔ پوری دنیا کو تو ہمارے آقا کریم ﷺ نے چمکایا ہے اور آپ کی چمک کو اللہ کریم نے ایسا عام سے عام فرمایا اور آپ کی نبوت ورسالت کے پیغام کو پوری دنیا کے گوشے گوشے تک ایسا پہنچایا ہے کہ آپ سے پہلے کسی نبی کے پیغام حق کو یہ شان عطا نہیں ہوئی۔ آج کے ذرائع ابلاغ بلاشبہ فحاشی عریانی بے دینی وبے ایمانی بداخلاقی وبدکرداری کی وبا پوری دنیا میں پھیلا رہے ہیں۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، وی سی آر وغیرہ کی کارروائی سب کے سامنے ہے۔ مگر اس کے باوجود انہی باطل افروز اور ایمان سوز ذرائع سے اپنی قدرت کاملہ سے بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے رسول اعلیٰ ﷺ کے مبارک پیغام اور برگزیدہ نام کو کفار ومشرکین ہنود ویہود ونصاریٰ اور ہر قسم کے بے دینوں کے کانوں تک اپنے حبیب کے غلاموں کے علاوہ بدعقیدہ اور بدکلاموں کے ذریعے اس شان سے پہنچا دیتا ہے جس سے ''**ورفعنا لک ذکرک**'' اور ''**وللآخرة خیر لّک من الاولٰی**'' کے جلوے نمایاں اور بے پایاں نظر آنے لگتے ہیں اور پوری دنیائے کفر اپنی ساری توانائیاں صرف کرنے کے باوجود ذکر خاتم الانبیاء کو مٹانے اور بند کرنے سے قاصر وششدر رہے۔ سعادت مند روح نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے　　رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا

<u>شروع میں درج کی ہوئی آیت کی مختصر تشریح</u>: آغاز کتاب میں ہم نے جو آیت کریمہ درج کی ہے۔ اب اس کی مختصر تشریح کے ساتھ کتاب تمام ہوتی ہے: ''**وما توفیقی الا باللہ الکریم**'' بخوبی یاد رہے کہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں بیان فرمائی ہیں:

۱...... یہ کہ سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔
۲...... ہاں! اللہ کے رسول ہیں اور (۳) خاتم النّبیین ہیں۔ ان ہر تین چیزوں کی تشریح سے پہلے آیت کریمہ کی شان نزول ملاحظہ ہو۔

عرب میں منہ بولے بیٹے کو نسبی بیٹے کی حیثیت حاصل تھی، حقیقی بیٹے کی منکوحہ کی طرح اس کی منکوحہ مطلقہ سے بھی نکاح حرام سمجھتے تھے۔ جب حضور رحمۃ للعالمین علیہ السلام نے اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی منکوحہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے بحکم خداوندی نکاح فرمالیا تو کفار ومشرکین عرب نے زبان طعن کھول لی۔ اعتراضات کا طوفان اٹھانے لگے کہ (حضرت) محمد ﷺ نے اپنے بیٹے کی سابقہ منکوحہ کو نکاح میں لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جاہلانہ اعتراضوں کا جواب ارشاد فرمایا کہ اے منکرو! تمہیں خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ میرے حبیب کریم محمد مصطفیٰ ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے (ہیں) آیت کریمہ میں مذکورہ تینوں چیزوں وبالفاظ دیگر مختلف تینوں جملوں میں مفسرین کرام نے متعدد طریقوں سے مناسبت بتائی ہے۔ جن میں سے ایک بمضمون امام رازی یہ ہے کہ: ”ما کان محمد ابا احد من رجالکم“ فرمانے سے ہر قسم کی ابوت اور شفقت ومحبت کی نفی کا شبہ پیدا ہوتا تھا۔ جس کے ازالہ کے لئے ارشاد ہوا ”ولکن رسول اللہ“ یعنی آپ ﷺ روحانی طور پر تمہارے باپ ہیں (رسول خدا ہونے کی وجہ سے تم پر باپ سے زیادہ شفیق ہیں) جس طرح باپ شفیق وناصح واجب التعظیم اور لازم الاطاعت ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ تم پر شفیق ومہربان اور تمہارے لئے واجب التعظیم اور لازم الاطاعت ہیں بلکہ یہ اوصاف باپ سے بھی (بدرجہا) ان میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔

پھر ارشاد ہوا: ”وخاتم النّبیین“ اور (میرے حبیب) رسول عربی علیہ السلام تو سراپا شفقت ورحمت ہیں اس لئے کہ یہ آخری نبی ہیں جن کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں اور ایسے نبی امت پر بہت شفیق ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی مثال باپ کی طرح ہوتی ہے جو یہ جانتا ہے کہ اس کے بعد اس کی اولاد کا کوئی مربی یا اتالیق نہیں اور بعضوں نے انہی جملوں میں یوں مناسبت بتائی ہے کہ کفار ومشرکین کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ حضور محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے بیٹے کی سابقہ منکوحہ کو نکاح میں لیا ہے۔ اس کا جواب ارشاد ہوا کہ حضرت محمد کریم تم مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔

دوسرا اعتراض یہ تھا کہ حقیقی بیٹے کی منکوحہ نہ سہی منہ بولے ہی کی سہی مگر اس کے ساتھ نکاح کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے جواب میں فرمایا: ''ولٰکن رسول اللہ'' ہاں آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں۔ جن کے فرائض میں ہے کہ وہ حلال چیز جس کو رواج کی بندشوں نے حرام کر رکھا اسے رسم ورواج کی بے جا جکڑ بندیوں سے آزاد فرمائیں، اس کا حلال ہونا عملی طور پر ثابت فرماویں تاکہ اس کے جائز وحلال ہونے میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ پھر بطور تاکید فرمایا: ''وخاتم النّبیین'' اور آپ علیہ السلام سب نبیوں میں پچھلے ہیں۔ یعنی آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے جو معاشرے کی جاہلیت اور برائیوں کو دور کر سکے۔ اس لئے شدید ترین ضرورت محسوس ہوئی کہ آپ ﷺ عملاً اس جاہلانہ رسم کو مٹا کر جائیں تاکہ امت میں منہ بولے بیٹے کی سابقہ منکوحہ سے نکاح کرنے میں نفرت باقی نہ رہے۔

باقی رہی یہ بات کہ سید عالم ﷺ نے بارہا حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو اپنا بیٹا فرمایا اور ان کے علاوہ آپ کے حقیقی نسبی صاحبزادگان حضرات طاہر، طیب، قاسم اور ابراہیم رضی اللہ عنہم بھی دنیا میں جلوہ فگن ہوئے تو پھر اس ارشاد کے کیا معنی ہوں گے کہ حضور علیہ السلام تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں تو اس کا جواب صاحب مدارک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ ''رجالکم'' سے مراد وہ بچے ہیں جو بالغ ہوں اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نزول آیت کے وقت بالغ نہیں تھے اور حضرات طاہر، طیب، قاسم وابراہیم رضی اللہ عنہم بچپن میں وفات پا چکے تھے۔ تاریخی شواہد سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر تین پہلے صاحبزادے نزول آیت کے وقت وصال فرما چکے تھے اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اس وقت تک پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ پھر وہ بھی بچپن ہی میں واصل باللہ ہوگئے۔

بخاری شریف کے ذیل کے الفاظ میں آپ کے وصال فرمانے کی ایک وجہ بیان فرمائی جارہی ہے کہ: ''لو قدّر ان یکون بعدہ نبی لعاش ابراھیم'' اگر حضور کریم ﷺ کے بعد نبی ہونا مقدر ہوتا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام زندہ رہتے تو ضرور نبی ہوتے لیکن زندہ نہیں رہے۔ اس لئے کہ سرکار دوعالم ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔

آخر میں تفسیر خازن کے اس سلسلہ کے ذیل کے بمع ترجمہ پڑھ لیجئے۔ ''ان اللہ لما حکم ان لانبی بعدہ لم یعطہ ولدا ذکرا یصیر رجلا'' اللہ تعالیٰ نے جب

مقدر فرمادیا کہ حضور کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو آپ کو کوئی ایسا صاحبزادہ جو مرد کہلا سکے عطاء ہی نہیں فرمایا۔

برادران اسلام! شروع کتاب سے یہاں تک جو آیات روایات تفسیری حوالہ جات اور کتب لغات کی تصریحات درج ہوئی ہیں۔ ان کا خلاصہ بلا پیچ وتاب بغیر کسی لگی لپٹی کے یہ ہے کہ ہمارے آقا کریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء، مرسلین سے افضل اور ایسے آخری نبی ہیں جن پر سلسلۂ نبوت ختم ہے۔ آپ کے خاتم النّبیین ہونے کا منکر خواہ کوئی بھی ہو کافر ہے۔

اب اسی حقیقت کی تصدیق خود مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ ہو:

۱...... ’’سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰،۲۳۱)

۲...... ’’قرآن کریم بعد خاتم النّبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۷۶۱، خزائن ج۳ ص۵۱۱)

۳...... ’’**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین**‘‘ یعنی محمد تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کو۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

اہل اسلام یہ تین حوالے مرزا غلام احمد کے اپنے ہیں جن کی روشنی میں مرزا قادیانی کافر وکاذب ہے، کیونکہ ان کے برعکس خود اس کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔ ’’خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰)

نتیجہ الفاظ

ہمارے خیال کے مطابق ایک منصف مزاج انسان مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں خود اس کی اپنی مندرجہ بالا متضاد عبارتوں سے یہ نتیجہ بآسانی اخذ کرسکتا ہے کہ وہ حضور کریم علیہ السلام کے خاتم النّبیین ہونے کی وجہ سے خود اپنے فتویٰ کے مطابق کافر بھی ہے اور کاذب بھی اب جس کا جی چاہئے، جھوٹے مدعی نبوت کو نبی مان کر بے شک جہنم جائے۔ باقی

رہا یہ سوال کہ حضور کریم ﷺ کو آخری نبی تسلیم کر لینے سے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نزول صحیح نہ مانا جائے جو بالاتفاق نبی ہیں۔ حالانکہ کثرت سے احادیث ہیں جن میں ہمارے آقا کریم علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دی ہے تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ بلاشبہ آپ نازل ہوں گے لیکن ہمارے آقا کریم کے نائب ہو کر تشریف لائیں گے۔ (تفسیر کشاف ج۳ ص۲۲۵) پر عربی عبارت میں یہی سوال جواب بخوبی موجود ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تم کہو کہ حضور ﷺ آخری نبی کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ آخیر زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو میں کہوں گا کہ حضور علیہ السلام کے آخری نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت پہلے دی جا چکی ہے اور وہ جب نازل ہوں گے تو شریعت مصطفویہ پر عامل ہوں گے اور کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے۔

گویا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرکار کے بعض امتی ہیں (عقائد اہل سنت ص۱۱۲) بجائے خود آپ نبی ہوں گے مگر اس کے باوجود ان کی طرف وحی نہ آئے گی تاکہ حضور کریم علیہ السلام کی عظمت و رفعت و خاتمیت دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے کہ یہ وہ شان والے رسول ہیں جن کی اتباع کرنے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر فخر محسوس کرتے ہیں اور یاد رہے کہ دجال قادیان کو نبی ماننے والے خاتمیت نبی آخر الزمان علیہ السلام کے منکروں کے موہنوں پر قادیانی ہی کو نہ معلوم کیا کچھ ماننے والی لاہوری جماعت کے قائد و سربراہ مولوی محمد علی کا تھپڑ اس کے ذیل کے الفاظ میں پڑھئے اور تمام جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیج کر اپنے آقا کریم علیہ السلام کی بارگاہ عالی میں صلوٰۃ وسلام کے ہدیئے بھیجئے۔ موصوف لکھتے ہیں:

’’ایک قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیش کیا جاتا ہے جس کی سند کوئی نہیں ’’قولوا خاتم النّبیین ولا تقولوا لا نبیّ بعدہٗ خاتم النّبیین ‘‘ کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد نبی نہیں اور اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک خاتم النّبیین کے معنی کچھ اور تھے کاش وہ معنی بھی کہیں مذکور ہوتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اپنے قول میں ہوتے کسی صحابی کے قول میں ہوتے، نبی کریم کی حدیث میں ہوتے۔ مگر وہ معنی دربطن قائل ہیں اور اس قدر حدیثوں کی شہادت جن میں خاتم النّبیین کے معنی ’’لا نبی بعدی ‘‘ کے کئے گئے ہیں۔ ایک بے سند قول پر پس پشت پھینکی جاتی ہیں۔ یہ غرض پرستی ہے خدا پرستی نہیں کہ

رسول اللہ ﷺ کی تیس حدیثوں کی شہادت ایک بے سند قول کے سامنے رد کی جاتی ہے۔ اگر اس قول کو صحیح مانا جائے تو کیوں اس کے معنی یہ نہ کئے جائیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ دونوں باتیں اکٹھی کہنے کی ضرورت نہیں۔ خاتم النّبیین کافی ہے۔ جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ایک شخص نے آپ کے سامنے کہا: ''**خاتم الانبیاء ولا نبی بعدہ**'' تو آپ نے کہا خاتم الانبیاء کہنا تجھے بس ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا مطلب ہو کہ جب اصل الفاظ خاتم النّبیین واضح ہیں تو وہی استعمال کرو یعنی الفاظ قرآنی کو الفاظ حدیث پر ترجیح دو۔ اس سے یہ کہاں نکلا کہ آپ الفاظ حدیث نہ سمجھتی تھیں اور اتنی حدیثوں کے مقابل اگر ایک حدیث ہوتی تو وہ بھی قابل قبول نہ ہوتی۔ چہ جائے کہ صحابی کا قول جو شرعاً حجت نہیں۔ (بیان القرآن ج۳ص ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، تفسیری ص۲۶۶۹)

یہ ہے مرزا قادیانی کی نبوت کی کہانی۔

عزیزان گرامی! یہ الگ ایک موضوع ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کے دو گروپ کیوں بنے۔ دونوں میں سے سچا کون سا گروپ ہے یا دونوں جھوٹے ہیں۔ اگر دونوں جھوٹے ہیں تو ان میں سے کوئی کسی کا قائد و سربراہ ہے یا نہیں اور صحابی کا قول شرعاً حجت ہے یا نہیں ہے تو کیوں اور نہیں تو کیسے؟ ہمیں بتانا صرف یہ ہے کہ دجال قادیان کی نبوت کا سارا تانا بانا قرآن وحدیث کی صریح آیات وروایات سے انحراف وبالفاظ دیگر واضح انکار پر مبنی ہے جس کے نتیجے میں ہر طرف سے لعنت کی بوچھاڑ اور قہر خداوندی کی پھٹکار تا روز شمار اس کذاب ودجال ومضل وضال اور اس کے ماننے والوں پر موسلا دھار بارش کی طرح برستی رہے گی اور خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد کریم علیہ السلام کے سر اقدس پر ازازل تا ابد ختم نبوت کا مبارک تاج چمکتا اور خوش نصیبوں کو چمکاتا رہے گا اور مجھ ناکارے جیسا ہر گناہ گار سیاہ کار در بارگاہ حبیب کردگار محبوب پروردگار رسید عالم ﷺ میں یہ عرض کرتا رہے گا کہ:

نگاہ کرم اے شفیع امم میں تمہاری نگاہوں کا محتاج ہوں

تمہارا سوالی تمہارا گداگر میں تمہاری عطاؤں کا محتاج ہوں

والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم الانبیاء والمرسلین وآخر دعوٰنا الحمد للہ رب العالمین!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزے قادیانی

دی

عشق بازی

جناب گونش بٹالوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزے قادیانی دی عشق بازی (پنجابی منظوم)

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اول حمد آکھاں غفار دی — جنوں خلق ہے ساری پکار دی
سوہنے احمدؐ تے یار کبارؓ دی — کی تعریف کراں سرکار دی
کرے رب ثنا جد یار دی — سانوں طاقت ہے کی گفتار دی
مرزا کی الہام[1] سناؤندا — اللہ کولوں نہیں شرماؤندا
آکھے خواب مینوں ایک آوندا — آئی شکل نظر ایک نار دی
وچی ہجر دی سینے کٹار جی — جھلّی جائے نہ عشق دی مار جی
میرے خاندان[2] دی لڑکی ہے — ساکوں میری بھینوں او لڑکی ہے
باپ طرفوں بھتیجی او لڑکی ہے — کرو ماما کڑی دا شمار جی
وچی ہجر دی سینے کٹار جی — جھلّی جائے نہ عشق دی مار جی
اوہدی ترچھی نظر نے پٹیا — میرا دل دا قافلہ لٹیا
میرا زندگی توں دل ٹٹیا — ساڑے تن من عشق دی نار جی
وچی ہجر دی سینے کٹار جی — جھلّی جائے نہ عشق دی مار جی
خط[3] لڑکی دے باپ نوں پاندا — سارا کھول کے حال سناوندا
پا چشماں تو خون وہاوندا — قابو آوے نہ ضبط دی ناڑ جی

[1] خط بنام مرزا احمد بیگ (آسمانی خسر خط ۱۷/جولائی ۱۸۹۱ء، کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۳ تا ۱۲۵ مندرجہ احتساب قادیانیت ج۲۰ ص۴۷۶)

[2] محمدی ہمارے اقارب سے بلکہ قریب خاندان میں سے تھی یعنی میری چچازاد ہمشیرہ کی لڑکی اور دوسری طرف ماموں زاد بھائی کی لڑکی۔ (الحکم ۳۰/جون ۱۸۹۱ء ص۲ کالم ۱ (از نکاح مرزا) مطبوعہ خواجہ پریس بٹالہ باہتمام احمد وجودی پرنٹر گونش پبلشر شائع کیا)

[3] (حقیقت الوحی ص۱۹۱، خزائن ج۲۲ ص۱۹۸)

وی ہجر دی سینے کٹار جی جھلّی جائے نہ عشق دی مار جی
جد۱ اللہ میرے فرمایا ای تیری لڑکی دا نام سنایا ای
نال خیر خواہی جتلایا ای تہاڈے نال ہے میرا پیار جی
وی ہجر دی سینے کٹار جی جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
ایہو عرض ہے میری نہ موڑیو رشتے نا طے نہ ہرگز چھوڑیو
میرا نازک جیوڑا نہ توڑیو سینہ ہویا ہے سخت فگار جی
وی ہجر دی سینے کٹار جی جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
میری عرض کرو قبول جی راضی ہوسن رب رسول جی
چھڈو سختی دا ہن تے اصول جی بن جاوٴ میرے غم خوار جی
وی ہجر دی سینے کٹار جی جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
تسی چھڈ دیو ہن گھوریا جلدی دور ہون ایہ دوریاں
ہون برکتاں نازل پوریاں فضل ربی ہو وے بے شمار جی
وی ہجر دی سینے کٹار جی جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
کیتا عقد توں جے انکار جی تہانوں کر دینا خبردار جی
آوے رب دا غضب تے مار جی دنیا وچ ہووٴ گے خوار جی
وی ہجر دی سینے کٹار جی جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
دوجے تھاں تسی او ویائی جے سمجھو نیڑے تباہی آئی جے
منکوحہ۲ او میری بنائی جے حکم آیا اے پروردگار جی
وی ہجر دی سینے کٹار جی جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
خواہش ایہو ہے خاص تے عام دی جھوٹی۳ گل ہووے الہام دی

۱ (خط مؤرخہ ۱۷؍جولائی ۱۸۹۱ء بروز جمعہ کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۳ تا ۱۲۵، مندرجہ احتساب قادیانیت ج۲۰ ص۴۷۶)

۲ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۳، خزائن ج۲۲ ص۵۷۰، ۵۷۱ (از نکاح مرزا)

۳ خط بنام مرزا احمد بیگ (کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۳ تا ۱۲۵ مؤرخہ ۱۷؍جولائی ۱۸۹۱ء، مندرجہ احتساب قادیانیت ج۲۰ ص۴۷۶ تا ۴۷۸)

عزت بخشو ہاں وصل دے جام دی   مینوں کرو نہ جگ وچ خوار جی
وچی ہجر دی سینے کٹار جی   جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
مارے درد پیا کرلاوندا   دل ہور تدبیر بتاوندا
خط کڑماں[1] نوں مرزا پاوندا   تہاڈی مدد ہے ہن درکار جی
وچی ہجر دی سینے کٹار جی   جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
نامہ رکھیا جے ایہ وچ طاق جی   عزت[2] بی.بی نوں ہووے طلاق جی
فضل[3] احمد نوں کردیاں عاق جی   کچھ کرے جے او تکرار جی
وچی ہجر دی سینے کٹار جی   جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
ایڑی چوٹی تک زور لگاوندا   پیا خون جگر نوں کھاوندا
اوتھے سندا نہ کوئی سناوندا   پاون لکھ لکھ اوہ پھٹکار جی
وچی ہجر دی سینے کٹار جی   جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
دوجی جگہ جد اونہاں[4] ویائی جی   چھری کھنڈی گلے تے وگائی جی
مرزے ایدھر کہ آہ فیر پائی جی   رہیا ککھ نہ ہویا لاچار جی
وچی ہجر دی سینے کٹار جی   جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
مرے خصم ترا نالے باپ نی   میرے نال کیتوای پاپ نی
مینوں چڑھیا جدائی دا تاپ نی   دیویں اک واری تاں دیدار جی
وچی ہجر دی سینے کٹار جی   جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
پیا عیش رقیب اڑاوندا   مینوں بھن کباب بناوندا
نہ ہے ڈردا[5] نہ باز ہے آوندا   جان جان کے دیندا ہے خار جی

۱؎ خط مرزا جی بنام مرزا علی بیگ از لدھیانہ اقبال گنج کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۵ تا۱۲۷ مندرجہ احتساب قادیانیت ج۲۰ ص۴۷۸، ۴۷۹، مؤرخہ ۴؍ مئی ۱۸۹۱ء، از نکاح مرزا)

۲؎ قادیانی

۳؎ قادیانی

۴؎ (الحکم، مؤرخہ ۳۰؍ جون ۱۹۰۵ء ص۲ کالم۲)

۵؎ (اشتہار انعامی چار ہزار، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۹۴، ۹۶ حاشیہ، از نکاح مرزا)

وحی ہجر دی سینے کٹار جی — جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
جدوں لوکاں نے شور مچایا جی — مرزے ہور الہام سنایا جی
کہندے اللہ میرے فرمایا جی — ایدے وچ وی ہے اسرار جی
وحی ہجر دی سینے کٹار جی — جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
ڈھائیاں[۱] وریاں وچ خصم مرے گا — تناں سالاں وچ باپ مرے گا
رب بیوہ یتیم کرے گا — آوے کول میرے دوجی وار جی
وحی ہجر دی سینے کٹار جی — جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
میرا کم ختم[۲] نہیں ہویا جے — ایہ فیصلہ قطعی ہویا جے
بیوہ ہووے[۳] نکاح مڑ ہویا جے — کرو تھوڑا تسی انتظار جی
وحی ہجر دی سینے کٹار جی — جھلی جائے نہ عشق دی مار جی
پورا ہووے نہ الہام[۴] ایہ — کہنا کاذب تے ہے برا کام ایہ
دعوے کردا ہے جھوٹے تے خام ایہ — لعنت بھیجئو لکھ ہزار جی
وحی ہجر دی سینے کٹار جی — جھلی جاوے نہ عشق دی مار جی
دوجا اونہوں ویاہ کے لے گیا — مرزا غم وچ منجی تے پے گیا
ڈنڈی ملک عدم[۵] دے پے گیا — جھوٹا[۶] ہویا ثابت مکار جی
وحی ہجر دی سینے کٹار جی — جھلی عشق دی جاوے نہ مار جی
مرزے نو او صلاؤن والیو — اوہدے مکر چھپاؤن والیو

۱؎ (اشتہار ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص ۱۵۷،۱۵۸) از نکاح مرزا
۲؎ (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ ص۲۲۳)
۳؎ سرورق کتاب (کرامات الصادقین ص اخیر، خزائن ج۷ ص۱۶۳)
۴؎ ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)
۵؎ (رسالہ انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱ حاشیہ)
۶؎ (آئینہ کمالات اسلام ص۲۵، خزائن ج۵ ص۳۲۵)

اپنا دین گنواؤن والیو کرو سمجھ تے سوچ وچار جی
وحی ہجر دی سینے کٹار جی جھلی جاوے نہ عشق دی مار جی
جہ آسماناں تے نکاح ہویا دسو فیر ایہ کیوں ہے تباہ ہویا
عقد کا سدا ایہ تاں پھاہ ہویا سچ پوچھو تھے ربدی ہے مار جی
وحی ہجر دی سینے کٹار جی جھلی جاوے نہ عشق دی مار جی
عقد مولوی جس دا پڑہاوندا اوہنوں کوئی ہے توڑاوندا
جیہڑا رب نکاح ہے پڑھاوندا اوہنوں آدمی کرے تار تار جی
وحی ہجر دی سینے کٹار جی جھلی جاوے نہ عشق دی مار جی
ثابت مرزا دا رب کمزور ہویا کسے اتے نہ جس دا زور ہویا
اک فتنہ سی دوجا شور ہویا تہاڈی بک بک ہے بیکار جی
وحی ہجر دی سینے کٹار جی جھلی جاوے نہ عشق دی مار جی
مرزے سلطان دی آل وعیال دی ربا خیر ہووے اوہدے مال دی
کریں عمر اوہدی لکھ سال دی پھولے پھلے او مثل بہار جی
وحی ہجر دی سینے کٹار جی جھلی جاوے نہ عشق دی مار جی
ربا من لے عرضاں میریاں میں تاں بردی ہاں ہر دم تیریاں
بدیاں دور ہون سب میریاں چلاں نیکاں والی رفتار جی
وحی ہجر دی سینے کٹار جی جھلی جاوے نہ عشق دی مار جی
میرے بھولیو مسلم بھائیو اپنا دین ایمان بچائیو
خوف رب دا دل وچ پائیو کہندا گونش ایہو ہر بار جی
روز محشر دے ہووے پکار جی جھوٹے ظالم سٹو وچ نار جی

کوئی کام بھی مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے تیرا آنا جانا

✡ ✡ ✡

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

اسلام اور مرزائیت

مولانا سید حبیب الرحمٰن بخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

انبیاء اور رسل کی بعثت کی غرض جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی تھی وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدس پر اپنے کمال کو پہنچ کر پوری ہوگئی اور جب غرض پوری ہوگئی تو اس کے بعد اب کسی نبی کے آنے کی حاجت باقی نہ رہی۔ خاتم النّبیین ﷺ کی رسالت کے آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد کسی چراغ نبوت کی انسانوں کو ضرورت نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے آخری نبی ﷺ کا یوں تعارف کرایا:

''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین ''یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ مگر وہ اللہ کے رسول ہیں، ختم کرنے والے نبیوں کے ہیں۔ یہاں پر خاتم النّبیین کی مختصر تشریح کر دینا ضروری ہے۔ مرزائی دھوکہ دینے کے لئے خاتم النّبیین کا معنی یہ کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نبیوں کی تصدیق کی مہر ہیں۔ یعنی آئندہ وہ نبی ہوگا جس پر آپ کی اتباع کی مہر ہوگی اور وہ اس بنا پر مرزاغلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ کیوں کہ ان کا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی نبی ﷺ کے کامل متبع ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ دعویٰ مرزا قادیانی کی تکذیب کے لئے کافی ہے۔ کیوں کہ یہ معنی آج تک نہ کسی صحابی کی سمجھ میں آیا نہ کسی تابعی نہ تبع تابعی اور نہ ائمہ دین میں سے کسی نے یہ معنی کیا کہ آئندہ نبی وہ ہوگا جس پر نبی ﷺ کی مہر ہوگی۔ اگر ان کا یہ دعویٰ صحیح ہے تو سلف صالحین سے اس کا ثبوت پیش کریں تو جب لفظ کا یہ معنی ہی نہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی کا اپنا اختراع (من گھڑت) ہے تو پھر کامل متبع تو کجا سرے سے اتباع ہی سے خارج ہوگئے اور مسلمان ہی نہ رہے۔ مرزائیوں کا یہ معنی کرنا ایک اور طریق سے بھی غلط ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ خاتم النّبیین کی تین قرأتیں ہیں۔

(۱)''خاتم النّبیین ''(۲)''خاتم النّبیین ''(۳)''ولکن نبیاً ختم النّبیین'' (دیکھئے تفسیر مدارک)

عربی زبان میں خاتَم اور خاتِم کے دو معنی آتے ہیں۔(۱) آخری شئے (۲) مہر۔

اگر یہاں پہلا معنی مراد ہو تو مطلب واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ اگر دوسرے معنی ہوں تو مہر سے مراد ایسی مہر ہوگی۔ جیسے کسی شے کو بند کر کے اس پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ اس صورت میں بھی مطلب وہی ہوگیا کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے اور تیسری قرأت جو کہ اس کی تائید کرتی ہے ''ولکن نبیّاً ختم النّبیین'' کے دو معنی ہیں۔

ایک یہ کہ آپ نے نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ دوسرا یہ کہ آپ نے نبیوں کو مہر لگا دی ہے۔ دوسرا معنی یہاں نہیں بن سکتا۔ کیوں کہ اس صورت میں یہاں تین چیزیں چاہئیں۔ ایک مہر، ایک مہر لگانے والا، ایک جس پر مہر لگائی جاتی ہے۔

جب آپ مہر لگانے والے ہوئے تو خود مہر نہ ہوئے۔ حالانکہ پہلی دو قرأتوں میں آپ کو مہر کہا گیا ہے۔ پس یہ معنی پہلے دو معنوں کے خلاف ہوا۔ اس لئے پہلا معنی مراد ہوگا تاکہ تینوں قرأتوں کا مطلب ایک ہو جائے۔ یعنی پہلی دو قرأتوں کی رو سے آپ چوں کہ مہر ہیں اور مہر لگنے سے معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے آپ نبیوں کو ختم کرنے والے ہوئے اور یہ مہر خدا کی طرف سے لگائی گئی۔ اس لئے خدا مہر لگانے والا ہوا۔

بخاری شریف ومسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کو ایک مکان سے تشبیہ دی جس میں ایک اینٹ کی کمی ہے اور فرمایا کہ میں وہی اینٹ ہوں ''ختم بی النّبییون'' یعنی میرے آنے سے نبی ختم ہوگئے۔ اس طرح اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے آنے سے نبوت ختم ہوگئی۔ آپ تصدیق کی مہر نہیں۔ جیسے مرزائیوں کا خیال ہے۔

حضرت نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی اللہ انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی'' یعنی میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے ہر ایک ان میں سے نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم

النّبیین ہوں (جس کا معنی یہ ہے کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(ابوداؤد، ترمذی)

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''انّ لی اسماءٌ انا محمدٌ وانا احمدٌ الٰی قولہ وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبیٌّ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ) ''یعنی حضرت نے فرمایا میرے کئی نام ہیں۔ میں محمدؐ ہوں، احمدؐ ہوں، عاقبؐ ہوں اور عاقب سے مراد یہ ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

ان احادیث میں حضرت نبی اکرم ﷺ نے خاتم النّبیین کا معنی خود بیان فرما دیا ہے۔ مہر کا غلط معنی لے کر مرزائیوں نے جو مراد نکالی ہے وہ عالم دستور کے بھی خلاف ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ تصدیق کے لئے مہر مضمون وغیرہ کے بعد لگائی جاتی ہے۔ اگر کسی کو کہا جائے کہ پہلے مہر لگادے یا دستخط پہلے کردے تو فوراً اس کے دل میں ۴۲۰ کا خطرہ دوڑ جاتا ہے۔ ہاں! فیس کی مہر پہلے ہوتی ہے جیسے اسٹامپ وغیرہ۔ مگر یہاں فیس سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ اس بناء پر خاتم النّبیین میں نبیوں سے مراد نئے نبی نہیں ہوسکتے بلکہ گزشتہ نبی مراد ہوں گے، بعد والے نئے مدعیان نبوت کا تو اس وقت وجود ہی نہ تھا تو اس لحاظ سے آپ کو خاتم النّبیین کہا جاسکتا۔

مرزائی خاتم النّبیین کے معنی نبیوں کی زینت کے بھی کرتے ہیں۔ دیکھئے پاکٹ بک مرزائیہ مرتبہ عبدالرحمٰن جادم گجراتی۔ مرزا محمود نے تحقیقاتی عدالت میں جو بیان دیا تھا اس میں بھی یہ معنی کئے تھے لیکن کسی معتبر لغت عرب سے اس کا ثبوت نہیں دیا۔ مگر یاد رہے کہ خاتم بمعنی زینت سے بھی نبی ﷺ کا آخری نبی ہونا لازم آجاتا ہے۔ کیوں کہ خاتم جس کی زینت بنائی جاتی ہے وہ پہلے ہوتا ہے اور یہاں نبی اکرم ﷺ جن کے لئے زینت ہیں وہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پس وہ آپ ﷺ سے پہلے ہوئے اور آپ ﷺ ان سب کے بعد۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔ سچ ہے:

عباراتنا شتیٰ وحسنک واحد فکل الٰی ذاک الجمال یشیر

بعض دفعہ مرزائی چکر دینے کے لئے کہا کرتے ہیں کہ نبوت رحمت ہے، رحمت بندی نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن آپ خود صاحب شریعت نبی کا آنا بند کر رہے ہیں (جب کہ یہ کہتے ہیں کہ صاحب شریعت نبی نہیں آ سکتا، متبع نبی آ سکتا ہے) کیا یہ صاحب شریعت نبی رحمت نہیں ہے۔ مرزائیوں کے دلائل ایسے ہی بے سروپا ہوتے ہیں۔ اپنی تردید آپ ہی کر جاتے ہیں۔ مگر ان کو پتہ نہیں چلتا۔ ''**وما یخدعون الّا انفسھم وما یشعرون**''

ناظرین کرام! مسئلہ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی مسئلہ ہے اور کفر و اسلام میں حد فاصل ہے۔ جیسے سچے نبی کی تکذیب اور انکار کرنا کفر ہے ایسے ہی کسی جھوٹے کاذب شخص کو نبی ماننا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''**فمن اظلم ممّن کذب علی اللہ و کذب بالصدق اذ جآءہٗ الیس فی جھنم مثوًی للکافرین**'' اس سے بڑا ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے۔ جب اس کے پاس حق آ گیا۔ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے؟

ان آیات میں جس طرح سچے نبی کی تکذیب اور انکار کرنے والے کو کافر کہا گیا ہے۔ اسی طرح خدا پر جھوٹ باندھنے اور جھوٹا دعویٰ کرنے والے کو کافر فرمایا ہے۔ اس فرمان خداوندی کی بنا پر مرزائیوں کے کفر میں کچھ شک نہ رہا۔ یہ فرمان خداوندی ان کے کفر پر قطعی دلیل ہے اور اس دلیل کو اگر منطقی شکل دی جائے تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ پہلی شکل یوں ہوئی کہ مرزائی جھوٹی نبوت کا مدعی ہے جھوٹی نبوت کا مدعی کافر ہے۔

نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ مرزائی کافر ہیں۔ یہ تو ایک طریق سے ان کا کفر ثابت ہوا۔ دوسرا طریق یہ ہے:

مرزا، اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ﷺ کا منکر ہے (کیوں کہ آپ کو خاتم النّبیین نہیں مانتا) اور سچے نبی کا منکر کافر۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ مرزائی کافر ہیں۔

اس اصول کی تائید بشیرالدین محمود خلیفہ قادیانی نے بھی کی ہے وہ لکھتے ہیں ''ہم چوں کہ مرزا صاحب کو مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نہیں مانتے۔ اس لئے قرآن کریم کی

تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے غیر احمدی کافر ہیں۔ (بحوالہ اخبار الفضل ج۹ نمبر۱۰۱، ۱۰۲ ص۶ کالم ۳ مؤرخہ ۲۶و۲۹ر جون ۱۹۲۲ء) بلکہ خلیفہ ثانی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ: ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘

(آئینہ صداقت ص۳۵، انوار العلوم ج۶ ص۱۱۰ مصنفہ بشیر الدین محمود)

گویا مرزائیوں کے نزدیک کفر و اسلام کا مدار مرزا غلام قادیانی کی ذات پر ہے۔ جو اس کو نبی مان لے وہ مسلمان، باقی سب کافر۔ اس ہمہ گیر اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزائیوں نے مسلمانوں کا پورا مقاطعہ کر دیا اور ایک نئی امت کی حیثیت سے اپنے مذہبی، معاشرتی اور سیاسی تعلقات الگ کر لئے۔ اسی سکیم کا نتیجہ تھا کہ ظفر اللہ خان سابق وزیر خارجہ پاکستان نے بانی پاکستان مسٹر محمد علی جناح کا جنازہ نہ پڑھا۔ اس پر سوال ہوا تو کہا میرے نزدیک وہ کافر ہے۔ چنانچہ ان دنوں اخبارات ’’زمیندار‘‘ وغیرہ میں اس کا بہت تذکرہ ہوا۔ اس کے بعد ملک میں مسلمانوں کی کئی مقتدر شخصیات فوت ہوئیں۔ انہوں نے کبھی کسی کے جنازہ میں شرکت نہیں کی۔ غور فرمایئے:

ظفر اللہ خان کے بانی پاکستان کے ساتھ کتنے تعلقات تھے اور یہ ان کا کئی طرح ممنون تھا۔ وزارت خارجہ کا عہدہ بھی انہی کا عنایت کردہ تھا۔ مگر مرزائیت کی سکیم مقاطعہ نے تمام روابط توڑ دیئے اور سب احسانات فراموش کر دیئے۔ پاکستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کا حق یوں ادا کیا کہ پاکستان کو کفرستان بنا دیا لیکن ارباب اقتدار کا حال دیکھئے کہ یہ حضرت پھر بھی ان لوگوں کے اسلام ہی کے خواب دیکھ رہے ہیں اور ان کی نبوت کی اشاعت کے لئے لاکھوں روپے کی رقم بطور زر مبادلہ دی جارہی ہے۔ ارباب اقتدار کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر مرزائی بانی پاکستان کے وفادار ثابت نہیں ہوئے اور انہیں کافر سمجھ کر ان کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا، آج ان کے وفادار کیسے بن سکتے ہیں۔

کچھ اور بھی: سنئے خلیفہ ثانی صاحبزادہ مرزا قادیانی مسلمانوں سے مقاطعہ کی سکیم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’غیراحمدیوں (مسلمانوں) کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔‘‘

(انوار خلافت ص۸۹، انوار العلوم ج۳ ص۱۴۷)

’’غیراحمدی مسلمان نہیں کیوں کہ وہ ہمارے نزدیک خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص۹۰، انوار العلوم ج۳ ص۱۴۸)

’’غیراحمدی (مسلمانوں) کے بچے کا بھی جنازہ نہ پڑھو، غیراحمدی (مسلمانوں) کو رشتہ تک نہ دو خواہ ساری عمر لڑکی بٹھائے رکھو۔‘‘ (انوار خلافت ص۹۳،۹۴، انوار العلوم ج۳ ص۱۵۱)

’’غیراحمدی (مسلمانو) یہودی اور عیسائی ہیں۔‘‘ (کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو ریلیجنز ص۶۹)

ان عبارات پر غور فرمائیں جن لوگوں کو مسلمانوں سے مقاطعہ کی سکیم کا خیال ہو ان کو مسلمانوں میں شامل کرنا انصاف اور عدالت کا خون نہیں تو اور کیا ہے؟

مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت امر یہ بھی ہے کہ مسلمان، انبیاء علیہم السلام کی عصمت اور بزرگی کا قائل ہونا جزو ایمان سمجھتے ہیں کسی نبی کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ گستاخ انبیاء کو خارج از اسلام اور واجب القتل سمجھتے ہیں۔ قادیانی نبی نے انبیاء کرام کی دل کھول کر توہین کی ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ’’یسوع اس لئے اپنے آپ کو نیک نہیں کہہ سکا لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چلن۔‘‘

(ست بچن ص۱۷۲ در حاشیہ، خزائن ج۱۰ ص۲۹۶)

ایک موقعہ پر جب کہ مرزا قادیانی کو مرض ذیابیطس کے علاج کے لئے افیون کھانے کا مشورہ دیا تو مرزا نے کہا: ’’میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) تو شرابی تھا دوسرا افیونی۔‘‘ نعوذ باللہ! (نسیم دعوت ص۶۷، خزائن ج۱۹ ص۴۳۴،۴۳۵)

ایک جگہ لکھتے ہیں: ’’ابن مریم (حضرت عیسیٰ) کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔‘‘ (دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

خاتم النّبیین ﷺ پر اپنی برتری یوں بیان کرتے ہیں: ’’اس (حضرت خاتم

النّبیین ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند وسورج دونوں کا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

خیال زاغ کو بلبل سے برتری کا ہے غلام زادہ کو دعویٰ پیغمبری کا ہے

مرزا قادیانی کا مرید قاضی اکمل ان کی تعریف کرتے ہوئے حضرت نبی اکرم ﷺ کی یوں گستاخی وتوہین کرتا ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر قادیان مؤرخہ ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا قادیانی مسلمانوں کی عزت پر حملہ کر کے ان کی غیرت کو یوں چیلنج کرتے ہیں کہ:’’کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الّا ذریۃ البغایا‘‘

(آئینہ کمالات ص۵۴۸، خزائن ج۵ ص۵۴۸)

یعنی تمام مسلمانوں نے مجھے مان لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کی ہے مگر کنجریوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔

’’انّ العدا صاروا خنازیر الفلا ونسائھم من دونھن الاکلب‘‘ میرے دشمن جنگلوں کے سور اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔‘‘

(رسالہ نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

مسلمانو! غور کرو مرزا قادیانی کے نزدیک دنیا کی کل مسلمان آبادی پاکستان کے تمام چھوٹے بڑے حکام، امیر، وزیر، کنجریوں کی اولاد ہیں۔ ان کی عورتیں کتیا ہیں۔ یہ بات بھی صاف ظاہر ہوگئی کہ مرزائی تمام اسلامی ممالک کی حکومتوں اور حکومت پاکستان کو کافروں کی حکومت سمجھتے ہیں۔

قارئین کرام! میں نے قادیانی نبی کی بطالت ضلالت اور جہالت کا مختصر نمونہ ملت اسلامیہ بالعموم اور ارباب اقتدار کو بالخصوص آگاہ وخبردار کرنے کی غرض سے پیش کیا ہے اور ساتھ ہی جمیع مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر کچھ غیرت ایمانی ہے۔ آیئے ہم سب

مل کر اپنے متفق علیہ مسئلہ ختم نبوت کا تحفظ کریں اور اس فتنہ کے خلاف جہاد کریں اور حکومت کو مجبور کریں کہ اس جھوٹی نبوت اور اس کے پیروکاروں سے وہی سلوک کرے جو خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی، سجاح بن الحارث جیسے جھوٹے مدعیان نبوت کے ساتھ کیا اور ان فتنوں کے خاتمہ کا سبب بنے۔ ہمیں حق پہنچتا ہے کہ ہم اپنی حکومت سے یہ سوال کریں کہ حکومت پاکستان اسلامی حکومت ہے یا غیر اسلامی؟ اگر غیر اسلامی ہے تو پھر ہندوستان اور پاکستان میں کوئی فرق نہ ہوا۔ تقسیم ملک بے کار گئی اور پاکستان کے لئے جو لاکھوں قربانیاں ہوئیں برباد گئیں۔ ایسا کہنے کی جرأت کون کرے۔

اگر اسلامی حکومت ہے جیسا کہ پاکستان کو اسلامی حکومتوں میں سب سے بڑی حکومت کہا جاتا ہے تو پھر اسلامی حکومت کی تعریف اس پر صادق آنی چاہئے۔ کیوں کہ آپ اسے جمہوری کہتے ہیں۔ یعنی اکثر افراد کی حکومت جو رائے عامہ کے تحت ہو۔ اس لئے کم از کم کلیدی آسامیاں (جن میں مسلم غیر مسلم دونوں کی نمائندگی کے اختیارات ہوں) مسلمان ہونی چاہئیں۔ ورنہ حکومت اسلامی محض ایک فریب ہوگا جس کو مذہبی رنگ دیا گیا ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ جب تک پاکستان میں اسلامی قانون رائج نہ ہو اس کو اسلامی حکومت کہلانا صرف ایک خوش فہمی ہے۔

یہ تو بالکل سطحی نظر ہے کہ کلیدی آسامیاں کافر ہوں اور حکومت اسلامی کہلائے، علم منطق کا مشہور مسئلہ ہے کہ نتیجہ ''اخس ارذل'' کے تابع ہوتا ہے یعنی مرکب شے میں ایک چیز ناقص ہو تو ساری ناقص کہلاتی ہے۔ مثلاً پورے قرآن مجید پر ایمان لا کر صرف ایک آیت کے ساتھ کفر ہو تو کافر ہی کہلائے گا۔ اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کو مان کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کا انکار کرے یا ان کی نبوت ہی کا منکر ہو تو وہ کافر ہے۔

لہٰذا حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ اپنے نام اور مقام کی لاج رکھتے ہوئے تمام مرزائی کل پرزے حکومت کی مشینری میں سے نکال پھینکے۔

ایک غلط فہمی اور اس کا ازالہ: ایک عام غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے جو انگریزی دور کی پیداوار ہے کہ مذہب اور سیاست دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اسی سے ہماری حکومت متأثر

ہے۔ حالانکہ اسلام کا عملی حصہ مجموعہ سیاست ہے جس کے تین شعبے ہیں۔ ایک تہذیب اخلاق یعنی خالق ومخلوق کا معاملہ اور عابد ومعبود کا تعلق۔ دوسرا تدبیر منزل یعنی گھریلو انتظامات۔ تیسرا تدبیر ملک یعنی حکومت کا نظم ونسق۔ اگر حکومت اسلامی نظریہ کے تحت مرزائیوں سے غیر مسلم والا سلوک کرے جیسا کہ ان پر یہ فرض عائد ہوتا ہے تو قوم کو کوئی احتجاج کرنے کا موقع نہ ملے۔ لیکن جب حکومت اپنے فرض کا احساس نہ کرے گی تو قوم ضرور آواز اٹھائے گی۔ اگرچہ حکومت اسے انتشار یا بدامنی سے موسوم کرے۔ ہماری حکومت کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسئلہ ختم نبوت خالص مذہبی چیز ہے اور ہمارا مذہب اسلام ہے اور آپ کا دعویٰ بھی یہ ہے پاکستان اسلامی حکومت ہے تو پھر ایک دوسرے کو جدا کیسے کر سکتے ہیں۔ میں برسر اقتدار طبقہ کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ پاکستان کے طول وعرض میں مصوّر پاکستان علامہ اقبالؒ مرحوم کی یاد میں یوم اقبال مناتے ہیں۔ اقبالؒ سے پیار کرنا، یوم اقبال منانا اور اس کے فلسفہ وعلم وفکر کی وسعت پر فخر وناز کرنا آپ کو کیسے زیب دیتا ہے۔ جب کہ آپ نے مرحوم کے عقیدہ کو عملاً ٹھکرا رکھا ہے۔ اقبالؒ مرحوم نے فرنگی حکومت سے (جو کہ خود فتنہ مرزائیہ کی بانی تھی اور یہ اس کا خود کاشتہ پودا تھا) پرزور مطالبہ کیا جو کہ آج ہم اپنی اسلامی حکومت کے سامنے کر رہے ہیں۔

دیکھئے کتاب حرف اقبال سے عبارت کا ضروری حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

''میرے نزدیک بہایت قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے کیوں کہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے۔ لیکن مؤخر الذکر (مرزائیت) اسلام کی چند اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔'' حکومت کو موجودہ صورت حال پر غور کرنا چاہئے اور اسی اہم معاملہ میں جو قومی وحدت کے لئے اشد اہم ہے۔ عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہئے۔ اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے سوا چارہ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف اپنی مدافعت کرے کیا یہ مناسب ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے۔ حالانکہ اس کی وحدت خطرے میں ہو اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو۔ اگرچہ وہ تبلیغ جھوٹ اور دشنام سے لبریز ہو (تفصیل

کے لئے حرف اقبال ص۱۲۱ تا ص۱۲۷ پڑھئے)

ہماری حکومت کو چاہئے کہ علامہ اقبالؒ کے اس بیان کو سامنے رکھ کر اور قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں کی وحدت قومی کا تحفظ کرے۔ خصوصاً جب کہ بانی تحریک مرزائیت مرزاغلام احمد قادیانی کا بیٹا خود پوری ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دیتے ہیں اور اپنے مقلدین کو اس سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم کرتے ہیں۔ اپنی جماعت کا نیا نام تجویز کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی قیام نماز اور نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے قطع تعلقی اور بائیکاٹ اور پوری، ملت اسلامیہ جس میں ہماری حکومت کے اکابرین بھی شامل ہیں کو کافر بلکہ ’’**ذریة البغایا**‘‘ یعنی کنجریوں کی اولاد کہتے ہیں۔ کیا یہ تمام امور قادیانیوں کی مسلمانوں سے علیحدگی کی دلیل نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ مرزائیت اسلام سے اس سے کہیں دور ہے جتنے سکھ ہندوؤں سے۔

جب ہمارا ملک اسلامی حکومت ہے اور تمام مسلمان مرزائیوں کے نزدیک کافر ہیں تو سیاسی طور پر انہیں مسلمانوں میں شامل رہنے کا کیا حق ہے؟ تمام مسلمانوں کا شروع سے آج تک یہ مطالبہ ہے کہ مرزائیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے اور ان شاءاللہ! یہ مطالبہ ہوتا رہے گا۔ اگر حکومت نے قوم کا یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو تمام اہل اسلام کو شبہ ہوگا کہ حکومت کو اسلام سے کوئی لگاؤ نہیں۔ اسلامی حکومت کا نام رکھ کر مسلمانوں کو دھوکا دیا جارہا ہے۔ بالآخر یہ ہوگا کہ مسلمان اس معاملہ میں اپنی حکومت سے بدظن ہوکر اظہار ناراضگی کریں گے اور بالآخر حسب استطاعت جھوٹی نبوت کے خلاف جہاد کریں گے۔ ان شاءاللہ!

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ بڑے کے خلاف چھوٹے کی بات نہیں مانی جاتی۔ مثلاً پٹواری تحصیل دار کے خلاف یا سپاہی، تھانیدار کے خلاف یا کوئی وزیر، صدر کے خلاف کوئی حکم دے وہ قابل سماعت نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے برداشت کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ احکم الحاکمین، مالک الملک ہے اس لئے جہاں اس کا حکم آجائے وہاں دنیا کے بڑے سے بڑے کا حکم ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ اسی بنا پر قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ’’**ان الحکم الا للہ**‘‘ حکم صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ یعنی حکم کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور حدیث شریف میں

ہے:''**لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق** (مشکوٰۃ شریف) ''یعنی جہاں خدا کی نافرمانی ہو وہاں مخلوق کی کوئی تابعداری نہیں۔

اگر کوئی حکومت اس کے خلاف مجبور کرے تو وہ طاغوتی حکومت ہوگی۔ اس کے متعلق قرآن مجید کا فیصلہ ہے:''**فاجتنبوا الطاغوت**''یعنی طاغوت سے بچو اور اس سے الگ ہو جاؤ۔ دوسرے لفظوں میں اس کی اس معاملہ میں حلف وفاداری توڑ دو۔ احادیث میں اسے خوب وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

حکومت چونکہ راعی کی حیثیت رکھتی ہے اور رعیت کی ذمہ دار ہے۔ اگر حکومت اس ذمہ داری کو چھوڑ دے اور ان کے متفق علیہ مطالبہ کو ٹھکرا دے تو یہ جمہوری حکومت نہیں کہلا سکتی۔

حکومت پاکستان کے لئے کتنی خطرناک چیز ہے کہ وہ تحفظ ختم نبوت میں پس وپیش کرے اور جھوٹی نبوت کی اشاعت کے لئے دل کھول کر تعاون کر کے تمام مسلمانوں کی سخت دل آزاری کا باعث بنے اور پھر ان سے وفاداری کی امید رکھے اور یہ بھی خواہش ہو کہ مسلمان آنکھوں پر پٹی باندھ کر مذہب کو پس پشت ڈال کر ہمارے اندھے مقلد بنے رہیں۔

ایں خیال است ومحال است جنوں

میں اپنی حکومت کے برسراقتدار طبقہ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ کی موجودہ بے پرواہی وبے حسی اس جھوٹی نبوت کا تعاون کرنا نہایت ناقابل معافی جرم ہے۔ حضرت رسالت مآب خاتم النّبیین نے اگر میدان حشر میں تمہارے خلاف اعلان کر دیا کہ تمہاری موجودگی میں جب کہ تم صاحب اقتدار تھے اور اپنے دفاع ومفاد کے لئے قوم پر ہر قسم کی جائز وناجائز پابندیاں لگاتے تھے۔ کیا تمہیں میری ناموس کی حفاظت کا خیال نہ آیا۔ میرے دین کا مذاق اڑایا جاتا، مگر تم ٹس سے مس نہ ہوئے۔ جاؤ آج میں تم سے بیزار ہوں تو پھر نہ آپ کا زرومال کام آئے گا اور نہ دنیوی اقتدار نجات کا ذریعہ بن سکے گا۔

ابھی سے سوچ سمجھ لو وگرنہ حشر کے دن مرے سوال کا تم سے جواب ہو کہ نہ ہو

وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ رب العالمین!

حبیب الرحمٰن بخاری

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

اظہار البُطلان

لدعویٰ

مسیح قادیان

حضرت مولانا حبیب احمد کیرانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

۲۰۰	حرف آغاز
۲۰۴	تقریظ ...... حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان صاحب مدظلہ
۲۰۵	التماس مصنف
۲۰۶	تقریظ ...... پاسبان ختم نبوت حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری صاحب
۲۰۷	تعارف مصنف کتاب ...... حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ
۲۰۸	علوم شرعیہ سے عدم واقفیت
۲۰۸	مغربی علوم کا غلبہ
۲۰۹	مرزا کا فہم
۲۱۰	مرزا کی گالی
۲۱۱	شاندار جھوٹ
۲۱۲	تحریف مرزا پر یہود ونصاریٰ بھی شرمندہ
۲۱۲	مرزا کی چرب زبانی
۲۱۲	عیسائیت کے اثرات
۲۱۳	لاہوری جماعت کے اہداف
۲۱۵	وجہ تالیف
۲۱۸	مرزا کی غباوت
۲۱۹	مصنف کے تین دعوے
۲۱۹	حیات عیسیٰ کا عقیدہ اسلام کے لئے مضر نہ ہونے کا ثبوت
۲۲۱	حیات عیسیٰ کا عقیدہ عیسائیوں کے لئے مفید نہ ہونے کا ثبوت
۲۲۲	وفات عیسیٰ کا عقیدہ عیسائیوں کے لئے مضر نہ ہونے کا ثبوت
۲۲۳	مرزا سے سوال
۲۲۶	مرزا کی اصطلاحات
۲۲۶	کفر کے دو معنی
۲۲۷	لاہوری پارٹی کی چال بازی
۲۲۸	مرزا کا دعویٰ نبوت
۲۲۹	صوفیہ کی شطحیات سے مغالطہ دہی

مغالطہ کا جواب	۲۲۹
ہمارا مدعا ثابت	۲۳۱
خصوصیات نبوت کا اثبات	۲۳۳
انصاف کیجئے	۲۳۴
خصوصیات نبوت کا اثبات یا دعویٰ نبوت دونوں برابر	۲۳۴
تحریفات مرزا	۲۳۵
کجا آپ کی تحریف کجا سرسید کی تحریف؟	۲۳۶
دوہرے مجرم	۲۳۸
الوہیت کا دعویٰ	۲۴۱
مرزا کا ملہم شیطان ہے	۲۴۲
فضل کلّی کا دعویٰ	۲۴۳
نبی اکرم ﷺ پر فضل جزئی کا دعویٰ	۲۴۴
فضل کلّی کا دعویٰ	۲۴۴
رسالت کا دعویٰ	۲۴۵
صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ	۲۴۵
اپنی مسیحیت پر استدلال	۲۴۵
مرزائیوں سے ایک سوال	۲۴۸
مرزا کے دعوؤں کو نہ ماننے والا کافر	۲۴۸
مرزا کا جواب	۲۴۹
کیا شیطان فرع کا کافر ہے؟	۲۵۳
علیک سلیک، نماز جنازہ اور شادی کی ممانعت کیوں؟	۲۵۴
قابل توجہ چند امور	۲۵۴
مسٹر محمد علی لاہوری کی تاویل	۲۵۶
تاویل کے دو جواب	۲۵۷
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداس پور کے دربار میں مرزا کی طلبی	۲۵۷
خودساختہ اصول	۲۶۰
محمد علی کی تصریح پر چند اعتراضات	۲۶۲
بشیرالدین محمود پہلے مرزا کی نبوت کا معتقد نہ تھا (ایک مغالطہ)	۲۷۴
محمد علی کا دوسرا مغالطہ	۲۷۵
تیسرا مغالطہ	۲۷۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف آغاز

مرزائی جماعت کا یہ وتیرہ ہے کہ وہ اپنی کج فہمی اور شقاوت قلبی کی وجہ سے دن کو رات، رات کو دن باور کرانے پر تلی ہوئی ہے۔ یعنی کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر، رشد وہدایت کو ضلالت اور ضلالت کو رشد وہدایت، قادیان کو مکہ اور وہاں کے رہنے والوں کو ارض حرم کا باشندہ منوانے میں پوری ابلیسی قوت صرف کررہی ہے۔ اب یہ جماعت اگرچہ مختلف گروہوں اور ٹکڑوں میں بٹ چکی ہے لیکن ان سب کے مقاصد وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔ یہاں تمام فرقوں کا تعارف زیر بحث نہیں بلکہ لاہوری پارٹی کی تصویر کشی مقصود ہے اس کے ضمن میں قادیانی پارٹی کا ذکر آجائے گا وہ بھی اس وجہ سے کہ لاہوری پارٹی کا ذکر قادیانی پارٹی کے بغیر گویا ناقص رہتا ہے۔

۱۹۱۴ء میں قادیانیوں کے سب سے پہلے خلیفہ حکیم نورالدین کے مرنے کے بعد مرزابشیرالدین محمود (فرزند مرزاغلام احمد قادیانی) اور مسٹر محمد علی لاہوری کے مابین خلافت کی کرسی کے لئے نزاع پیدا ہوا جب خلافت کے الیکشن میں مرزا قادیانی کے مریدین کی کوششوں نیز اس کی بیوی نصرت جہاں بیگم کے بھاری بھرکم ہاتھ نے اپنے بیٹے مرزا بشیرالدین محمود کو خلافت کی گدی پر براجمان کردیا تو کرسی خلافت کے دوسرے امیدوار مسٹر محمد علی لاہوری نے شکست کی خفت مٹانے کے لئے ایک علیحدہ پارٹی کی بنیاد ڈال دی اور نظریات وعقائد کے اختلاف کو علیحدگی کا سبب قرار دیا۔ بہتر یہ ہے کہ اس کو خود مسٹر محمد علی لاہوری کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ ''مسیح موعود اور ختم نبوت'' نامی رسالہ میں دونوں فریقوں کا اصولی فرق بیان کرتے ہوئے وہ رقم طراز ہے کہ: ''حضرت مسیح موعود کی جماعت کے دو فریق ہیں۔ ایک احمدی جن کے کام کا مرکز لاہور ہے اور دوسرے قادیانی، جن کا مرکز قادیان ہے۔ فریق قادیان اور فریق لاہور کا اصل اختلاف صرف دو امور میں ہے۔ (۱) اوّل یہ کہ حضرت مسیح موعود مجدد تھے یا نبی؟ فریق قادیان کے پیشواء کا خیال ہے کہ آپ نبی تھے، فریق لاہور آپ کو مجدد مانتا ہے۔ (۲) دوم یہ کہ جو مسلمان آپ کی بیعت میں داخل نہیں وہ دائرہ اسلام کے اندر ہیں یا نہیں؟ فریق قادیان کے پیشوا کا خیال ہے کہ روئے زمین

کے تمام مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں داخل نہیں ہوئے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور فریق لاہور کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے ہاں مجدد اور مسیح موعود کو رد کرنا، اس کی مخالفت کرنا قابل مواخذہ ضرور ہے۔ بلکہ اس کا ساتھ نہ دینا اور خاموشی سے بیٹھا رہنا بھی اسلام کی موجودہ حالت میں عنداللہ قابل مواخذہ ہے۔‘‘

(رسالہ مسیح موعود اور ختم نبوت ص۱، بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص۹۱۶ طبع دہلی)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں جماعتوں کا اختلاف آگ اور پانی کا اختلاف ہے لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور ہوتے ہیں کھانے کے اور، اس مثل کی مکمل مصداق لاہوری پارٹی ہے اور بقول پروفیسر الیاس برنی:

ایک کا رنگ گہرا عنابی ہے دوسرے کا ہلکا گلابی

ورنہ کیا وجہ ہے کہ قادیانی پارٹی جو ایک غیر نبی کو نبی مان رہی ہے لاہوری پارٹی اسے کافر نہیں کہتی۔ اسی طرح لاہوری پارٹی جو نبی برحق کی نبوت کی منکر ہے قادیانی پارٹی اسے کافر نہیں کہتی؟

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

معلوم ہوا کہ دونوں کا اختلاف حقیقی نہیں بلکہ بناوٹی ہے۔ ورنہ برملا ایک کو دوسرے کی تکفیر کرنی چاہئے۔

دراصل لاہوری پارٹی حصول منفعت کے لئے اپنی دورنگی چال سے قادیانی جماعت میں بھی شامل رہنا چاہتی ہے اور مسلمانوں میں بھی اپنا شمار کرانے کی خواہش مند ہے گویا:

حج کعبہ بھی کیا اور گنگا کا اشنان بھی راضی رہے رحمان بھی اور خوش رہے شیطان بھی

پیش نظر کتاب میں حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانویؒ نے لاہوری پارٹی کی اسی منافقت کو بے نقاب کیا ہے اور لاہوری پارٹی جو بظاہر ’’مرزا کا اپنی ذات کے لئے دعویٰ نبوت کرنا‘‘ تسلیم نہیں کرتی اس کی تردید کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات سے ثابت کیا ہے کہ مرزا صاف لفظوں میں مدعی نبوت ہے اور اپنی عبارات میں اس نے جگہ جگہ ابلیسی نبوت کا ڈھونگ رچایا ہے۔ جس کے انکار کی کوئی مجال نہیں۔

اللہ جزائے خیر عطاء فرمائے عارف باللہ، حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم کو کہ حضرت نے اصل کتاب کی فوٹو کاپی شعبہ تحفظ ختم نبوت جامعہ

مظاہر علوم سہارن پور کو ارسال فرمائی جو بتوسط جناب مولانا عبدالمتین صاحب جونا گڑھی استاذ شعبہ تحفظ ختم نبوت مظاہر علوم، مفید مشوروں کے ساتھ راقم کو دستیاب ہوئی۔

کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں راقم نے حضرت مولانا سید محمد سلیمان صاحب دامت محاسنہ ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارن پور اور مخدوم ومحترم حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان صاحب زید مجدہ ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت ونائب مہتمم دارالعلوم دیوبند سے مشورہ کیا تو ان حضرات نے اپنے گراں قدر مشوروں سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ کتاب کی اشاعت لاہوری پارٹی کی تردید میں انتہائی مفید اضافہ ثابت ہوگی (ان شاء اللہ) اور حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری مدظلہ نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلودم دیوبند نے مفید مشوروں سے نوازتے ہوئے بندے کے حوصلہ کو تقویت بخشی۔ اللہ تعالیٰ جملہ حضرات کے فیض کو عام وتام فرمائے۔ آمین!

کتاب کی وجہ تالیف کے متعلق اسی کتاب میں آپ پڑھیں گے کہ مرزائیوں نے ۱۹۲۴ء میں جناب نواب حسین خان صاحب بہادر رئیس مینڈھو (علی گڑھ) کو اپنے دام میں لانے کی کوشش کی مگر نواب صاحب چونکہ دین دار اور اہل اللہ سے تعلق رکھنے والے شخص تھے۔ اس لئے انہوں نے مرزائیوں کے دام میں آنے کے بجائے ان کو خود سیدھا کرنے کی ٹھان لی۔ مرزائیوں سے ایسے سوالات کئے کہ ان کے چھکّے چھوٹ گئے۔ جب نوبت بایں جا رسید کہ مرزائیوں کو لینے کے دینے پڑ گئے تو آخر میں صاف جواب دے دیا کہ ہم پیچیدہ بحثوں میں نہیں پڑنا چاہتے۔ گویا جان بچی لاکھوں پائے۔

یہ تو اس واقعہ کی مختصر روئداد ہوئی۔ غرض تحریر یہ ہے کہ مرزائیوں نے جس پرفریب طریقہ سے مجسٹریٹ صاحب کو اپنے جال میں پھانسنے کی کوشش کی مولانا حبیب احمد صاحب کیرانویؒ اسے دیکھ کر تڑپ گئے، ان کا قلب بہت متاثر ہوا۔ اسی وقت حضرت موصوف نے دل میں ٹھان لیا کہ مرزائیت کی تردید میں ضرور کوئی رسالہ تحریر کروں گا۔ چنانچہ اسی جذبہ صادق کا نتیجہ ''رسالہ ہذا'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس رسالہ کے شائع ہوئے تراسی برس کا عرصہ گزر چکا ہے۔ حضرت موصوف اپنے لئے صدقہ جاریہ چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔ اللہ انہیں کروٹ کروٹ سکون نصیب فرمائے۔ آمین!

قارئین کرام! آج تراسی برس بعد پھر وہ رسالہ جدید کتابت وطباعت کے ساتھ

آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کتاب کتنی اہم ہے اس سلسلہ میں کم از کم میرا اپنا تأثر یہ ہے کہ اس کی اشاعت قادیانیوں بالخصوص لاہوریوں کے لئے سوہان روح ثابت ہوگی۔

راقم کے سامنے ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء کا نسخہ ہے۔ مصنف کی عبارتوں میں راقم نے کوئی حذف واضافہ نہیں کیا ہے۔ البتہ قدیم طرز کے مطابق کتاب میں پیراگراف کا خاص لحاظ نہیں کیا گیا تھا۔ نیز مختلف مقامات پر قومہ، ڈیش، قوسین اور سوالیہ نشان بے موقع لگے ہوئے تھے۔ بندہ نے موقع کے لحاظ سے پیراگراف اور علامات ترقیم لگا کر عبارت فہمی کو مزید آسان بنانے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح مضمون کی مناسبت سے جگہ جگہ عنوانات لگا دیئے ہیں جس سے کتاب کی افادیت دوبالا ہوگئی ہے۔ کتاب میں جہاں مرزائی عبارتوں کے سرے سے حوالے نہیں تھے۔ بندہ نے اصل مرزائی کتب کی مراجعت کر کے ان کے حوالے لگائے۔ مصنف نے جہاں صرف کتابوں کے نام پر اکتفا کیا تھا بندہ نے وہاں پھول دار قوسین ﴿﴾ کے درمیان موجودہ ایڈیشن کے صفحات کا بھی اضافہ کر دیا ہے بلکہ درمیان مضمون جہاں راقم نے کسی اہم بات کا حوالہ ضروری سمجھا تو پھول دار قوسین ﴿﴾ کے درمیان اس کا بھی اضافہ اگر مناسب ہوا تو وہیں کر دیا ہے۔ ورنہ حاشیہ کا سہارا لیا ہے۔ واضح رہے کتاب کو حاشیہ کا جنگل بننے سے محفوظ رکھنے کے لئے ناگزیر ضرورت ہی کی بنیاد پر بندہ نے حاشیہ کا سہارا لیا ہے اور امتیاز پیدا کرنے کے لئے حاشیہ کے آخر میں اپنا نام اور صاحب کتاب کے حاشیہ کے آخر میں ''مصنف'' کا اضافہ کر دیا ہے۔ نیز جہاں مرزا غلام احمد قادیانی کے متفرق رسائل کے حوالہ جات تھے بندہ نے وہاں روحانی خزائن کا حوالہ دے دیا ہے۔ یاد رہے کہ روحانی خزائن کے نام سے اب ۲۳ جلدوں میں مرزا کے متفرق رسائل جمع ہوگئے ہیں جو شیطانی خزائن سے بھرپور ہیں۔ حوالوں میں حرف ''خ'' اسی روحانی خزائن کی طرف مشیر ہے۔ آیتوں کے تراجم نہ ہونے کی وجہ سے عوام کے لئے اصل مسئلہ سمجھنا مشکل تھا، اس لئے بندہ نے حضرت شیخ الہند کے ترجمے تحریر کر دیئے ہیں۔ نیز جہاں آیت کا صرف ایک ٹکڑا مذکور تھا وہاں ضرورت کے پیش نظر پوری آیت نقل کر دی ہے۔

راقم نے رسالہ کو مفید تر بنانے کے لئے حتی الامکان کوشش کی ہے تاہم قارئین کی جانب سے جو مشورہ دیا جائے گا اسے ملحوظ رکھتے ہوئے آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر لی جائے گی اور بندہ اس کے لئے ممنون ہوگا۔ اس موقع پر بندہ حضرت مولانا سید محمد شاہد صاحب مدظلہ امین عام جامعہ مظاہر علوم کا بھی ممنون ہے کہ حضرت نے مصنف کتاب حضرت مولانا

حبیب احمد صاحب کیرانویؒ کے حالات سے متعلق مواد فراہم فرمایا۔ اسی طرح بندہ حضرت اقدس مولانا محمد سلیمان صاحب ناظم جامعہ مظاہر علوم کا ایک بار پھر شکر گزار ہے کہ حضرت موصوف کی طرف سے بندہ کے لئے یہ بڑی حوصلہ افزائی کی بات ہے کہ شعبہ تحفظ ختم نبوت مظاہر علوم کی جانب سے کتاب شائع ہورہی ہے۔ فجزاھم اللہ خیراً!

محمد راشد گورکھپوری استاذ شعبہ تحفظ ختم نبوت مظاہر علوم سہارنپور

تقریظ

حضرت اقدس مولانا سید محمد سلمان صاحب مدظلہ

ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم سہارن پور

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

لعین قادیان مرزاغلام احمد قادیانی ان دجاجلہ میں سے ایک ہے جن کے بارے میں حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت میں تیس کے قریب جھوٹے دجال یہ دعویٰ نہ کریں گے کہ وہ نبی ہیں۔ (رواہ مسلم)

ہر زمانے میں علماء محققین اس قادیانی جماعت اوراس کے برپاکردہ فتنہ کی سرکوبی کے لئے کمربستہ رہے ہیں اوراس کے دعاوی کاذبہ کے رد میں اس قدر کتب ورسائل تحریر کئے گئے کہ ایک مستقل کتب خانہ وجود میں آ گیا۔ یہ قادیانی جماعت مختلف گروہوں اورٹکڑوں میں بٹ گئی ہے اسی میں ایک گروہ لاہوری پارٹی کے نام سے موسوم ہے۔ پیش نظر کتاب میں اسی گروہ وجماعت کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔آج سے اسّی سال قبل ہمارے اکابراور ہمارے مشائخ میں حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی ایک معروف عالم دین گزرے ہیں۔جن کی یہ قیمتی تصنیف ہے۔عرصہ سے یہ کتاب نایاب تھی اورقدیم طرز پر اس کی طباعت کی گئی تھی۔اب الحمدللہ تعالیٰ! جدید طرز طباعت کے ساتھ مفید سے مفید تر بنا کر مجلس تحفظ ختم نبوت جامعہ مظاہر علوم سہارن پور کی جانب سے اس کی اشاعت کی جارہی ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اورلوگوں کے لئے نافع بنائے۔آمین! ہمارے یہاں شعبہ کے استاذ جناب مولانا محمد راشد صاحب نے اس کی طباعت واشاعت میں جو محنت کی اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ان کو اس کی جزاء خیر عطاء فرمائے۔ (سید محمد سلمان ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور)

التماس مصنف

اس رسالہ کے تمہیدی مضمون میں ہم فتنہ قادیان کی سنگینی اوراس کی مدافعت کی ضرورت ظاہر کر چکے ہیں۔ لہٰذا اس جگہ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ ہاں اس جگہ ہم کو یہ ظاہر کرنا ہے کہ ہم نے اس ضرورت کو محسوس کر کے اس فتنہ کی مدافعت کے لئے چند اہل خیر کے چندہ سے یہ رسالہ شائع کیا ہے اور ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس سلسلہ کو جاری رکھیں لیکن اس کام کا جاری رہنا اسی صورت میں ممکن ہے کہ مسلمان اس کام میں ہماری مدد کریں۔ اگر ہم آپ سے کہیں کہ ہمیں چندہ دو تب بھی کچھ بے جا نہیں۔ کیونکہ دنیا میں جو کام ایسے ہیں جن سے ایک جماعت کی مصلحت وابستہ ہے وہ سب عموماً چندہ ہی سے انجام پاتے ہیں۔ حتی کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنی دینی خدمات انجام دینے میں بھی چندہ کی ضرورت ہوتی تھی لیکن ہم آپ سے چندہ کی درخواست نہیں کرتے بلکہ صرف یہ درخواست کرتے ہیں کہ جو رسالہ ہم نے شائع کیا ہے آپ اس کو خریدیئے اور اس کی اشاعت میں سعی بلیغ فرمایئے۔ اگر اس کی رقم جلد وصول ہو جائے تو ہم اس رقم سے دوسرا رسالہ شائع کر سکیں گے اور اس کی قیمت سے تیسرا رسالہ شائع کریں گے اور اسی طرح بغیر اس کے کہ مسلمانوں پر چندہ کا بار پڑے یہ سلسلہ جاری رہے گا اور مفت میں ایک اہم دینی کام سرانجام ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس قدر اعانت بھی آپ حضرات نہ کریں گے تو پھر اس سلسلہ کا چلنا دشوار ہے۔ ہم آپ کو واضح طور پر بتلا دینا چاہتے ہیں کہ جس طرح آریوں اور عیسائیوں اور دیگر اہل کفر کی اسلام کے خلاف سازشوں کی مدافعت مسلمانوں پر فرض ہے۔ یونہی قادیانیوں کی سازش کی مدافعت بھی مسلمانوں پر فرض ہے بلکہ فتنہ قادیان کی سنگینی آریوں وغیرہ کے فتنہ سے بڑھی ہوئی ہے کیونکہ اس کا ضرر بہ نسبت کفار کے اسلام کے لئے بہت زیادہ ہے۔ اب آپ کو اختیار ہے کہ آپ اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں یا نہ کریں۔ ہم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ!

ملتمس: احقر حبیب احمد مؤلف رسالہ ہذا

(ساکن کیرانہ ضلع مظفر نگر مدرس مدرسہ ریاست یوسفیہ مینڈھو ضلع علی گڑھ)

نوٹ: اس رسالہ کے خریدنے سے آپ کو ایک یہ فائدہ ہوگا کہ آپ کا دین ان شاءاللہ تعالیٰ! فتنہ قادیانیت سے محفوظ رہے گا اور کسی مرزائی کا باطل افسوں آپ کے دین کو گزند نہ پہنچا سکے گا اور دوسرا فائدہ یہ کہ آپ کو فتنہ ارتداد کی مدافعت اور حفاظت اسلام کا ثواب ملے گا اور اگر تجاراً اس کو خرید کر فروخت کریں گے تو ان کو ان دو دینی فائدوں کے علاوہ

تیسرا فائدہ ان شاء اللہ! دنیاوی نفع بھی ہوگا۔(مؤلف)

تقریظ

پاسبان ختم نبوت حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری صاحب

ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت و نائب مہتمم دارالعلوم دیو بند

مدعی نبوت مرزا غلام احمد کے ماننے والوں کا ایک گروہ لاہوری پارٹی سے جانا جاتا ہے یہ بھی اپنے آپ کو مسلمانوں کا ایک فرقہ بتانے کے لئے عام لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کرتا ہے کہ ہماری پارٹی مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتی جس کی وجہ سے ہم دائرہ اسلام سے خارج قرار دیئے جائیں بلکہ ان کو صرف مجدد مانتی ہے۔ اس مغالطہ کی بناء پر ناواقف حضرات کہہ دیا کرتے ہیں کہ قادیانی پارٹی (جو مرزا کو نبی مانتی ہے) کو تو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنا چاہئے۔ مگر لاہوری پارٹی کو دائرہ اسلام میں داخل ماننا چاہئے اور مسلمانوں کو ان کے ساتھ میل جول رکھ کر ان کی اسلامی وسماجی خدمات سے استفادہ کرنا چاہئے۔ پچھلے دنوں تک ملک میں لاہوری پارٹی کی تحریکات بعض مقامات پر تھیں مگر اب چند سالوں سے انہوں نے بھی اپنی سرگرمیاں دہلی وغیرہ مختلف صوبوں میں تیز کردی ہیں جن کی وجہ سے عام مسلمان ان کو مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ تصور کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ تمام علماء اسلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مرزا کے ماننے والوں کی دونوں پارٹیاں قادیانی ولاہوری کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

جناب مولانا حبیب احمد صاحب کیرانویؒ نے اس مغالطہ کے ازالہ کے لئے یہ رسالہ تراسی سال قبل تالیف فرمایا تھا جو اپنے موضوع پر کامل ومکمل قیمتی رسالہ ہے۔ جس سے مدلل طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد نے صاف صاف نبوت کا دعویٰ کیا ہے جس سے لاہوری پارٹی کو بھی انکار کی گنجائش نہیں مل سکتی۔ اس سے استفادہ کو آسان بنانے کے لئے موجودہ قواعد کتابت وتفہیم کی رعایت کرتے ہوئے اس پر جناب مولانا محمد راشد صاحب گورکھ پوری نے حوالوں کی مراجعت کر کے نیز ضروری حواشی لگا کر قابل قدر محنت کی ہے۔ خداوند کریم اس کو قبول فرمائے۔ بڑی مسرّت کی بات ہے کہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے ذمہ داران نے جامعہ کے شعبہ تحفظ ختم نبوت کے تحت اس کی طباعت واشاعت کا اہتمام فرمایا ہے۔ امید ہے کہ اس طرح کے اور رسائل وکتب بھی شعبہ کی طرف سے منظر عام پر آئیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

تعارف مصنف کتاب

حضرت مولانا حبیب احمد صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی شیخ عبدالحکیم ہے۔ ۱۷؍شوال المکرّم ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۱ء میں آپ نے جامعہ مظاہرعلوم میں داخلہ لے کر مشکوٰۃ شریف، شرح وقایہ، مختصرالمعانی، سلّم العلوم وغیرہ کتابیں پڑھیں اور شعبان ۱۳۱۹ھ میں مذکورہ کتب کا امتحان دے کر اچھے نمبرات سے کامیابی حاصل کی۔ شوال ۱۳۲۹ھ/ ۱۹۱۱ء میں علمی پیاس بجھانے کے لئے آپ نے دوبارہ جامعہ مظاہرعلوم میں داخلہ لے کر مطوّل، حمداللہ، ہدایہ اول، ملاحسن، میبذی وغیرہ کتب پڑھیں۔ فراغت کے بعد آپ نے علمی مشغلہ میں قدم رکھا۔ بیشتر اداروں میں آپ نے علمی ودینی خدمات انجام دیں۔ ایک زمانہ میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ یوسفیہ مینڈھو ضلع علی گڑھ میں رئیس الاساتذہ بھی رہے۔ اسی زمانہ میں آپ نے زیرنظر کتاب بھی تالیف فرمائی۔ ۱۳۳۴ھ/ ۱۹۱۶ء میں امدادالعلوم تھانہ بھون میں منصب تدریسی پر فائز رہ کر طلبہ کی علمی تشنگی بجھائی۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمت میں ایک طویل عرصہ گزارا۔ حضرت کی تصانیف میں معین ومددگار بنے۔ حوادث الفتاویٰ، ترجیح الراجح، بہشتی زیور، تفسیر بیان القرآن اور امدادالفتاویٰ پر آپ نے حضرت اقدس تھانوی کی فرمائش پر نظر ثانی فرماتے ہوئے بہت سے اضافے اور اصلاحات کیں۔ ضمیمے اور تتمے لکھے۔ نیز ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء میں بیان القرآن پر حواشی تحریر فرمائے۔

آپ ایک متبحر عالم دین اور مضبوط استعداد کے مالک تھے۔ آپ کی تصنیفات میں الاسئلۃ البدیعۃ من جمیع علماء الشیعہ، فتویٰ گاؤکشی، اظہار البطلان لدعویٰ مسیح قادیان، تنبیہ نافع، اسلام کی اصلی تصویر، تفسیر حل القرآن، احوال الصادقین ترجمہ تنبیہ المغترین، ارشاد المسلمین الی مصالح الدنیا والدین اورکلام الملوک وغیرہ کتب قارئین سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ آپ کی کاوش ''حل القرآن'' قرآن شریف کی مایہ ناز تفسیر ہے جو۱۲ جلدوں میں مکمل ہوئی۔ جلد اول مستقل کتابی شکل میں اور باقی جلدیں ماہنامہ الہادی دہلی میں قسط وار شائع ہوئیں جن کو بعد میں مرتب کر کے کتابی شکل دے دی گئی۔ پھر ۱۳۸۰ھ میں اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن مکتبہ تھانوی دیوبند سے شائع ہوا جو تیس اجزاء پر مشتمل ہے۔ ان کی دیگر تصنیفات وتالیفات کی تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے ''علماء مظاہرعلوم سہارنپور اوران کی علمی وتصنیفی خدمات ج دوم ص۴۳ تا۴۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا وما کنّا لنهتدی لولا ان هدانا الله والصلوٰة والسلام علی رسوله ونبیّه محمد وآله واصحابه اجمعین!

امابعد! احقر حبیب احمد کیرانوی مسلمانوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ حضرات فرقۂ قادیانی سے ناواقف نہیں ہیں جو تقریباً چالیس پینتالیس برس سے وجود میں آیا ہے جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے جس کے ذاتی حالات سے مجھے کچھ زیادہ واقفیت نہیں ہے۔ ہاں! جس قدر حالات کا مجھے اس کی کتابوں سے پتہ چلا ہے وہ یہ ہیں۔

علوم شرعیہ سے عدم واقفیت

کہ وہ علوم شرعیہ سے بالکل نابلد تھا۔ چنانچہ اس نے خود اپنی کتاب (آئینہ کمالات ص۵۴۵، خزائن ج۵ ص۵۴۵) میں لکھا ہے: ''**لم یتفق لی التوغل فی علم الحدیث والاصول والفقه الّا کطلّ من الوبل**'' یعنی مجھے علم حدیث اور اصول اور فقہ میں مشغولی کا اتنا بھی موقعہ نہیں ملا جس قدر کہ شبنم کو موسلا دھار بارش سے نسبت ہوتی ہے۔

مغربی علوم کا غلبہ

اس کے دماغ میں مغربی علوم کی روشنی تھی جیسا کہ اس کے نیچریانہ خیالات[۱] سے ظاہر ہے نیز بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے مختاری کا امتحان بھی دیا تھا جس میں وہ فیل ہوگیا۔ (سیرت المہدی ج اوّل ص ۱۳۸، روایت نمبر۱۴۷) تفسیر قرآن وحدیث کا رنگ اس نے سرسید سے اڑایا گو وہ اس کا مقلد نہیں رہا۔ مگر طرز وہی ہے کسی قدر جدّت لئے ہوئے اور اس جدّت پر اس کو اس کے دعوئ نبوت نے مجبور کیا ہے۔

۱؎ مثلاً (ازالہ اوہام ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶) پر حضرت عیسیٰ کے رفع آسمانی کو محال ثابت کرتے ہوئے رقم طراز ہے: ''ایک اعتراض یہ ہے کہ نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرۂ زمہریر تک بھی پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ پس اس جسم کا کرۂ ماہتاب یا کرۂ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔'' (محمد راشد)

مرزا کا فہم

فہم کے لحاظ سے جو اس کا رتبہ تھا اس کا اندازہ آپ اس واقعہ سے کر سکتے ہیں کہ خود دعویٰ کرتا ہے کہ جس قدر مجھے الہامات ہوئے۔ پہلے تیرہ سو برس میں کسی کو نہیں ہوئے اور کہتا ہے کہ جو کوئی منکر ہو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے[۱]۔ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶، از صحیفہ رنگون[۲]) حالانکہ جب یہود ونصاریٰ نے دعویٰ کیا: ''**وقالوا لن یدخل الجنة الا من کان هوداً او نصٰری تلک امانیهم قل هاتوا برهانکم ان کنتم صادقین** (البقرہ:۱۱۱)'' تو حق تعالیٰ اپنے رسول سے فرماتے ہیں کہ تم ان مدعیوں سے ان کے دعویٰ کی دلیل طلب کرو اور کہو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے اس دعویٰ کی دلیل پیش کرو۔ اس آیت میں یہ اصول تسلیم کر لیا گیا ہے کہ بار ثبوت مدعی کی گردن[۳] پر ہے اور یہ اصول کچھ قرآن کا ہی مسلم نہیں ہے بلکہ تمام دنیا اس اصول کو صحیح تسلیم کرتی ہے۔ مگر مرزا نے دعویٰ خود کیا اور بار ثبوت منکر کی گردن پر رکھا۔ یہ ایک نمونہ تھا مرزا کے فہم کا ایسے بہت سے نمونے ہیں۔

۱؎ مرزا نے بار ثبوت منکر کی گردن پر ڈالا لیکن اگر یہ کوئی کہے کہ نہ میں انکار کرتا ہوں نہ اقرار لیکن چونکہ آپ کا بیان ایک خبر ہے اور خبر میں سچ اور جھوٹ دونوں کا احتمال ہے اس لئے آپ مجھے اس کا سچا ہونا سمجھا دیجئے تو پھر بار ثبوت کس کے ذمہ ہوگا؟ (مصنف)

۲؎ اس کتاب کو حضرت مولانا شاہ عالم صاحب مدظلہ نے دوبارہ ایڈیٹ کیا ہے جو ''روئداد مباحثہ رنگون'' کے نام سے دینی تعلیمی ٹرسٹ لکھنو کی جانب سے حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب فاروقی مدظلہ نے شائع فرمائی ہے۔ (محمد راشد)

۳؎ نیز اس اصول کی تائید میں حدیث رسول بھی ہے: ''**عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النّبی ﷺ قال فی خطبته البینة علی المدعی والیمین علی المدعیٰ علیه** (ترمذی ج۱ ص۲۴۹)'' یعنی دلیل مدعی کے ذمہ اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ واجب ہے۔ اسی طرح دنیا کی ہر عدالت مدعی سے ہی دلیل طلب کرتی ہے۔ پس قرآن وحدیث مزید برآں دنیا کی ہر عدالت جب یہ اصول تسلیم کرتی ہے کہ دلیل مدعی پر واجب ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کا مدعی علیہ سے دلیل طلب کرنا اس کے فہم کے دیوالیہ پن کا بیّن ثبوت نہیں تو کیا ہے؟ (محمد راشد)

مرزا کی گالی

تہذیب اور متانت میں جو درجہ تھا اس کا اندازہ اس سے کر لیجئے کہ وہ (آئینہ کمالات ص۵۴۷،۵۴۸، خزائن ج۵ ص۵۴۷،۵۴۸) میں لکھتا ہے: ’’**تلک کتب ینظر الیھا کل مسلم بعین المحبۃ والمودۃ وینتفع من معارفھا ویقبّلنی ویصدق دعوتی الا ذرّیۃ البغایا[1] الذین ختم اللہ علٰی قلوبھم فھم لا یقبلون**‘‘ یعنی یہ (مرزا کی تصنیفات) وہ کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان محبت ومودّت کی نظر سے دیکھتا اور ان کے معارف سے منتفع ہوتا اور مجھ کو قبول کرتا اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ بجز چھنال[2] عورتوں کی اولاد کے، جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے سو وہ قبول نہیں کرتے۔

[1] عام طور پر قادیانی اس میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ ذریۃ البغایا کا معنی ’’گمراہ اور ہدایت سے دور لوگ‘‘ ہیں جب کہ یہ لفظ عربی ہے اور عربی میں سخت گالی مانی جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ان کے گرو گھنٹال مرزا غلام احمد قادیانی نے جابجا ’’ذریۃ البغایا‘‘ اور بغایا کا استعمال کرنے کے بعد بازاری اور بدکار جیسے الفاظ سے ترجمہ کر کے تاویل مذکور کے پرخچے اڑا دیئے ہیں۔ ثبوت کے لئے دیکھئے (خطبہ الہامیہ ص۱۷، خزائن ج۱۶ ص۴۹، الھدی والتبصرہ لمن یری ص۴۷، خزائن ج۱۸ ص۲۹۱، انجام آتھم ص۲۸۲، خزائن ج۱۱ ص۲۸۲) (محمد راشد)

[2] اس جگہ ہم محمد علی امیر جماعت احمدیہ سے سوال کرتے ہیں کہ آپ تسلیم کرتے ہیں کہ تمام کلمہ گو مؤمن ہیں۔ نیز آپ اپنی کتاب (رد تکفیر ص۱۹) میں اس حدیث کو بھی تسلیم کرتے ہیں: ’’سباب المؤمن فسوق‘‘ یعنی مسلمانوں کو گالی دینا فسق ہے اور آپ اس کا بھی انکار نہیں کر سکتے کہ مرزا نے مسلمانوں کو (آئینہ کمالات ص۵۴۸، خزائن ج۵ ص۵۴۸) میں چھنال کے بچے اور حرامی اور ان کی ماؤں کو چھنالیں کہا تو کیا ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے کہ مرزا فاسق تھا؟ اب سوال یہ ہے کہ کیا ایک فاسق خدا کا برگزیدہ اور مامور اور مرسل ہوسکتا ہے؟ اگر آپ کے پاس اس کا جواب ہو تو ہم بھی سننا چاہتے ہیں۔ نیز فرمایئے کہ کیا ایسے فاسق کی نسبت آپ کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی محفوظ بمعنی معصوم تھے۔ مسلمانوں کو فریب دے کر گمراہ کرنا نہیں ہے۔ اگر آپ کے پاس اس کا کوئی جواب ہو تو ہم بھی سننا چاہتے ہیں۔ نیز قرآن کریم میں ان لوگوں کے لئے جو پاکباز اور باعصمت بیبیوں پر زنا کی تہمت لگائیں، دنیا میں حد قذف اور آخرت میں عذاب الیم کی سزا مقرر کی گئی ہے اور ان کی نسبت حکم فرمایا ہے کہ ان کی شہادت کبھی مت قبول کرو۔ (النور:۴) تو آیا مسلمانوں پر خدا کے اس حکم کا ماننا فرض ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو پھر جس فاسق نے کروڑوں پارسا عورتوں کو زانیہ کہا اس کی شہادت مسلمان کیوں کر قبول کر سکتے ہیں۔ (مصنف)

فرمائیے! اس سے زیادہ بدزبانی کیا ہوگی؟ اسلام تو درکنار ہم تو کافروں کو بھی نہیں دیکھتے کہ وہ مسلمانوں کی ماؤں کو چھنال اور فاحشہ کہیں۔ یہ لفظ اوّل ہم نے شیعوں کی کتاب ’’کافی کلینی‘‘ میں دیکھا تھا۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے (جن کا نام اس وقت میری یاد سے اتر گیا ہے شاید امام باقرہیں یا امام جعفر) اپنے ایک صحابی ابوحمزہ ثمالی سے فرمایا تھا: ’’یا ابا حمزۃ ان الناس کلھم اولاد بغایا ما خلا شیعتنا[۱]‘‘ یعنی اے ابوحمزہ ہمارے شیعوں کے سوا تمام لوگ چھنال اور فاحشہ عورتوں کی اولاد ہیں، یا ہم آج دوسری دفعہ انہیں الفاظ کو مرزا کی کتاب آئینہ کمالات میں دیکھ رہے ہیں۔ مزید گالیوں کی تفصیل رسالہ ’’عشرۂ کاملہ‘‘ (مندرجہ احتساب قادیانیت) میں دیکھو جس میں مرزا کی گالیوں کو جو اس نے اپنے مخالفین کے لئے استعمال کی ہیں۔ حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے۔ مگر ’’ذریۃ البغایا‘‘ (چھنالوں کے بچے) جو مرزا نے آئینہ کمالات میں استعمال کیا ہے وہ اس میں نہیں ہے ہم نے خود آئینہ کمالات سے نقل کی ہے۔

شاندار جھوٹ

تقدس اور عفت میں مرزا کا مرتبہ دیکھنا ہو تو منکوحہ آسمانی[۲] کا واقعہ فیصلہ آسمانی (مصنفہ حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری) ہر سہ حصص میں دیکھو۔ (مندرجہ احتساب قادیانیت جلد۷) جھوٹ تمام مذاہب میں تو درکنار تمام متین اور مہذب آدمیوں کے نزدیک بھی معیوب سمجھا جاتا ہے۔۔ مگر مرزا نے اپنے طرز عمل سے اس تمام دنیا کے مسلّم مسئلہ کو بھی غلط ثابت کردیا اور بتلادیا کہ جھوٹ بولنا کوئی عیب نہیں۔ چنانچہ مرزا نے بہت سی باتیں کہی ہیں جن کو کوئی مرزائی تاقیامت سچ ثابت نہیں کرسکتا۔ نمونہ کے لئے صرف ایک واقعہ لکھا جاتا ہے جو یہ ہے کہ مرزا نے ’’شہادت القرآن‘‘ میں لکھا ہے: ’’اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان

۱؎ یہ قول امام باقر کا ہے (کافی کلینی حصہ سوم موسوم بہ فروع کافی مطبوعہ نولکشور لکھنو۔ (محمد راشد)

۲؎ یہ اشارہ ہے ایک نوعمر لڑکی (جو اس وقت بقول مرزا بالکل چھوکری تھی یعنی ۹ برس کی) محمدی بیگم بنت مرزا احمد بیگ کے واقعہ کی طرف، جس پر مرزا غلام احمد قادیانی پچاس سے زائد برس کی عمر میں فریفتہ ہوگیا تھا اور اس کو حاصل کرنے کے لئے آسمانی نکاح کا حوالہ دے رہا تھا۔ مگر آہ! صد بار آہ! کہ مرزا کی یہ آرزو سینے میں دفن ہوکر رہ گئی اور خود مرزا زمین میں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (شہادت القرآن ص۸۱، خزائن ج۶ ص۳۷۶، انجام آتھم ص۳۱ خزائن ج۱۱ ص۳۱ برحاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۳، آئینہ کمالات اسلام ص۳۲۵، خزائن ج۵ ص۳۲۵)

حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آوے گی کہ: ''ھذا خلیفة اللہ المھدی '' اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔'' (شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

حالانکہ اس خلیفہ کا اور ان الفاظ کا بخاری میں نام تک نہیں۔ یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کو ہر آدمی سمجھ سکتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی مرزائی سے کہا جاوے کہ بھائی ذرا بخاری میں اس خلیفہ کا ذکر دکھلا دو جس کے لئے آسمان سے یہ ندا آئے گی کہ: ''ھذا خلیفة اللہ المھدی '' اس سے تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ مرزا نے جھوٹ بولا یا سچ؟ یہ صرف ایک نمونہ تھا۔ ورنہ ایسے بہت سے نمونے مرزا کی کتابوں میں موجود ہیں جو سچائی سے دور ہیں۔

تحریف مرزا پر یہود ونصاریٰ بھی شرمندہ

مرزا کو تحریف میں اتنا ملکہ تھا کہ یہود ونصاریٰ بھی اس کے سامنے گرد ہوگئے۔

مرزا کی چرب زبانی

لسّان اتنا بڑا تھا کہ جب ایک واقعہ کے انکار کی ضرورت سمجھتا تھا تو نہایت زور شور سے انکار کرتا تھا اور جب اسی واقعہ کے اثبات کی ضرورت سمجھتا تھا تو اسی زور وشور سے اس کو ثابت کرتا تھا۔

عیسائیت کے اثرات

غرض اس مرزا غلام احمد قادیانی نے جس کے حالات کا بہت ہی مختصر سا نقشہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے نبوت کا دعویٰ کیا اور چونکہ یہ شخص حقیقت میں سرسید کا خوشہ چیں[۱] اور

[۱] نیچری مذہب کے بانی سرسید احمد خان ہندوستان میں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے اور ان کے بغیر باپ کے پیدا ہونے سے انکار کیا۔ ان ہی نظریات کو مرزا غلام احمد قادیانی نے بعد میں اپنالیا۔ پس سرسید احمد خان عقیدہ وفات مسیح اور ان کی پیدائش بلا پدر میں مرزا کے استاذ اور مرزا ان کا خوشہ چیں ٹھہرا۔ مرزا بشیر احمد ایم اے نے (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۱۴۱) پر مرزا غلام احمد قادیانی کی سرسید خاں سے مکاتبت کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ (محمد راشد)

عیسائیوں کے اثر سے بہت کچھ متأثر تھا۔ اس لئے عام طور پر انگریزی داں اشخاص اس کے دام فریب میں آنے لگے اور اس نے اپنا ایک باقاعدہ جتھا بنالیا اور اپنی فریب آمیز تقریروں اور تحریروں سے بہت سے لوگوں کو مرتد بنالیا۔

جب کہ ۱۹۰۸ء میں یہ شخص اپنے مقر اصلی میں پہنچا تو ایک شخص نورالدین نامی اس جھوٹے مدعی نبوت کا خلیفہ ہوا اور ۱۹۱۴ء تک اس نے گمراہی پھیلائی۔ اس عرصہ تک یہ سب لوگ مرزا کو نبی مانتے رہے اور کوئی اختلاف ان میں رونما نہیں ہوا۔ مگر ۱۹۱۴ء میں نورالدین کے مرنے کے بعد خلافت میں نزاع ہوا اور دو پارٹیاں ہوگئیں۔ ایک قادیانی پارٹی، جو مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا محمود کو خلیفہ مانتی ہے اور دوسری لاہوری پارٹی جو محمد علی ایم.اے.ایل.ایل.بی کو اپنا امیر تسلیم کرتی ہے۔ ان دو پارٹیوں میں امارت وخلافت کے علاوہ اس میں بھی نزاع پیدا ہوگیا کہ غلام احمد کو مدعی نبوت ظاہر کرنا چاہئے یا نہیں۔ مرزا محمود کی پارٹی جو ایک بہت بڑی پارٹی ہے اور مرزا غلام احمد کی چال پر چلتی ہے، اس نے تو یہی سنک اختیار کیا کہ ضرور اس کو مدعی نبوت ظاہر کیا جائے اور اس میں کسی پالیسی کے برتنے کی ضرورت نہیں۔ مگر محمد علی کی پارٹی جو ایک مختصر جماعت تھی اس نے اس میں مصلحت[۱] سمجھی کہ مسلمانوں کے سامنے ایسے الفاظ پیش کرنا، جس سے ان کو توحش ہو۔ مصلحت کے خلاف ہے۔ اس لئے مرزائیت کی تبلیغ اس عنوان سے کی گئی کہ مرزا نے صرف مجددیت کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ نبوت کا اور اس عنوان سے اس نے مسلمانوں کو فریب دے کر اپنی جماعت کو بڑھانا چاہا، ہزاروں اللہ کے بندوں نے اس جماعت کے فریب میں آکر ایمان کھولیا اور کھو رہے ہیں۔

لاہوری جماعت کے اہداف

اس جماعت کا ایک بڑا سرگرم کارکن خواجہ کمال الدین ہے جو مسلمانوں سے تبلیغ

۱؎ اس پارٹی کی اس مصلحت اندیشی کا پتہ اس سے بخوبی چلتا ہے کہ نواب صاحب کے سوالات کے جواب میں یہ فقرہ بھی محمد علی کے قلم سے نکل گیا کہ: ''مرزا محمود کی پارٹی کے عقائد ایسے ہیں کہ عام طور پر مسلمان کبھی انہیں قبول نہیں کرسکتے۔'' اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا محمود کے عقائد سے جو کہ درحقیقت مرزا غلام احمد کے عقائد ہیں محض مسلمانوں کے توحش رفع کرنے کے لئے علیحدگی اختیار کی گئی ہے۔ ان کے اختلاف کی پالیسی پر مبنی ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ نعمت اللہ مرزائی کے قتل ہونے پر دونوں پارٹیاں بالاتفاق چیخ اٹھیں۔ (مصنف)

اسلام کے نام سے چندے وصول کرتا ہے اور مرزائیت کے پھیلانے میں ان کو صرف کرتا ہے۔ گویا اس نے مسلمانوں کو اتنا بیوقوف بنایا ہے کہ انہیں کے روپیہ سے انہیں کی جڑ کاٹتا ہے اور مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ ہزار انہیں کوئی سمجھائے مگر وہ کب سنتے ہیں۔

اس جماعت کا بلکہ عموماً مرزائیوں کا یہ روّیہ ہے کہ وہ اکثر ایسے لوگوں پر اثر ڈالتے ہیں جو یا انگریزی داں ہوں یا رئیس اور اس میں مصلحت یہ ہے کہ یہ لوگ عموماً دین سے ناواقف اور اہل اللہ سے بے تعلق ہوتے ہیں اور اس لئے وہ ان کے فریب میں جلد آجاتے ہیں اور جب وہ ان کے دام میں پھنس جاتے ہیں تو وہ ان سے دوقسم کے فائدے حاصل کرتے ہیں۔

ایک یہ کہ ان سے بڑی بڑی رقمیں وصول کرتے ہیں۔

اور دوسرا یہ کہ ان کی وجاہت سے عوام پر اثر ڈالتے ہیں۔

انہیں باتوں کو مدنظر رکھ کر ان لوگوں نے عالی جناب[1] نواب لیاقت حسین خان صاحب

[1] اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے نواب صاحب ممدوح سے بذریعہ اپنی درخواست مؤرخہ ۸/جون ۱۹۲۴ء میں درخواست کی کہ ہم نے سنا ہے کہ ہمارے مخالفین نے آپ کو ہماری جماعت سے جو محض ایک خادم اسلام جماعت ہے بہت بدظن کر دیا ہے آپ کو خدا نے عہدہ مجسٹریٹی عطاء فرمایا ہے اس لئے جس طرح آپ دنیوی معاملات میں انصاف سے کام لیتے ہیں دینی معاملات میں بھی انصاف سے کام لیجئے۔ ایک فریق کے بیان پر فیصلہ کرنا خلاف انصاف ہے۔ اس لئے ہمارا بھی بیان سن لیجئے اور اس کے بعد آپ کو اختیار ہے جو چاہیں ہماری نسبت رائے قائم کریں۔ نواب صاحب ممدوح نے اس درخواست پر ان کے بیان لینے شروع کئے اور ان کے پاس بھی سوالات بھیج دیئے۔ اس کا جواب انہوں نے دیا۔ نواب صاحب نے ان جوابات پر مزید تنقیحی سوالات قائم کر کے بھیج دیئے۔ ان سوالات نے مرزائیوں کے چھکے چھڑا دیئے اور تقریباً مہینہ بھر تک خاموش رہے۔ نواب صاحب کی طرف سے جواب کا تقاضا ہوا، اس کے جواب میں نہایت دبے ہوئے الفاظ میں جواب کا وعدہ کیا مگر اس کے بعد بھی جواب نہ آیا تو نواب صاحب کی طرف سے پھر تقاضا ہوا۔ اس کے جواب میں اوّل وعدہ ہوا اور اس کے کئی روز بعد اللہ اللہ! کر کے جواب آیا۔ دیکھا تو محض بے قاعدہ اور آخر میں لکھ دیا کہ ہمیں اتنے سوالوں کے جواب کی فرصت نہیں۔ نواب صاحب نے پھر ان کو راہ پر لانا چاہا، مگر انہوں نے تو موت کا منہ دیکھ لیا تھا۔ وہ کسی طرح سیدھے نہ ہوئے۔ آخر کئی مرتبہ کی خط وکتابت کے بعد صاف جواب دے دیا کہ ہم پیچیدہ بحثوں میں نہیں پڑنا چاہتے اور خدا خدا کر کے نجات پائی۔ جان بچی لاکھوں پائے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ! اس گفتگو کو مرتب کر کے کسی وقت مسلمانوں کے سامنے پیش کریں گے۔ مصنف

بہادر زید مجدہم رئیس مینڈھو کو مرزائیت کے دام میں پھانسنے کی کوشش کی۔ مگر نواب صاحب ممدوح چونکہ دین دار اور اہل اللہ سے تعلق رکھنے والے شخص ہیں۔ اس لئے انہوں نے ان کے دام فریب کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور مرزائیوں کو جان بچانی مشکل پڑ گئی اور ایسی شکست فاش کھائی کہ اب ان شاء اللہ! وہ بے سوچے سمجھے ہر ایک پر ہاتھ نہ ڈالیں گے۔ اس لئے کہ ان کو شیخ سعدی کے اس شعر کی عملی طور پر تصدیق ہوگئی ہے۔

صیاد نہ ہر بار شکارے بہ برد　　　باشد کہ یکے روز پلنگش بخورد

وجہ تالیف

اس واقعہ نے مجھ پر ایک خاص اثر ڈالا اور میں نے ان کے اس خطرناک فریب کو محسوس کر کے ارادہ کیا کہ مرزائیت کے فتنہ سے مسلمانوں کو بچانے کی کوشش کروں۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ اب مسلمانوں کی حالت اس مرتبہ تک پہنچ گئی ہے کہ وہ ہر ایک سبز باغ دکھلانے والے کے فریب میں آ جاتے ہیں اور دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست سمجھنے لگتے ہیں۔ اس لئے ان کو خطاب کرنا بے سود ہے۔ مگر پھر خیال ہوا کہ جس وقت جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خیبر پر جھنڈا دے کر بھیجا ہے تو ان سے فرمایا کہ اے علی! اگر ایک شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعہ سے ہدایت کردی تو وہ بھی تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ سو اسی طرح اگر ایک شخص بھی میری کوشش سے فتنہ مرزائیت سے بچ گیا تو وہ بھی میرے لئے کافی ہے۔

اس خیال نے مجھے ہمت دلائی اور میں نے اس کام کو شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ انجام بخیر کرے اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ میری ہر مسلمان سے درخواست ہے کہ جس کے ہاتھ میں یہ کتاب پہنچے وہ اپنے اوپر لازم کرلے کہ اس کو اوّل سے آخر تک ایک مرتبہ ضرور دیکھ جائے۔ دنیا طلب علم کے لئے ہزاروں کوس کا سفر کر کے علم حاصل کرتی تھی۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ علم آپ کے گھر آتا ہے اور آپ اسے قبول نہیں کرتے۔ مسلمانو! اگر ایمان عزیز ہے تو غفلت کو چھوڑو، ہوشیار رہو۔ آج جس قدر اسلام پر اندرونی و بیرونی حملے ہورہے ہیں۔ وہ سب تمہاری غفلت سے ہورہے ہیں۔ یہ سب حملہ کرنے والے دین کے چور ہیں اور مثل مشہور ہے ''پتہ کھڑکا چور بھڑکا'' چور کے پاؤں نہیں ہوتے۔ ذرا مالک کو ہوشیار پاتے ہیں تو فوراً بھاگ جاتے ہیں۔ ہاں! اگر گھر کے لوگ افیون

کھا کے سور ہے ہیں تو پھر چور نہایت اطمینان کے ساتھ گھر کا صفایا کریں گے اور یہ نقصان خود تمہاری غفلت سے ہوگا۔

تم اس واقعہ سے سبق حاصل کرو اور دیکھو کہ آخر یہ وہی مرزائی تو ہیں جنہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو مرتد بنا ڈالا۔ مگر نواب صاحب کے سامنے سے کیسے بدحواس ہوکر بھاگے۔ آخر یہ کیوں؟ محض اس واسطے کہ انہوں نے نواب صاحب ممدوح کو بیدار پایا۔ اگر تم بھی بیدار ہو جاؤ گے تو میں خدا کے بھروسہ پر ذمہ کرتا ہوں کہ تم تمام چوروں سے اپنے متاع ایمان کو بچالو گے اور بھائیو! اگر تم خدانخواستہ سوتے رہے اور کسی طرح بیدار نہ ہوئے تو پھر ایمان کی خیر نہ سمجھو۔ ایمان بڑی دولت ہے تم کو بلامحنت مل گیا ہے۔ اس لئے تمہیں قدر نہیں۔ دیکھو تم اس کی قدر کرو اور اس کی حفاظت کرو اور جعل ساز فریبیوں کے دام میں آ کر تم اس بیش بہا دولت کو ضائع نہ کرو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ مرزاغلام احمد بالکل جھوٹا۔ اس کے جتنے دعوے ہیں سب جھوٹ اور فریب ہیں اور یہ سب کارروائی جعلی ہے۔ اس کے جھوٹے ہونے میں ذرا سا بھی شبہ نہیں۔ اس کو جن لوگوں نے نبی یا مجدد اور امام مانا ہے وہ عموماً وہی لوگ ہیں جو پہلے سے دین سے بے خبر اور دنیا میں منہمک تھے اور اب تو مرزائی تعلیم نے ان کے جہل اور حب دنیا کو اور بھی چمکا دیا ہے تم اس سے دھوکہ نہ کھانا کہ مرزا کے گروہ میں بعض نام کے مولوی بھی شامل ہوگئے۔ کیونکہ سب مولوی نہ صاحب فہم ہوتے ہیں نہ دیندار۔ کیا بعض مولوی عیسائی نہیں ہوگئے؟ تو کیا ان کے عیسائی ہو جانے سے عیسائیت حق ہوگئی؟ ہرگز نہیں تو ان نام کے مولویوں کے قادیانی ہو جانے سے مرزائیت کیسے حق ہو جائے گی۔ میں تمہیں اطمینان دلاتا ہوں کہ مرزائیت کے اصول، اسلام کی بیخ کنی کرنے والے ہیں اور جو مرزا کو مجدد اور نبی مانتا ہے وہ درپردہ اسلام کو باطل ٹھہراتا ہے اور تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر قرار دیتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک اصول بیان کرتا ہوں جو یہ ہے:

نزول عیسیٰ کا عقیدہ ایک شرکیہ عقیدہ ہے:

تمام مرزائی اور خود مرزا ان واقعات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اب تک زندہ ماننا اور ان کے دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھنا ایک مشرکانہ عقیدہ ہے۔ (ازالہ اوہام ص۲۵۲، خزائن ج۳ ص۲۲۷، دافع البلاء ص۱۵، خزائن ج۱۸ ص۲۳۵، شہادت القرآن ص۷۸، خزائن ج۶ ص۳۷۳) جس میں ہزاروں مفاسد ہیں مثلاً:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے معزول کرنا، (۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے قصور جنت سے نکالنا، (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا ماننا، (۴) جناب رسول اللہ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے کا انکار کرنا، (۵) جناب رسول اللہ ﷺ کی توہین کرنا، (۶) خدا کو جھوٹا بتلانا، (۷) خدا کے تمام وعدوں کو بے اعتبار بنا دینا وغیرہ وغیرہ۔

تمام مسلمان نزول عیسیٰ کے عقیدہ پر تھے:

اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ پہلے تمام مسلمان اسی عقیدہ پر تھے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود تشریف لائیں گے۔ چنانچہ مرزا کہتا ہے کہ: ''نزول مسیح کی حقیقت میرے سوا کسی پر نہیں کھلی اور سب یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول جسمانی ہے نہ کہ روحانی۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۴۰۵،۶۰۶، خزائن ج۵ص۵۵۲)

نتیجہ: اب کیا ان دونوں باتوں سے یہ ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلے تمام اولیاء واقطاب ومجددین ومجتہدین وغیرہ سب کے سب درحقیقت مشرک اور حضرت عیسیٰ کو خدا ماننے والے اور ختم نبوت کے منکر وغیرہ تھے۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی شخص بھی جو ذرا سی بھی سمجھ رکھتا ہو۔ اس صریح نتیجہ سے انکار کرے گا۔ یہ بحث الگ ہے کہ وہ اس شرک اور کفر میں دانستہ مبتلاء ہوئے یا اس وجہ سے مبتلا ہوئے کہ انہیں خبر نہیں تھی کہ یہ شرک اور کفر ہے۔ مگر مشرک وکافر تو ماننا لازم ہے۔ سواوّل تو میں نہیں کہہ سکتا کہ جس کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہے وہ اس کو تسلیم کرے گا کہ بے شک وہ کافر ومشرک تھے۔ مگر انہیں اپنے شرک وکفر کا علم نہ تھا اور اگر کوئی یہ کہنے کی جرأت بھی کرے تو اب یہ سوال ہوگا کہ آیا خدا بھی جانتا تھا یا نہیں کہ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا تسلیم کر لینا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ خدا بھی نہیں جانتا تھا تب تو قصہ ہی ختم ہے اور اگر کہیں کہ خدا ضرور جانتا تھا تو اب سوال یہ ہے کہ جب آپ کو مسلّم ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد ہوتا رہا ہے اور وہ مجدد خدا کا مرسل[1] ہوتا تھا اور اس پر خدا کی طرف سے وحی بھی ہوتی تھی تو کیا خدا نے اپنے بارہ رسولوں کا اس مشرکانہ اور کفریہ عقیدہ میں مبتلاء رہنا جائز رکھا اور ان سے نہ کہا کہ یہ کفریہ عقیدہ ہے اور تم درحقیقت مسیح کو خدا مانتے ہو۔ گو تمہیں اس کا احساس نہیں۔

۱؎ واضح رہے کہ مجدد کو مرزا کے اصول پر خدا کا مرسل کہا گیا ہے کیونکہ مرزا کے نزدیک مجدد ومحدث خدا کا رسول ہوتا ہے۔ (توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ص۶۰)

لہٰذا تم پر لازم ہے کہ اس عقیدہ سے توبہ کرو اور دوسرے لوگ جو تمہاری تقلید میں گمراہ ہورہے ہیں۔ ان کی اصلاح کرو اور کیا کوئی مسلمان ہے جو اس کو جائز رکھے۔

اور دوسرا سوال یہ ہے کہ جب مرزا کے عقیدہ میں حیات ونزول مسیح کے عقیدہ کا مستلزم الوہیت مسیح ہونا اتنا بدیہی ہے کہ اس کو عیسائی تک سمجھتے ہیں اور اسی لئے وہ اسلام پر اس ہتھیار سے حملہ کرتے ہیں تو کیا سارے مجدد جن کو خدا کا رسول کہا جاتا ہے اتنے بے عقل اور کودن تھے کہ انہیں عیسائیوں کے برابر بھی عقل نہ تھی کہ عیسائی تو سمجھیں کہ اس عقیدہ سے الوہیت مسیح ثابت ہوتی ہے اور مجددین اپنی عقل سے نہ سمجھیں کہ اس سے الوہیت مسیح ثابت ہوتی ہے۔

<u>پہلے مرزا بھی نزول عیسیٰ کے عقیدہ پر قائم تھا:</u> پھر لطف یہ کہ مرزا خود بھی اپنی وحی کے زمانے میں بائیس یا تیئس برس تک اسی کفریہ عقیدہ میں مبتلا رہا کیونکہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی تحریر کی بناء پر مرزا ۱۸۶۸ء میں صاحب وحی ہو چکا تھا اور ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۱ء میں مرزا پر مسیح کا بروزی رنگ میں نازل ہونا منکشف ہوا تو اس حساب سے ۲۲، ۲۳ برس تک مرزا اسی کفریہ وشرکیہ عقیدہ میں مبتلاء رہا اور نہ خدا کو اصلاح عقیدہ کا خیال ہوا اور نہ خود مرزا نے اپنی دقیق فہم سے اس بدیہی مسئلہ کو سمجھا۔ بھلا کوئی ذی عقل وہوش دنیا میں ایسا ہے جو ان واقعات کو تسلیم کرلے؟

مرزا کی غباوت

اور لطیفہ سنئے مرزا پر ۱۸۸۰ء کے قریب وحی آچکی تھی کہ تو عیسیٰ ہے۔ مگر مرزا دس گیارہ برس تک اس حقیقت کو بھی نہیں سمجھا کہ میں مسیح موعود ہوں اور مسیح کا نزول بروزی ہے۔ بلکہ وہ اس وحی کے بعد بھی یہی سمجھتا رہا کہ میں صرف مثیل عیسیٰ ہوں اور عیسیٰ جن کے آنے کی حدیثوں میں پیشین گوئی ہے وہ اصلی عیسیٰ ہیں۔ (حقیقت الوحی ص۱۴۹، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳)

اس سے بھی بڑھ کر لطیفہ یہ کہ وہی الہامات جن کے تقریباً دس برس تک یہی معنی لئے جاتے تھے کہ میں مسیح موعود نہیں ہوں بلکہ مثل مسیح موعود ہوں۔ دس برس کے بعد بعینہٖ انہیں الہامات کے یہ معنی ہوگئے کہ میں مسیح موعود ہوں اور مسیح مرچکے ہیں۔ اب وہ نہ آئیں گے۔ ان کی حیات ونزول کا عقیدہ شرک ہے، کفر ہے، مسیح کو زندہ ماننا ان کو خدا ماننا ہے۔ (دافع البلاء ص۱۵، خزائن ج۱۸ ص۲۳۵) وغیرہ وغیرہ!

ان واقعات کو غور سے پڑھو عقل سے سمجھو اور سوچو کہ کیا ایسی حالت میں مرزا درحقیقت خدا کا رسول ہوسکتا ہے اور بتلاؤ کہ کیا مرزائیوں کا یہ اصول کہ حضرت عیسیٰ کو زندہ ماننا مشرکانہ عقیدہ ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا انکار ہے۔ خدا کو جاہل اور اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند کرنے والا بتانا اور تمام مسلمانوں کو اول سے لے کر آخر تک کافر ومشرک بتانا نہیں ہے اور ان نتائج کو تسلیم کرنے کے بعد جو اس اصول کا لازمی نتیجہ ہیں کوئی شخص اسلام کو حق اور سچا مذہب ثابت کرنے کی جرأت کرسکتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی ایسا کرسکے۔

یہ صرف ایک اصول ہے جس پر میں نے اختصار کے ساتھ بحث کی ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جن سے مرزائی یوں بھاگتے ہیں جیسے لاحول سے شیطان۔

مسلمانو! جاہلوں کو فریب دے لینا اور بات ہے اور جاننے والوں کے سامنے آنا اور بات ہے اگر مرزائی درحقیقت اپنے کو حق پر سمجھتے ہیں تو وہ جاننے والوں سے کیوں بھاگتے ہیں اور ان کے مقابلہ پر کیوں نہیں آتے؟ اس جگہ ہم یہ بتلا دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ محمد علی نے اپنے تحریری بیان میں جو اس نے نواب صاحب ممدوح کے سوالات کے جواب میں لکھا تھا صاف اقرار کیا ہے کہ حیات مسیح کے متعلق عیسائیوں کے اعتراضوں کا دلائل کے رنگ میں مسلمانوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ اگر درحقیقت جناب رسول اللہ ﷺ نے اصلی عیسیٰ کے نزول کی پیشین گوئی کی ہے اور وہ ابھی تک نہیں مرے تو نعوذ باللہ رسول بھی جھوٹے اور خدا بھی جھوٹا اور عیسائی سچے۔ سو کیا یہ کفر نہیں؟

مصنف کے تین دعوے

اب ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ حیات مسیح کا عقیدہ نہ اسلام کے لئے مضر ہے اور نہ عیسائیوں کے لئے مفید اور نہ مرزائیوں کا عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ مر گئے، عیسائیوں کے لئے مضر ہے۔ اس میں ہم نے تین دعوے کئے ہیں، اس لئے ہم ہر ہر دعویٰ کا الگ ثبوت پیش کرتے ہیں۔

حیات عیسیٰ کا عقیدہ اسلام کے لئے مضر نہ ہونے کا ثبوت

ثبوت اس امر کا کہ یہ عقیدہ اسلام کے لئے مضر نہیں، یہ ہے کہ مسلمان اعتقاد رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کی مخلوق ہیں۔ مریم کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ جب تک دنیا میں رہے برابر کھاتے پیتے رہے۔ پاخانہ، پیشاب کرتے رہے۔ وغیرہ وغیرہ! یہ سب باتیں ان کی

احتیاج وافتقار پر دلالت کرتی ہیں۔ جب وہ آسمان پر اٹھائے گئے اس وقت بھی وہ خدا کے محتاج ہیں۔ اگر وہ کھاتے پیتے ہیں اور حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ذریعہ سے ان کے جسم میں اہل جنت کی سی خاصیت پیدا کر دی ہے کہ جو کچھ وہ کھاتے ہیں وہ جزو بدن ہو جاتا ہے اور ان کو پاخانہ پیشاب کی ضرورت نہیں ہوتی تو یہ بھی ممکن ہے اور اگر خدا نے ان کے جسم میں عارضی طور ملکیت کی شان پیدا کر دی ہے کہ ان کے لئے کھانے پینے کی ضرورت نہیں رہی تو یہ بھی ممکن ہے لیکن مخبر صادق نے اس کے متعلق ہمیں کوئی خبر نہیں دی۔ اس لئے ہم کوئی خاص امر متعین نہیں کرتے۔ ہاں! اتنی بات ضرور ہے کہ ان کی جو حالت بھی ہو وہ ہر حالت میں خدا کے بندے، خدا کے محتاج، خدا کی مخلوق ہیں اور ان کی ہر حالت خدا کی مخلوق ہے اور جس وقت وہ آسمان پر سے تشریف لائیں گے اس وقت بھی وہ دوبارہ کھائیں گے، پئیں گے، پاخانہ پیشاب کریں گے، شادی بیاہ کریں گے، اولاد ہوگی، اس کے بعد مریں گے اور زمین میں دفن ہوں گے۔

(مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ فصل ثالث ص۴۸۰، تفسیر ابن جریر ج۳ ص۱۰۸، درمنثور ج۲ ص۳)

اب کوئی ہم کو بتلائے کہ جتنی باتیں اس عقیدہ میں ہیں ان میں کون سی بات ایسی ہے جس سے مسیح کی خدائی ثابت ہوتی ہے؟ اگر حضرت عیسیٰ محض طویل عمر کی وجہ سے خدا ہو جائیں گے تو آسمان وزمین، سورج، ستاروں اور جنّات کو بالاولیٰ خدا ہونا چاہئے اور اگر ایک عرصہ تک کھانا نہ کھانے سے کوئی مخلوق خدا ہو سکتی ہے تو فرشتے اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ وہ خدا ہوں۔ کیونکہ وہ کھانے پینے سے پاک ہیں اور طویل العمر بھی ہیں۔ الغرض مسلمانوں کے اس عقیدہ سے کسی طرح الوہیت مسیح ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ الوہیت[۱] کا مبنیٰ استغناء ہے اور عبدیت کا مبنی عجز واحتیاج اور مسلمان حضرت عیسیٰ کو ہر حالت میں عاجز اور خدا کا محتاج مانتے ہیں تو الوہیت کے پھر کوئی معنی نہیں۔

۱؎ حق تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں جہاں کہیں معبودان باطلہ کی معبودیت والوہیت کو باطل کیا ہے وہ اسی اصول پر کیا ہے کہ ان کا عجز وافتقار ثابت کیا ہے اور خود حق تعالیٰ نے بھی کئی جگہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے عقیدہ کو صراحت کے ساتھ باطل کیا ہے۔ مگر کہیں بھی مسیح کی موت سے استدلال نہیں۔ چنانچہ ایک جگہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ہو المسیح بن مریم قل فمن یملک من اللّٰہ شیئا ان اراد ان یہلک المسیح بن مریم وامّہ ومن فی الارض جمیعاً وللّٰہ ملک السمٰوٰت والارض وما بینہما یخلق ما یشاء. واللّٰہ علیٰ کل شیٔ قدیر (مائدہ:۱۷)‘‘ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حیات عیسیٰ کا عقیدہ عیسائیوں کے لئے مفید نہ ہونے کا ثبوت

اسی سے ہمارا دوسریٰ دعویٰ بھی ثابت ہوگیا کہ یہ عقیدہ عیسائیوں کے لئے مفید نہیں۔ کیونکہ جب اس عقیدہ میں ہر طرح حضرت عیسیٰ کو عبد تسلیم کیا گیا ہے تو عیسائیوں کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) اس آیت میں حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی الوہیت کو باطل کیا ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ تم لوگ مسیح کو خدا کہتے ہو۔ مگر یہ بتاؤ کہ اگر حق تعالیٰ مسیح کو اور اس کی ماں کو اور تمام اہل زمین کو ہلاک کرنا چاہے تو ان کو ہلاکت سے کون بچا سکتا ہے۔ جب کوئی نہیں بچا سکتا کیا ایسی عاجز ہستی جو نہ خود اپنے سے ضرر کو دفع کر سکتی ہے اور نہ کوئی اس سے اس ضرر کو دفع کر سکتا ہے کس طرح خدا بن جائے گی۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مسیح مر گیا۔ اس لئے وہ خدا نہیں ہو سکتا بلکہ یہ فرمایا کہ اگر ہم اسے فنا کرنا چاہیں تو کوئی بچا نہیں سکتا۔

اب سوچو کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسیح کی الوہیت کا بطلان صرف ان کی موت کے ثابت ہو جانے پر موقوف ہے کیا وہ حق تعالیٰ کے اس استدلال کو غلط نہیں بتلاتے، جس میں ان کی موت سے استدلال نہیں بلکہ اپنی قدرت علی الاہلاک سے استدلال ہے اور لیجئے دوسری جگہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’لقد کفر الذین قالوا انّ اللہ ثالث ثلثۃ (مائدہ:۷۳)‘‘ اور اس عقیدہ کفریہ کو یوں باطل فرماتے ہیں ’’ما المسیح بن مریم الاّ رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامّہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام (مائدہ:۷۵)‘‘ اس کے بعد فرماتے ہیں: ’’قل اتعبدون من دون اللہ ما لایملک لکم ضرّاً وّلا نفعاً (مائدہ:۷۶)‘‘ ان آیات میں عقیدہ تثلیث کا ابطال ہے۔ مگر ایک میں بھی یہ بیان نہیں کیا گیا کہ مسیح مر گئے۔ اس لئے وہ خدا نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ایک دلیل یہ ہے کہ مسیح صرف خدا کے رسول ہی تو ہیں۔ اگر رسالت الوہیت کو مقتضی ہے تو ان سے پہلے اور رسول بھی ہو چکے ہیں جن کی الوہیت کو تم تسلیم نہیں کرتے تو مسیح خدا کیسے ہو جائیں گے۔

اور دوسرے یہ کہ وہ کھانا کھاتے تھے اور خدا کھانا نہیں کھاتا تو پھر وہ خدا کیسے ہو جائیں گے اور تیسری یہ کہ وہ کسی کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے اور خدا نفع نقصان پہنچا سکتا ہے تو پھر وہ خدا کیسے ہو جائیں گے۔ اب تم سوچو کہ یہ کیا بات ہے کہ خدا تعالیٰ نصاریٰ کے مقابلے میں موت مسیح کا نام تک نہیں لیتے۔ جو ان کے زعم باطل میں بطلان تثلیث کی تنہاء دلیل ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یا تو مسیح مرے نہیں یا ان کی الوہیت کا بطلان ان کی موت پر موقوف نہیں۔ ورنہ کون سی وجہ ہے کہ جو دلیل ان کے زعم میں عیسائیت کے ستون کو توڑنے والی ہے۔ اس سے اعراض کر کے ایسے دلائل بیان کئے جاتے جو مرزائیوں کے زعم میں دلائل ہی نہیں۔ کیونکہ ان کے خیال باطل میں صرف موت مسیح ہی تثلیث کو باطل کرنے والی ہے اور کسی دلیل سے تثلیث کا ابطال ناممکن ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وفات عیسیٰ کا عقیدہ عیسائیوں کے لئے مضر نہ ہونے کا ثبوت

رہا تیسرا دعویٰ کہ مرزائیوں کا عقیدہ عیسائیوں کے لئے مضر نہیں سو اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا عیسائیوں کے جواب میں یہ کہے گا کہ حضرت مسیح مر گئے۔ وہ جواب دیں گے کہ ہاں مر گئے۔ مگر ہمارے نزدیک مرجانا الوہیت کے منافی نہیں کیونکہ ہم خود قائل ہیں کہ عیسیٰ کو یہودیوں نے سولی دی اور وہ سولی پر مرے، گو ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ دوبارہ زندہ ہوگئے۔ مگر جس وقت تک وہ زندہ نہیں ہوئے، اس وقت بھی ہم ان کو معبود مانتے تھے تو تمہارے عیسیٰ کی موت ثابت کرنے سے کیا فائدہ ہوا۔ وہ تو ہم کو خود بھی مسلّم ہے۔ اگر ہم موت کا انکار کرتے تو ہم کو اس زحمت کی ضرورت تھی اور جب ہم انکار ہی نہیں کرتے تو آپ نے برائے شگون اپنی ناک کیوں کٹائی اور قرآن میں خواہ مخواہ تحریف کر کے اپنا دین کیوں برباد کیا تو مرزا کیا جواب دے گا۔

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) اگر مرزائی کہیں کہ ہمارے نزدیک صرف موت دلیل نہیں بلکہ اور بھی دلائل ہیں تو یہ ان کا جھوٹ ہوگا۔ کیونکہ پھر ان کا یہ کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا کہ مسلمانوں کے پاس عیسائیوں کے اعتراضات کا کوئی جواب نہیں اور حیات مسیح کے عقیدہ سے حضرت عیسیٰ کی الوہیت ثابت ہوتی ہے اور یہ عقیدہ عیسائیوں کو قوت پہنچانے والا ہے اور اسلام کو ضرر پہنچانے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔

الحاصل دو باتوں میں سے ایک بات کا تسلیم کرنا مرزائیوں پر لازم ہے یا تو وہ اس بات کو تسلیم کریں کہ الوہیت مسیح کے بطلان کی دلیل صرف ثبوت موت مسیح پر منحصر نہیں یا وہ اس بات کو مانیں کہ الوہیت مسیح کی دلیل صرف ثبوت موت میں منحصر ہے اور اس کے سوا اس کے بطلان کی اور کوئی دلیل نہیں۔ پہلی صورت میں انہوں نے اپنے ان دعاوی کا جھوٹا ہونا تسلیم کر لیا کہ مسلمانوں کا عقیدہ حیات مسیح شرک ہے۔ مسیح کو خدا بتانے والا ہے۔ اس سے اسلام کو ضرر پہنچتا ہے اس سے عیسائیوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ مسلمانوں کے پاس عیسائیوں کے اعتراضات کا جواب نہیں ہے صرف موت مسیح کے عقیدہ سے عیسائیت کا ستون ٹوٹتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ!

اور دوسرے جواب میں ماننا پڑے گا کہ جو دلائل خدا نے بطلان الوہیت مسیح اور بطلان تثلیث پر بیان کئے ہیں جن میں موت مسیح کا ذکر نہیں وہ غلط ہیں اور نعوذ باللہ! خدا، عیسائیوں کے مقابلہ میں تثلیث اور الوہیت مسیح کے باطل ثابت کرنے میں ناکامیاب رہا اور خدا کے مناظرہ میں عیسائی جیت گئے۔

مسلمانو! تم نے دیکھ لیا، یہ ہے مرزا کی حمایت اسلام۔ اب کون ہے جو کہے کہ مرزا اسلام کو فائدہ پہنچانے والا اور عیسائیت کے ستون کو توڑنے والا ہے۔ اس جاہل نے خود اسلام ہی کو توڑ دیا۔ اے مسلمانو! کاش تم آنکھیں کھولو اور مرزا کو اسلام کا بیخ کن سمجھو۔ (مصنف)

الحاصل اگر صرف موت عیسیٰ کا ثابت کر دینا عیسائیوں کے مذہب کو باطل کرتا ہے تو اس کے عیسائی خود بھی قائل ہیں اور مرزا بھی قائل ہے اور مسلمان بھی قائل ہیں۔ کیونکہ وہ مانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اگر دس ہزار برس بھی زندہ رہیں تب بھی مریں گے۔ لہٰذا مذہب نصاریٰ بالاتفاق باطل ٹھہرا اور اگر صرف موت کا ثابت کر دینا ان کے مذہب کے ابطال کے لئے کافی نہیں تو پھر مرزا کی سعی لاحاصل ہے اور اس کا ایک اسلامی عقیدہ کا انکار اور قرآن وحدیث میں تحریف محض بے نتیجہ۔

مرزا سے سوال

اب ہم مرزا سے پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی عیسائی اس زمانے میں جس میں مرزا بھی ان کی حیات کو تسلیم کرتا ہے دعویٰ کرتا کہ عیسیٰ خدا ہیں تو اس وقت مرزا ان کی الوہیت کو کس دلیل سے باطل کرتا کیا وہ اس وقت کہتا کہ ابھی تو ہمارے پاس ان کی الوہیت کے ابطال کی کوئی دلیل نہیں۔ ذرا انہیں مرنے دو اس وقت ہم ان کی الوہیت کو باطل کریں گے یا مرزا اس وقت بھی ان کی الوہیت کو باطل کر سکتا تھا۔

پہلی شق کا مقتضا یہ ہے کہ الوہیت مخلوق کا بطلان صرف موت پر مبنی ہے جب تک وہ مرے نہیں اس وقت تک اس کا ابطال ناممکن ہے۔ اس کو تو کوئی عاقل تسلیم نہیں کرتا ورنہ ہر شخص کے متعلق اس کے مرنے سے پہلے اس کی الوہیت کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے اور دوسری صورت میں جن دلائل سے مرزا حضرت عیسیٰ کی حیات میں ان کی الوہیت کو باطل کرتا، انہیں دلائل سے مسلمان حضرت عیسیٰ کی الوہیت کو اب بھی باطل کر سکتے ہیں تو مرزا کا خواہ مخواہ حضرت عیسیٰ کی موت پر زور دینا اور مسئلہ حیات کو مثبت الوہیت بتلانا نہایت نادانی نہیں بلکہ سراسر خود غرضی ہے۔

اس بیان سے ثابت ہوگیا کہ مرزا کے انکار حیات مسیح سے کوئی فائدہ اسلام کو نہیں پہنچا اور نہ اس سے عیسائیوں کو کوئی ضرر پہنچا۔ ہاں! اس سے اسلام کو کئی طرح سے صدمہ پہنچا۔

اوّلاً: یوں کہ اس نے عیسائیوں کا یہ اعتراض تسلیم کر لیا کہ حیات عیسیٰ مستلزم ہے ان کی الوہیت کو، اس لئے اگر اسلام سے ان کی حیات ثابت ہے تو اسلام جھوٹا ہے اور اس کے تسلیم کرنے کے بعد چونکہ وہ حیات عیسیٰ کو اسلام سے تاقیامت باطل نہیں کر سکتا۔ اس لئے

اسلام کو عیسائیوں کے سامنے ہر جگہ شکست ہوگی۔ کیونکہ احادیث میں حضرت عیسیٰ کا نزول یقینی طور پر مذکور ہے اور قرآن میں حضرت عیسیٰ کی وفات کا صریح طور پر کوئی ذکر نہیں۔ مرزا ان کے مقابلہ میں ''انّی متوفیک'' پیش کرے گا وہ کہیں گے کہ یہ مجاز[۱] ہے اور مراد اس سے وہ غشی ہے جو موت کی صورت میں تمہارے[۲] نزدیک ان پر سولی دیئے جانے کے وقت طاری ہوئی تھی۔ چونکہ وہ صورۃً موت تھی۔ اس لئے اس کو موت سے تعبیر کر دیا گیا تم خود تسلیم کرتے ہو کہ قرآن میں جابجا استعارات ہیں۔ (حقیقت الوحی ص۶۳،۶۴، خزائن ج۲۲ ص۶۶) تو ہم کیسے مان لیں کہ یہاں استعارہ نہیں۔ پس قرآن وحدیث دونوں مطابق ہوگئے اور آپ کا دعویٰ کہ قرآن سے موت ثابت ہے باطل ہوا اور حدیث سے حضرت عیسیٰ کا نزول ثابت تو اسلام سے حیات مسیح ثابت۔ پس مرزا عیسائیوں کے سامنے اسلام کو ذلیل کر کے گھر آئے گا۔

اور ثانیاً یہ کہ اس نے عیسائیوں کے اس اصول کو تسلیم کر لینے سے فرشتوں اور جنوں اور سورج وغیرہ کا خدا ہونا تسلیم کر لیا۔ کیونکہ جب حضرت عیسیٰ صرف دو ہزار برس کی عمر پانے سے خدا بن گئے تو آفتاب ماہتاب، جنّات، ملائکہ کی عمریں تو حضرت عیسیٰ سے بہت زیادہ ہیں۔ پھر وہ کیوں نہ خدا ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ کی نسبت تو اس نے کہہ دیا کہ وہ مر گئے۔ مگر ان جلیل القدر ہستیوں کو کیسے مٹا دے گا۔ اس لئے اسے ماننا پڑے گا کہ یہ ضرور خدا ہیں اور اسلام کو یہاں بھی شکست ہوگی۔

اور ثالثاً اس نے حیات مسیح کے عقیدہ کو مشرکانہ اور کفریہ بتا کر پہلے تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر اور خدا کو جاہل یا شرک وکفر کا پسند کرنے والا بتایا۔ یہ نتائج تھے اس کے صرف ایک اصول کے۔ اب غور کیجئے ایسا شخص جو اس قدر اسلام کو نقصان پہنچائے مجدد، مسیح، مہدی، اور نبی کیسے ہوسکتا ہے؟

۱؎ یہ گفتگو صرف مرزا کے اصول پر ہے اور مسلمانوں کے اصول پر دوسرے جوابات ہیں۔ مصنف

۲؎ عسل مصفّٰی میں مرزا خدا بخش نے لکھا ہے کہ: ''حضرت عیسیٰ کو ضرور سولی دی گئی لیکن وہ مرے نہیں بلکہ بے ہوش ہوگئے تھے۔ اس سے لوگ سمجھ گئے کہ وہ مر گئے اور ان کو ایک قبر میں رکھ کر ایک پتھر اوپر رکھ دیا جب ان کو ہوش آیا تو وہ قبر میں سے زندہ نکل کر اپنے حواریوں میں چندروز چھپے رہے، اس کے بعد وہ وہاں سے ہندوستان وغیرہ کی طرف چلے گئے۔'' اس میں اس نے حق تعالیٰ کے قول وما صلبوہ کا انکار کیا ہے۔ کیونکہ اس نے جو تاویل کی ہے وہ صحیح نہیں تفصیل کسی دوسری جگہ کی جائے گی۔ (مصنف)

پس چونکہ آج کل مرزا پرست لوگ مسلمانوں کو فریب دینے اوران کو اسلام سے مرتد کرنے میں نہایت زورشور سے کوشش کررہے ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو ان کے فریب سے واقف کر کے ان کے ایمان کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ اب اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا خود مسلمانوں کے اختیار میں ہے۔’’**وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل**‘‘

چونکہ لاہوری پارٹی مرزا کے اصلی دعویٰ کو چھپاتی ہے اوراس کی صورت بدل کر مسلمانوں کے سامنے پیش کرتی ہے اس لئے ہم اوّل ان کے اس فریب کا مسلمانوں پر کھول دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

لاہوری پارٹی جس کے رکن اعظم محمد علی ایم.اے.ایل.ایل.بی اور خود خواجہ کمال الدین ہیں، مسلمانوں سے کہتی ہے کہ مرزا نے دعویٰ نبوت نہیں کیا بلکہ اس نے صرف چودھویں صدی کا مجدد ہونے کا دعویٰ کیا لیکن ہم اس فریب کی ایسی قلعی کھولتے ہیں کہ اس کے بعد ان شاءاللہ! کسی منصف مزاج اور فہیم شخص کو اس حقیقت کے تسلیم کرنے میں اصلاً تأمل نہ ہوگا۔

اصل بحث کے پڑھنے سے پہلے یہ امر سمجھ لینا چاہئے کہ مرزا نے مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے اپنی چند اصطلاحیں مقرر کر رکھی تھیں اور وہ ان اصطلاحوں سے اپنی تحریروں اور تقریروں میں کام لے کر لوگوں کو فریب دیتا تھا سو پہلے ان اصطلاحات کو سمجھ لینا چاہئے۔

دو قسم کے انبیاء: تفصیل اس کی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ تک جس قدر انبیاء ہوئے وہ دو قسم کے تھے۔

قسم اوّل: ایک صاحب شریعت جدیدہ جو کسی دوسرے نبی کے ماتحت نہ ہوتے تھے۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ۔

قسم دوم: اور دوسرے وہ جو صاحب شریعت جدیدہ نہ ہوتے تھے بلکہ دوسرے نبی کے ماتحت ہوتے تھے جیسے حضرت یوشع وہارون۔

دونوں نبوتیں ختم: شریعت میں ان دونوں قسم کے نبیوں کو حقیقی نبی مانا گیا ہے اور شریعت نے ان سب پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے اور جو ان میں سے کسی ایک کو نہ مانے وہ سب کا منکر قرار دیا جاتا ہے اور اس کو کافر حقیقی تسلیم کیا جاتا ہے۔ جب یہ معلوم ہوگیا تو اب

سمجھو کہ جب قرآن وحدیث میں صاف طور پر ختم نبوت کا اعلان کردیا گیا تو تمام مسلمانوں نے جان لیا کہ اب دونوں نبوتیں ختم ہوگئیں اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ کسی کو نبوت مستقلہ مل سکتی ہے نہ غیر مستقلہ۔

مرزا کی اصطلاحات

اب جب کہ مرزا کو نبی بننے کا شوق ہوا تو اس نے یہ ہوشیاری کی کہ خاتم النّبیین میں تحریف معنوی کی اور کہا کہ اس میں صرف ختم نبوت مستقلہ کا اعلان ہے نہ کہ ختم نبوت غیر مستقلہ کا اور جناب رسول اللہ ﷺ کی امت میں غیر تشریعی نبوت کا سلسلہ بعینہٖ اس طرح باقی رکھا جس طرح حضرت موسیٰ کی امت میں تھا۔ مگر اس میں اس نے اتنا فرق کردیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ کے نبیوں کا نام تو انبیاء ہی رکھا کیونکہ قرآن وحدیث میں ان کا نام انبیاء ہے اور سلسلہ محمدیہ کے نبیوں کے نام بدل دیئے اور ان کا نام محدث بالقوہ، مجدد، امام الزمان، ظلی نبی، بروزی نبی، مجازی نبی، نبی ناقص، جزوی نبی، امتی نبی، اولیاء، علماء، وغیرہ رکھا اور جو نبی صاحب شریعت جدیدہ اور پہلی شریعت کے ناسخ ہیں ان کا نام صرف نبی، نبی تام، نبی کامل، حقیقی نبی تجویز کیا۔ پس جس وقت وہ نبوت کا دعویٰ کرتا تو کہتا کہ میں محدث ہوں، ظلی نبی ہوں۔ وغیرہ وغیرہ! اور جب اس پر اعتراض ہوتا کہ مرزا نبوت کا مدعی ہے تو کہہ دیتا نبوت کا مدعی نہیں بلکہ محدثیت کا مدعی ہوں اور یہ دعویٰ خدا کے حکم سے کیا گیا ہے اور مطلب یہ ہوتا کہ میں نبوت مستقلہ ناسخہ شریعت محمدیہ کا مدعی نہیں۔ بلکہ نبوت غیر مستقلہ کا مدعی ہوں۔ مسلمان بیچارے ان فریبوں کو کیسے سمجھتے آخر دھوکے میں آجاتے تھے۔ یہ تو مرزا کی اصطلاحیں تھیں۔

کفر کے دو معنی

اب لاہوری پارٹی کی اصطلاح سمجھئے! اس پارٹی نے کفر کے دو معنی[1] قرار دیئے ہیں۔ ایک کفر اصلی اور ایک کفر فرعی۔ کفر اصلی کے معنی تو رکھے ہیں، سرے سے اسلام کا انکار

[1] ان دو قسموں کی بیچارہ ابن الاثیر کی طرف نسبت کیا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اس افتراء سے بالکل بری ہے۔ یہ جاہل نہ علماء کے کلام کو سمجھتے ہیں نہ بوجھتے ہیں، جس کی طرف جو چاہتے ہیں نسبت کردیتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ (مصنف)

اور کفر فرعی کے معنی ہیں اسلام کے بعض احکام کا انکار۔ جیسے کوئی نماز کی فرضیت کا منکر ہو روزہ کی فرضیت کا منکر ہو، مرزا کی ماموریت کا منکر ہو۔ وغیرہ وغیرہ!

لاہوری پارٹی کی چال بازی

چنانچہ جب کسی مسلمان کو فریب دینا ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر و کاذب جانتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ مرزا محمود کی جماعت کو مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر جو کہ مرزا کو مدعی نبوت حقیقیہ تسلیم کرتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم کسی کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے[۱]۔ ان چالاکیوں سے یہ مسلمانوں کو مرتد کرتے ہیں۔ ان اصطلاحات کے بعد اب ہم اصلی بحث شروع کرتے ہیں۔

۱ گویا یہ لوگ مرزائے قادیان کی طرح اپنی عیارانہ چالوں سے امت مسلمہ اور جماعت مرزائیہ دونوں میں محبوب بننے کی پالیسی پر عمل پیرا ہیں۔ بقول کسے ؎

معشوق ما بمذہب ہر کس برابر است باما شراب خورد وبزاہد نماز کرد

ورنہ لاہوری جماعت پر لازم ہے کہ وہ قادیانی جماعت کو کافر کہے، اسی طرح قادیانیوں پر لازم ہے کہ وہ لاہوریوں کو کافر کہیں، لیکن دونوں میں سے کوئی کسی کی تکفیر نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ ان کا اختلاف حقیقی نہیں بلکہ فرضی ہے۔ (محمد راشد)

مرزا کا دعویٰ نبوت

اس بحث میں ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ مرزا نے دعویٰ نبوت کیا یا نہیں سو جہاں تک ہماری تحقیق ہے وہ یہ ہے کہ مرزا نے ضرور دعویٰ نبوت کیا اور محمد علی ایم.اے اور اس کی پارٹی جو باتیں مرزا کی صفائی میں پیش کرتے ہیں وہ محض غلط ہیں۔ جس کے وجوہ حسب ذیل ہیں۔

پہلی دلیل: مرزا نے اپنی کتاب ''حقیقت الوحی'' میں لکھا ہے کہ: ''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور

دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶، ۴۰۷)

فرمان باری تعالیٰ اور قول رسول میں کسی کو مجازی نبی کہنے کی کوئی نظیر نہیں ہے: یہ عبارت صاف صاف اور بلاکسی تاویل اور توجیہ کے بتلا رہی ہے کہ آخر وقت میں مرزا نے جس نبوت کا دعویٰ کیا وہ، وہ نبوت نہیں ہے جس کو محی الدین ابن عربی کی اصطلاح میں نبوت مطلقہ کہتے ہیں۔ یعنی ولایت، کیونکہ وہ بالاتفاق مرزا کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ وہ تمام اولیاء وابدال واقطاب کے لئے ثابت ہے بلکہ وہ وہ نبوت ہے جو اس امت میں مرزا کے ساتھ مخصوص ہے۔ نیز اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا نے اصطلاح صوفیہ کی بنا پر اپنے کو نبی نہیں کہا بلکہ یہ خطاب اس کو حق تعالیٰ نے دیا ہے اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کا کسی کو نبی کہنا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کہ اس میں حقیقت نبوت نہ پائی جائے۔ ورنہ یہ خطاب ایسا ہوگا۔ جیسا سلطنتیں اپنی رعایا کو جھوٹے خطاب دیا کرتی ہیں۔ جیسے ملک الشعراء اور خان خانان اور خان جہاں وغیرہ وغیرہ اور حق تعالیٰ جھوٹے خطابوں سے منزّہ ہے اس لئے جب خدا نے مرزا کو نبی کہا تو ضرور ماننا پڑے گا کہ وہ نبی تھا اور حقیقتاً نبی تھا۔ ورنہ اس کی کوئی نظیر دکھلائی جائے کہ خدا نے آج تک کسی کو نبی کہا ہو اور مسلمانوں نے اس کو حقیقتاً نبی نہ مانا ہو یا خدا نے یا رسول نے کہا ہو کہ فلاں شخص کو نبی مجازاً کہا گیا ہے اور حقیقتاً وہ نبی نہیں ہے۔ اس لئے اس کو حقیقت شرعیہ پر محمول کرنا ضروری ہے اور لغوی معنی پر یا مجازی معنی پر محمول کرنا صحیح نہیں کیونکہ نہ نبوت بمعنی لغوی ومجازی مرزا کے ساتھ مخصوص ہے اور نہ خدا نے کسی کو آج تک نبی بالمعنی اللغوی یا مجازی کہا ہے۔ یہ اشکال اتنا قوی تھا کہ اس کا کوئی جواب اور کوئی تاویل مرزائیوں سے نہ بن پڑی۔ اس لئے مجبور ہوکر کتاب (ملفوظات اولیاء امت ص۱۷۷) میں مدثر شاہ پشاوری نے اس کا یہ جواب دیا ہے:

صوفیہ کی شطحیات سے مغالطہ دہی

’’اولیاء اللہ کے حالات میں ایک اور بات عموماً دیکھنے میں آتی ہے کہ ایک وقت وہ اپنے مقام کو دوسرے سب اولیاء سے بلند دیکھتے ہیں اور علی الاعلان نہایت پرزور الفاظ سے کہہ دیتے ہیں کہ جس مقام پر میں پہنچا ہوں پہلے کوئی نبی نہیں پہنچا اور جس نام یا خطاب سے مجھے پکارا گیا ہے پہلے کسی کو نہیں پکارا گیا۔ لیکن دوسرے وقت ان کے الفاظ میں ایک اور

رنگ نظر آتا ہے۔‘‘

اس کے بعد اس نے لشتم پشتم اولیاء اللہ کے کچھ ملفوظات نقل کئے ہیں اور ان کے بعد کہا ہے: ’’یہی کیفیت حضرت مجدد صد چہاردہم یعنی مرزا صاحب کی تحریرات میں نظر آتی ہے۔‘‘ (ملفوظات اولیاء ص۱۷۷)

مغالطہ کا جواب

اور اس کے بعد اس نے حقیقت الوحی کی مذکورہ بالا عبارت کو نقل کیا ہے، لیکن یہ جواب نہایت لچر اور پوچ ہے۔ اوّلاً اس لئے کہ اولیاء اللہ کے جن ملفوظات کو اس نے نقل کیا ہے ان میں بہت سے تو ثبوت طلب ہیں کیونکہ روایات میں جھوٹ اور سچ سب کچھ ہوتا ہے پس جب تک کسی معتبر ذریعہ سے اس کا ثبوت نہ ہو جائے کہ وہ ملفوظات انہیں بزرگوں کے ہیں اور در حقیقت وہ بزرگ بھی تھے، اس وقت تک ان کو ثبوت میں پیش کرنا دھوکا دینا ہے۔ کیا آپ اس کا اقرار نہیں کرتے کہ خود موافقوں نے مرزا کی طرف غلط دعویٰ منسوب کر دیئے ہیں؟ تو اگر اسی طرح ان بزرگوں کی طرف ایسے دعویٰ غلط طور پر منسوب کر دیئے گئے ہوں تو قابل تعجب نہیں۔ اس لئے ثبوت کی ضرورت ہے اور جو ثابت ہیں ان سے اس کا کوئی مدّعا ثابت نہیں ہوتا۔

اور ثانیاً اس لئے کہ بر تقدیر ثبوت دعاوی مذکورہ، مرزا کو ان پر قیاس کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ دعاوی ان سے یا تو کشف کی غلطی سے یا الہام کی غلطی سے یا سکر کی حالت میں صادر ہوئے ہیں اور مرزا کے نہ کشف میں غلطی ہو سکتی ہے نہ الہام میں۔ کیونکہ اس کی وحی قطعی ہے

لے مرزا کی کفریہ باتوں کو بزرگان دین کے ملفوظات پر قیاس کرنا عذر گناہ بدتر از گناہ کے قبیل سے ہے۔ مرزائی لاکھ ہاتھ پیر ماریں مگر مرزا کو دریائے کفر میں ڈوبنے سے نہیں بچا سکتے۔ کیونکہ اولیاء اللہ سے جو اقوال صادر ہوئے ہیں وہ مرزا کے اقوال سے بہت مختلف ہیں۔ مرزا کے الفاظ اور بزرگان دین کے الفاظ میں بیّن فرق حسب ذیل تحریر میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) صوفیاء کے یہاں شطحیات کا ایک باب ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ صوفیاء کے اوپر مخصوص قسم کے حالات طاری ہوتے ہیں اوران حالات میں چند ایسے کلمات ان کی زبان پر آ جاتے ہیں جو ہمارے ظاہری قواعد پر چسپاں نہیں ہوتے۔ اس سلسلہ میں صوفیاء نے صراحت کی ہے کہ: (۱) کوئی شخص ان پر عمل پیرا نہ ہو (۲) نیز ان کی جانب سے یہ بھی صراحت ہے کہ جس شخص پر یہ احوال نہ گزرے ہوں وہ صوفیاء کی کتاب کا مطالعہ بھی نہ کرے جب کہ کفریہ عبارتوں پر مشتمل مرزا کی کتب آج تک (یعنی سوسال سے) شائع کی جارہی ہیں اورانہیں پڑھنے اوران پر عمل کرنے کی نہ صرف یہ کہ ترغیب بلکہ متبعین کو ناجی اور منکرین کو کافر وجہنمی بتلایا جارہا ہے۔ (۳) صوفیاء کی یہ بھی تصریح ہے کہ کشف کے ذریعہ مستحب کا درجہ بھی ثابت نہیں ہوتا صرف اسرار معارف، مکاشف اس کا دائرہ ہیں۔ جب کہ مرزا اپنے کشف سے فرض ووجوب تک کا درجہ ثابت کرتا ہے۔

(۲) صوفیاء میں سے کوئی بھی دین اسلام میں کسی کمی بیشی کا قائل نہیں جب کہ مرزا کمی زیادتی کا نہ صرف یہ کہ قائل بلکہ ایسی کمی وزیادتی کا مرتکب ہے کہ یہود بھی اس کے سامنے گرد ہوگئے ہیں۔

(۳) جو دین میں کمی وزیادتی کا قائل ہو، صوفیاء اسے کافر کہتے ہیں جب کہ مرزا اسے عین اسلام بلکہ جو دین میں کمی وزیادتی کا قائل ہو صوفیاء اسے کافر کہتے ہیں جب کہ مرزا اسے عین اسلام بلکہ اصلی اسلام کہتا ہے۔

(۴) صوفیاء غلطی پر باقی نہ رہنے کے مدعی نہیں ہیں جب کہ مرزا غلطی پر باقی نہ رہنے کا مدعی ہے۔

(۵) صوفیاء مدعی نبوت کو کافر گردانتے ہیں جب کہ مرزا افضل الانبیاء ہونے کا مدعی ہے یہی وجہ ہے کہ نبوت کی خصوصیات اپنے لئے ثابت کرتا ہے۔

ان تصریحات کے بعد مرزائیوں کو قطعاً حق نہیں ہے کہ وہ اپنے پادری کی کفریہ باتوں میں تاویل کر کے انہیں کلمات حقہ ثابت کرنے اور بزرگان دین کی شخصیات کو آڑ بنانے کی سعی لاحاصل کریں۔

مزید معلومات کے لئے (الیواقیت والجواہر ص۱۷۹، بیانات علماء ربانی ص۱۰۱تا۱۴۲، مقدمہ مرزائیہ بہاول پور۱۹۳۵ء ج اوّل) کا مطالعہ فرمائیں۔

اور نہ مرزا سکران تھا۔ دوسرے اہل اللہ سے اس قسم کے شطحیات اس وقت صادر ہوتے ہیں جب کہ وہ ناقص ہوتے ہیں اور مرتبہ کمال کو پہنچے ہوئے نہیں ہوتے۔ اور مرزا کا یہ دعویٰ انتہائی عروج

کے وقت کا ہے۔اس لئے اس کو ناقصین پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔تیسرے اس قسم کے شطحیات غیر ذمہ دار لوگوں سے صادر ہوتے ہیں اور جن کے اقوال وافعال سے مخلوق کی ہدایت وابستہ ہوتی ہے۔ان سے ایسے افعال واقوال صادر نہیں ہوتے۔ چنانچہ انبیاء کی شان تو بہت ارفع ہے۔ صحابہ اور تابعین وتبع تابعین اور ائمہ مجتہدین سے بھی اس قسم کے شطحیات منقول نہیں پس جس شخص پر دنیا بھر کی ہدایت کا بار ہو اور جس کو حکم عدل کہا جاتا ہو اور جس کے اقوال وافعال دنیا بھر پر حجت ہوں۔اس سے اس قسم کے غلط دعاوی کیوں کر صادر ہو سکتے ہیں اور محض صدور ہی نہیں بلکہ چھاپ کر ان کی دنیا میں اشاعت بھی کر دی جائے اور مرتے دم تک اس کی اصلاح بھی نہ کی جائے۔ان واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا کا یہ بیان غلطی پر مبنی نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے اور میں وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر یہ تاویل خود مرزا کے سامنے پیش ہوتی تو وہ نہایت تکبر سے اسے ٹھکرا دیتا اور کہتا تم میرے کیسے نادان دوست ہو کہ میری تمام محنت رائیگاں کرتے ہو، مجھے ہرگز غلطی نہیں لگی اور نہ میں سکران ہوں۔ بلکہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ وحی سے کہا: وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲، خزائن ج۵ ص۳۵۲)

ہمارا مدعا ثابت

پس جس مدعا کو ہم ثابت کرنا چاہتے تھے وہ ثابت ہو گیا یعنی یہ کہ مرزا مدعی نبوت حقیقیہ ہے۔اب اس جگہ ایک بحث اور ہے وہ یہ کہ جب مرزا کو یہ بتلایا گیا کہ تو ہی خطاب نبی کا مستحق ہے اور کوئی نہیں تو اس کا کیا مطلب ہے؟ آیا اس وقت کوئی نبوت جدیدہ مرزا کو عطا ہوئی ہے جو پہلے سے حاصل نہ تھی اور وہ مخصوص ہے مرزا کے ساتھ، یا پہلے الہامات کی تشریح کی گئی ہے جن کا مطلب مرزا غلط سمجھتا رہا اور یہی سمجھتا رہا کہ جو نبوت مجھے عطا کی گئی ہے وہ میرے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام مجددین کے لئے حاصل ہے۔

پہلی دلیل: اگر پہلی صورت ہے تو اس کا حاصل محمد علی وغیرہ کے مسلک پر یہ ہوگا کہ پہلے مرزا مجازاً نبی تھا اور یہ نبوت اس کے ساتھ مخصوص نہ تھی اور اب وہ حقیقتاً نبی بنا دیا گیا اور یہ نبوت اس کے ساتھ مخصوص ہے اور ہماری تحقیق پر اس کا حاصل یہ ہوگا کہ پہلے مرزا کو نبوت حقیقیہ غیر مستقلہ حاصل تھی اور اس میں تمام محدثین ومجددین اس کے ساتھ شریک تھے اور اس وقت اس کو نبی صاحب شریعت جدیدہ بنا دیا گیا اور یہ اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ بہرحال دعویٰ نبوت حقیقیہ ثابت ہے اور اگر دوسری صورت ہے یعنی یہ تشریح ہے الہامات سابقہ کی، اور ازالہ

ہے اس غلط فہمی کا جس میں مرزا برسوں سے مبتلاء چلا آ رہا ہے یعنی مجھے جو نبوت عطاء ہوئی ہے وہ میرے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ دوسرے لوگ بھی اس میں شریک ہیں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مرزا اپنے دعویٰ کے سمجھنے میں غلطی کر سکتا تھا بلکہ کرتا تھا اور ایک مرتبہ نہیں بلکہ برسوں اس کو اپنے دعویٰ کی حقیقت نہ معلوم ہوئی اور نہ خدا ہی نے اس غلطی کو دور کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مرزا کے تمام دعاوی نا قابل اعتبار ہو جاویں گے اور کوئی دعوی قابل قبول نہ رہے گا اور اس لئے ساری بنی بنائی عمارت ہی منہدم ہو جائے گی۔ اسی خطرہ کو محسوس کر کے محمد علی نے عالی جناب نواب لیاقت حسین خان صاحب رئیس منڈھو کے سوال کے جواب میں لکھا کہ:

دعویٰ چونکہ بہت صفائی سے دکھایا جاتا ہے اس لئے اس کے سمجھنے میں غلطی نہیں ہو سکتی، ہاں بعض پیشین گوئیوں کے سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے اور جب محمد علی نے یہ تسلیم کر لیا کہ دعویٰ کے سمجھنے میں غلطی نہیں ہو سکتی تو اب لازم ہے کہ مرزا پہلے جس نبوت غیر مخصوصہ کا مدعی تھا۔ اب اس سے بڑھ کر ایک نبوت مختصہ اسے عطا کی گئی اور وہ محمد علی کے اصول پر نبوت حقیقیہ غیر تشریعیہ ہوگی اور ہماری تحقیق پر نبوت تشریعیہ اور دونوں صورتوں میں دعویٰ نبوت ثابت ہوگا۔ یہ دلیل تمام ہوئی۔ اب دوسری دلیل سنو:

دوسری دلیل: مرزا اپنے لئے جملہ خصوصیات نبوت ثابت کرتا ہے اور یہ بھی مرزا تسلیم کرتا ہے کہ لوازم شئی کا پایا جانا خود اس شئی کے وجود کو مستلزم ہے۔ (شہادت القرآن ص۷۸، خزائن ج۶ ص۳۷۴) اور اسی قاعدہ کی بناء پر مرزا نے شہادت القرآن میں تسلیم کر لیا ہے کہ اگر در حقیقت[1] حضرت عیسیٰ سے مسلمانوں کے عقیدہ کے موافق مٹی کی مورتوں کے پرندہ

[1] مسلمانو! کیا یہ اسلام کی بیخ کنی نہیں ہے؟ کیا اس بات کے تسلیم کر لینے کے بعد دنیا میں کوئی شخص ہے جو عیسائیت کو باطل کر سکے؟ کیونکہ یہ واقعات قرآن میں قطعی طور پر تسلیم کر لئے گئے ہیں کہ حضرت عیسیٰ خدا کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ ”واُحی الموتیٰ باذن اللہ (آل عمران:۴۹)“ قرآن میں منصوص ہے گو زندہ کرنے والا خدا ہی ہے نہ کہ حضرت عیسیٰ اور احیاء کی نسبت ان کی طرف ایسی ہے جیسے کہتے ہیں کہ طبیب نے بیمار کو اچھا کر دیا۔ مگر آخر قرآن میں ان کی طرف نسبت تو ہے اور جب مرزا اس کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ مستلزم ہے حضرت عیسیٰ کی خدائی کو تو اس نے حقیقتاً تسلیم کر لیا کہ قرآن ان کی خدائی کو تسلیم کرتا ہے، پھر وہ عیسائیوں کو کیا جواب دے سکتا ہے؟ اس بحث کو تفصیل کے ساتھ ان شاءاللہ! کسی دوسرے موقعہ پر لکھیں گے۔ (مصنف)

بن جانے اور مردوں کے زندہ ہو جانے اور مغیبات کے جاننے کے معجزات صادر ہوئے تو

ضرور خدا تھے اور مسلمانوں کے پاس عیسائیوں کا کوئی جواب نہیں۔ چنانچہ اس کی تفصیل بھی ان شاء اللہ کسی موقع پر کی جائے گی۔ پس مرزا کے لئے ثبوت نبوت اور اس کا مدعی نبوت ہونا لازم ہے۔ اس جگہ ہم ان خصوصیات نبوت کو اجمالاً بیان کر دینا مناسب سمجھتے ہیں، جن کو مرزا اپنے لئے ثابت کرتا ہے۔

خصوصیات نبوت کا اثبات

۱...... ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو پالینا جو پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے ہیں۔

۲...... بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور بالتبلیغ ہونا۔

۳...... بعینہٖ انبیاء کی طرح بآواز بلند اپنے کو ظاہر کرنا۔

۴...... لوگوں کا اس کے ماننے کے لئے مجبور ہونا۔

۵...... اس کے منکر کا مستحق سزا بلکہ کافر ہونا۔ (کلمۃ الفصل ص۱۱۰)

۶...... نبی کی طرح اس کی وحی کا متلو (یعنی بواسطہ جبرئیل) اور غیر متلو (یعنی بواسطہ روح القدس) ہونا۔ (توضیح المرام ص۲۲، خزائن ج۳ ص۶۲)

۷...... اس کی وحی کا قطعی ہونا۔ (حقیقت الوحی ص۲۲۰، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰)

۸...... اس کی وحی کا دخل شیطان سے منزہ ہونا۔

۹...... اس کے لئے حقیقت عصمت حاصل ہونا۔

۱۰...... اس کے لئے حقیقت معجزات حاصل ہونا۔

۱۱...... اس کے لئے حقیقت نبوت حاصل ہونا۔

۱۲...... نبیوں کی طرح اس کے اجتہاد میں غلطی ہونا اور اس کا وحی کی غلطی کہلانا۔

(حقیقت الوحی ص۳۵۳، خزائن ج۲۲ ص۳۵۳)

۱۳...... نبی کی طرح اس کی غلطی کو فوراً بذریعہ وحی متلو کے دور کیا جانا۔

۱۴...... اس کو ہر وقت الہام ہونا اور اس کی کسی بات کا بغیر وحی کے نہ ہونا۔

۱۵...... اس کا مصداق ما ینطق عن الھوی ہونا۔

(حقیقت الوحی ص۳۵۲، خزائن ج۲۲ ص۳۵۲)

۱۶...... اس کو خدا کی طرف سے نبی کا خطاب دیا جانا۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)

انصاف کیجئے

یہ ہیں وہ خصوصیات جن کا مرزا مدعی ہے اور جو کہ توضیح المرام اور آئینہ کمالات وغیرہ میں مصرح ہیں۔ اب تو انصاف سے بتلاؤ کہ اس کے نبی ہونے میں کس بات کی کمی ہے اور وہ کون سی بات ہے جس کا نبی ہونے کے لئے انتظار ہے۔ کمالات نبوت حاصل ہیں، خدمات نبوت حاصل ہیں۔ خطاب نبوت حاصل ہے، لوازم نبوت حاصل ہیں پھر وہ کون سی کمی ہے جس کے پورے ہونے سے مرزا نبی بالفعل ہوسکتا ہے؟ اگر کہا جاسکتا ہے تو صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ اگر دوسرے نبی کے اتباع کی قید اٹھ جائے تو وہ نبی بالفعل بن جائے گا۔

خصوصیات نبوت کا اثبات یا دعویٰ نبوت دونوں برابر

بس اس کا حاصل یہ ہوا کہ وہ نبی ضرور ہے مگر صاحب شرع جدید نہیں تو دعویٰ نبوت غیر تشریعی ثابت ہوگیا۔ اس جگہ یہ بھی بتلا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرزا اس کو تسلیم کرتا ہے کہ دعویٰ نبوت کے لئے صاف طور پر یہ کہنا ضروری نہیں کہ میں نبی ہوں بلکہ خصوصیات نبوت کو اپنے لئے ثابت کرنا دعویٰ نبوت ہی ہے گو زبان سے انکار کرے اور کہے کہ میں نبی نہیں ہوں۔ چنانچہ آئینہ کمالات وغیرہ میں مرزا نے عیسائیوں کا دجال موعود ہونا ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انہوں نے دعویٰ نبوت بھی کیا اور دعویٰ خدائی بھی اور دعویٰ نبوت کے ثبوت میں لکھا ہے:

<u>ثبوت</u>: ''نبوت کا دعویٰ اس طرح کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دیئے وہ قواعد مرتب کئے اور وہ تنسیخ ترمیم کی جو ایک نبی کا کام تھا جس حکم کو چاہا قائم کر دیا اور اپنی طرف سے عقائد بنائے اور عبادت کے طریقے گھڑ لئے اور ایسی آزادی سے مداخلت بے جا کی کہ گویا ان باتوں کے لئے وحی الٰہی ان پر نازل ہوگئی۔ سو الٰہی کتابوں میں اس قدر بے جا دخل دوسرے رنگ میں نبوت کا دعویٰ ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۳، ۳۴۴، خزائن ج ۵ ص ۳۴۳، ۳۴۴)

آپ نے دیکھ لیا حالانکہ عیسائی ہرگز نہیں کہتے کہ ہم نبی ہیں بلکہ وہ اتنا بھی نہیں

کہتے جتنا مرزا کہتا ہے۔لیکن اس پر بھی مرزا ان کو مدعی نبوت قرار دیتا ہے تو اب جب کہ مرزا اپنے اندر جملہ خصوصیات نبوت ثابت کرتا ہے تو مرزا کو کیوں نہ مدعی نبوت کہا جائے؟ بالخصوص جب کہ مرزا کے وہ تصرفات بھی دیکھے جائیں جو اس نے کلام الٰہی وکلام نبوی میں کئے ہیں۔جن میں اس نے عیسائی تو درکنار، یہودیوں کو بھی مات کر دیا ہے کہ جس بات کو اس کا جی چاہا اور جس میں اس نے اپنا نفع دیکھا اسے قبول کرلیا خواہ وہ ثابت بھی نہ ہو اور جس بات میں نقصان دیکھا اسے رد کر دیا یا مجاز واستعارہ بتا کر اڑا دیا اور اپنی غرض کے لئے کلام الٰہی کے وہ معنی کئے جو نہ کسی نے سمجھے نہ کوئی سمجھ سکتا ہے۔تب تو دعویٰ نبوت اور بھی پختہ ہوگیا۔

تحریفات مرزا

مسلمانو! میرے پاس نہ اتنا وقت ہے اور نہ اس مختصر رسالہ میں اتنی گنجائش ہے کہ میں مرزا کی ان تحریفات کا ذخیرہ آپ کے سامنے پیش کرسکوں جو اس نے کلام الٰہی اور کلام رسول میں کی ہیں۔ ہاں! نمونہ کے لئے بعض تحریفات پیش کرتا ہوں۔ ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے۔مرزا نے اپنی کتاب ’’شہادت القرآن‘‘ میں قرآن کی شہادتیں اپنے مسیح موعود ہونے پر بیان کی ہیں۔ان شہادتوں میں سورہ ’’اذا زلزلت‘‘ کو بھی پیش کیا ہے اور کہا ہے: ’’اور دوسری آیات جن میں اس آخری زمانہ کی نشانیاں بتلائی گئی ہیں یعنی وہ آیات جن میں اوّل ارضی تاریکی زور کے ساتھ پھیلنے کی خبر دی گئی ہے پھر آسمانی روشنی کے نازل ہونے کی علامتیں بتلائی گئی ہیں۔وہ یہ ہیں:’’**اذا زلزلت الارض زلزالها واخرجت الارض اثقالها وقال الانسان مالها یومئذ تحدّث اخبارها بانّ ربّک اوحی لها**‘‘ یعنی آخری زمانہ اس وقت آئے گا کہ جس وقت زمین ایک ہولناک جنبش کے ساتھ جو اس کی مقدار کے مناسب حال ہے ہلائی جائے گی یعنی اہل الارض میں ایک تغیّر عظیم آئے گا اور نفس اور دنیا پرستی کی طرف لوگ جھک جائیں گے اور پھر فرمایا کہ زمین اپنے تمام بوجھ نکال ڈالے گی۔یعنی زمینی علوم اور زمینی مکر اور زمینی چالاکیاں اور زمینی کمالات جو کچھ انسان کی فطرت میں مودع ہیں سب کی سب ظہور میں آجائیں گی اور نیز زمین جس پر انسان رہتے ہیں۔اپنے تمام خواص ظاہر کر دے گی اور علم طبعی اور فلاحت کے ذریعہ سے بہت سی خاصیتیں اس کی

معلوم ہو جائیں گی اور کانیں نمودار ہوں گی اور کاشتکاری کی کثرت ہو جائے گی۔ غرض زمین زرخیز ہو جائے گی اور انواع واقسام کی کلّیں ایجاد ہوں گی۔ یہاں تک کہ انسان کہے گا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور یہ نئے نئے علوم اور نئے نئے فنون اور نئی نئی صنعتیں کیوں کر ظہور میں آتی جاتی ہیں۔ تب زمین یعنی انسانوں کے دل زبان حال سے اپنے قصے سنائیں گے کہ یہ نئی باتیں جو ظہور میں آرہی ہیں۔ یہ ہماری طرف سے نہیں۔ یہ خداتعالیٰ کی طرف سے ایک قسم کی وحی ہے کیونکہ ممکن نہیں کہ انسان اپنی کوششوں سے اس قدر علوم عجیبہ پیدا کر سکے۔''

(شہادت القرآن ص۱۹، خزائن ج۶ ص۳۱۴و۳۱۵)

آپ اس تحریف کو ملاحظہ فرمائیے اور بتلائیے کہ اس سے بڑھ کر اور کیا تحریف ہوگی؟ ہمیں کوئی بتائے کہ آخر یہود ونصاریٰ نے اس سے بڑھ کر خدا کی کتابوں میں کیا تحریف کی ہے۔ شاید کوئی کہے کہ انہوں نے کتابوں میں کمی بیشی کی ہے اور مرزا نے نہیں کی۔ اس لئے اس کا جواب یہ ہے کہ الفاظ کا گھٹانا بڑھانا مرزا کے امکان سے باہر تھا اور اگر اس پر قادر ہوتا تو اس میں بھی ان سے نمبر لے جاتا۔ صرف تحریف معنوی اس کے امکان میں تھی اس لئے اس نے اسی پر زور صرف کیا اور یہود ونصاریٰ کو گرد کر دیا۔ مرزا، سرسید کو خطاب کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''جو تاویلیں قرآن کریم کی نہ خداتعالیٰ کے علم میں تھیں نہ اس کے رسول کے علم میں نہ اولیاء اور قطبوں اور غوثوں اور ابدال کے علم میں اور نہ ان پر دلالت النص نہ اشارۃ النص وہ سید صاحب کو سوجھیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۲۲۶، خزائن ج۵ ص۲۲۷ حاشیہ)

اب مرزا سے کوئی پوچھے کہ جناب جو تفسیر حضور فرمارہے ہیں وہ تفسیر کب خدا کو یا رسول کو یا اولیاء کو یا اقطاب کو یا غوثوں کو یا ابدال کو سوجھی ہے اور اس پر کون سی دلالت النص یا اشارۃ النص ہے، ذرا فرمائیے تو سہی؟ پھر آپ سرسید کی تاویلات پر کس منہ سے اعتراض کرتے ہیں؟

کجا آپ کی تحریف کجا سرسید کی تحریف؟

مرزاجی! سرسید ضرور مجرم ہے مگر آپ سے کم ہی ہے کیونکہ اس نے جو کچھ کہا اس کے ساتھ ہی بزبان حال یہ بھی کہا کہ یہ میں نے اپنی سمجھ سے کہا ہے میں معصوم نہیں ممکن ہے کہ میری سمجھ غلط ہو۔ اس لئے اگر کوئی ان تفسیروں کو رد کرے تو اسے حق ہے۔ مگر آپ تو یہ کہتے ہیں کہ میں

خود تفسیر نہیں کرتا بلکہ خدا کرتا ہے: ’’وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحٰی ‘‘(آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲، خزائن ج۵ ص۳۵۲) اور جو نہ مانے وہ کافر ہے کیونکہ خدا کے فرمان کا منکر ہے۔ پھر آپ کو سرسید سے کیا نسبت؟ اور کجا آپ کی تحریف کجا سرسید کی تحریف۔

اچھا اس کو چھوڑو اور سنو مرزا کو اس تحریف کے بعد خیال ہوا کہ یہ توریت وانجیل نباشد، یہ قرآن ہے سینکڑوں حافظ موجود ہیں۔ جب مسلمان ان آیات کے بعد ’’یومئذ یصدر الناس اشتاتا لّیروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ ‘‘اس دن ہو پڑیں گے لوگ طرح طرح پر کہ ان کو دکھائے جائیں ان کے عمل، سو جس نے کی ذرہ بھر بھلائی وہ دیکھ لے گا، اسے اور جس نے کی ذرہ بھر برائی وہ دیکھ لے گا اسے۔ (ترجمہ شیخ الہند) دیکھیں گے اور اس کا ترجمہ یوں دیکھیں گے کہ (اس روز جس روز واقعات مذکورہ بالا ہوں گے، آدمی متفرق طور پر اس لئے چلیں گے کہ ان کو ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ سو جس نے ذرہ برابر بھی بھلائی کی ہے وہ اسے بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذراہ برابر بھی برائی کی ہے وہ اسے بھی دیکھ لے گا) تو ان پر ساری قلعی کھل جائے گی اور کہیں گے یہ قیامت کا قصہ ہے۔ اس کو مرزا کے زمانہ سے کیا تعلق اور قیامت میں ان باتوں سے واسطہ جو مرزا بیان کرتا ہے اس لئے اس نے پیش بندی کی اور کہا: ’’یاد رہے کہ ان آیات کے ساتھ جو قرآن کریم میں بعض دوسری آیات جو آخرت کے متعلق ہیں شامل کی گئی ہیں وہ درحقیقت اسی سنت اللہ کے موافق شامل فرمائی گئی ہیں جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔‘‘ (شہادت القرآن ص۱۹، ۲۰، خزائن ج۶ ص۳۱۵)

(یعنی قرآن کریم کا محاورہ ہے کہ ایک دنیا کے قصہ کے ساتھ آخرت کا قصہ پیوند کیا جاتا ہے اور ہر ایک حصہ کلام کا اپنے قرائن سے دوسرے حصہ سے تمیز رکھتا ہے) لیکن مرزا قادیانی کو معلوم نہیں کہ قرآن میں دوجگہ یومئذ بھی ہے۔ جس کے معنی ہیں اس روز یعنی جس روز واقعات مذکورہ ہوں گے۔ اس میں حق تعالیٰ نے مرزا جی کی چالاکی کا پہلے ہی توڑ کر دیا ہے اور بتلا دیا ہے کہ زلزلہ ارض واخراج اثقال اور قول انسان اور تحدیث ارض اور صدور ناس، ایک ہی زمانہ میں ہوں گے۔ اب آپ کی تحریف کی گنجائش کہاں ہے؟

اس کے بعد مرزا کو خیال ہوا کہ لوگ کہیں گے کہ یہ معنی جو آپ بیان کرتے ہیں۔ آخر آپ نے قرآن کے کون سے الفاظ سے اور کس قرینہ سے سمجھے اس کی پیش بندی کے لئے فرماتے ہیں: ’’اس میں کچھ شک نہیں کہ حقیقی اور مقدم معنی ان آیات کے یہی ہیں جو ہم نے بیان کئے اور اس پر قرینہ جو نہایت قوی اور فیصلہ کرنے والا ہے یہ ہے کہ اگر ان آیات کے حسب ظاہر معنی کئے جائیں تو ایک فساد عظیم لازم آتا ہے۔ یعنی اگر ہم اس طور سے معنی کریں کہ کسی وقت باوجود قائم رہنے اس آبادی کے جو دنیا میں موجود ہے۔ ایسے سخت زلزلے زمین پر آئیں گے جو تمام زمین کے اوپر کا طبقہ نیچے اور نیچے کا اوپر ہو جائے گا تو یہ بالکل غیر ممکن اور ممتنعات میں سے ہے۔ آیت موصوفہ میں صاف لکھا ہے کہ انسان کہیں گے کہ زمین کو کیا ہو گیا۔ پھر اگر حقیقتاً یہی بات سچ ہے کہ زمین نہایت شدید زلزلوں کے ساتھ زیروزبر ہو جائے گی تو انسان کہاں ہوگا جو زمین سے سوال کرے گا وہ تو پہلے ہی زلزلہ کے ساتھ زاویہ عدم میں مخفی ہو جائے گا۔ علوم حسیّہ کا تو کسی طرح انکار نہیں ہوسکتا۔ پس ایسے معنی کرنا جو بداہت باطل اور قرائن موجودہ کے مخالف ہوں گے گویا اسلام سے ہنسی کرانا اور مخالفین کو اعتراض کے لئے موقعہ دینا ہے، پس واقعی اور حقیقی معنی یہی ہیں جو ابھی ہم نے بیان کئے۔‘‘

(شہادت القرآن ص۲۰، خزائن ج۶ ص۳۱۵-۳۱۶)

دوہرے مجرم

لیکن مرزاجی سے کوئی پوچھے کہ یہ معنی آپ نے قرآن کے کون سے لفظ سے نکالے ہیں کہ زمین کو ایک بارگی ہی ایسا زلزلہ آئے گا کہ اس کے اوپر کا طبقہ نیچے اور نیچے کا اوپر ہو جائے گا اور زلزلہ کے شروع ہوتے ہی سارے آدمی مر جائیں گے اور کسی کو اتنا بھی موقع نہ ملے گا کہ وہ لفظ ’’مالھا‘‘ یا اس کے معنی منہ سے نکال سکے جب کہ قرآن میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہے تو یہ اشکال قرآن کے معنی پر نہیں بلکہ اپنے تحریفی معنی پر ہے۔ پس آپ پر دو جرم عائد ہوتے ہیں کہ اوّل قرآن کے ایسے معنی تراشا جن پر اشکال پڑے۔ پھر اس سے بچنے کے لئے ایسے معنی تراشا جو اپنی ہوائے نفسانی کے موافق ہوں۔

دوسرے اگر قرآن کے ظاہری معنی وہی تھے جو آپ نے بیان کئے اور وہ محال اور

ناممکن اور بداہۃً باطل تھے اور ان پر کفار کو ہنسی اور طعن کا موقعہ تھا تو پہلے کفار نے یہ اشکال کیوں نہیں کیا اور کیوں نہ قرآن کی ہنسی کی اور کیوں نہ طعن کیا۔ کیا وہ قرآن کے وہ معنی سمجھتے تھے جو مرزا نے بیان کئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا کو ابوجہل وابولہب وغیرہ کے برابر بھی سمجھ نہیں کہ ان کو تو قرآن پر اعتراض نہ سوجھے اور مرزا کو اعتراض سوجھے۔ اچھا ہم تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کے ظاہری معنی قابل اعتراض اور قابل طعن اور ہنسی اور ٹھٹھے کے لائق ہیں۔ پھر خدا نے ایسی عبارت کیوں بولی جو اپنے ظاہری معنی کے لحاظ سے قابل اعتراض تھی جس کے حقیقی اور اصلی معنی سوائے ایک ہندوستان کے رہنے والے پنجابی کے دوسرا کوئی نہ سمجھ سکتا تھا اور خدا جانتا بھی تھا کہ وہ پنجابی تیرہ سو برس بعد پیدا ہوگا۔ اس لئے تیرہ سو برس تک کفار کو قرآن پر طعن کا موقعہ ملے گا اور اگر اس نے ایسی عبارت قابل اعتراض بولی ہی تھی تو اس کو چاہئے تھا کہ وہ اس کے ساتھ اس کی شرح بھیجتا اور جب کہ اس نے شرح نہ بھیجی تھی تو پہلا فرض رسول کا تھا کہ وہ جبرئیل سے پوچھتے کہ یہ خدا نے کیسا بداہۃً باطل اور محال اور ناممکن کلام بھیجا ہے۔ آیا تمہیں یاد نہیں رہا یا خدا نے نہیں سمجھا کہ یہ بداہۃً باطل ہے۔ اس پر تو کفار میری بھی ہنسی اڑائیں گے اور خدا کی بھی۔ اس لئے یا تو جا کر اس کی شرح لاؤ یا خدا سے کہہ کر اس کو بدلواؤ۔ تاوقتیکہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات نہ ہو میں اسے شائع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مجھے یہ منظور نہیں ہے کہ کفار خدا کے کلام کا مذاق اڑائیں اور میری نبوت میں بھی شبہات پیدا کریں۔

خیر مسلمانوں کو میں سمجھا سکتا ہوں مگر کفار کو کیوں کر سمجھاؤں؟ اور اگر جناب رسول اللہ ﷺ نے کوتاہی کی اور جبریل سے وہ گفتگو نہیں کی تو مسلمانوں کو پوچھنا چاہئے تھا کہ یہ کلام تو بداہۃً باطل اور محال ہے۔ یہ کیسا خدا کا کلام ہے۔ اگر اس کے کوئی حقیقی معنی ہیں تو ہمیں بتلائیے۔ مگر انہوں نے بھی ایسا نہ کیا۔ علیٰ ہذہ تیرہ سو برس تک مسلمان بھی اسی کو مانتے چلے آئے اور کفار کو بھی کوئی اعتراض نہ سوجھا سب کے سب کودن اور بے عقل ہوگئے۔ تیرہ سو برس بعد جب مرزا کو اپنی مسیحیت کے دلائل ڈھونڈنے کی ضرورت پڑی۔ تب اسے وہ حقیقی معنی نظر آئے۔ پہلے سے اسے بھی نہ سوجھے۔

اب غور کیجئے کہ ایسا شخص نبی بلکہ افضل الانبیاء بلکہ نعوذ باللہ خدا سے بھی بڑھ کر نہ

ہوتو اور کون ہو کہ اس کو وہ باریکیاں سوجھتی ہیں جو نعوذ باللہ نہ خدا کو سوجھتی ہیں، نہ رسول کو اور لطف یہ کہ وہ اس کے نزدیک بدیہی ہیں۔ آپ نے مرزا کی تحریف کا نمونہ دیکھ لیا۔ اب اس تحریف کا نتیجہ سن لیجئے۔ اس تحریف کا نتیجہ یہ ہے:

تحریف کا پہلا نتیجہ: کہ کفار کے ہاتھ میں مرزا نے اتنا زبردست ہتھیار دے دیا ہے کہ اس کا جواب مرزا کی تکذیب کے بغیر ناممکن ہے اور کسی میں یہ قدرت نہیں کہ مرزا کو سچا مان کر قرآن پر سے اعتراض اٹھا دے کیونکہ کفار کہہ سکتے ہیں کہ قرآن بیان کرتا ہے کہ زمین کو زلزلہ اس وقت آئے گا جب زمین پر آبادی ہوگی اور زلزلہ ایسا آئے گا کہ پہلے ہی زلزلہ میں زمین کا اوپر کا طبقہ نیچے اور نیچے کا اوپر ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ہی سب آدمی فنا ہو جائیں گے۔ اس کے بعد قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ آدمی کہے گا کہ زمین کو کیا ہو گیا اور یہ بداہۃً باطل اور محال ہے۔ لہٰذا قرآن نعوذ باللہ جھوٹا ہے اس کا جواب اگر یہ دیا جائے گا کہ اس کے معنی یہ نہیں بلکہ وہ معنی ہیں جو مرزا نے بیان کئے تو اس پر وہ یہ اعتراض کریں گے کہ یہ معنی محض تراشیدہ ہیں جو قرآن کی بے جا حمایت کے لئے بنائے گئے ہیں اور قرآن کے الفاظ سے یہ معنی ہرگز مفہوم نہیں ہوتے۔ اگر ہوتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ تمہارے نبی نے یا ان کے صحابہ نے یا اور مسلمانوں نے جن میں اہل زبان بھی تھے اور غیر اہل زبان بھی۔ یہ معنی بیان کئے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ معنی محض اعتراض سے بچنے کے لئے تراشے گئے ہیں۔ پس جب کہ مسلمان مرزا کو مانیں گے تو نہ وہ یہ کہہ سکیں گے کہ جو معنی اس معترض نے بیان کئے ہیں وہ قرآن کے ظاہری معنی نہیں۔ کیونکہ مرزا ان کو ظاہری معنی تسلیم کر چکا ہے اور نہ وہ ان کو صحیح ثابت کر سکیں گے، اس لئے مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں لامحالہ شکست ہوگی اور کفار قرآن پر طعن کریں گے اور ہنسی اڑائیں گے۔ یہ نتیجہ ہے مرزا کی بعثت اور ماموریت اور رسالت کا کہ جس قدر مسلمان کفار کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ اس قدر بھی نہ کر سکیں اور ہر معرکہ میں ان کے سامنے ذلیل ہوں۔ قرآن کو جھوٹا ثابت کریں۔ اسلام کو باطل تسلیم کریں۔ مسلمانو! کاش تم آنکھیں کھولو اور مرزا کو پہچانو اور جانو کہ درحقیقت وہ اسلام کا دشمن ہے اور جس قدر نقصان اس کی ذات سے اسلام کو پہنچا ہے اس قدر عیسائیوں اور آریوں سے نہیں پہنچا اور نہ قیامت تک پہنچ سکتا ہے۔

تحریف کا دوسرا نتیجہ: دوسرا نتیجہ اس تحریف کا یہ ہوگا کہ مرزا کی طرح ہر شخص کو حق ہوگا کہ وہ جس طرح چاہے قرآن کی تفسیر کرے۔ کیونکہ مرزا نے بتلا دیا ہے کہ تفسیر کے لئے نہ لغت کی پابندی کی ضرورت ہے اور نہ قرائن صادقہ کی ضرورت اور نہ تقدیر عبارت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت کیونکہ مرزا کی تفسیر انہی اصول پر مبنی ہے۔ پس ہم کو یہ حق ہے کہ ہم ''اذا زلزلت'' کی تفسیر یوں کریں: ''قادیان میں مسیح کذاب اس وقت پیدا ہوگا جب زمین یعنی انسانی قلوب ہر گمراہی کے لئے پورے طور پر آمادہ ہو جائیں گے اور وہ اپنی گمراہی کی چھپی ہوئی استعدادوں کو خوب ظاہر کریں گے اور بیشک آدمی گمراہوں کی اس حیرت ناک گمراہی کو دیکھ کر حیرت سے کہیں گے کہ ان کم بختوں کو کیا ہو گیا کہ باوجود درستی ہوش وحواس یہ لوگ ایسی کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس روز وہ مسیح کذاب اپنے حالات یوں بیان کرے گا کہ یہ سب کچھ میں وحی سے کرتا ہوں اور خدا نے ان باتوں کے لئے مجھ پر وحی بھیجی ہے۔''

الوہیت کا دعویٰ

الحاصل یہ ایک نمونہ تھا مرزا کی ان بے شمار تحریفات کا جن سے اس نے یہود ونصاریٰ کو بھی شرما دیا ہے۔ پس اگر مرزا اپنی نبوت سے انکار بھی کرے تو اس کو اس کے اس قائم کردہ اصول کی بناء پر جس سے اس نے عیسائیوں کو مدعی نبوت قرار دیا ہے۔ ضرور مدعی نبوت بلکہ واقع کے لحاظ سے مدعی الوہیت کہا جائے گا[1]۔ کیونکہ شریعت میں آزاد تصرف نبی کا بھی کام نہیں۔ بلکہ صرف خدا کا کام ہے اور نبی محض مبلغ ہوتا ہے۔ دوسری وجہ تمام ہوئی، اب تیسری وجہ سنئے:

تیسری دلیل: مرزا نے اپنے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل کہا اور محمد علی نے اپنے خط میں اقرار کیا ہے اور تمام مسلمانوں کا بھی اجماع ہے کہ کسی غیر نبی کو کسی نبی پر فضل کلی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا مدعی نبوت ہے۔ اب ثبوت سنئے۔ مرزا کہتا ہے: ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا، جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔'' (دافع البلاص ۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

[1] مرزا غلام احمد قادیانی نے یقینی طور پر خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ ''رایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو'' یعنی میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کرلیا کہ میں خدا ہوں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴)

اس عبارت میں تمام شان کا لفظ یاد رکھئے۔ نیز مرزا حقیقت الوحی میں لکھتا ہے:
’’اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح بن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقرّبین میں سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی۔ اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۴۹،۱۵۰، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳،۱۵۴)

اس عبارت سے چند باتیں مفہوم ہوئیں۔ ایک یہ کہ مرزا حضرت عیسیٰ پر فضل کلّی کا مدعی ہے اور دوسرے یہ کہ مرزا خدائی الہامات کو اپنے خیالات پر ڈھال کران کے معنی اپنے خیال کے موافق بیان کرتا تھا اور جب وحی اسے مجبور کر دیتی تھی تب وہ اپنے خیال کو مجبوراً چھوڑتا تھا۔

اور تیسری بات جو اس سے مفہوم ہوتی ہے یہ ہے کہ مرزا کے الہامات دعویٰ کے متعلق صاف نہ ہوتے تھے ورنہ مرزا کا ان کو غلط محمل پر محمول کرنے کی گنجائش نہ ہوتی۔

مرزا کا ملہم شیطان ہے

اور چوتھی بات یہ ہے کہ مرزا کے ملہم کی یہ عادت تھی کہ وہ دفعۃً اس کے سامنے ایسی باتیں نہ بیان کرتا تھا جس سے وہ متوحش ہو جاوے، بلکہ رفتہ رفتہ اس کو مانوس کر کے آخر میں وہ اس پر پوری حقیقت کھولتا تھا اور اس چوتھی بات سے ایک نتیجہ تو یہ نکلتا ہے کہ مرزا کا ملہم شیطان ہے جو چالاکی سے اسے فریب دیتا ہے اور دوسرا یہ کہ اس کے مضامین میں اگر اختلاف پایا جاوے تو اس کا منشا یہی ہوگا کہ اس کا ملہم اس سے کبھی کچھ کہتا تھا اور کبھی کچھ۔ مثلاً اوّلاً اس پر اس نے ظاہر کیا کہ تو مجدد ہے۔ جب وہ اس پر جم گیا تو وہ اسے رفتہ رفتہ دعویٰ نبوت کی طرف لے چلا اور آخر میں اس سے کہلوا دیا کہ جو نبوت مجھے عطا ہوئی ہے وہ کسی کو نہیں عطا ہوئی اور اس امت میں میرے سوا نبی کہلانے کا کوئی مستحق نہیں۔ یہ فوائد تھے جو اس عبارت سے مستفاد ہوتے تھے۔

اچھا اب مرزا کی دوسری تصریحات سنو! مرزا حقیقت الوحی میں لکھتا ہے: ’’خدا

نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا۔'' (حقیقت الوحی ص۱۴۸، خزائن ج۲۲ص۱۵۲)

اب غور کرو کہ اس سے بڑھ کر فضل کلّی اور کیا ہوسکتا ہے۔ نیز مرزا حقیقت الوحی میں لکھتا ہے:

فضل کلّی کا دعویٰ

''اس میں کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطری طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں۔ کیونکہ وہ ایک خاص قوم کے لئے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔'' (حقیقت الوحی ص۱۵۳، خزائن ج۲۲ص۱۵۷)

اس عبارت سے بھی بخوبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضل کلی کا دعویٰ ظاہر ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی قابلیت نبوت، مرزا کی قابلیت نبوت سے کم تھی اور مرزا میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے ہزاروں نبی بن سکتے تھے کیوں مرزا کافۃ الناس کی طرف مبعوث ہے اور حضرت عیسیٰ صرف بنی اسرائیل کی ایک مختصر جماعت کی طرف مبعوث تھے اور اس سے مرزا کی فضیلت صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی پر ثابت نہیں ہوتی بلکہ جناب رسول اللہ ﷺ کے سوا تمام انبیاء پر بھی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان میں سے کسی کی نبوت عام نہ تھی۔ اس لئے مرزا کے اصول پر ان میں دعوت عامہ کی قابلیت بھی نہ تھی۔

نیز مرزا اسی حقیقت الوحی میں لکھتا ہے: ''جب کہ خدا نے اور اس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح بن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیتے ہو۔''

(حقیقت الوحی ص۱۵۵، خزائن ج۲۲ص۱۵۹)

اس عبارت میں بھی کھلم کھلا حضرت عیسیٰ پر فضل کلّی کا دعویٰ کیا گیا ہے پس ثابت ہوا کہ مرزا حقیقتاً مدعی نبوت بلکہ تقریباً تمام انبیاء سے افضل نبی ہونے کا مدعی ہے۔ تیسری وجہ تمام ہوئی۔

نبی اکرم ﷺ پر فضل جزئی کا دعویٰ

چوتھی دلیل: مرزا نے جناب رسول اللہ ﷺ پر فضل جزئی کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ وہ اعجاز احمدی (ضمیمہ نزول المسیح ص۷۱، خزائن ج۱۹ص۱۸۳) میں لکھتا ہے:

لہ خسف القمر المنیر وان لی غسا القمران المشرقان اتنکر

اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔

اس میں صاف طور سے جناب رسول اللہ ﷺ پر فضل جزئی کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ محمد علی نے اپنے خط میں اقرار کیا ہے کہ امتی کو اپنے نبی پر فضل جزئی بھی نہیں ہوسکتا۔ پس معلوم ہوا کہ مرزا اپنے کو امتی تسلیم نہیں کرتا اور اس لئے وہ مدعی نبوت مستقلہ ہے۔

فضل کلّی کا دعویٰ

نیز مرزا نے جناب رسول اللہ ﷺ پر فضل کلّی کا دعویٰ کیا۔ ثبوت اس کا یہ ہے کہ بیانات منقولہ وجہ سوم میں مرزا نے اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ مصلح کی حیثیت کا اندازہ خرابی کی حیثیت سے ہوتا ہے اور اسی حقیقت کی بنا پر مرزا نے حضرت عیسیٰ پر اپنی فضیلت ثابت کی ہے۔ پس جب کہ اصول معلوم ہوگیا تو اب سنو کہ مرزا نے نصاریٰ کے موجود فتنہ کی نسبت لکھا ہے کہ: ’’اتنا بڑا فتنہ حضرت آدم سے لے کر اس وقت تک ہوا اور نہ قیامت تک ہوگا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۵۳، خزائن ج۵ص۲۵۳)

توان دونوں باتوں کے ملانے سے ثابت ہوا کہ اس کی قابلیت اور لیاقت نعوذ باللہ! جناب رسول اللہ ﷺ کی لیاقت سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہے۔ کیونکہ جس فساد کی اصلاح کے لئے وہ بھیجے گئے وہ اس فساد سے بہت کم تھا جس کی اصلاح کے لئے مرزا بھیجا گیا۔ پس اگر جناب رسول اللہ ﷺ کی قابلیت مرزا سے بڑھی ہوئی ہوتی تو ان کو اس زمانہ میں ہونا چاہئے تھا اور مرزا کو تیرہ سو برس پیشتر اور جب مرزا آنخضرت ﷺ پر بھی فوقیت کا مدعی ہے تو دعویٔ نبوت میں کیا شبہ ہے؟

پانچویں دلیل: مرزا نے اپنے کو ’’ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین

الحق لیظھرہ علی الدّین کلّہ‘‘ کا مصداق بتایا۔ چنانچہ (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳) میں لکھتا ہے:

رسالت کا دعویٰ

’’مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے: ’’ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدّین کلّہ‘‘

اور یہ ظاہر ہے کہ آیت میں رسول سے حقیقی رسول مراد ہے۔ پس دعویٰ رسالت حقیقتاً ثابت ہوا۔

چھٹی دلیل: مرزا نے (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵، ۴۳۶) میں لکھا ہے:

صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ

’’ماسواء اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارا مخالف ملزم ہیں۔ کیوں میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: ’’قل للمؤمنین یغضّوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکٰی لھم‘‘ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔‘‘

اس بیان میں مرزا نے صاف طور سے اپنے صاحب الشریعت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لہٰذا وہ مدعی نبوت تشریعیہ ہوا۔

ساتویں دلیل: مرزا نے (حقیقت الوحی ص۱۰۱، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵) میں ایک الہام اپنا یوں لکھا ہے:

اپنی مسیحیت پر استدلال

’’انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھدا علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون

رســـولا ‘‘اوردوسرا الہام اسی (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ص۱۱۰) میں یوں لکھا ہے:

’’یٰس انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تنزیل العزیزالرحیم‘‘

یہ دونوں الہام انہی لفظوں میں ہیں جن لفظوں میں جناب رسول اللہ ﷺ پر وحی کئے گئے تھے اور یہ حقیقت نا قابل انکار ہے کہ اگر جناب رسول اللہ ﷺ سے کہا جاتا ہے کہ آپ کی وحی میں کون سے الفاظ ہیں، جن سے آپ سمجھتے ہیں کہ خدا نے آپ کو صاحب شریعت رسول بنایا ہے تو آپ آیتوں کو اپنی رسالت تشریعیہ کے ثبوت میں پیش کر سکتے تھے۔

پس جب کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو ان الفاظ سے اپنے رسالت تشریعیہ کے اثبات کا حق تھا تو یہ آیتیں مرزا کی رسالت مستقلہ پر کیوں کر دلالت نہ کریں گی جب کہ ایک لفظ اور ایک حرف کا بھی فرق نہیں۔ (البتہ درمیان کی ایک آیت ’’والقرآن والحکیم‘‘ ترک کر دیا ہے باقی مرزا کے الہام کے الفاظ بعینہٖ وہی ہیں جو قرآن کے ہیں) لہٰذا جس طرح یہ آیتیں جناب رسول اللہ ﷺ کی رسالت مستقلہ تشریعیہ پر دلالت کرتی ہیں یوں ہی وہ مرزا کی رسالت مستقلہ پر دلالت کریں گی۔ بالخصوص جب کہ پہلے الہام میں مرزا کی رسالت کو موسیٰ علیہ السلام کی رسالت سے تشبیہ بھی دی گئی ہے۔ تب تو دعویٰ رسالت مستقلہ اور بھی مؤکد ہوگیا۔ چنانچہ مرزا نے شہادت القرآن میں حق تعالیٰ کے قول: ’’وعداللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم‘‘ سے اپنی مسیحیت کا ثبوت دیتے ہوئے لکھا ہے:

دلیل نمبر۱: ’’آیات قرآنی پر غور کے ساتھ نظر کرنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ محمدی استخلاف کا سلسلہ موسوی استخلاف کے سلسلہ سے بکلّی مطابق ہونا چاہئے۔ جیسا کہ کما کے لفظ سے مفہوم ہوتا ہے۔‘‘ (شہادت القرآن ص۶۹، خزائن ج۶ص۳۶۴)

اس عبارت میں مرزا نے لفظ کما کا مدلول مطابقت کلّی قرار دیا ہے۔ پس اس قاعدہ سے مرزا کی رسالت اور حضرت موسیٰ کی رسالت میں مطابقت کلّی ہونی چاہئے اور مطابقت کلی اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی طرح مرزا کی رسالت بھی تشریعی ہو۔ لہٰذا دعوی رسالت تشریعی ثابت ہوا اور محمد علی نے اپنے خط میں تمام انبیاء کی وحی کے ایک قسم کی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس پر ’’انّا اوحینا الیک کما اوحینا الیٰ نوح والنّبیین من بعده‘‘ سے استدلال کیا ہے اس لئے محمد علی نے بھی لفظ کما کا مدلول مماثلت تامہ کاملہ ہونا

تسلیم کیا ہے۔ اس لئے اس کی تسلیم کی بنا پر بھی مرزا کی رسالت اور موسیٰ علیہ السلام کی رسالت تو ایک ہی قسم کی ہونی چاہئے۔ پس اس کی تسلیم کی بنا پر بھی مرزا کا دعویٰ رسالت مستقلہ ثابت ہوا۔ لیکن اگر وہ اس جگہ مماثلت تامہ سے انکار کریں تو پھر مرزا کے اس استدلال کو بھی جھوٹا ماننا پڑے گا جو اس نے اپنی مسیحیت پر لفظ کما سے کیا ہے۔ اس لئے ہمارا مدعا اب بھی ثابت ہوگا کہ مرزا نبی نہیں تھا بلکہ جھوٹا تھا۔

دلیل نمبر۲: اس جگہ ہم یہ بھی بتا دینا چاہتے ہیں کہ مرزا نے (شہادت القرآن ص ۶۸، خزائن ج۶ ص۳۶۳) میں: ''انا ارسلنا الیکم رسولاً شاهداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا'' سے بھی اپنی مسیحیت پر استدلال کیا ہے جس کا مبنیٰ اس نے موسیٰ علیہ السلام اور جناب رسول اللہ ﷺ کی شہادتوں کی مماثلت تامہ وکاملہ کو قرار دیا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ جب ان کی شہادتوں میں تماثل تام ہو تو ان کی رسالتوں میں بھی تماثل تام ہو اور چونکہ یہی آیت مرزا کے حق میں بھی نازل ہوئی ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ مرزا کی رسالت وشہادت اور موسیٰ علیہ السلام کی رسالت وشہادت میں بھی مماثلت تامہ ہو اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت مستقلہ تھے یوں ہی مرزا بھی صاحب شریعت مستقلہ ہو اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی شہادت بذریعہ اپنے نائبوں کے تھی یوں ہی مرزا کی شہادت بھی بذریعہ اپنے نائبوں کے ہو اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے نائب نبی ہوتے رہے ہیں۔ یونہی مرزا کے نائب بھی نبی ہوں۔ ورنہ مماثلت تامہ نہ رہے گی اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کا سلسلہ ایک مسیح پر ختم ہوگیا یوں ہی مرزا کی شریعت کا سلسلہ بھی ایک مسیح پر ختم ہو۔ ورنہ مماثلت تامہ نہ رہے گی۔ اس لئے ابھی مسلمانوں کو ایک اور مسیح کا منتظر رہنا ہے جو خاتم سلسلۂ نبوت غلامیہ مرزائیہ ہوگا۔ اس تیسرے مسیح کی مرزا نے آئینہ کمالات اسلام میں خبر دی ہے۔

چنانچہ اس نے کتاب مذکور میں لکھا ہے: ''یہ وہ دقیق معرفت ہے کہ جو کشف کے ذریعہ سے اس عاجز پر کھلی ہے...... کہ اک زمانہ کے گزرنے کے بعد...... پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا...... اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی...... تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آ کر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی۔ تب ایک قہری شبیہ میں اس کا نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تب آخر ہوگا اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۶، خزائن ج۵ ص ۳۴۶)

مرزائیوں سے ایک سوال

لیکن اب یہ اشکال ہے کہ احادیث نزول مسیح کا جو ایک جلالی مسیح کی پیشین گوئی کررہی ہیں جیسا کہ:''یقتل الدجّال ویضع الجزیة ویکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ''وغیرہ! الفاظ اس پر شاہد ہیں اسی مسیح آخری کو کیوں نہ مصداق بنایا جاوے اوران میں تحریف کر کے مرزا جیسے مغلوب اور عاجز کو ان کا مصداق کیوں بنایا جاوے۔ بالخصوص جب کہ مرزا کو درمیان میں مسیح موعود ماننے سے سلسلہ استخلاف موسوی ومحمدی میں مماثلت تامہ فوت ہوتی ہے۔ کیونکہ سلسلہ موسوی کے درمیان میں کوئی مسیح نہ تھا۔ ہاں! اگر یوں کہا جائے کہ سلسلہ محمدی اس مسیح سے ختم ہوگیا اور اب شریعت مرزائیہ کا دور ہے تو مماثلت ممکن ہے۔ لیکن اس سے بھی کام نہیں چلتا۔ کیونکہ سلسلہ موسویہ کا مسیح کسی جدید سلسلہ کا بانی نہ تھا بلکہ پہلے سلسلہ کا خاتم تھا اور سلسلہ محمدیہ خاتم بانی سلسلہ بھی ہے۔ لہٰذا مماثلت تامہ اب بھی نہ رہی۔

آٹھویں دلیل: مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا اور ظاہر ہے کہ غیر نبی کا منکر بلکہ مکذب بلکہ مکفر بھی کافر نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا مدعی نبوت ہے۔ اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا۔

مرزا کے دعوؤں کو نہ ماننے والا کافر

وجہ اوّل: مرزا سے سوال کیا گیا:''حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کس طرح صحیح نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے علاوہ ان مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں۔ صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ:''ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔''اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہوجاتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷)

اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ جو کفر زیر بحث ہے وہ کفر اصولی ہے نہ کہ فروعی، دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ مرزا نے عبدالحکیم خان کو لکھا تھا کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ جب یہ دونوں باتیں معلوم ہوگئیں تو اب سنو کہ مرزا نے اس سوال کا یوں جواب دیا ہے:

مرزا کا جواب

’’یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیوں جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے: ’’فمن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذباً او کذب بآیاتہ‘‘ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افتراء کرنے والا اور دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جب کہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افتراء کیا ہے۔ اس صورت میں نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا اور اگر میں مفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے...... اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیوں کر ہوسکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افتراء کرنے کے کافر ٹھہرا۔ کیوں میں ان کی نظر میں مفتری ہوں...... پھر وہ لوگ خدا کے نزدیک کیوں کر مؤمن ہوسکتے ہیں جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہزار ہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے۔ وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہیں کہ اگر میں مفتری نہیں اور مؤمن ہوں تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے اور مجھے کافر ٹھہرا کر اپنے کفر پر مہر لگادی۔ یہ ایک شریعت[1] کا مسئلہ ہے کہ مؤمن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۶۴، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷، ۱۶۸)

[1] یہ مرزا کا شریعت پر افتراء ہے ہزاروں مومنوں کی تکفیر کی گئی۔ مگر آج تک کسی نے یہ فتویٰ نہیں دیا کہ مکفّر اس تکفیر کی وجہ سے کافر ہوگیا اور راز اس میں یہ ہے کہ جس شخص کو مومن سمجھا جاتا ہے وہ محض ظاہری طور پر آثار وعلامات سے سمجھا جاتا ہے دل کا حال حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ پس جب تک کسی کا ایمان دلیل قطعی سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اس کے مکفّر پر کفر کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہ مکفّر ہی سچا ہو، اسی وجہ سے حدیث میں: ’’باء بہ احدھما‘‘ آیا ہے یعنی وہ کفر، ان میں سے ایک پر پڑے گا اور یہ نہیں فرمایا کہ وہ کفر خود مکفّر پر پڑے گا۔ اسی طرح بعض وقت ایک شخص عنداللہ مؤمن ہوتا ہے۔ مگر دلائل ظاہرہ سے وہ کافر معلوم ہوتا ہے، اس لئے مجبوراً اس کی تکفیر کی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ بات مرزا کو بھی مسلّم ہے کہ شریعت کا مدار ظاہر پر ہے ان وجوہ سے محض کسی کی تکفیر کو کسی کے کفر کی بناء آج تک کسی عالم یا مجدد نے نہیں بنایا بلکہ یہ مسئلہ صرف مرزا کی ایجاد ہے۔

اور اس کے حاشیہ میں لکھا ہے: ’’ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہے اس پر قرینہ یہ ہے کہ مفتری کے مقابل پر مکذب کتاب اللہ کو ظالم ٹھہرایا ہے اور بلاشبہ وہ شخص جو خداتعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے۔ سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷ درحاشیہ)

اور دوسرے حاشیہ میں لکھا ہے: ’’پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر کی پیدا ہوگئی۔ ان کو کیوں کر مؤمن کہہ سکتا ہوں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۶۵، خزائن ج۲۲ ص۱۶۹ درحاشیہ)

خلاصہ کلام: ان تصریحات سے چند امور معلوم ہوئے:

اوّل! یہ کہ مرزا نے تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے عبدالحکیم خان کو ضرور لکھا تھا کہ جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہ کیا وہ کافر ہے۔

دوم! یہ کہ اس جگہ کفر سے مراد کفر اصولی ہے نہ کہ کفر فروعی ورنہ مکذب آیات اللہ اور مفتری علی اللہ کا کافر فرعی ہونا لازم آئے گا۔ حالانکہ مرزا اس کو سب کافروں سے بڑھ کر کافر تسلیم کرتا ہے۔

سوم! یہ کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو بلا استثناء مکذب اور مکفر قرار دیا ہے اور اس لئے ان کا دو وجہ سے کافر ہونا ثابت کیا ہے۔

ایک اس وجہ سے کہ وہ مکفر مؤمن ہیں اور دوسرے اس وجہ سے کہ وہ مکذب آیات اللہ ہیں اور ظاہر ہے کہ صرف انبیاء کا نہ ماننے والا مکذب آیات اللہ کہا جاسکتا ہے اور کسی کے نہ ماننے والے کو مکذب آیات اللہ نہیں کہا جاسکتا ہے اس لئے مرزا کا دعویٰ نبوت ثابت ہے۔

چہارم! یہ کہ جو شخص اہل قبلہ ہو اور وہ باوجود اس کے کسی وجہ سے کفر کا ارتکاب کرے۔ مثلاً یہ کہ وہ کسی مؤمن کو کافر کہے یا آیات اللہ کی تکذیب کرے یا خدا پر افتراء کرے وہ اہل قبلہ نہیں رہتا۔ کیونکہ وہ ان باتوں سے کافر ہو جاتا ہے اور کافر اہل قبلہ نہیں کہلا سکتا اور اس کی تکفیر، تکفیر مؤمن نہیں اور نہ اس کی تکفیر، تکفیر اہل قبلہ ہے۔

پنجم! یہ کہ مکذب آیات اللہ کے کفر کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ اقرار بھی

کرے کہ میں آیات خدا کو نہیں مانتا بلکہ اس کا واقع میں مکذب ہونا کافی ہے۔ گو وہ زبان سے کہے کہ میں خدا کی تمام آیات کی تصدیق کرتا ہوں اور نہ مکفر مومن کے کافر ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ زبان سے بھی کہے کہ میں مکفر مؤمن ہوں بلکہ اس کا واقع میں مکفر مؤمن ہونا اس کے کفر کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ مرزا نے جو اپنے نہ ماننے والوں کو مکفر مؤمن اور مکذب آیات اللہ ہونے کی وجہ سے کافر کہا ہے ان میں کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ ہم مؤمن کی تکفیر کرتے ہیں بلکہ وہ یہی کہتے ہیں کہ ہم ایک دجّال وکذّاب مفتری علی اللہ والرّسول اور مکذب آیات اللہ کی تکفیر کرتے ہیں اور نہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کی آیات کو جھوٹا جانتے ہیں بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس کی جملہ آیات کو دل سے سچا مانتے ہیں۔ ان پانچ باتوں سے جو مرزا کے کلام سے ثابت ہوئیں۔ ہم نتائج ذیل اخذ کرتے ہیں۔

۱...... مرزا مدعی نبوت ہے جو اپنے مکذبین اور نہ ماننے والوں کو مکذب آیات اللہ قرار دیا ہے کیونکہ نبی کے سوا کسی کا نہ ماننے والا مکذب آیات نہیں۔

۲...... مرزا چونکہ واقع میں مفتری علی اللہ اور مکذب آیات اللہ اور مکفر مؤمنین ہے۔ اس لئے وہ اپنے مسلمہ اصول کی بناء پر اپنے کفر پر مہر لگاتا ہے۔

۳...... مکفرین مرزا چونکہ مرزا پر ان وجوہ کی بناء پر الزام کفر قائم کرتے ہیں جو خود مرزا نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کی ہیں۔ یعنی افتراء علی اللہ اور تکذیب آیات اللہ اور تکفیر مسلمین اور دعویٰ وحی اور دعوئ رسالت ونبوت۔ وغیرہ! اس لئے ان کو مکفر مؤمن اور مکفر اہل قبلہ نہیں کہا جاسکتا۔

۴...... محمد علی اور اس کی جماعت جو یہ کہتی ہے کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر نہیں کہا۔ یہ غلط اور دھوکا ہے۔

۵...... نیز ان کا یہ کہنا کہ مرزا اپنے مکفرین ومکذبین کو کافر فرعی کہتا ہے نہ کہ اصلی، یہ بھی غلط ہے (یہ سوال وجواب مرزا کا ہم نے محمد علی کی کتاب ''رد تکفیر اہل قبلہ'' سے نقل کیا ہے)

<u>دوقسم کا کفر</u>: وجہ دوم! مرزا نے لکھا ہے: ''کفر دو قسم پر ہے (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی

کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)

اس کے ساتھ ہی مرزا نے یہ بھی لکھا ہے: ''یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)

ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مرزا کا منکر کافر ہے اور اس کا کفر، کفر اصولی ہے نہ کہ فروعی۔ کیونکہ اوپر ثابت ہوچکا ہے کہ مکذب آیات اللہ خواہ مقر تکذیب ہو یا منکر۔ ہر حالت میں مرزا کے نزدیک کافر ہے نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر اور مرزا نے اپنے نہ ماننے والے کو خدا کے فرمان کا منکر، رسول کے فرمان کا منکر، دوسرے انبیاء کی کتابوں کا منکر قرار دے کر اس کو کافر کہا ہے۔ پس وہ ضرور کافر اصولی ہوگا نہ کہ فروعی اور مرزا کی یہ تقسیم ایسی ہے جیسے کوئی یوں کہے کہ کفر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ آدمی خدا ہی کو نہ مانے۔ دوسرے یہ کہ خدا کو مانے مگر اس کی صفات کو نہ مانے۔ تیسرے یہ کہ خدا کو بھی مانے اور اس کی صفات کو بھی مانے۔ مگر ان میں دوسروں کو شریک کرے۔ چوتھے یہ کہ شریک بھی نہ کرے۔ مگر خدا کے کسی رسول کو نہ مانے۔ وغیرہ وغیرہ!

پس جس طرح یہ قسمیں ایک قسم میں داخل ہیں۔ یعنی کفر حقیقی شرعی ہیں یوں ہی مرزا کی دونوں قسمیں بھی ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ یعنی کفر حقیقی شرعی ہیں اور جب کہ مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر حقیقی وشرعی کہتا ہے تو اس کا مدعی نبوت ہونا ثابت ہے یہ تو حقیقت اور واقعہ تھا۔ اب سنئے کہ محمد علی نے اس کھلی ہوئی تصریح میں کیا تحریف کی ہے۔ اس نے اپنی کتاب ردتکفیر میں اس کا یوں جواب دیا ہے کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر فرعی کہا ہے اور کفر کو بمعنی لغوی یعنی انکار استعمال کیا ہے اور اس پر قرینہ یہ قرار دیا ہے کہ مرزا نے آخر میں لکھا ہے کہ: ''پس اس لحاظ سے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے جس سے معلوم ہوا کہ وہ خدا و رسول کو مانتا ہے ان کا منکر نہیں۔ ہاں! خدا اور رسول کے جو بہت سے فرمان ہیں جن میں سے ایک فرمان مسیح موعود کا ماننا ہے اس کو نہیں مانتا۔ پس یہ کفر اصل کا نہیں بلکہ فرع کا ہے۔'' (ردتکفیر اہل قبلہ از مسٹر محمد علی لاہوری ص۲۲)

کیا شیطان فرع کا کافر ہے؟

لیکن یہ تقریر محض دھوکہ اور تلبیس ہے کیونکہ خدا کے سب حکموں کا انکار اور ایک حکم کا انکار دونوں برابر ہیں ان میں کوئی فرق نہیں۔ چنانچہ شیطان نے خدا کے صرف ایک حکم کا انکار کیا تھا۔ پس دیکھ لو کہ اس کا کیا حشر ہوا۔ کیا محمد علی شیطان کو بھی فرع کا کافر بتائے گا؟ علیٰ ہذا جناب رسول اللہ ﷺ سے پہلے نصاریٰ خدا کو بھی مانتے تھے اور خدا کے رسول حضرت عیسیٰ کو بھی مانتے تھے۔ مگر خدا کے ایک حکم کو نہ مانتے تھے یعنی یہ کہ مسیح کے ابن اللہ ہونے پر اصرار کرتے تھے تو کیا وہ بھی فرع کے کافر تھے؟ اور جس وقت جناب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ اس وقت بھی لوگوں نے خدا کے صرف ایک حکم کو نہیں مانا۔ یعنی خدا نے کہا تھا کہ یہ ہمارے رسول ہیں تم ان کو مانو مگر انہوں نے اس حکم کو نہ مانا تو کیا وہ کافر فرعی تھے؟ پس یہ اصول ہی غلط ہے کہ خدا کے ایک حکم کا انکار کفر اصلی نہیں بلکہ فرعی ہے۔ پھر جب کہ مسیح موعود کے ماننے کے متعلق خدا نے بھی تاکید فرمائی اور رسول نے بھی اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے تو مسیح موعود کا منکر خدا کا بھی مکذب ہوا اور رسول کا بھی اور پہلے نبیوں کا بھی تو جو شخص خدا کی بھی تکذیب کرے اور رسول کی بھی اور پہلے نبیوں کی بھی اس کو کوئی شخص مسلمان کہہ سکتا ہے؟ بجز اس کے جو ایمان اور اسلام کے معنی بھی نہ جانتا ہو۔ پس اگر مرزا کا وہی مطلب ہو (گو واقعہ یہ نہیں ہے) تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا خود مؤمن نہیں تھا جو خدا اور رسول اور انبیاء کی تکذیب کرنے والوں کو مؤمن بتلاتا ہے۔ پس یہ تحریف محمد علی کے لئے بجائے مفید ہونے کے الٹی مضر ہوگئی۔

وجہ سوم! مرزا نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے: ''بہرحال جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے تو یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں ایک شخص کے کہنے سے جس کا دل ہزاروں تاریکیوں میں مبتلا ہے خدا کے حکم کو چھوڑ دوں...... وہ لوگ جو میری دعوت کو رد کرنے کے وقت قرآن شریف کی نصوص صحیحہ کو چھوڑتے ہیں وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں سے منہ پھیرتے ہیں ان کو راستباز قرار دینا اسی شخص کا کام ہے جس کا دل شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے۔'' (ردتکفیر اہل قبلہ از مسٹر محمد علی لاہور ص۲۶،۲۷)

اس مضمون کو بھی محمد علی نے اپنی کتاب ’’رد تکفیر‘‘ میں نقل کیا ہے۔ یہ خط بھی صفائی کے ساتھ بتلا رہا ہے کہ مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہتا ہے۔ مگر محمد علی نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہاں نفی کمال اسلام مراد ہے نہ کہ نفی اصل اسلام، مگر یہ تاویل بھی غلط ہے۔ کیونکہ خواہ مخواہ تاویل کرنا تحریف میں داخل ہے اور تاویل کی کوئی وجہ نہیں۔

علیک سلیک، نماز جنازہ اور شادی کی ممانعت کیوں؟

وجہ چہارم! مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کے جنازہ کی نماز کی ممانعت کی۔ یہ عین دلیل ہے اس بات کی کہ مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر حقیقی جانتا تھا۔ چنانچہ محمد علی نے اپنے رسالہ ’’رد تکفیر‘‘ میں لکھا ہے: ’’عملی رنگ میں السلام علیکم، نماز جنازہ اور تعلقات نکاح بڑا بھاری ثبوت اس بات کا ہیں کہ ایک شخص کو ہم مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں، غیر مسلموں کو ہم السلام علیکم نہیں کہتے۔ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے، ان کو اپنی لڑکیاں بیاہ کر نہیں دیتے۔‘‘

(رد تکفیر اہل قبلہ ص۵۲)

اب ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ مرزا نے اپنے نہ ماننے والوں کے لئے نماز جنازہ کی ممانعت کی، محمد علی نے اپنے رسالہ ’’رد تکفیر‘‘ میں مرزا کا ایک فتویٰ ۱۸/اپریل ۱۹۰۲ء کا ان الفاظ سے نقل کیا ہے: ’’اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا اور ہمیں برا کہتا تھا اور برا سمجھتا تھا تو اس کا جنازہ نہ پڑھو اور اگر خاموش تھا اور درمیانی حالت میں تھا تو اس کا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے بلکہ جنازہ کا امام تم میں سے ہو، ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔ متوفی اگر مکذب اور مکفر نہ ہو تو اس کا جنازہ پڑھ لیا جائے۔ کیونکہ علاّم الغیوب خدا کی ذات ہے۔‘‘ (رد تکفیر اہل قبلہ ص۵۵)

اور محمد علی نے ۱۲/مئی ۱۹۰۷ء کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ’’جو مخالف برا نہ بولتا ہو اس کا جنازہ جائز ہے مگر امام بہر حال احمدی ہو، خواہ وہ چاہیں تو الگ پڑھ لیں بے نماز کا جنازہ جائز ہے۔ مگر بد بولنے والا اور کفر کے کلمات کہنے والا نہ ہو۔‘‘

(رد تکفیر اہل قبلہ ص۵۵،۵۶)

قابل توجہ چند امور

ان فتاویٰ سے چند باتیں معلوم ہوئیں اوّل یہ کہ مرزا اپنے برا کہنے والوں کو خواہ وہ مکفر ہوں یا مکذب ومفسق، علیٰ ہذا برا سمجھنے والوں کو خواہ وہ زبان سے کچھ کہیں یا نہ کہیں کافر اور

خارج اسلام جانتا ہے۔ کیونکہ وہ ان کے جنازہ کی نماز ناجائز قرار دیتا ہے جوکہ محمد علی کے اقرار سے کافر کی خصوصیات میں سے ہے۔ دوسرے یہ کہ بے نمازی کی نماز مرزا کے نزدیک بھی جائز ہے۔ حالانکہ حدیث میں ترک صلوٰۃ پر کفر کا اطلاق آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا اپنے برا کہنے اور برا سمجھنے والوں کو ایسا کافر نہیں کہتا۔ جیسا کہ تارک صلوٰۃ وغیرہ کو کہا جاسکتا ہے۔ بلکہ وہ ان کو کافر بمعنی خارج از اسلام کہتا ہے۔

تیسرے یہ کہ مرزا ان لوگوں پر نماز کو جائز رکھتا ہے جو درمیانی حالت میں اور خاموش ہیں اور اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ اپنے نہ ماننے والوں کو مسلمان سمجھتا ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی خاموشی کی وجہ معلوم نہیں کہ وہ کیوں خاموش ہے۔ آیا دل اور زبان سے وہ مرزا کی تصدیق کرتا ہے اور کسی خوف سے اس کو ظاہر نہیں کرسکتا یا وہ تکذیب کرتا ہے اور اظہار کو ضروری نہیں سمجھتا یا اس پر حجت تمام نہیں ہوئی خواہ اس وجہ سے کہ اسے ابھی مرزا کے دعویٰ کی خبر ہی نہیں ہوئی یا خبر ہوئی مگر اس دعویٰ کے دلائل اس تک نہیں پہنچے۔ پس ان وجوہ سے مرزا نے اس کے کفر کا قطعی طور پر حکم نہیں کیا اور اس کی نماز کو جائز کہا اور اس کی واقعی حالت کو علام الغیوب کے سپرد کیا۔ الغرض ان فتاویٰ سے ثابت ہوا کہ مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور خارج از اسلام قرار دیتا ہے۔

وجہ پنجم! مرزا نے اپنی جماعت کے سوا دوسرے لوگوں کے پیچھے نماز کو ناجائز قرار دیا اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ اپنے نہ ماننے والوں کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ کیونکہ حدیث میں ''صلّوا خلف کل بر وفاجر'' منصوص ہے۔ اس کا ثبوت ایک تو فتاویٰ مذکورہ سے ہوتا ہے کہ ان میں جنازہ کے لئے احمدی کا امام ہونا شرط کیا ہے۔

اور دوسرا ثبوت یہ ہے کہ مرزا نے اپنی کتاب اربعین نمبر۳ پر اپنے الہام ''تبت[1] یدا ابی لھب وتب'' کی شرح میں بطور حاشیہ کے لکھا ہے: ''اس کلام الٰہی سے ظاہر ہے کہ

[1] مسلمانو! یہ قرآن کی آیت ہے جو ابولہب مشہور کافر کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ لیکن مرزا اس کو اپنی وحی بتاتا ہے اور اس کی وہ شرح کرتا ہے جو آپ کے سامنے ہے۔ اب میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم کوئی قرآن مترجم لے کر اس کے معنی دیکھو اور بتلاؤ کہ کیا ان کا وہی مطلب ہے جو مرزا نے لکھا ہے۔ ترجمہ کو بھی جانے دو، تم تمام ممالک عرب میں اس آیت کو لے کر پھر جاؤ اور تمام اہل زبان سے تحقیق کرو کہ اس عربی عبارت کا وہی مطلب ہے کہ جو غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کہ تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے، اس لئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفّر اور مکذّب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔‘‘

(اربعین نمبر۳ ص۲۸، خزائن ج۱۷ ص۴۱۷)

اس مضمون سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ اوّل! یہ کہ یہ متردد بھی مکذب کے حکم میں ہے۔ دوم! یہ کہ حق تعالیٰ نے مرزا کے مکفر اور مکذب اور متردد سب کو ابولہب اور ہلاک شدہ قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کسی مسلمان کو ابولہب اور ہلاک شدہ اور مردہ نہیں کہہ سکتا۔ اس لئے یہ لوگ حقیقتاً کافر اور خارج از اسلام ہوئے۔ متردد کے متعلق محمد علی نے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو تکفیر اور تکذیب میں متردد ہو نہ کہ قبول دعویٰ میں متردد ہو۔ لیکن محمد علی کے اس دعویٰ کی تردید یوں ہوتی ہے کہ مرزا نے اپنے بیان میں اپنے دعویٰ کے قبول نہ کرنے کو تکذیب کا مرادف قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ اسی لئے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ پس قبول دعویٰ میں تردد تکذیب میں تردد کے مترادف ہوگا اور معنی یہ ہوں گے کہ جو مرزا کے دعویٰ کے قبول میں متردد ہے، وہ اسی لئے متردد ہے کہ اس کو مرزا کے صدق وکذب میں تردد ہے۔ پس اسی بناء پر متردد فی قبول الدعویٰ اور متردد فی التکذیب دونوں ایک ہی ہوئے۔ اس لئے محمد علی کی یہ تاویل غلط ہوگئی۔

مسٹر محمد علی لاہوری کی تاویل

اس مقام پر محمد علی نے یہ شبہ کیا ہے کہ اربعین، تریاق القلوب سے پیشتر کی تصنیف ہے اور مرزا نے تریاق القلوب میں تصریح کی ہے کہ کوئی شخص میرے دعوے کے انکار سے کافر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اس عبارت کا یہ محمل نہیں ہوسکتا کہ مرزا نے ان لوگوں کو اپنے نہ ماننے کی وجہ سے کافر کہا۔ لیکن اس کے دو جواب ہیں۔

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) وہ ہلاک شدہ قوم اور مردود ہیں اور ان کے پیچھے قادیانیوں کی نماز جائز نہیں۔ تم کو تمام ملک میں ایک فرد بھی نہ ملے گا جو اس مطلب کی تصدیق کرے گا تو کیا تم کہہ سکتے ہو کہ یہود اس سے بڑھ کر تحریف کر سکتے ہیں اور اگر ہم یوں کہیں کہ خدا نے مرزا کو ابولہب کہا ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ غارت ہو تو یہ مرزا کس قدر خدا پر افتراء کرتا ہے تو کوئی مرزائی ہے جو ہمارے مطلب کو کسی دلیل سے رد کر سکے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے۔ (مصنف)

تاویل کے دو جواب

اوّل: یہ کہ مرزا اپنے الہام کی شرح کررہا ہے اور یہ واقعہ مسلّم ہے کہ مرزا برسوں اپنے الہام کا مطلب نہیں سمجھتا تھا۔ (حقیقت الوحی ص۱۴۹، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳)

چنانچہ اس کی تفصیل الہام کی بحث میں ان شاء اللہ! مفصل طور پر آئے گی۔ اس لئے ممکن ہے کہ مرزا نے تریاق القلوب کی تصنیف تک اس کا مطلب پورے طور پر نہ سمجھا ہو۔ اس لئے تریاق القلوب کی عبارت ہمارے لئے مضر نہیں۔

دوم: دوسرا جواب یہ ہے کہ تریاق القلوب کا مضمون مرزا نے محض بناوٹ کے طور پر لکھا ہے اس لئے وہ قابل اعتبار نہیں۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداس پور کے دربار میں مرزا کی طلبی

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مرزا کو اپنے حکم ۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء کے ذریعہ سے طلب کر کے دونوں سے دستخط کرائے کہ وہ آئندہ ایک دوسرے کو کافر اور کاذب نہیں کہیں گے۔ یہ تو واقعہ تھا۔ اس سے مرزا نے مولوی محمد حسین کے فتوؤں کا جھوٹا ہونا اور ان کی ذلت ثابت کرنی چاہی اور کہا کہ: ''اب دیکھو کہ اس اقرار کے بعد وہ استفتاء اس کا کہاں گیا جس کو اس نے بنارس تک قدم فرسائی کر کے تیار کیا تھا۔ اگر وہ اس فتویٰ دینے میں راستی پر تھا تو اس کو حاکم کے روبرو یہ جواب دینا چاہئے تھا کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے۔ اس لئے میں اس کو کافر کہتا ہوں ...... بالخصوص جس حالت میں خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں اب تک اور اخیر زندگی تک انہی عقائد پر قائم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے تو پھر یہ کس قسم کی دیانت ہے کہ اس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتوؤں کو برباد کرلیا اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی کہ اس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا۔''

(تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۱، ۴۳۲)

پس جب کہ مرزا نے مولوی محمد حسین پر یہ الزامات عائد کئے تو اب مرزا کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی سمجھ لے کہ مرزا نے سخت بددیانتی کی کہ جس جرم میں مرزا خود شریک ہے۔

اسی جرم کو وہ اپنے مخالف کے لئے موجب ذلت وغیرہ ٹھہرایا ہے۔ اگر یہ ذلت ہے تو دونوں کے لئے اور اگر مولوی محمد حسین نے اپنی عمارت اپنے ہاتھوں سے گرائی تو مرزا نے بھی اپنی عمارت اپنے ہاتھوں سے گرائی۔ اس لئے وہ بات بنانا چاہتا ہے اور کہتا ہے: ''ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں مگر اس دستخط سے خدا اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔'' (تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲)

اور اس نے نیچے مزید تشریح کے لئے یہ حاشیہ دیا ہے: ''یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔''

(تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲ درحاشیہ)

اس واقعہ کو دیکھ کر کوئی شخص ایمان اور انصاف سے بتلائے کہ آیا اس سے مرزا کا اپنی خفت مٹانا اور ذلت کو دور کرنے کی کوشش کرنا مقصود ہے یا اظہار حقیقت؟ پس ہر منصف مزاج اور ذی رائے یہی کہے گا کہ یہ محض اپنی ذلت کو چھپانے کی کوشش ہے نہ کہ اپنے صحیح اعتقاد کا اظہار اور یہ پیش بندی محض اس لئے ہے کہ کہیں مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض نہ چھپ جائے، کہ یہ کیسے نبی تھے جو ایک مجسٹریٹ سے ڈر گئے اور جو اس نے چاہا لکھوالیا۔ اب ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ مرزا نے اس واقعہ میں کیا کیا غلطیاں کی ہیں۔

اوّل! یہ کہ مجسٹریٹ نے دونوں کو ایک جلسہ میں اس مضمون پر دستخط کرنے کے لئے مجبور کیا اس لئے دونوں کے دستخط ساتھ ساتھ سمجھے جائیں گے اور مرزا کا بیان اس وقت صحیح ہوسکتا ہے جب کہ مولوی محمد حسین نے پہلے اقرار کیا ہو اور مرزا نے اس کے جواب میں بعد کو ایسا لکھا ہو حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

دوم! یہ کہ محمد حسین نے یہ اقرار نہیں کیا کہ میں نے جو کچھ مرزا کے متعلق اس سے

پیشتر لکھا ہے۔ اب میں اس سے رجوع کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ میں نے سب کچھ غلط لکھا تھا بلکہ وہ اپنے سابقہ فتوؤں اور اپنی سابقہ تحریرات پر حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے آخر دم تک قائم رہا۔ اس لئے مرزا کو اس وقت حاکم سے یہ کہنا چاہئے تھا کہ محمد حسین صرف آئندہ کے لئے وعدہ کرتا ہے کہ میں اسے کافر اور دجال اور کذاب نہ کہوں گا لیکن وہ اپنی تحریرات سابقہ سے توبہ نہیں کرتا۔ پس جب تک یہ اپنی پہلی تحریرات سے رجوع نہ کرے اس وقت تک میں اسے ضرور کافر اور دجال کہوں گا۔ لیکن مرزا نے ایسا نہیں کیا اور چپکے چپکے سے حاکم کے خوف سے دستخط کر دیئے اور اپنے مسلمہ اصول کی بنا پر اپنے کو ذلیل اور جھوٹا ثابت کیا۔ کیونکہ جو الزام اس نے مولوی محمد حسین پر عائد کیا تھا۔ اب وہ بالکل مرزا پر الٹ گیا۔

سوم! یہ کہ مرزا جانتا تھا کہ محمد حسین نے جو کچھ لکھا ہے وہ محض حاکم کے دباؤ سے لکھا ہے۔ ورنہ اس کے عقیدہ میں بال برابر فرق نہیں آیا اور وہ اس معاہدہ کی اسی حد تک پابندی کرے گا جہاں تک کہ قانوناً اس پر الزام نہ آئے۔ اس لئے مرزا کو کب جائز تھا کہ وہ محمد حسین کے کفر اور دجل اور کذب سے انکار کرے اور اگر مرزا یہ کہے کہ یہ میں نے صرف ضابطہ کی کارروائی کی تھی اور اس سے میں محمد حسین کو مسلمان نہیں سمجھا تو ان سے پوچھا جائے گا کہ جب محمد حسین بیچارے نے بھی وہی کیا تھا جو آپ نے کیا تو پھر اس پر الزام کیوں ہے اور کیونکہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے فتوؤں کو رد کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ! اب تو آپ محمد حسین کے برابر کے شریک ہیں۔ الغرض مرزا کا مولوی محمد حسین پر محض غلط الزام ہے اور جو الزام مولوی محمد حسین پر عائد کیا جاتا ہے وہ خود مرزا پر عائد ہوتا ہے۔

چہارم! یہ کہ مرزا نے لکھا ہے کہ اس دستخط سے اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھہرتے ہیں۔ کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔ اب مرزا سے کوئی پوچھے کہ تھوڑی دیر کے لئے ہم مانتے ہیں کہ آپ کا ابتدا سے یہی مذہب ہے کہ آپ کے دعویٰ کے انکار سے کوئی کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔ لیکن کیا آپ کا ابتداء سے یہی مذہب ہے کہ ایک شخص جو برسوں آپ کو کافر، کاذب، دجال، کہہ چکا ہو اور دنیا میں تشہیر کر چکا ہو اور اب تک بھی ہر طرح آپ کی تذلیل اور توہین پر آمادہ ہو لیکن وہ صرف حاکم کے حکم کی

تعمیل کے لئے اس مضمون پر دستخط کر دے کہ میں آئندہ دجال اور کذاب اور کافر نہ کہوں گا اور نہ اس نے اپنی پہلی تکفیر وتکذیب وتوہین وتحقیر وغیرہ سے توبہ کی ہو اور نہ آئندہ وہ اس حد تک جہاں تک اس کو قانون اجازت دے ان باتوں میں کمی کرے اور ہمیشہ آپ کی دوکان کی رونق گھٹانے میں اور آپ کی تلبیسات کے قلع قمع میں مصروف رہے۔ وہ صرف حاکم کے حکم کی تعمیل میں ایسا اقرار کر لینے سے مسلمان ہوسکتا ہے اور کافر اور دجال اور کذاب نہیں ہے۔ اگر ہے تو اپنی کسی تحریر میں دکھلایئے؟ اور اگر نہیں ہے تو آپ کو آپ کے اس مذہب سے کیا فائدہ ہوا؟ اور اس مذہب نے آپ کو ذلت اور الزام سے کیسے بچالیا؟

خودساختہ اصول

پنجم! یہ کہ مرزا نے لکھا ہے کہ اپنے منکروں کو کافر کہنے کا حق صرف صاحب الشریعۃ انبیاء کو ہے جو خدا کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ اس میں مرزا نے اپنے دعویٰ نبوت کی حفاظت کی ہے۔ کیونکہ جب مرزا کو بجبوری اوپر یہ کہنا پڑا کہ میرے دعویٰ کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوتا تو اب ان کو یہ فکر ہوئی کہ دعویٰ نبوت ہاتھ سے جاتا ہے۔ اس لئے انہوں نے جملہ اہل اسلام کے خلاف ایک اصول گھڑا یعنی یہ کہ جو نبی صاحب شریعت ہیں اور کسی دوسرے نبی کے ماتحت نہیں۔ ان کے دعویٰ کا انکار کرنے والا کافر ہے اور جو نبی مستقل شریعت نہیں رکھتے بلکہ وہ دوسرے نبی کے ماتحت ہوتے ہیں۔ ان کے دعوے کا انکار کفر نہیں۔ مگر اوّل تو یہ اصول محض اختراعی ہے اور ایک وقتی ضرورت کے لئے گھڑا گیا ہے[1] لیکن اگر اس کو صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی ہمارا مقصود حاصل ہے۔ کیونکہ جو لوگ ہمارے مقابلہ میں مرزا

[1] کیونکہ قرآن نے بلا استثناء جملہ انبیاء کی نبوت پر ایمان لانا لازم قرار دیا ہے اس میں صاحب شریعت وغیر صاحب شریعت کی کوئی قید نہیں ہے۔ چنانچہ آیت شریفہ: **لانفرّق بین احد من رسلہ** اس پر نص کی حیثیت رکھتی ہے۔ ورنہ حضرت ہارون وحضرت یحییٰ کی نبوتوں کے انکار سے کسی کو کافر نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ حضرات غیر صاحب شریعت نبی تھے۔ حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا یہ اصول فرسودہ ہے۔ دوسرے یہ کہ مرزا، صاحب شریعت جدیدہ نبی ہونے کا مدعی ہے۔ ملاحظہ ہو (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵) لہٰذا مرزا اپنا مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہا۔

کے دعوئ نبوت کے انکار پر یہ دلیل لاتے ہیں کہ مرزا اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والوں کو مسلمان کہتا ہے۔ پس اگر وہ درحقیقت مدعی نبوت ہوتا تو ان کو مسلمان کیوں کر کہتا۔

ہم ان کا منہ مرزا کے اس اصول اختراعی سے بند کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ مرزا کے اختراعی اصول پر ہی نبی کا منکر کافر نہیں بلکہ صرف صاحب شریعت نبی کا منکر کافر ہے اور مرزا اپنے کو نبی تابع کہتا ہے نہ کہ نبی مستقل۔ پس جواب ساقط ہے۔ اس جگہ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ آخرانبیاء کے دعویٰ کو تسلیم نہ کرنے والا کیوں کافر ہے۔ اس کی وجہ بھی تو یہی ہے کہ وہ انبیاء کو مفتری کہتا ہے کذاب کہتا ہے اس کے علاوہ اور کوئی وجہ کفر کی نہیں اور مرزا کو مفتری اور کذاب کہنے والا ہی کافر ہے۔ پھر مرزا میں اور انبیاء میں کیا فرق رہا؟ اور مرزا کا یہ بیان کیونکر صحیح ہے کہ نبی صاحب شریعت کے دعوے کا انکار کرنے والا کافر ہے اور میرے دعوے کا انکار کرنے والا کافر نہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر کوئی انبیاء کی دل سے اور زبان سے تصدیق کرنے کے باوجود ان کی اطاعت سے انکار کرے تو وہ کافر نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو یہ دعویٰ کا انکار نہیں بلکہ اطاعت کا انکار ہے اور اس کو مرزا کہتا ہے کہ میرے دعوے کا منکر کافر نہیں۔ پس یہ اس کے کلام کی توجیہ نہ ہوئی بلکہ ایک علیحدہ اور تراشیدہ مضمون ہوا۔ دوسرے یہ دیکھنا چاہئے کہ آخرانبیاء کی اطاعت سے انکار کرنے والا بھی خدا کے فرمان کا منکر ہے۔ پھر وجہ فرق کیا ہے؟

تیسرے یہ محض ایک فرضی صورت ہے جس کا مصداق دنیا میں شاید ایک بھی نہ ملے۔ کیونکہ جو شخص دل سے اور زبان سے ہر طرح سے خدا کے رسول کی تصدیق کرے گا وہ کبھی قبول اطاعت سے انحراف نہ کرے گا۔ انحراف وہی کرتا ہے جو تصدیق نہیں کرتا۔

الحاصل تریاق القلوب کا مضمون کسی پہلو سے صحیح نہیں اور نہ وہ مرزا کا اعتقاد ہے بلکہ وہ محض ایک وقتی ضرورت کی بناء پر لکھا گیا ہے اس لئے وہ اس کی دوسری تصریحات کے مقابلہ میں مردود ہوگا اور بصورت مردود نہ ہونے کے ہمارے لئے مضر نہیں بلکہ مفید ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ پس تمام تفصیل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہتا ہے اور یہ شان[1] نبی کی ہے اس لئے وہ مدعی نبوت ہے۔

[1] اور نبی بھی وہ جو خدا کے پاس سے احکام جدیدہ لاتا ہے جیسا کہ (تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲) کے حاشیہ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ پس یہ دعویٰ نبوت تشریعیہ ہوا۔ (مصنف)

محمد علی کی تصریح پر چند اعتراضات

اس مقام پر ہم اس مضمون پر ذرا مفصل بحث کرنا چاہتے ہیں جو محمد علی نے لکھا ہے مرزا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر فرعی کہتا ہے نہ کہ اصلی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ یہ مضمون پیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ مرزا کے کلام کی یہ تاویل غلط ہے اور مرزا بے چارے کو کفر فرعی کی خبر بھی نہیں۔ لیکن اگر اس تاویل کو صحیح مان لیا جائے تو اس سے ہمارے مدّعا پر تو کوئی زد نہیں پڑتی۔ کیونکہ تریاق القلوب کے بیان سے ثابت ہو چکا ہے کہ مرزا کا مسلمانوں کو کافر نہ کہنا۔ اس کے دعویٰ نبوت کے منافی نہیں۔ ہاں! خود محمد علی اور مرزا پر اس وقت یہ اعتراضات وارد ہوں گے۔

۱...... یہاں محمد علی نے کفر فرعی کے معنی کفر لغوی یعنی انکار بتلائے ہیں اور اس بنا پر لازم ہے کہ خود مرزا اور اس کی جماعت کو کافر کہنا صحیح ہو۔ کیونکہ وہ ہزاروں باتوں کے منکر ہیں۔ مثلاً وہ نزول مسیح کے منکر ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے منکر ہیں، تعدد الٰہہ کے منکر ہیں، شیطان کے منکر ہیں، بتوں کے منکر ہیں، مسیح کی الوہیت کے منکر ہیں۔ غرضیکہ وہ لاکھوں باتوں کے منکر ہیں اور لغوی معنی میں کسی خاص امر کی قید نہیں۔ اس لئے وہ کافر ہوئے۔ پس کیا وہ اس کو جائز رکھتے ہیں کہ لوگ ان کو کافر کہیں اور منکر مراد لیں؟ پس جب کہ وہ اس کو جائز نہیں رکھتے تو دوسرے مسلمانوں کے لئے وہ اس لفظ کو کیوں استعمال کرتے ہیں جس کے استعمال کو وہ اپنے لئے جائز نہیں رکھتے؟

۲...... اگر کفر فرعی کی بناء پر کسی مسلمان کو کافر کہنا جائز ہو تو لازم آئے گا کہ صحابہ کی تکفیر جائز ہو۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے: ’’**سباب المسلم فسوق وقتاله کفر**‘‘ اور یہاں کفر سے بتصریح محمد علی کفر فرعی مراد ہے تو لازم آیا کہ صحابہ جو آپس میں لڑے نعوذ باللہ! سب کافر ہوں۔

اسی طرح حدیث میں آیا ہے: ’’**من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر**‘‘ اس سے لازم آیا جتنے بے نمازی ہیں سب کافر ہوں۔ اسی طرح تمام فرق اسلامیہ جو ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں، سب کافر ہوں۔ کیونکہ مرزا اور اس کی جماعت کو مسلّم ہے کہ جو مسلمان کی تکفیر کرے وہ کافر ہے۔

الحاصل اگر کفر فرعی کی بناء پر کسی مسلمان کی تکفیر جائز ہو تو صحابہ بھی تکفیر سے نہ بچیں

گے اور مسلمان تو درکنار، اس لئے مرزا کی تکفیر دوسرے مسلمانوں کی تکفیر سے بڑھ کر ہوگی۔ کیونکہ وہ تو خاص خاص فرقوں کو کافر کہتے ہیں اور مرزا صحابہ تک کو نعوذ باللہ! کافر کہتا ہے اور اس کے حربہ سے کوئی ایک مسلمان بھی نہیں بچتا۔

۳...... تکفیر فرعی کو رواج دینے میں وہ مصلحت فوت ہوتی ہے جو شارع علیہ السلام نے سد باب تکفیر میں ملحوظ رکھی تھی کیونکہ جب ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر تکفیر کی جائے گی اور مسلمانوں کے جنازوں کی نمازیں نہ پڑھی جائیں گی۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کیا جائے گا تو اس کا لازمی نتیجہ تباغض ہوگا اور اسلامی شیرازہ درہم برہم ہو جائے گا۔ پس مرزا نے تکفیر فرعی کو رواج دے کر ان مولویوں سے بڑھ کر جرم کا ارتکاب کیا جو اپنے نزدیک کسی کو منکر اصل دین سمجھ کر اس کو کافر کہتے ہیں۔ پس اگر مرزا درحقیقت مجدد ہوتا اور وہ خدا کی طرف سے اصلاح مسلمین کے لئے مامور ہوتا تو جب وہ جانتا تھا کہ میرا منکر کافر نہیں اور میرے مکفر ومکذب ایک فرع کے کافر یعنی منکر ہیں اور اسلام سے خارج نہیں تو اس کا فرض تھا کہ خواہ کوئی اس کو کافر کہے یا دجال یا کذاب وہ ان کو کافر اور دجال اور کذاب نہ کہتا بلکہ ان کو مسلمان اور اپنا بھائی کہتا اور نرمی اور ملاطفت کے ساتھ تکفیر مسلم کے دروازہ کو بند کرتا۔ جس سے شریعت کا مقصود حاصل ہوتا۔

مگر وہ تو تکفیر میں عام مولویوں سے بھی بڑھ گیا اور اس نے باب تکفیر کو اتنا وسیع کیا کہ صحابہ بھی اس سے نہ بچے تو پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ وہ مجدد تھا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس سے یہ بھی قیاس کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک دنیا دار تھا اور اس نے اپنے مخالفین کی تکفیر انتقامی حیثیت سے کی ہے اور حدیث کو آڑ بنا کر جناب رسول اللہ ﷺ پر اور خدا پر ایک زبردست اعتراض یہ قائم کیا ہے کہ انہوں نے ذرا ذرا سی باتوں پر تکفیر مسلم کا حکم دیا۔ جس سے بجائے سد باب کے تکفیر کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں آج تک کسی نے اس حدیث کے یہ معنی نہیں سمجھے کہ مکفّر مسلم کی تکفیر کی جائے۔ چنانچہ ہزاروں علماء وصلحاء پر لوگوں نے اجتہادی غلطی سے یا عناداً کفر کے فتویٰ لگائے۔ مگر کسی نے آج تک یہ نہیں کہا کہ اس نے میری تکفیر اور تکذیب کی اس لئے یہ کافر ہوگیا۔ اب نہ اس کے جنازہ کی نماز جائز ہے اور نہ اس کے پیچھے نماز جائز ہے جیسا کہ مرزا کہتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا دین کو اس کی

پہلی صورت پر نہیں لانا چاہتا بلکہ اس کو ایک نئی صورت پہنا کر ایک نیا دین[۱] قائم کرنا چاہتا ہے۔ ذرا غور تو کرو اگر کوئی تمام مؤمنین کو خواہ انبیاء ہوں یا غیر انبیاء کافر کہے اور اس کی تاویل کرے کہ قرآن میں ''ومن یکفر بالطاغوت'' وارد ہوا ہے اور یہ لوگ سب منکر طاغوت ہیں اس لئے ان کو کافر بالمعنی اللغوی کہا جاتا ہے تو کیا کوئی مسلمان یا مرزائی وغیرہ اس کو جائز رکھے گا؟ ہرگز نہیں تو پھر مرزا کا اپنے منکرین کو بالمعنی اللغوی کافر کہنا کیوں کر جائز ہوگا؟ یہ کھلی دلیل ہے اس تاویل کے غلط ہونے کی۔ اب ہم اس بحث کو ختم کر کے دوسرے دلائل بیان کرتے ہیں جس سے مرزا کا دعویٰ نبوت ثابت ہوتا ہے۔

نویں دلیل: مرزا کے پیروؤں کا بڑا گروہ مرزا پر شہادت دیتا ہے کہ مرزا نے ضرور نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ہم مرزا کے مقابلہ میں ان لوگوں کی شہادتوں کو قبول نہ کریں۔ بالخصوص جب کہ ثبوت نہایت زوردار اور صفائی نہایت کمزور ہے۔ ثبوت کی تفصیل آپ پڑھ چکے۔

محمد علی کی صفائی: اب ذرا کسی قدر صفائی کی تفصیل سن لو! محمد علی نے اپنے خط میں مرزا کی بریت کے لئے اس کی مذکورہ ذیل عبارتوں کو پیش کیا ہے۔

صفائی نمبر۱: مرزا نے حقیقت الوحی میں ظلی نبوت کے معنی بیان کئے ہیں۔

''محض فیض محمد سے وحی پانا۔'' (حقیقت الوحی ص۲۸، خزائن ج۲۲ ص۳۰)

صفائی نمبر۱ کی تردید: لیکن یہ معنی دعویٰ نبوت کی نفی نہیں کرتے کیونکہ وحی پانے سے مراد ہے نبوت پانا۔ پس اس کے معنی یہ ہوئے کہ ظلی نبی اسے کہتے ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ کے طفیل سے نبی بنا ہو۔ لہٰذا یہ عبارت مرزا کی صفائی نہیں کرتی۔

۱؎ یہی وجہ ہے کہ خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے بڑی وضاحت کے ساتھ ایک خطبہ جمعہ میں اس حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے: ''یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک جز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔'' (خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود مندرجہ اخبار ''الفضل'' مؤرخہ ۳؍جولائی ۱۹۳۱ء)

صفائی نمبر۲: مجازی نبوت کی تشریح آپ نے ازالۃ الاوہام میں کی ہے جہاں اسے محدث کے ہم معنی قرار دیا ہے:

سوال: رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

اما الجواب: نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔ اس کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا؟

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۴۲۱، ۴۲۲، خزائن ج۳ ص۳۲۰، ۳۲۱)

صفائی نمبر۲ کی تردید: مگر یہ مرزا کا مغالطہ ہے، مرزا کی عادت ہے کہ جب وہ لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے نبوت کے دعویٰ سے انکار کرتا ہے تو اس سے مراد اس کی نبی متبوع وصاحب شریعت مستقلہ ہوتی ہے اور محدثیت سے اس کی مراد نبوت غیر مستقلہ ہوتی ہے۔ پس اس کا حاصل یہ ہوا کہ میں نے نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں بلکہ نبوت غیر مستقلہ کا دعویٰ کیا ہے اس لئے یہ صفائی بھی مرزا کے لئے مفید نہیں۔

صفائی نمبر۳: مرزا نے بار بار اپنی آخری کتابوں میں لکھا ہے کہ: ''مجھے صرف نبی کہنا جائز نہیں کیونکہ اس میں نبوت محمدیہ کی ہتک ہے۔'' (رسالہ الوصیت ص۱۱، خزائن ج۲۰ ص۳۱۱)

صفائی نمبر۳ کی تردید: مگر یہ مضمون بھی مرزا کی بریت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا اپنے کو صرف نبی کہنے سے اس لئے ممانعت کرتا ہے کہ اس سے نبوت مستقلہ کا ایہام ہوتا ہے ایسا نہ ہو کوئی یہ سمجھے کہ مرزا شریعت محمدیہ کا ناسخ ہے اور اس میں توہین ہے نبوت محمدیہ کی۔ پس اس میں نبوت کا انکار نہیں بلکہ ایہام دعویٰ نبوت مستقلہ سے گریز ہے۔ اگر وہ منکر نبوت ہوتا تو اسے یوں کہنا چاہئے تھا کہ مجھے نبی کہنا جائز نہیں کیونکہ میں نبی نہیں ہوں، نہ نبی تابع نہ نبی مستقل۔

صفائی نمبر۴: مرزانے حقیقت الوحی میں لکھا ہے: ’’ہاں! میں صرف نبی نہیں بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بھی۔ تا آنحضرتﷺ کی قوت قدسیہ اور کمال فیضان ثابت ہو۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۵۵، خزائن ج۲۲ص۱۵۹)

صفائی نمبر۴ کی تردید: لیکن یہ عبارت بھی مرزا کی صفائی پیش نہیں کرتی۔ کیونکہ اس میں بھی نبوت مستقلہ کا انکار ہے اور نبوت ماتحت کا اثبات اور مطلب یہ ہے کہ میں مستقل نبی نہیں ہوں کسی دوسرے نبی کی شریعت کا اتباع لازم نہیں ہوتا۔ بلکہ میں ایک پہلو سے نبی ہوں۔ کیوں میرے لئے منصب نبوت حاصل ہے اور اس پہلو سے میں امتی نہیں اور ایک پہلو سے امتی ہوں کہ مجھ پر دوسرے نبی کی شریعت کا اتباع لازم ہے۔ اس لئے میں مستقل نبی نہیں بلکہ نبی متبع ہوں۔ جیسے انبیاء بنی اسرائیل تھے، جن پر توریت کی پابندی لازم تھی۔ پس یہ دعویٰ نبوت ہے نہ کہ انکار نبوت۔

صفائی نمبر۵: مرزانے الوصیت میں لکھا ہے: ’’مگر اس کا (حضرت نبی کریمﷺ کا، ناقل) کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔‘‘

(الوصیت ص۱۱، خزائن ج۲۰ص۳۱۱)

صفائی نمبر۵ کی تردید: لیکن یہ عبارت بھی انکار نبوت کی دلیل نہیں ہوسکتی کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف نبی کہلانے کا اس کو حق ہے جو کسی نبی کا کامل پیرو نہ ہو اور جو کسی نبی کا کامل پیرو ہو وہ صرف نبی کہلانے کا مستحق نہیں۔ اس لئے اس کا بھی حاصل یہی ہوا کہ مرزا نبی متبع ہے نہ کہ نبی مستقل۔

صفائی نمبر۶: مرزانے ازالۃ الاوہام میں امتی نبی کی یوں تشریح کی ہے: ’’صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلّی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے: ’’وما ارسلنا من رسول الّا لیطاع باذن اللّٰہ[1]‘‘ یعنی ہر ایک رسول

[1] مرزانے اس آیت کے معنی میں تحریف کی ہے کیونکہ بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع تھے۔ اس لئے ان کو نبی اور رسول نہ ہونا چاہئے۔ حالانکہ مرزا بھی ان کی نبوت اور رسالت کو تسلیم کرتا ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے جس نبی یا رسول کو بھیجا ہے وہ اس لئے کہ جن لوگوں کی طرف وہ بھیجا گیا ہے وہ اس کی اطاعت کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خود کسی کا مطیع نہیں ہوتا ورنہ لازم آئے گا کہ وہ خدا کا بھی مطیع نہ ہو اور کسی شریعت سابقہ کا اتباع خدا ہی کا اتباع ہے۔ (مصنف)

مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں! محدث جو مرسلین میں سے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلّی تابع شریعت رسول اللہ اور مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے کرتا ہے اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضروری ہے کہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا ہے۔'' (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۶۹، ۵۷۰، خزائن ج۳ ص۴۰۷)

صفائی نمبر۶ کی تردید: لیکن یہ عبارت کسی طرح انکار نبوت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ نہایت صفائی سے بتارہی ہے کہ مرزا ضرور مدعی نبوت ہے کیونکہ اس عبارت سے نہایت صفائی کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا کے نزدیک نبی مستقل و نبی متبوع نبی کامل ہوتا ہے اور نبی تابع اس کی اصطلاح میں نبی ناقص اور محدث اور نبی امتی کہلاتا ہے اور گو وہ بھی حقیقتاً نبی ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ چونکہ اتباع کی قید لگی ہوتی ہے، اس لئے نبی سے گھٹا ہوا ہوتا ہے۔ یعنی اس کو جناب رسول اللہ ﷺ سے وہی نسبت ہوتی ہے جو کہ انبیاء بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے۔ پس یہ ہرگز نبوت کا انکار نہیں بلکہ عین نبوت کا اقرار ہے۔ اصطلاح[1] کے بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی اور یہی وہ تشریح ہے جس کو ۱۹۱۲ء میں خلیفہ نورالدین کی حیات میں میر قاسم نے سردار بچن سنگھ سرپنچ کے سامنے بیان کی ہے۔

چنانچہ اس نے سردار بچن سنگھ کے سوال کے جواب میں بیان کیا ہے کہ: ''انبیاء دو قسم کے ہوتے ہیں ایک صاحب شریعت و صاحب امت، دوم جو اسی شریعت اور اسی نبی کے ماتحت ہوں۔ پہلی قسم کی مثال حضرت محمد صاحب نبی اسلام کی ہے اور دوسری قسم کی مثال حضرت یحییٰ۔ مرزا صاحب قسم دوم کے نبی تھے۔''

[1] چنانچہ مرزا بھی اس کا اقرار کرتا ہے اور نبی اور محدث میں صرف لفظی فرق تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے شہادت القرآن میں لکھا ہے: ''صرف اس قدر لفظی فرق رہا کہ اس وقت تائید دین عیسوی کے لئے نبی آتے تھے اور اب محدث آتے ہیں۔'' (شہادت القرآن ص۶، خزائن ج۶ ص۳۵۶) اس عبارت میں مرزا نے نبی اور محدث میں صرف لفظی فرق تسلیم کیا ہے۔ مرزا نے تائید دین موسوی کے بجائے ''تائید عیسوی'' لکھ دیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس کی قدسیت نے یہاں اس کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔

اوراس پر محمد علی نے اعتراض کیا ہے کہ میر قاسم نے سردار بچن سنگھ کے سامنے یہ بھی بیان کیا ہے کہ: ''اوّل قسم کے انبیاء پورے کمال کو پہنچے ہوئے اور دوم قسم کے اس سے کم درجہ پر ہوتے ہیں جیسا کہ مالک اور نوکر کی حیثیت اور ہمارے عقیدہ میں جتنے نائب خلفاء یا مجددین حضرت محمد صاحب کے بعد ہوئے ہیں وہ سب کے سب قسم دوم کے نبی تھے جیسا کہ حضرت محمد صاحب نے فرمایا ہے: ''علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل'' میری امت کے علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مانند ہیں۔''

اس کے بعد محمد علی نے لکھا ہے کہ: ''اس بیان سے ظاہر ہے کہ میر قاسم علی مرزا قادیانی کا مرتبہ روحانیت میں آنحضرت ﷺ سے کم مانتا ہے اور آپ کو علماء امت میں سے ایک مان کر انبیاء بنی اسرائیل کے مانند قرار دیتا ہے اور آپ کو کوئی ایسا مرتبہ نہیں دیتا جو دیگر مجددین یا خلفاء رسول کو نہ دیتا ہو۔ ہاں! یہ اس کی حقانیت کی کمی ہے کہ وہ حضرت یحییٰ کو مرزا قادیانی یا اس امت کے مجددین کے ساتھ ایک قرار دیتا ہے۔''

لیکن یہ اعتراض محض لایعنی ہے۔ کیونکہ یہ ضرور ہے کہ اس نے انبیاء تابعین کی روحانیت سے کم قرار دیا ہے لیکن ایک نبی کی روحانیت کسی دوسرے نبی کی روحانیت سے کم ہونے سے یہ کب لازم ہے کہ وہ کم روحانیت والا نبی ہی نہ رہے؟ دیکھو مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت کو اپنی روحانیت سے کم بتلاتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۵۳، خزائن ج۲۲ ص۱۵۷) جس کی تفصیل پیشتر گزر چکی تو کیا اس سے حضرت عیسیٰ نبی نہ رہے اور اس کا مرزا کو علماء امت میں سے ایک مان کر ان کو انبیاء بنی اسرائیل کے مانند قرار دینا سو یہ ہمارے لئے کچھ مضر نہیں۔ کیوں میر قاسم علی کے نزدیک علماء کے وہ معنی نہیں ہیں جو آج کل سمجھے جاتے ہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ میر قاسم علی کے نزدیک مرزا قادیانی مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی نذیر حسین دہلوی اور مولوی محمد بشیر سہسوانی اور مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ کے قسم کے عالم ہوں۔ بلکہ اس کی مراد علماء سے وہی لوگ ہیں جو امت میں نبی ہونے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ غایت مافی الباب اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس امت میں نبوت کو مرزا کے ساتھ مخصوص نہیں کرتا ہے۔ مگر اس سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ وہ مرزا کی نبوت کا انکار کرتا ہے۔ رہا اس کو حضرت یحییٰ کے ساتھ تشبیہ دینا سو یہ اس کی حقانیت کی کمی نہیں۔ بلکہ اس سے تو ثابت ہوتا

ہے کہ وہ بڑا فقیہ مرزائی ہے۔ چنانچہ مرزا نے: ’’انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا ‘‘ سے صرف کاف تشبیہ سے سلسلہ نبوت موسویہ اور سلسلہ نبوت محمدیہ میں اتحاد ثابت کیا ہے اور کہا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے لئے مسیح کی ضرورت تھی۔ یوں ہی شریعت محمدیہ کے لئے بھی ضرورت ہے اور خود محمد علی نے اسی کاف تشبیہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ تمام انبیاء کی وحی ایک قسم کی ہوتی ہے۔

پس اگر میر قاسم علی نے اسی کاف تشبیہ سے علمائے امت یعنی محدثین کو یہ ثابت کیا ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کے ساتھ متحد کر دیا تو یہ اس کی عین فقاہت مرزائی ہے۔ ورنہ خود مرزا اور محمد علی بھی غیرفقیہ ہوں گے۔ یہ عجیب بات ہے کہ مرزا ’’کما ارسلنا‘‘ سے ضرورت مسیح ثابت کرے تو غیرفقیہ نہ ہو اور محمد علی ’’کما اوحینا ‘‘ سے تمام انبیاء کی وحی کا ایک قسم کا ہونا ثابت کرے تو غیرفقیہ ہو اور بیچارہ میر قاسم علی ’’کانبیاء بنی اسرائیل ‘‘ سے مرزا کا حضرت یحییٰ کی مثل نبی ہونا ثابت کرے تو وہ فقاہت سے گرا دیا جائے۔ آخر یہ کیا انصاف ہے؟

الحاصل میر قاسم علی کا پچھلا بیان اس کے پہلے بیان سے ہرگز مخالف نہیں ہے اور جو اس نے اوّل میں کہا تھا وہی آخر میں کہا۔ نیز اس جگہ یہ عقیدہ اختراعی نہیں ہے بلکہ یہ عقیدہ اس نے مرزا کی تعلیم سے حاصل کیا ہے۔ پس محمد علی کا اعتراض سراسر لچر ہے۔ اس جگہ یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ مرزا نے دعویٰ کیا ہے کہ نبی کے نام پانے کا صرف میں ہی مستحق ہوں اور میرے سواء اس امت میں کوئی اس نام کا مستحق نہیں اور میر قاسم علی اور بھی بہت سے نبی مانتا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حقیقت کا خود مرزا کو عرصہ تک پتہ نہیں چلا اور حقیقت الوحی کی تصنیف کے زمانہ میں یہ حقیقت اس پر منکشف ہوئی۔ پس جب خود مدعی کو اپنے دعوے کی تصریح برسوں نہ معلوم ہوئی تو اگر میر قاسم علی بے چارہ سے یہ حقیقت پوشیدہ رہی ہو اور اس کو اس جدت کا علم نہ ہوا ہو، اور وہ مرزا کی پہلی تصریحات پر قائم رہا ہو تو یہ کوئی قابل تعجب بات نہیں۔ اس لئے یہ اعتراض بھی بیکار ہے۔

<u>صفائی نمبر۷:</u> محمد علی نے مرزا کی صفائی میں یہ بات بھی پیش کی ہے کہ خلیفہ نورالدین کی وفات تک مرزائیوں کا یہی عقیدہ رہا کہ مرزا مدعی نبوت نہیں اور اس کے متعلق اس نے نمبر اوّل پر سرور شاہ کا قول پیش کیا ہے جو یہ ہے: ’’لفظ نبی کے معنی اپنے مصدروں

کے لحاظ سے دو ہیں اوّل اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا، دوم عالی رتبہ شخص، جس کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابقین مختلف مدارج کے انبیاء گزرے ہیں۔''

(مسیح موعود اور ختم نبوت ص۱۸، بدر مؤرخہ ۱۶؍فروری ۱۹۱۱ء)

صفائی نمبر۷ کی تردید: لیکن اس میں مرزا کی نبوت کا اقرار ہے نہ کہ انکار۔ رہی یہ بات کہ اس نے تمام مجددین سابقین کو بھی انبیاء کہا ہے تو یہ مرزا کے عقیدہ کے منافی نہیں۔ کیونکہ خود مرزا بھی تقریباً آخر عمر تک نبوت کو اپنے ساتھ خاص نہ کرتا تھا اور انبیاء پر مجدد کا اطلاق بھی ان کی نبوت کے منافی نہیں۔ چنانچہ بنی اسرائیل میں انبیاء بھی مجدد ہوتے تھے۔ پس اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سرور شاہ کسی وقت میں بھی مرزا کی نبوت کا منکر تھا۔ اس لئے یہ قول محمد علی کے لئے کچھ مفید نہیں اور اس کا یہ کہنا کہ: ''مولوی سرور شاہ صاحب نے تمام مجددین سابق کو مختلف مدارج کے انبیاء قرار دے کر یہ واضح کر دیا کہ جس نبوت کو وہ مسیح موعود میں مانتے ہیں وہ وہی ہے جو محدثین امت میں جاری وساری ہے۔ پس اگر انہوں نے کبھی لفظ نبی کا استعمال کیا تو صرف اس معنی میں، یعنی بمعنی محدثیت اور ایسا ہی اگر کسی دوسرے نے بھی لفظ نبی استعمال کیا تو وہ بھی بمعنی مجدد ہی تھا۔'' (مسیح موعود اور ختم نبوت از محمد علی لاہوری ص۱۸)

اس کے لئے کچھ بھی نافع نہیں۔ کیونکہ سرور شاہ وغیرہ نے باتباع مرزا لفظ نبی کو اگر بمعنی محدث استعمال کیا ہے تو اس سے مرزا کی نبوت کا انکار کیسے لازم آیا؟ کیونکہ آخر محدث کے معنی بھی تو مرزا کی اصطلاح میں نبی حقیقی غیر مستقل کے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۵۶۹،۵۷۰، خزائن ج۳ ص۴۰۷) پس چاہے نبی کو بمعنی محدث کہو اور چاہے محدث کو بمعنی نبی، دونوں کے ایک ہی معنی ہیں۔ بلکہ اس لفظ کے استعمال نے خود محدث کے معنی کی توضیح کر دی اور بتلا دیا کہ یہ لفظ مطلقاً صاحب الہام کے معنی میں استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ بمعنی نبی مستعمل ہوا ہے۔ پس یہ تصریح محمد علی کے لئے مفید نہ ہوئی بلکہ مضر ہی ہوئی۔ علی ہذا! اگر اس نے نبی کو بمعنی مجدد استعمال کیا اور مجدد کے متعلق اس نے تصریح کر دی کہ وہ نبی ہوتا ہے تو اس سے محمد علی کو کیا فائدہ ہوا۔ الغرض جس مدعا کو محمد علی سرور شاہ کے بیان سے ثابت کرنا چاہتا تھا وہ ثابت نہ ہوا بلکہ اس کے خلاف ثابت ہوا۔ یعنی کہ سرور شاہ ۱۹۱۱ء میں بھی مرزا کو نبی مانتا تھا۔

صفائی نمبر ۸: دوسرے نمبر پر مفتی محمد صادق کا یہ قول نقل کیا ہے: ’’شبلی نے دریافت کیا کہ ہم لوگ مرزا کو نبی مانتے ہیں میں نے عرض کیا کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النّبیین ہیں آپ کے بعد دوسرا نبی آنے والا نہیں، نہ نیا، نہ پرانا۔ ہاں! مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے اور وہ بھی آنحضرت ﷺ کے طفیل سے آپ سے فیض حاصل کر کے اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے جن کو الہام سے مشرف کیا گیا اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ چونکہ مرزا قادیانی بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتا ہے اور الہام الٰہی کے سلسلہ میں آپ کو خداتعالیٰ نے بہت سی آئندہ کی خبریں بطور پیشین گوئی کے بتلائی تھیں جو پوری ہوتی رہیں۔ اس واسطے مرزا قادیانی ایک پیشین گوئی کرنے والے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں۔‘‘ (بدرج۹ نمبر۵۱،۵۲)

صفائی نمبر ۸ کی تردید: مگر اس عبارت میں بھی کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے مرزا کی نبوت کا انکار سمجھا جائے بلکہ اس میں صاف طور پر مرزا کو نبی کہا گیا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اس نے نبی کی تشریح شبلی کو مغالطہ میں ڈالنے کے لئے ذرا مبہم اور گول مول الفاظ میں کی۔ مگر جو الفاظ اس نے استعمال کئے ہیں وہ حقیقی نبی پر صادق آتے ہیں۔ کیونکہ ہم تمام انبیاء کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ ان کو نبی اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ غیب کی خبریں دیتے تھے تو اس سے مرزا کی نبوت کا انکار کیوں کر مفہوم ہوا؟ اور یہ جو اس نے کہا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا، سو اس سے اس کی مراد نبی صاحب شریعت ہے نہ کہ نبی تابع۔ پس یہ بھی محمد علی کے لئے کچھ مفید نہیں اور یہ بات کہ مفتی محمد صادق شبلی کو مغالطہ دینے کے لئے مبہم الفاظ بول رہا ہے۔ اس سے بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ اس نے یہ کہا ہے کہ: ’’ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت خاتم النّبیین ہیں آپ کے بعد دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا اور نہ پرانا۔‘‘ (مسیح موعود اور ختم نبوت ص۱۸)

حالانکہ یہ بالکل دھوکا ہے کیونکہ دیگر مسلمان ہمیشہ سے یہ عقیدہ رکھتے چلے آئے ہیں اور اب بھی ان کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ پس اس کے انکار کو مسلمانوں کی طرف نسبت کرنا صریحاً آنکھوں میں خاک جھونکنا ہے۔ اس سے ان مرزائیوں کا کمال دیدہ دلیری وفریب دہی معلوم ہوتا ہے کہ شبلی جیسے شخص سے کہا جاتا ہے کہ

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد پرانا نبی بھی نہ آئے گا اور دیگر مسلمانوں سے کوئی خاص جماعت مراد ہے تو پھر یہ مستقل دھوکہ ہے کہ اس کا نام نہیں لیا اور گول مول اڑا گئے۔ بہرحال ہمارا مدعا ثابت ہے۔ اس عبارت میں مرزا کی نبوت کا اقرار ہے نہ کہ انکار اور مبہم الفاظ محض فریب کے لئے استعمال کئے گئے ہیں اور یہ کچھ مفتی محمد صادق کی خصوصیت نہیں بلکہ خود امام الزماں اور نبی وقت مرزا بھی ایسا کرتا تھا۔

چنانچہ وہ کہتا ہے کہ: ''اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آں جناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا، نیا ہو یا پرانا ہو۔''

(نشان آسمانی ص ۲۸، خزائن ج ۴ ص ۳۹۰)

اس عبارت میں مراد صرف نبی مستقل اور صاحب شرع ہے مگر الفاظ ایسے بولے جارہے ہیں جس سے لوگ سمجھیں کہ ہر قسم کے نبی کے آنے کا انکار ہے خواہ مستقل ہو یا غیر مستقل، متبوع ہو یا تابع۔

اسی طرح مرزا کہتا ہے کہ: ''سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔''

(حقیقت النبوۃ ص ۸۹، انوار العلوم ج ۲ ص ۴۲۳)

اس میں بھی مراد نبوت ورسالت سے نبوت ورسالت مستقلہ ہے۔ مگر الفاظ ایسے استعمال کئے جارہے ہیں جن سے لوگ سمجھیں کہ مرزا نبوت ورسالت مستقلہ وغیر مستقلہ، غرض ہر قسم کی نبوت ورسالت کے مدعی کو کافر اور کاذب جانتا ہے۔

دوسرا فریب محمد علی کے بیان کی بناء پر یہ لوگ کافر کے لفظ سے کافر حقیقی سمجھیں اور محمد علی کے اصول پر مراد ہے کافر فرعی، کیونکہ یہ مدعی نبوت اسلام کا منکر نہیں ہے بلکہ صرف ختم نبوت کا منکر ہے اور خدا کے ایک حکم کا منکر محمد علی کے نزدیک فرع کا کافر ہے، نہ کہ اصل کا۔ چنانچہ اس کی تفصیل پیشتر گزر چکی۔

<u>صفائی نمبر۱۹ اور اس کی تردید:</u> تیسرے نمبر پر میر محمد سعید حیدرآبادی کا قول پیش کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مرزا نے نبوت تشریعی کا دعویٰ نہیں کیا جو کہ جامع کمالات وحی اور نبوت تامہ وکاملہ ہے۔ ہاں! انہوں نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو کہ ظلی وجزوی

وطفیلی رنگ کی نبوت ہے جو کہ ہر محدث کو عطاء ہوتی ہے۔ نیز اس نے کہا ہے کہ مرزا نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ نبی حقیقی ہونے کا۔ مگر اس سے بھی محمد علی کا کوئی مدّعا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس میں بھی مرزا کی نبوت کا اقرار ہے نہ کہ انکار۔ کیونکہ ہم بتا چکے ہیں کہ ظلی نبوت، مجازی نبوت، طفیلی رنگ کی نبوت، محدثیت یہ سب مرزا کی اصطلاحیں ہیں اور مراد سب سے نبوت غیر مستقلہ حقیقیہ ہے اور نبوت کاملہ تامہ جامعہ کمالات وحی نبوت حقیقیہ نبوت تشریعی سب کے معنی نبوت استقلال ہیں۔ پس اس عبارت میں نبوت استقلالی کی نفی ہے اور نبوت شرعیہ غیر مستقلہ حقیقیہ کا اثبات۔

صفائی نمبر۱۰: چوتھے نمبر پر مولوی عمرالدین شملوی کا ۱۹۱۴ء کا قول نقل کیا ہے جو یہ ہے: ''نبی بالفعل اور نبی بالقوۃ میں صرف منصب کا فرق ہے۔ ورنہ دونوں میں کمالات کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا اور محدث کو جب نبی کہیں گے تو بلحاظ کمالات کے نبی کہیں گے اور مرزا قادیانی نے بھی انہیں معنوں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر سدباب نبوت نہ ہوتا تو محدث ویسے ہی نبی ہوجاتے جیسے پہلے تشریعی نبی تھے۔ اس لئے سدباب نبوت کہہ کر دعویٰ نبوت سے انکار کرنا یہی معنی رکھتا ہے کہ میں تشریعی نبوت کا مدعی نہیں ہوں جو ختم نبوت کے خلاف ہے۔ ہاں محدث ہوں جو بالقوۃ نبی ہوتا ہے۔'' (مسیح موعود اور ختم نبوت ص۲۰)

صفائی نمبر۱۰ کی تردید: لیکن یہ عبارت محمد علی کے مقصد کے لئے دوسری تمام عبارتوں سے زیادہ مضر ہے کیونکہ اس میں تصریح ہے کہ محدث میں اور تشریعی نبی میں کمالات کے لحاظ سے کچھ فرق نہیں ہوتا۔ اگر فرق ہوتا ہے تو وہ صرف یہ کہ نبی تشریعی صاحب شریعت مستقلہ ہوتا ہے اور محدث صاحب شریعت مستقلہ نہیں ہوتا بلکہ وہ نبی صاحب شریعت کے تابع ہوتا ہے۔ اس لئے وہ جملہ کمالات نبوت کی جامع بالفعل ہونے کی وجہ سے نبی حقیقی بالفعل ہوتا ہے۔ مگر چونکہ اب کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی۔ اس لحاظ سے وہ نبی تشریعی بالقوۃ ہوتا ہے۔ یعنی اس میں نبی صاحب شریعت جدیدہ ہونے کی استعداد وقابلیت تامہ موجود ہوتی ہے۔ مگر چونکہ اب شریعت موجودہ منسوخ نہیں ہوسکتی۔ اس لئے وہ صاحب شریعت جدیدہ بالفعل نہیں ہوتا۔

اب دیکھ لیجئے کہ عمرالدین مرزا کو نبی حقیقی وتابع مانتا ہے یانہیں ضرور مانتا ہے تو اس سے محمد علی کا مدّعا کیوں کر ثابت ہوا؟

صفائی نمبر۱۱ اور اس کی تردید: پانچویں نمبر پر قاسم علی کی کتاب ’’دین الحق‘‘ کے بعض حوالے نقل کئے ہیں، مگر ان سے کوئی مدعا ثابت نہیں ہوتا اور ہم میر قاسم علی کے عقیدہ پر بحث کر چکے ہیں۔

صفائی نمبر۱۲ اور اس کی تردید: چھٹے نمبر پر مولوی غلام نبی کا قول نقل کیا ہے کہ:

’’اصلاح سلسلۂ موسویہ کے لئے انبیاء آتے تھے اور سلسلہ محمدیہ میں اولیاء وعلماء ہیں۔‘‘

(مسیح موعود اور ختم نبوت ص۲۱)

لیکن یہ قول محمد علی کے لئے کچھ مفید نہیں کیونکہ غلام نبی کی مراد اولیاء وعلماء سے محدثین ہیں اور محدثین اور انبیاء میں خود مرزا کی تصریح کی بناء پر صرف لفظی فرق ہے اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں۔

بشیر الدین محمود پہلے مرزا کی نبوت کا معتقد نہ تھا (ایک مغالطہ)

محمد علی نے اپنے رسالہ ’’اتمام حجت نمبر۵‘‘ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مرزا محمود بھی پہلے مرزا کی نبوت کا معتقد نہ تھا اور اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ اس نے ۱۹۱۱ء میں اخبار الحکم میں خاتم النّبیین کے معنی یہ بتلائے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا اور نبوت کی دو ہی قسمیں ہیں۔ ایک تشریعی اور دوسرے غیرتشریعی تو ہر قسم کی نبوتوں کے بعد نبوت غیرتشریعی کیونکر باقی رہ سکتی ہے؟

جواب: مگر یہ استدلال اوّلاً اس لئے غلط ہے کہ محمد علی کا یہ کہنا کہ نبوت کی دو ہی قسمیں ہیں۔ خود ان کے اصول کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ وہ ایک تیسری قسم بھی ثابت کرتے ہیں جس کو وہ محدثیت کہتے ہیں تو اگر وہ مرزا محمود کے الفاظ کو اتنا عام رکھتے ہیں تو چاہئے کہ وہ اس کو مرزا کی محدثیت کا بھی منکر قرار دیں۔ لیکن جب وہ ایسا نہیں کرتے اور نہ کر سکتے ہیں تو ان کو ہر قسم کے لفظ سے استدلال کا کیا حق ہے؟

اور ثانیاً اس لئے کہ مرزا محمود کہہ سکتا ہے کہ میرے نزدیک نبوت تشریعیہ کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ایک نبوت محمدیہ، دوسرے نبوت عیسویہ، تیسرے نبوت موسویہ۔ وغیرہ وغیرہ! پس میں نے نبوت تشریعیہ کی قسموں کا انکار کیا ہے نہ کہ نبوت غیرتشریعیہ کا۔ لہٰذا

محمد علی کا اعتراض لغو ہے اور اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مرزا محمود کا عقیدہ مخترع ہے بلکہ اس کا عقیدہ وہی ہے جو مرزا کا تھا۔

محمد علی کا دوسرا مغالطہ

اور دوسری دلیل اس نے یہ بیان کی ہے کہ مرزا محمود نے لکھا ہے کہ: ’’ہمارا ایمان ہے کہ...... آپ کے اتباع کی برکت سے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’**علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل**‘‘ (رسالہ مسیح موعود اور ختم نبوت ص۲۳)

جواب: لیکن اس میں بھی کسی لفظ سے مرزا کی نبوت کا انکار مفہوم نہیں ہوتا بلکہ اس سے تو اس کی نبوت کا اثبات ہوتا ہے کیونکہ اس نے علماء کے لئے بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ ثابت کیا ہے اور انبیاء کے مرتبہ پر نبی ہی ہوسکتا ہے نہ کہ غیر نبی۔

اور حدیث میں ان کو علماء کہنا ان کی نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ حقیقی علماء انبیاء ہی ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن میں ہے: ’’**انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء**‘‘

تیسرا مغالطہ

تیسری دلیل اس نے یہ بیان کی ہے کہ مرزا محمود نے تشحیذ الاذہان ۱۳۱۰ھ میں لکھا ہے کہ: ’’آنحضرت خاتم النّبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئے گا کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کر دے اور نئی شریعت جاری کر دے بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے اور متقی و پرہیز ہوں گے، سب کو آپ کی غلامی ہی میں ملے گا جو کچھ ملے گا۔‘‘ (مسیح موعود اور ختم نبوت ص۲۴)

اس کے متعلق محمد علی نے کہا ہے کہ: ’’اس سے معلوم ہوا ہے کہ اس وقت میاں صاحب مرزا کو اولیاء میں داخل سمجھتے تھے نہ کہ انبیاء میں۔‘‘ (مسیح موعود اور ختم نبوت ص۲۵)

جواب: لیکن یہ استدلال محض غلط ہے کیونکہ مرزا محمود نے اس عبارت میں صاف بتلا دیا ہے کہ اس کے عقیدہ میں یہ آیت صرف نبوت تشریعی کا سدباب کرتی ہے نہ کہ نبوت غیر تشریعی کا۔

چنانچہ اس کے یہ الفاظ کہ: ’’وہ آپ کی شریعت کو منسوخ کردے اور نئی شریعت جاری کرے۔‘‘

بلاکسی تاویل کے اس مضمون کو ادا کر رہے ہیں۔

مگر محمد علی ان لفظوں کو بالکل اڑا گیا اور اولیاء کا لفظ لے لیا۔ حالانکہ اس لفظ سے نبوت کا انکار مفہوم نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء بھی اولیاء اور متقی ہوتے ہیں۔ پس محمد علی کا مدّعا ثابت نہیں ہوتا۔

اس بیان سے چونکہ مرزا کے دعویٰ نبوت کا ثبوت اور محمد علی ایم.اے کی صفائی کی تردید کافی طور پر ہوچکی ہے۔ اس لئے اب ہم اس بیان کو ختم کرتے ہیں اور حق تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو اس ناچیز کوشش سے فائدہ پہنچائے اور اس رسالہ کو ان کے ایمان کا محافظ بنائے۔ آمین! والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!

قادیانی فتنہ اٹھا ہے مسلمانو اٹھو!
خواب سے بیدار ہو للہ دیوانو! اٹھو

لٹ رہا ہے دین وحدت اور ہم دیکھا کریں
آؤ پھر پہلا سا جوش زندگی پیدا کریں

آ گیا ہے ’’روسیاہ‘‘ تخت نبوت کے قریب
کفر صف آرا ہوا ہے نور وحدت کے قریب

فتنہ دجال کی قربت کا پیغام آ گیا
لو خبر اسلام کی، نرغے میں اسلام آ گیا

فتنہ یہ اٹھا ہے ہنگامہ اٹھانے کے لئے
مشعل نور محمدﷺ کو بجھانے کے لئے

یہ بلا آتی ہے تم سب کو جگانے کے لئے
غیرت دینی تمہاری آزمانے کے لئے

تم ہو ناموس محمد کے نگہبان یاد ہے؟
تم مسلماں ہو، مسلماں ہو، مسلماں یاد ہے؟

خواب سے بیدار ہو روح الامین کا واسطہ
متحد ہو رحمۃ اللعالمین کا واسطہ

فتنے جتنے اٹھ رہے ہیں سب فنا ہوجائیں گے
تم جو چونکو گے حوادث خود فنا ہوجائیں گے

لکھتا ہوں خون دل سے یہ الفاظ احمریں
بعد از رسول ہاشمی کوئی نبی نہیں

(مولانا محمد اسعد اللہ سابق ناظم مظاہر علوم سہارن پوری)

رسالت کو شرف ہے ذات اقدس کے تعلق سے
نبوت ناز کرتی ہے کہ ختم الانبیاء تم ہو

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

الصارم الربانی

علیٰ

اسراف القادیانی

حضرت مولانا محمد حامد رضا خان بریلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ

ازسرساوہ ضلع سہارنپور، مرسلہ یعقوب علی خان کلارک پولیس ۱۵/رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ

قبلہ وکعبہ امام مدظلہ، بعد آداب فدویانہ کے معروض خدمت کہ اس قصبہ سرساوہ میں ایک شخص جو اپنے آپ کو نائب مسیح یعنی مرزاغلام احمد قادیانی مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے، رہتا ہے۔ پرسوں اس نے ایک عبارت پیش کی جس کا مضمون ذیل میں تحریر کرتا ہوں۔ ایک دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو بھیجی ہے۔ مگر میں خدمت والا میں پیش کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب سے مشرف ہوں گا اور درصورت تاخیر کے، کئی مسلمانوں کا ایمان جاتا رہے گا اور وہ اپنی راہ پر لے آوے گا؟ زیادہ آداب!

تحریر یہ ہے:

ایک مدت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وحیات میں ہرجگہ گفتگو ہوتی ہے اور اس میں دوگروہ ہیں۔ ایک وہ گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور دوسرا وہ گروہ ہے جو منکر حیات ہے اور ان دونوں فریق کی طرف سے کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔ اب میں آپ کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ ان دونوں فریق میں سے کون حق پر ہے؟ بس اس بارے میں ایک آیت قطعیۃ الدلالۃ اور صریحۃ الدلالۃ یا کوئی حدیث مرفوع متصل اس مضمون کو عنایت فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العصری، ذی حیات جسمانی آسمان پر اٹھالئے گئے ہیں اور کسی وقت میں بعد حضرت خاتم النّبیین محمد رسول اللہ ﷺ آسمان سے رجوع کریں گے اور اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہیں گے اور وہ نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا ان کو خداتعالیٰ اس عہدہ جلیلہ سے معزول کر کے امتی بنادے گا، تو پہلے تو کوئی آیت بشروط متذکرہ بالا (یعنی ایک آیت قطعی اور صریح الدلالہ ہونی چاہئے۔ مترجم) اور بعد اس کے کوئی حدیث، تاکہ ہم اس حالت تذبذب سے بچیں اور جو آیت ہو اس میں لفظ حیات ہو، خواہ کسی صیغے سے ہو۔

یہاں کئی صاحب ایسے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر گفتگو کرتے ہیں اور ''متوفیک'' اور ''فلمّا توفّیتنی'' دو آیات پیش کرتے ہیں اور ان دونوں آیتوں کا ترجمہ حضرت رسول خدا ﷺ وابن عباس رضی اللہ عنہ سے پیش کرتے ہیں اور سند میں صحیح بخاری اور

اجتہاد بخاری موجود کرتے ہیں۔ اب آپ ان آیتوں کے ترجمے جو کسی صحابی یا رسول اللہ ﷺ سے منقول ہوں اور صحیح بخاری میں موجود ہیں، ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے۔

اور دوسرا سوال یہ ہے کہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں، اگر ہے تو اس کی آیت اور نہیں ہے تو وجہ۔ فقط! بینوا توجروا!

فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

’’انّ الذین کذّبوا بایٰتنا واستکبروا عنھا لا تفتّح لھم ابواب السمآء، الحمد للہ الذی خلق عبدہ وابن امتہ عیسٰی ابن مریم رسول اللہ وکلمۃ منہ، وجعلہ فی البدء مبشراً برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد، وفی الختم ناصرا لملتہ، اماما من امتہ، نائبا عنہ ﷺ وعلی سائر انبیائہ وکل محبوب لدیہ، وعلینا بھم الی یوم الدین، آمین! آمین! یارب العالمین! قال الفقیر محمد المدعو بحامد رضا القادری البریلوی غفراللہ تعالٰی لہ واوردہ من مناھل المنی کل مورد روی، اللھم ھدایۃ الحق والصواب‘‘

الجواب

برادران مسلمین ’’حفظکم اللہ تعالیٰ عن شرور المفسدین‘‘ حفظ ناموس، وحفظ جان وحفظ جسم وحفظ مال میں سب مومن وکافر ہمیشہ ساعی وسرگرم رہتے ہیں، اللہ عزوجل کو یاد کر کے اپنے وقت عزیز کا ایک حصہ اپنے حفظ دین میں بھی صرف کیجئے کہ یہ سب سے اہم ہے۔ یعنی بگوش ہوش یہ چند کلمے سن لیجئے اور انہیں میزان عقل وانصاف میں تول کر حق وناحق کی تمیز کیجئے۔ فضل الٰہی عزوجل سے امید واثق ہے کہ دم کے دم میں صبح حق تجلی فرمائے گی اور شب ضلالت کی ظلمت دھواں ہو کر اڑ جائے گی، مخالفین اگر برسر انصاف آئے، فھوالمراد، ورنہ آپ تو بعنایت الٰہی راہ حق پر ثابت قدم ہو جائیں گے۔ وباللہ التوفیق!

میں پیش از جواب چند مقدمات نافعہ ذکر کرتا ہوں، جن سے بعونہ تعالیٰ حق واضح ہو اور صواب لائح (صحیح بات روشن ہوگی) واللہ المعین وبہ نستعین!

مقدمہ اولیٰ

مسلمانو! میں پہلے تمہیں ایک سہل پہچان گمراہوں کی بتاتا ہوں جو خود قرآن مجید وحدیث حمید میں ارشاد ہوئی۔ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم اتارا ''تبیاناً لکل شئ ''جس میں ہر چیز کا روشن بیان تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو۔ مگر ساتھ ہی فرمایا: ''وما یعقلها الّا العٰلمون ''اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو۔ اس لئے فرماتا ہے: ''فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون ''علم والوں سے پوچھو اگر تم نہ جانتے ہو اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ (خود بخود) کتاب اللہ کے سمجھ لینے پر قادر ہوں نہیں! بلکہ اس کے متصل ہی فرمادیا: ''وانزلنا الیک الذکر لتبیّن للنّاس ما نزّل الیهم ''اے نبی! ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لئے اتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی۔

اللہ اللہ! قرآن عظیم کے لطائف ونکات منتہی نہ ہوں گے۔ ان دو آیتوں کے اتصال سے رب العالمین نے ترتیب وار سلسلہ فہم کلام الٰہی کا منتظم فرمادیا کہ اے جاہلو! تم کلام علماء کی طرف رجوع کرو اور اے عالمو! تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں آئے۔ غرض! ہم پر تقلید ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور رسول پر تقلید قرآن۔ ''وللّٰہ الحجة البالغة والحمد للّٰہ رب العالمین''

امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے کتاب مستطاب ''میزان الشریعة الکبری ''میں اس معنی کو جابجا بتفصیل تام بیان فرمایا۔ ازاں جملہ فرماتے ہیں: ''لولا ان رسول اللہ ﷺ فصل بشریعة ما اجمل فی القرآن بقی القرآن علی اجماله کما ان الائمة المجتهدین لو لم یفصلوا ما اجمل فی السنة بقیت السنةعلی اجمالها وهکذا الی عصرنا هذا''

پس اگر رسول اللہ ﷺ اپنی شریعت سے مجملات قرآن عظیم کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یوں ہی مجمل رہتا اور اگر ائمہ مجتہدین مجملات حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث یوں ہی مجمل رہتی اور اسی طرح اس زمانے تک کہ اگر کلام ائمہ کی علمائے مابعد شرح نہ فرماتے تو ہم اسے سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے۔

تو یہ سلسلہ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے جو اسے توڑنا چاہے وہ ہدایت

نہیں چاہتا، بلکہ صریح ضلالت کی راہ چل رہا ہے۔ اس لئے قرآن عظیم کی نسبت ارشاد فرمایا ’’یضلّ به کثیراً ویهدی به کثیراً‘‘ اللہ تعالیٰ اسی قرآن سے بہتیروں کو گمراہ کرتا اور بہتیروں کو سیدھی راہ عطاء فرماتا ہے۔ جو سلسلے میں چلتے ہیں بفضلہٖ تعالیٰ ہدایت پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص، اوندھی سمجھ کے بھروسے قرآن عظیم سے بذات خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں، چاہ ضلالت (گمراہی کے گڑھے) میں گرتے ہیں۔

اسی لئے امیرالمؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’سیاتی ناس یجادلونکم بشبهات القرآن فخذوهم بالسنن، فان اصحاب السنن اعلم بکتاب الله‘‘ قریب ہے کہ کچھ لوگ آئیں جو تم سے قرآن عظیم کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے تم انہیں حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں۔’’رواه الدارمی ونصران المقدسی فی الحجة واللالکائی فی السنة وابن عبدالبر فی العلم وابن ابی زمنین فی اصول السنة والدار قطنی والاصبهانی فی الحجة وابن النجار‘‘

اسی لئے امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’الحدیث مضلة الا للفقهاء (المدخل ۱/۱۲۲)‘‘ حدیث گمراہ کردینے والی ہے مگر ائمہ مجتہدین کو۔

تو وجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے جس کی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث مجمل ہے، جس کی تشریح ائمہ مجتہدین نے کر دکھائی تو جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر خود قرآن وحدیث سے اخذ کرنا چاہے، بہکے گا، گرے گا اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے، وادی ضلالت میں پیاسا مرے گا تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوح دل پر نقش کر رکھو کہ جسے کہتا سنو: ’’ہم اماموں کا قول نہیں جانتے، ہمیں تو قرآن وحدیث چاہئے۔‘‘ جان لو! یہ گمراہ ہے اور جسے کہتا سنو کہ: ’’ہم حدیث نہیں جانتے، ہمیں صرف قرآن درکار ہے۔‘‘ سمجھ لو! کہ یہ بددین، دین خدا کا بدخواہ ہے، قرآن عظیم کی پہلی آیت: ’’فاسئلوا اهل الذکر‘‘ کا مخالف مستکبر ہے اور دوسرا طائفہ قرآن عظیم کی دوسری آیت: ’’لتبیّن للنّاس ما نزّل الیهم‘‘ کا منکر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے پہلے فرقہ مخذولہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ ارشاد فرماتے ہیں: ’’الا سألوا اذ لم یعلموا فانما شفاء العيّ السؤال‘‘ کیوں نہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ تھکنے کی دوا تو پوچھنا ہے۔’’رواه ابوداؤد عن جابر بن عبدالله رضی اللہ عنہما‘‘ اور دوسرے طائفہ ملعونہ کا رد اس حدیث میں فرمایا کہ ارشاد فرماتے ہیں: ’’الا انی اوتیت

القرآن ومثله معه الا یوشک رجل شبعان علی اریکته یقول علیکم بهذا القرآن فما وجدتم فیه من حلال فاحلّوه وما وجدتم فیه من حرام فحرّموه وان ما حرم رسول اللہ ﷺ کما حرم اللہ'' ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو، اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جو حرام پاؤ اسے حرام مانو، حالانکہ جو چیز رسول اللہ ﷺ نے حرام کی وہ اسی کے مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی۔'' رواه الائمه احمد والدارمی وابوداؤد والترمذی وابن ماجة عن المقدام بن معدیکرب ونحوه عندهم ما خلا الدارمی وعند البیهقی فی الدلائل عن ابی رافع وعند ابی داؤد عن العرباض بن ساریةؓ''

رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق اس زمانہ فساد میں ایک تو پیٹ بھرے، بے فکرے، نیچری حضرات تھے جنہوں نے حدیثوں کو یکسر ردی کر دیا اور بزور زبان صرف قرآن عظیم پر دارومدار رکھا۔ حالانکہ واللہ! وہ قرآن کے دشمن اور قرآن ان کا دشمن، وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مراد الٰہی کے خلاف اپنی ہوائے نفس کے موافق اس کے معنی گھڑے۔

اب دوسرے یہ حضرات نئے فیشن کے مسیحی، اس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے، جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے تو بات کیا ہے کہ یہ دونوں گمراہ طائفے دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں ان کا ٹھکانہ نہیں، حضور ﷺ کی روشن حدیثیں ان کے مردود خیالات کے صاف پرزے پارچے بکھیر رہی ہیں، اس لئے اپنی بگڑتی بنانے کو پہلے ہی دروازہ بند کرتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے، جس میں عوام بیچاروں کے سامنے اپنے سے لگتے لگا لینے کی گنجائش ہو۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں، تم حدیث کی پناہ لو، اگر اس میں ایں وآں نکالیں، تم ائمہ کا دامن پکڑو، اس تیسرے درجے پر آ کر حق وباطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائے گا۔ اس وقت یہ ضال مضل طائفے بھاگتے نظر آئیں گے۔ ''کانهم حمرٌ مستنفره فرّت من قسوره (المدثر: ۵۰، ۵۱)'' گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگتے ہوں۔

اوّل تو حدیثوں ہی کے آگے انہیں کچھ نہ بنے گی، صاف منکر ہو بیٹھیں گے اور وہاں

کچھ چون وچرا کی تو ارشادات ائمہ معانی حدیث کو ایسا روشن کر دیں گے کہ پھر انہیں یہی کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے یا ہم اماموں کو نہیں مانتے، اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ ان کا امام ابلیس لعین ہے جو انہیں لئے پھرتا ہے اور قرآن وحدیث وائمہ کے ارشادات پر نہیں جمنے دیتا۔ ’’**ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**‘‘ یہ نفیس وجلیل فائدہ ہمیشہ کے لئے محفوظ رکھو، کہ ہر جگہ کام آئے گا اور باذن اللہ تعالیٰ ہزاروں گمراہوں سے بچائے گا۔ ’’**کیف لا وانہ من زواھر جواھر افادات سیدنا الوالد العلامہ مقدام المحققین الاعلام مدظلہ العالی الی یوم القیامۃ فی کتاب المستطاب ’’البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ‘‘ والحمدللہ رب العالمین**‘‘

مقدمہ ثانیہ

مانی ہوئی باتیں چار قسم کی ہوتی ہیں:

اوّل: ضروریات دین جن کا منکر کافر، ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعی **قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات** سے ہوتا ہے، جن میں نہ شبہے کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔

دوم: ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت جن کا منکر گمراہ، بدمذہب، ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے، اگرچہ باحتمال تاویل باب تکفیر مسدود ہو۔

سوم: ثابتات محکمہ جن کا منکر بعد وضوح امر خاطی وآثم (گناہ گار) قرار پاتا ہے، ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جب کہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب خلاف کو مطروح ومضمحل کردے۔ یہاں احادیث آحاد صحیح یا حسن کافی اور قول سواد اعظم وجمہور علماء سند وافی ’’**فان یداللہ علی الجماعۃ**‘‘ (بے شک اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے)

چہارم: ظنیات محتملہ جن کے منکر کو صرف مخطی (گناہ گار) کہا جائے، ان کے لئے ایسی دلیل ظنی بھی کافی، جس نے جانب خلاف کے لئے بھی گنجائش رکھی ہو۔ ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرق مراتب نہ کرے اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلیٰ درجہ کی دلیل مانگے، جاہل بیوقوف ہے یا مکار فیلسوف۔

ہر سخن وقتے وہر نکتہ مقامے دارد گر فرق مراتب نکنی زندیقی

اور بالخصوص! قرآن عظیم، بلکہ حدیث ہی میں تصریح صریح ہونے کی تو اصلاً ضرورت نہیں، حتیٰ کہ مرتبہ اعلیٰ عنی ضروریات دین میں بھی بہت باتیں ضروریات دین سے ہیں، جن کا منکر یقیناً کافر، مگر بالتصریح ان کا ذکر آیات واحادیث میں نہیں۔ مثلاً باری عزوجل کا جہل محال ہونا، قرآن وحدیث میں اللہ عزوجل کے علم واحاطہ علم کا لاکھ جگہ ذکر ہے۔ مگر امکان وامتناع کی بحث کہیں نہیں، پھر کیا جو شخص کہے کہ واقع میں تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے، عالم الغیب والشہادۃ ہے کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں۔ مگر ممکن ہے کہ جاہل ہوجائے تو کیا وہ کافر نہ ہوگا کہ اس امکان کا سبب صریح قرآن میں مذکور نہیں، حاشاللہ! ضرور کافر ہے اور جو اسے کافر نہ کہے، خود کافر تو جب ضروریات دین ہی کے ہر جزئیہ کی تصریح صریح قرآن وحدیث میں ضرور نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر یہ مڑ چڑاپن کہ ہمیں تو قرآن ہی میں دکھاؤ ورنہ ہم نہ مانیں گے، نری جہالت ہے یا صریح ضلالت۔

اس کی نظیر یوں سمجھنا چاہئے کہ کوئی کہے فلاں بیگ کا باپ قوم کا مرزا تھا، زید کہے اس کا ثبوت کیا ہے؟ ہمیں قرآن میں لکھا دکھا دو کہ مرزا تھا۔ ورنہ ہم نہ مانیں گے کہ قرآن کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے۔ ایسے سفیہ کو مجنون سے بہتر اور کیا لقب دیا جاسکتا ہے۔ شرع میں نسب، شہرت وتسامع سننے سنانے سے ثابت ہوجاتا ہے۔ بالخصوص! قرآن مجید ہی میں تصریح کیا ضرور؟ یا کہا جائے کہ حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے انتقال فرمایا: زید کہے، میں نہیں مانتا، ہمیں خاص قرآن میں دکھا دو کہ ان کی رحلت ہوچکی؟ ''سلام علیہ یوم ولد ویوم یموت (مریم:۱۵)'' (سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا جس دن فوت ہوگا) ''مات یحییٰ'' کہیں نہیں آیا تو اس احمق سے یہی کہا جائے گا کہ قرآن مجید میں بالتصریح کتنے انبیاء علیہم السلام کے انتقال وزندگی کا ذکر ضرور ہوتا ہے، بلکہ قرآن مجید نے تو انبیاء ہی گنتی کے گنائے اور باقی کو فرمادیا۔ ''ومنہم من لم نقصص علیک'' بہت انبیاء وہ ہیں جن کا ذکر ہی ہم نے تمہارے سامنے نہ کیا۔

عاقل کے نزدیک جس طرح ہزاروں انبیاء کا اصلاً تذکرہ نہ ہونے سے ان کی نبوت معاذ اللہ باطل نہیں ٹھہر سکتی، یونہی موت یحییٰ یا حیات عیسیٰ علیہما السلام کا ذکر نہ فرمانے سے ان کی موت اور ان کی حیات بے ثبوت نہیں ہوسکتی، عقل وانصاف ہو تو بات اتنے ہی فقرے میں تمام ہوگئی اور جنون وتعصب کا علاج میرے پاس نہیں۔

مقدمہ ثالثہ

جو شخص کسی بات کا مدعی ہو اس کا بار ثبوت اسی کے ذمے ہوتا ہے، آپ اپنے دعویٰ کا ثبوت نہ دے اور دوسروں سے الٹا ثبوت مانگتا پھرے، وہ پاگل ومجنون کہلاتا ہے یا مکار پرفتون۔ وھذا ظاھر جداً (اور یہ بالکل واضح بات ہے)

مقدمہ رابعہ

جو جس بات کا مدعی ہو اس سے اس دعوے کے متعلق بحث کی جائے گی، خارج از بحث بات کہ ثابت ہو تو اسے مفید نہیں، نہ ثابت ہو تو اس کے خصم مخالف کو مضر نہیں۔ ایسی بات میں اس کا بحث چھیڑنا وہی جان بچانا اور مکر کی چال کھیلنا اور عوام ناواقفوں کے آگے اپنے فریب کا ٹھیلنا ہوتا ہے، مثلاً زید مدعی ہو کہ میں قطب وقت ہوں، اپنی قطبیت کا تو کچھ ثبوت نہ دے اور بحث اس میں چھیڑ دے کہ اس زمانے جو قطب تھے، ان کا انتقال ہوگیا۔ اس عیار سے یہی کہا جائے گا کہ اگر ان کا انتقال ثابت بھی ہو جائے تو تیرے دعوے کا کیا ثبوت اور تجھے کیا نافع؟ تیرے خصم کو کیا مضر ہوا؟ کیا ان کے انتقال سے یہ ضرور ہے کہ تو ہی قطب ہو جائے؟ تو اپنے دعوے کا ثبوت دے، ورنہ گریبان ذلت میں منہ ڈال کر الگ بیٹھ۔

مقدمہ خامسہ

کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا میں اس کی تشریف آوری کو محال نہیں کرسکتا۔ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں فرمایا ہے: ’’او کالّذی مرّ علی قریة وھی خاویة علٰی عروشھا، قال انّی یحیی ھذہ اللہ بعد موتھا فاماتہ اللہ مأئة عام ثم بعثہ قال کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم قال بل لبثت مائة عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنّہ وانظر الی حمارک ولنجعلک اٰیة للنّاس وانظر الی العظام کیف ننشزھا ثم نکسوھا لحما فلما تبین لہ قال اعلم انّ اللہ علٰی کل شیٔ قدیر (البقرہ:۲۵۹)‘‘ یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ گری ہوئی تھی اپنی چھتوں پر بولا کہاں جلائے (زندہ کرے) گا اسے اللہ بعد اس کی موت کے۔ اسے موت دی اللہ نے سو برس پھر اسے زندہ کیا اور فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا بولا میں ٹھہرا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ فرمایا بلکہ تو یہاں ٹھہرا سو برس۔ اب دیکھ اپنے کھانے اور پینے کو (جو دو روز میں بگڑ جانے کی چیز تھی، وہ اب

تک) نہ بگڑے اور دیکھ اپنے گدھے کو (جس کی ہڈی تک گل گئیں) اور تاکہ ہم تجھے نشانی بنائیں لوگوں کے لئے (کہ اللہ تعالیٰ یوں ہی مردوں کو جلاتا (زندہ کرتا) ہے اور دیکھ ہڈیوں کو کہ ہم کیونکر انہیں اٹھاتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ سب اس کے لئے ظاہر ہوگیا (اور اس کی آنکھوں کے سامنے ہم نے اس کے گدھے کی گلی ہوئی ہڈیوں کو درست فرما کر گوشت پہنا کر زندہ کردیا) بولا میں جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔

اس کے بعد رب جل وعلا نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ذکر فرمایا ہے ''کہ انہوں نے اپنے رب سے عرض کی مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا حکم ہوا چار پرند لے اپنے اوپر ہلا لے (سدھالے) پھر انہیں ذبح کر کے متفرق پہاڑوں پر ان کے اجزاء رکھ دے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، ان کے پر اور خون اور گوشت قیمہ قیمہ کر کے سب خلط ملط کئے اور اس مجموع مخلوط کے حصے کر کے متفرق پہاڑوں پر رکھے، حکم ہوا اب انہیں بلا تیرے پاس دوڑتے چلے آئیں گے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیچ میں کھڑے ہو کر آواز دی ملاحظہ فرمایا کہ ہر جانور کے گوشت پوست پروں کا ریزہ ریزہ ہر پہاڑ سے اڑ کر ہوا میں باہم ملتا اور پورا پرندہ بن کر، زندہ ہو کر ان کے پاس دوڑتا آرہا ہے تو جب پرند چرند مر کر دنیا میں پھر پلٹے اور عزیر یا ارمیا علیہما السلام سو برس موت کے بعد دنیا میں پھر تشریف لا کر ہادی خلق ہوئے تو اگر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بالفرض انتقال بھی فرمایا ہو تو یہ ان کے دوبارہ تشریف لانے اور ہدایت فرمانے کا کیا مانع ہوسکتا ہے؟

یہاں مسلمانوں سے کلام ہے جو اپنے رب کو قادر مطلق ماننے اور اس کے کلام کو حق یقینی جانتے ہیں، نیچری ملحدوں کا ذکر نہیں، جن کا معبود ان کے زعم میں نیچر کی زنجیروں میں جکڑا ہے کہ ان کے ساختہ نیچر کے خلاف دم نہیں مار سکتا، جو بات ان کی ناقص عقل معمولی قیاس سے باہر ہے، کیا مجال کہ ان کا خدا کر سکے۔ ان کے نزدیک قرآن مجید کے ایسے ارشادات معاذ اللہ سب بناوٹ کی کہانی ہیں کہ گھڑ گھڑ کر من سمجھوتے کو بنائی گئی ہیں۔

''تعالی اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً قاتلھم اللہ انّی یؤفکون بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلا ما یؤمنون وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون''

اب فقیر غفرلہ المولیٰ القدیر ان مقدمات خمس سے منکرین شمس کے حواس خمسہ درست کر کے بتوفیق اللہ تعالیٰ جانب جواب عطف عنان اور چند تنبیہوں میں حق واضح کو ظاہر وبیان کرتا ہے۔

تنبیہ اوّل: سیدنا عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ السلام کے بارے میں یہاں تین مسئلے ہیں:

مسئلہ اولیٰ

یہ کہ نہ وہ قتل کئے گئے، نہ وہ سولی دیئے گے، بلکہ ان کے رب جل وعلا نے انہیں مکر یہود وعنود سے صاف سلامت بچا کر آسمان پر اٹھالیا اوران کی صورت دوسرے پرڈال دی کہ یہود ملاعنہ نے ان کے دھوکے میں اسے سولی دی۔ یہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ایمانیہ، پہلی قسم کے مسائل یعنی ضروریات دین سے ہے، جس کا منکر یقیناً کافر اس کی دلیل قطعی رب العزت جل جلالہ کا ارشاد ہے۔

’’**وبكفرهم وقولهم على مريم بهتانا عظيما وقولهم انّا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وانّ الذين اختلفوا فيه لفى شكّ منه مالهم به من علم الا اتّباع الظنّ وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيماً وان من اهل الكتاب الّا ليؤمننّ به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا**‘‘اورہم نے یہود پر لعنت کی بسبب ان کے کفر کرنے اورمریم پر بڑا بہتان اٹھانے اوران کے اس کہنے کے کہ ہم نے قتل کیا مسیح عیسیٰ بن مریم خدا کے رسول کواورانہوں نے نہ اسے قتل کیا نہ اسے سولی دی، بلکہ اس کی صورت کا دوسرا بنا دیا گیا ان کے لئے اور بیشک وہ جواس کے بارے میں مختلف ہوئے (کہ کسی نے کہا اس کا چہرہ تو عیسیٰ کا سا ہے مگر بدن عیسیٰ کا نہیں یہ وہ نہیں کسی نے کہا نہیں بلکہ وہی ہیں) البتہ اس سے شک میں ہیں، انہیں خود بھی اس کے قتل کا یقین نہیں۔ مگر یہی گمان کے پیچھے ہولینا اور بالیقین انہوں نے اسے قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا اوراللہ غالب حکمت والا ہے اورنہیں اہل کتاب سے کوئی، مگر یہ کہ ضرور ایمان لانے والا ہے عیسیٰ پر۔ اس کی موت سے پہلے اورقیامت کے دن عیسیٰ ان پر گواہی دے گا۔

اس مسئلے میں مخالف یہود ونصاریٰ ہیں اورمذہب نیچری کا قیاس چاہتا ہے کہ وہ بھی مخالف ہوں، یہود تو خلاف کیا ہی چاہیں اور یہ ساختہ نیچر کی سمجھ سے دور رہے کہ آدمی سلامت آسمان پر اٹھالیا جائے اوراس کی صورت کا دوسرا بن جائے۔ اس کے دھوکے میں سولی پائے۔ مگر ختم الٰہی کا ثمرہ کہ نصاریٰ بھی اس عبداللہ ورسول اللہ علیہ السلام کو معاذ اللہ! اللہ وابن اللہ

مان کر پھر باتباع دین اسی کے قائل ہوئے کہ دشمنوں نے انہیں سولی دے دی، قتل کیا، نہ ان کی خدائی چلی نہ بیٹے ہونے نے کام دیا۔ طرفہ خدا جسے آدمی سولی دیں۔ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم!**

مسئلہ ثانیہ

اس جناب رفعت جناب علیہ السلام کا قرب قیامت آسمان سے اترنا، دنیا میں دوبارہ تشریف فرما ہوکر، اس عہد کے مطابق جو اللہ عزوجل نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے لیا۔ دین محمد رسول اللہ ﷺ کی مدد کرنا، یہ مسئلہ قسم ثانی یعنی ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت سے ہے، جس کا منکر گمراہ خاسر، بدمذہب فاجر۔ اس کی دلیل احادیث متواترہ اجماع اہل حق سے ہے۔ ہم یہاں بعض احادیث ذکر کرتے ہیں:

حدیث اوّل: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’**کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم**‘‘ کیسا حال ہوگا تمہارا جب تم میں ابن مریم نزول کریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا، یعنی اس وقت کی تمہاری خوشی اور تمہارا فخر بیان سے باہر ہے کہ روح اللہ تم میں اتریں، تم میں رہیں، تمہارے معین ویاور (مددگار) بنیں اور تمہارے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

حدیث دوم: نیز صحیحین وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں انہیں سے ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’**والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتی لایقبلہ احد حتٰی یکون السجدۃ الواحدۃ خیراً من الدنیا وما فیہا ثم یقول ابوہریرۃ فاقرؤا ان شئتم وان من اہل الکتاب الّا لیؤمننّ بہ قبل موتہ**‘‘ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک ضرور نزدیک آتا ہے کہ ابن مریم تم میں حاکم عادل ہوکر اتریں، پس صلیب کو توڑ دیں اور خنزیر کو قتل کریں اور جزیہ کو موقوف کردیں گے (یعنی کافر سے سوا اسلام کے کچھ قبول نہ فرمائیں گے) اور مال کی کثرت ہوگی، یہاں تک کہ کوئی لینے والا نہ ملے گا، یہاں تک کہ ایک سجدہ تمام دنیا اور اس کی سب چیزوں سے بہتر ہوگا۔ یہ حدیث بیان کرکے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تم چاہو تو اس کی تصدیق قرآن مجید میں دیکھو لو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عیسیٰ کی موت سے پہلے سب اہل کتاب ان پر ایمان لے آئیں گے۔

حدیث سوم: صحیح مسلم میں انہیں سے ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ رومی نصاریٰ اعماق یا وابق میں اتریں (کہ ملک شام کے دو علاقوں کے نام ہیں) ان کی طرف مدینہ طیبہ سے ایک لشکر جائے گا جو اس دن بہترین اہل زمین سے ہوں گے جب دونوں لشکر مقابل ہوں گے رومی کہیں گے ہمیں ہمارے ہم قوموں سے لڑ لینے دو، جو ہم میں سے قید ہو کر تمہاری طرف گئے (اور مسلمان ہو گئے) ہیں مسلمان کہیں گے، نہیں واللہ! ہم اپنے بھائیوں کو تمہارے مقابلے میں تنہا نہ چھوڑیں گے۔ پھر ان سے لڑائی ہوگی، لشکر اسلام سے ایک تہائی بھاگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کبھی انہیں توبہ نصیب نہ کرے گا اور تہائی مارے جائیں گے۔ وہ اللہ کے نزدیک بہترین شہداء ہوں گے اور ایک تہائی کو فتح ملے گی۔ یہ کبھی فتنے میں نہ پڑیں گے۔ پھر یہ مسلمان قسطنطنیہ کو (کہ اس سے پہلے نصاریٰ کے قبضے میں آ چکی ہوگی) فتح کریں گے وہ غنیمتیں تقسیم ہی کرتے ہوں گے، اپنی تلواریں درختان زیتون پر لٹکا دی ہوں گی کہ ناگاہ شیطان پکارے گا کہ تمہارے گھروں میں دجال آ گیا، مسلمان پلٹیں گے اور یہ خبر جھوٹی ہوگی، جب شام میں آئیں گے، دجال نکل آئے گا۔

''فبینما هم یعدون للقتال یسوون الصفوف اذ اقیمت الصلاة فینزل عیسٰی بن مریم فامّهم فاذا راٰه عدوّ الله ذاب کما یذوب الملح فی الماء فلو ترکه لا نذاب حتی یهلک ولکن یقتله الله بیده فیریهم دمه فی حربته'' اسی اثناء میں کہ مسلمان دجال سے قتال کی تیاریاں کرتے، صفیں سنوارتے ہوں گے کہ نماز کی تکبیر ہوگی، عیسیٰ بن مریم نزول فرمائیں گے، ان کی امامت کریں گے وہ خدا کا دشمن دجال جب انہیں دیکھے گا، ایسا گلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گل جاتا ہے۔ اگر عیسیٰ رسول اللہ اسے نہ ماریں جب بھی گل گل کر ہلاک ہو جائے، مگر اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ سے اسے قتل کرے گا، مسیح مسلمانوں کو اس کا خون اپنے نیزے میں دکھائیں گے۔

حدیث چہارم: نیز صحیح مسلم وسنن ابی داؤد وجامع ترمذی وسنن نسائی وسنن ابن ماجہ میں حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **''انها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر اٰیات فذکر الدخان والدجّال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عیسٰی بن مریم ویاجوج وماجوج الحدیث''** بے شک قیامت نہ آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو، ازاں جملہ ایک دھواں اور دجال اور دابۃ

الارض اور آفتاب کا مغرب سے طلوع کرنا اور عیسیٰ بن مریم کا اترنا اور یاجوج ماجوج کا نکلنا۔

حدیث پنجم: مسند امام احمد وصحیح مسلم میں حضرت ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے دجال کے ذکر میں فرمایا: ''**یاتی بالشام مدینة بفلسطین بباب لد فینزل عیسٰی علیہ السلام فیقتله ویمکث عیسٰی فی الارض اربعین سنة اماماً عدلا وحکما مقسطا** '' وہ ملک شام میں شہر فلسطین، دروازہ شہر لد کو جائے گا عیسیٰ علیہ السلام اتر کر اسے قتل کریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس برس رہیں گے امام عادل وحاکم منصف ہوکر۔

حدیث ششم: نیز مسند وصحیح مذکورین میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''**لا تزال طائفة من امّتی یقاتلون علی الحق ظاهرین الی یوم القیامة فینزل عیسٰی بن مریم فیقول امیرهم تعال صلّ لنا فیقول ان بعضکم علی بعض امیر تکرمة الله تعالٰی لهذه الامّة** '' ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا، قیامت تک غالب رہے گا۔ پس عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اتریں گے، امیر المؤمنین ان سے کہے گا آیئے! ہمیں نماز پڑھایئے وہ فرمائیں گے نہ، تم میں بعض بعض پر سردار ہیں بسبب اس امت کی بزرگی کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔

حدیث ہفتم: نیز مسند احمد وصحیح مسلم وجامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں مطولاً اور سنن ابی داؤد میں مختصراً حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے دجال لعین کا ذکر فرمایا کہ وہ شام وعراق کے درمیان سے نکلے گا، چالیس (۴۰) دن رہے گا، پہلا دن ایک سال کا ہوگا اور دوسرا ایک مہینے کا تیسرا ایک ہفتہ کا باقی جیسے ہوتے ہیں۔ اس قدر جلد ایک شہر سے دوسرے میں پہنچے گا، جیسے بادل کو ہوا اڑائے لئے جاتی ہو[1]۔ جو اسے مانیں گے، ان کے لئے بادل کو حکم دے گا، برسنے لگے گا، زمین

[1] فائدہ: یہ ہوائی جہاز کہ اس رسالہ کی طبع ثانی کے زمانہ میں ایجاد ہوئے اسی کا پیش خیمہ ہیں، صادق ومصدوق ﷺ کے ارشادات سب یقیناً حق ہیں، ظاہری اسباب پر سرمنڈانے والے اپنے وقت تک کے خلاف اسباب بات سن کر بدکتے ہیں۔ پھر اسباب ہی بتا دیتے ہیں۔ ان کا بدکنا محض جہل وحماقت تھا۔ اللہ عزوجل کی قدرت پر اعتقاد نہ تھا۔ اسی قبیل سے ہے وہ حدیث کہ آدمی سے اس کا کوڑا بات کرے گا، بازار کو جائے گا، کوڑا مکان میں لٹکایا جائے گا، اس کے پیچھے گھر میں جو باتیں ہوئیں کوڑا اسے بتادے گا، یہ احمقوں کے نزدیک کتنا خلاف نیچر تھا؟ اب فوٹوگراف سے اس کا سامان پڑ چلا۔

کو حکم دے گا کھیتی جم اٹھے گی، جو نہ مانیں گے ان کے پاس سے چلا جائے گا، ان پر قحط ہو جائے گا، تہی دست رہ جائیں گے۔ ویرانے پر کھڑا ہو کر کہے گا اپنے خزانے نکال، خزانے نکل کر شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے ہولیں گے۔ پھر ایک جوان گٹھے ہوئے جسم والے کو بلا کر تلوار سے دو ٹکڑے کرے گا، دونوں ٹکڑے ایک نشانۂ تیر کے فاصلے سے رکھ کر مقتول کو آواز دے گا، وہ زندہ ہو کر چلا آئے گا دجال لعین اس پر بہت خوش ہوگا ہنسے گا۔

''فبینما هو کذلک اذ بعث اللّٰہ المسیح عیسٰی ابن مریم علیہ السلام فینزل عندالمنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهروذتین واضعا کفیه علی اجنحة ملکین اذا طأطأ راسه قطر واذا رفعه تحدّر منه جمان کاللؤلوء فلا یحلّ لکافر یجد ریح نفسه الا مات ونفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه فیطلبه حتی یدرکه بباب لدّ فیقتله''

دجال لعین اسی حال میں ہوگا کہ اللہ عزوجل مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو بھیجے گا وہ دمشق کی شرقی جانب منارہ سپید کے پاس نزول فرمائیں گے، دو کپڑے ورس وزعفران سے رنگے ہوئے پہنے، دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے، جب اپنا سر جھکائیں گے، بالوں سے پانی ٹپکنے لگے گا اور جب سر اٹھائیں گے، موتی جھڑنے لگیں گے، کسی کافر کو حلال نہیں کہ ان کے سانس کی خوشبو پائے اور مر نہ جائے اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک ان کی نگاہ پہنچے گی۔ وہ دجال لعین کو تلاش کر کے بیت المقدس کے قریب جو شہر ''لد'' ہے اس کے دروازے کے پاس اسے قتل فرمائیں گے، اس کے بعد سید عالم ﷺ نے ان کے زمانے میں یاجوج وماجوج کا نکلنا، پھر اس کا ہلاک ہونا بیان فرمایا۔ پھر ان کے زمانے میں برکت کی افراط (زیادتی) ہوگی یہاں تک کہ انار اتنے اتنے بڑے پیدا ہوں گے کہ ایک انار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا، چھلکے کے سایہ میں ایک جماعت آجائے گی، ایک اونٹنی کا دودھ آدمیوں کے گروہوں کو کافی ہوگا، ایک گائے کے دودھ سے ایک قبیلے کی اور ایک بکری کے دودھ سے ایک قبیلے کی شاخ کا پیٹ بھر جائے گا۔

<u>حدیث ہشتم</u>: نیز مسند احمد وصحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''یخرج الدجّال فی امّتی فیمکث اربعین فیبعث اللّٰہ عیسٰی ابن مریم فیطلبه فیهلکه الحدیث'' دجال میری امت میں نکلے گا، ایک چلہ

(چالیس) ٹھہرے گا، پھر اللہ عزوجل عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا، وہ اسے ڈھونڈ کر قتل کریں گے۔

حدیث نہم: سنن ابی داؤد میں حضرت ابوہریرہؓ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''لیس بینی وبینه نبیّ یعنی عیسٰی علیہ السلام وانه نازل فاذا رأیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض بین ممصرتین کأنّ راسه یقطر وان لم یصبه بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدقّ الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیة ویهلک الله فی زمانه الملل کلّها الّا الاسلام ویهلک المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفی فیصلّی علیه المسلمون'' میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بیچ میں کوئی نبی نہیں اور بے شک وہ اترنے والے ہیں، جب تم انہیں دیکھنا پہچان لینا۔ وہ میانہ قد ہیں، رنگ سرخ وسپید دو کپڑے ہلکے زرد رنگ کے پہنے ہوئے، گویا ان کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے۔ اگرچہ انہیں تری نہ پہنچی ہو وہ اسلام پر کافروں سے جہاد فرمائیں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں، جزیہ اٹھا دیں گے، ان کے زمانہ میں اللہ عزوجل اسلام کے سوا سب مذہبوں کو فنا کر دے گا، وہ مسیح دجال کو ہلاک کریں گے۔ دنیا میں چالیس برس رہ کر وفات پائیں گے، مسلمان ان کے جنازے کی نماز پڑھیں گے۔

حدیث دہم: جامع ترمذی میں حضرت مجمع بن جاریہ انصاریؓ سے ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''یقتل ابن مریم الدجّال بباب لدّ'' عیسیٰ بن مریم دجال کو دروازہ شہر لد پر قتل فرمائیں گے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں، یہ حدیث صحیح ہے اور اس باب میں حدیثیں وارد ہیں، حضرت عمران ابن حصین ونافع بن عتبہ وابو برزہ وحذیفہ بن اسید وابوہریرہ وکیسان وعثمان بن ابی العاص وجابر وابوامامہ وابن مسعود وعبداللہ بن عمرو وسمرہ بن جندب ونواس بن سمعان وعمرو بن عوف وحذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہم سے۔

حدیث یازدہم: سنن ابن ماجہ وصحیح ابن خزیمہ ومستدرک حاکم وصحیح مختارہ میں حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے حدیث طویل جلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بالتفصیل عجائب احوال اعور دجال اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ بیان فرمائے۔ پھر فرمایا: اہل عرب اس زمانے میں سب کے سب بیت المقدس میں ہوں گے اور ان کا امام ایک مرد صالح ہوگا (یعنی حضرت امام مہدی)

’’فبینا امامھم قد تقدم یصلی بھم الصبح اذ نزل علیھم عیسٰی بن مریم الصبح ‘‘اس اثناء میں کہ ان کا امام نماز صبح پڑھانے کو بڑھے گا، ناگاہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام وقت صبح نزول فرمائیں گے۔

مسلمانوں کا امام الٹے قدموں پھرے گا کہ عیسیٰ امامت کریں، عیسیٰ اپنا ہاتھ اس کی پشت پر رکھ کر کہیں گے، آگے بڑھو، نماز پڑھاؤ کہ تکبیر تمہارے ہی لئے ہوئی تھی۔ ان کا امام نماز پڑھائے گا، عیسیٰ علیہ السلام سلام پھیر کر دروازہ کھلوائیں گے، اس طرف دجال ہوگا جس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہتھیار بند ہوں گے، جب دجال کی نظر عیسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی، پانی میں نمک کی طرح گلنے لگے گا، بھاگے گا عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، میرے پاس تجھ پر ایک وار ہے، جس سے تو بچ کر جا نہیں سکتا۔ پھر شہر ’’لد‘‘ کے شرقی دروازے پر اسے قتل فرمائیں گے۔ اس کے بعد یہود کے قتل وغیرہ کے احوال ارشاد ہوئے۔

<u>حدیث دوازدہم</u>: نیز سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے، شب اسراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام سے ملے باہم قیامت کا چرچا ہوا، انبیاء نے پہلے ابراہیم علیہ السلام سے اس کا حال پوچھا، انہیں خبر نہ تھی، موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا، انہیں بھی معلوم نہ تھا۔ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام پر رکھا، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا قیامت جس وقت آکر گرے گی، اسے تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ہاں! اس کے گرنے سے پہلے کے باب میں مجھے رب العزت نے ایک اطلاع دی ہے۔ پھر خروج دجال ذکر کر کے فرمایا: ’’فانزل فاقتله ‘‘میں اتر کر اسے قتل کروں گا، پھر یاجوج وماجوج نکلیں گے۔ میری دعا سے ہلاک ہوں گے۔ ’’فعھد الیّ متی کان ذلک کانت الساعة من الناس کالحامل الی التی لایدری اھلھا متی تفجوھم بولادة‘‘

یعنی مجھے رب العزت نے اطلاع دی ہے کہ جب یہ سب ہولے گا تو اس وقت قیامت کا حال لوگوں پر ایسا ہوگا جیسے کوئی عورت پورے دنوں پیٹ سے ہو، گھر والے نہیں جانتے کہ کس وقت اس کے بچہ ہو پڑے۔

<u>حدیث سیزدہم</u>: امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور رویانی مسند اور ضیاء صحیح مختارہ میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر دجال بیان کر کے فرمایا: ’’ثم یجیٔ عیسی بن مریم من قبل المغرب مصدّقا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی ملّته

فیقتل الدجّال ثم انما هو قیام الساعة ’’اس کے بعد عیسیٰ بن مریم علیہ السلام جانب مغرب سے آئیں گے، محمد ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے اور انہیں کی ملت پر۔ پس دجال کو قتل کریں گے، پھر آگے قیامت ہی قائم ہونا ہے۔

حدیث چار دہم: معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے بعد ذکر دجال فرمایا: ’’یلبث فیکم ما شاء اللّٰه ثم ینزل عیسیٰ بن مریم مصدّقًا بمحمد علی ملّته اماماً مهدیاً وحکماً عدلاً فیقتل الدجّال ‘‘وہ تم میں رہے گا جب تک اللہ چاہے، پھر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اتریں گے، محمد ﷺ کی تصدیق کرتے حضور کی ملت پر امام راہ پائے ہوئے اور حاکم عدل کرنے والے وہ دجال کو قتل کریں گے۔

حدیث پانزدہم: مسند احمد وصحیح ابن خزیمہ ومسند ابی یعلیٰ ومستدرک حاکم ومختارہ مقدسی میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے حدیث طویل ذکر دجال میں فرمایا:

مسلمان ملک شام میں ایک پہاڑ کی طرف بھاگ جائیں گے، وہ وہاں جا کر ان کا حصار کرے گا اور سخت مشقت وبلا میں ڈالے گا۔ ’’ثم ینزل عیسیٰ فینادی من السحر فیقول یا ایّها النّاس ما یمنعکم ان تخرجوا الی الکذّاب الخبیث فیقولون هذا رجل حیّ فینطقون فاذا هم بعیسیٰ علیہ السلام ‘‘اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے، پچھلی رات مسلمانوں کو پکاریں گے لوگو! اس کذاب خبیث کے مقابلے کو کیوں نہیں نکلتے؟ مسلمان کہیں گے، یہ کوئی مرد زندہ ہے (یعنی گمان میں یہ ہوگا کہ جتنے مسلمان یہاں محصور ہیں ان کے سواء کوئی باقی نہ بچا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی آواز سن کر کہیں گے، یہ مرد زندہ ہے) جواب دیں گے، دیکھیں تو وہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں اس کے بعد نماز صبح میں امام مسلمین کی امامت، پھر دجال لعین کے قتل کا ذکر فرمایا۔

حدیث شانزدہم: نعیم بن حماد کتاب الفتن میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے راوی: ’’قلت یا رسول اللّٰه ﷺ الدجّال قبل اوعیسیٰ بن مریم؟ قال الدجال ثم عیسیٰ بن مریم الحدیث ‘‘میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! پہلے دجال نکلے گا یا عیسیٰ بن مریم؟ فرمایا دجال، پھر عیسیٰ بن مریم۔

حدیث ہفدہم: طبرانی میں اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’ینزل عیسی بن مریم عندالمنارة البیضاء شرقی دمشق ‘‘عیسیٰ بن مریم دمشق کی شرقی جانب منارہ سپید کے پاس نزول فرمائیں گے۔

حدیث ہشد ہم: مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہؓ سے راوی ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''لیھبطن عیسیٰ بن مریم حکما واماما مقسطا ویسلکن فجّا حاجا اومعتمرا ولیاتین قبری حتی یسلم علی ولاردن علیه'' خدا کی قسم! ضرور عیسیٰ بن مریم حاکم وامام عادل ہوکر اتریں گے اور ضرور شارع عام کے رستے رستے حج یا عمرے کو جائیں گے اور ضرور میرے سلام کے لئے میرے مزار اقدس پر حاضر آئیں گے اور ضرور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ ''صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیه وعلیٰ جمیع اخوانکما من الانبیاء والمرسلین وآلک وآلهم وبارک وسلّم''

حدیث نوزدہم: صحیح ابن خزیمہ ومستدرک حاکم میں حضرت انسؓ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''سیدرک رجلان من امتی عیسیٰ بن مریم ویشهد ان قتال الدجال'' عنقریب میری امت سے دو مرد عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائیں گے اور دجال سے قتال میں حاضر ہوں گے۔

اقول: ظاہر امت سے مراد امت موجودہ زمانہ رسالت ہے۔ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ! ورنہ امت حضور سے تو لاکھوں مرد زمانہ کلمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ اللہ! پائیں گے اور قتال لعین دجال میں حاضر ہوں گے۔ اس تقدیر پر وہ دونوں مرد سیدنا الیاس وسیدنا خضر علیہما السلام ہیں کہ اب تک زندہ ہیں اور اس وقت تک زندہ رہیں گے۔ ''کما ورد فی حدیث افادہ سیدنا الوالد المحقق دام ظله علی هامش التیسیر شرح الجامع الصغیر''

حدیث بستم: امام حکیم ترمذی نوادر الاصول اور حاکم مستدرک میں حضرت جبیر بن نفیرؓ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''لن یخزی اللہ تعالیٰ امة انا اولها وعیسیٰ بن مریم آخرها'' اللہ عزوجل ہرگز رسوا نہ فرمائے گا۔ اس امت کو جس کا اوّل میں ہوں اور آخر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام۔

حدیث بست ویکم: ابوداؤد طیالسی حضرت ابوہریرہؓ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''لم یسلط علی الدجال الّا عیسیٰ بن مریم'' دجال لعین کے قتل پر کسی کو قدرت نہ دی گئی، سوا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے۔

حدیث بست ودوم: مسند احمد وسنن نسائی وصحیح مختارہ میں حضرت ثوبانؓ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''عصابتان من امتی احرزهما اللہ تعالیٰ من النار

عصابة تغزو الهند وعصابة تكون مع عیسٰی بن مریم ’’میری امت کے دو گروہوں کو اللہ عزوجل نے نار سے محفوظ رکھا ہے۔ ایک گروہ وہ جو کفار ہند پر جہاد کرے گا اور دوسرا وہ جو عیسٰی بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔

حدیث بست وسوم: ابونعیم حلیہ اور ابوسعید نقاش فوائد العراقیین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’طوبٰی لعیش بعد المسیح یوذن للسماء فی القطر ویوذن للارض فی البنات حتی لو بذرت حبک علی الصفا لنبت وحتی یمر الرجل علی الاسد فلا یضره ویطاء علی الحیة فلا تضره ولا تشامح ولاتحاسد ولا تباغض ‘‘خوشی اور شادمانی ہے اس عیش کے لئے جو بعد نزول عیسٰی علیہ السلام ہوگا۔ آسمان کو اذن ہوگا کہ برسے اور زمین کو حکم ہوگا کہ اگے، یہاں تک کہ اگر تو اپنا دانہ پتھر کی چٹان پر ڈال دے تو وہ بھی جم اٹھے گا اور یہاں تک کہ آدمی شیر پر گزرے گا اور وہ اسے نقصان نہ پہنچائے گا اور سانپ پر پاؤں رکھ دے گا اور وہ اسے مضرت نہ دے گا، نہ آپس میں مال کا لالچ رہے گا، نہ حسد، نہ کینہ۔

’’فی التیسیر شرح الجامع الصغیر طوبی لعیش بعد المسیح ای بعد نزول عیسٰی علیہ السلام الی الارض فی آخرالزمان ‘‘تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے، خوشی ہے اس گروہ کے لئے جو آخری زمانہ میں عیسٰی علیہ السلام کے زمین پر نزول کے بعد ہوگا۔ (مترجم)

حدیث بست وچہارم: مسند الفردوس میں انہیں سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’ینزل عیسٰی بن مریم علی ثمان مائة رجل واربع مائة امرأة اخیراء من علی الارض. الحدیث ‘‘عیسٰی بن مریم ایسے آٹھ سو مردوں اور چار سو عورتوں پر آسمان سے نزول فرمائیں گے جو تمام روئے زمین پر سب سے بہتر ہوں گے۔

حدیث بست وپنجم: امام رازی وابن عساکر بطریق عبدالرحمٰن بن ایوب بن نافع بن کیسان عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’ینزل عیسٰی بن مریم عند باب دمشق عند المنارة البیضاء بست ساعات من النهار فی ثوبین ممشوقین کانما ینحدر من راسه اللؤلوء ‘‘ عیسٰی بن مریم علیہما السلام دروازہ دمشق کے نزدیک سپید (سفید) منارے کے پاس چھ گھڑی دن چڑھے، دو رنگین کپڑے پہنے اتریں گے، گویا ان کے بالوں سے موتی جھڑتے ہیں۔

حدیث بست وششم: صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’انی لارجو ان طال بی عمر ان القی عیسٰی بن مریم فان عجل بی موت فمن لقیہ منکم فلیقرأ منی السلام‘‘ میں امید کرتا ہوں کہ اگر میری عمر دراز ہوئی تو عیسٰی بن مریم سے ملوں اور اگر میرا دنیا سے تشریف لے جانا جلد ہو جائے تو تم میں جو انہیں پائے ان کو میرا اسلام پہنچائے۔

حدیث بست وہفتم: ابن الجوزی کتاب الوفاء میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’ینزل عیسٰی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولدلہ ویمکث خمسا واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسٰی بن مریم من قبر واحد بین ابی بکر وعمر‘‘ عیسٰی بن مریم علیہما السلام زمین پر اتریں گے، یہاں شادی کریں گے، ان کے اولاد ہوگی، پینتالیس برس رہیں گے، اس کے بعد ان کی وفات ہوگی، میرے ساتھ میرے مقبرہ پاک میں دفن ہوں گے روز قیامت میں اور وہ ایک ہی مقبرے سے اس طرح اٹھیں گے کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہم دونوں کے داہنے بائیں ہوں گے۔

حدیث بست وہشتم: بغوی شرح السنہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طویل ابن صیاد میں راوی (جس پر دجال ہونے کا شبہ کیا جاتا تھا، امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ اسے قتل کردوں فرمایا: ’’ان یکن ھو فلست صاحبہ انما صاحبہ عیسٰی بن مریم وان لم یکن ھو فلیس لکان تقتل رجلا من اھل العھد‘‘ اگر یہ دجال ہے تو اس کے قاتل تم نہیں عیسٰی بن مریم ہوں گے اور اگر یہ وہ نہیں تو تمہیں نہیں پہنچتا کہ کسی ذمی کو قتل کرو۔

حدیث بست ونہم: ابن جریر حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’اول الایات الدجال ونزول عیسٰی ویاجوج وماجوج یسیرون الی خراب الدنیاحتی یاتوا بیت المقدس وعیسٰی والمسلمون بحبل طور سینین. فیوحی اللہ الٰی عیسٰی ان احرز عبادی بالطور وما یلی ایلۃ ثم ان عیسٰی یرفع یدیہ الی السماء و یؤمن المسلمون فیبعث اللہ علیھم دابۃ یقال لھا النغف، تدخل فی مناخرھم، فیصبحون موتی. ھذا

مختصر ’’قیامت کی بڑی نشانیوں میں پہلی نشانی دجال کا نکلنا اور عیسیٰ بن مریم کا اترنا اور یاجوج وماجوج کا پھیلنا (وہ گروہ کے گروہ ہیں ہر گروہ میں چار لاکھ گروہ، ان میں کوئی مرد نہیں مرتا جب تک خاص اپنے نطفے سے ہزار شخص نہ دیکھ لے بنی آدم سے) وہ دنیا ویران کرنے چلیں گے (دجلہ وفرات وبحیرہ طبریہ کو پی جائیں گے) یہاں تک کہ بیت المقدس تک پہنچیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام اور اہل اسلام اس دن کوہ طور سینا میں ہوں گے۔ اللہ عزوجل عیسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجے گا کہ میرے بندوں کو طور اور ایلہ کے قریب محفوظ جگہ میں رکھ۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ہاتھ اٹھا کر دعا کریں گے اور مسلمان آمین کہیں گے۔ اللہ عزوجل یاجوج وماجوج پر ایک کیڑا بھیجے گا ’’نغف‘‘ نام وہ ان کے نتھنوں میں گھس جائے گا، صبح سب مرے پڑے ہوں گے۔‘‘

حدیث سیم: حاکم وابن عساکر تاریخ اور ابونعیم کتاب اخبار المہدی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’**کیف تھلک امّۃ انا فی اوّلھا وعیسی بن مریم فی آخرھا والمھدیّ من اھل بیتی فی وسطھا**‘‘ کیونکر ہلاک ہو وہ امت جس کی ابتداء میں ہوں اور انتہاء میں عیسیٰ بن مریم اور بیچ میں میرے اہل بیت سے مہدی۔

حدیث سی ویکم: نیز اسی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’**منّا الذی یصلی عیسی بن مریم خلفہ**‘‘ میرے اہل بیت میں وہ شخص ہے جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔

حدیث سی ودوم: ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ’’**یا عم النبی (ﷺ) ان اللہ ابتدأ الاسلام بي وسیختمہ بغلام من ولدک وھو الذی یتقدم عیسیٰ بن مریم**‘‘ اے نبی کے چچا! بے شک اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ابتدا مجھ سے کی اور قریب ہے کہ اسے ختم تیری اولاد سے ایک لڑکے پر کرے گا، وہی جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔

حضرت امام مہدی کی نسبت متعدد احادیث سے ثابت کہ وہ عترت رسالت بنی فاطمہ سے ہیں اور متعدد احادیث میں ان کا علاقہ نسب حضرت عباس عم مکرم سید عالم ﷺ سے بھی بتایا گیا اور اس میں کچھ بعد نہیں، وہ نسبا سید حسنی ہوں گے اور مادری رشتوں میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اتصال رکھیں گے جیسے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے رافضیوں کے رد

میں فرمایا کہ کیا کوئی شخص اپنے باپ کو بھی برا کہتا ہے؟ ابوبکر صدیق دوبار میرے باپ ہوئے، یعنی دوطرح سے میرا نسب مادری حضرت صدیق اکبرؓ تک پہنچتا ہے۔

حدیث سی وسوم: اسحٰق بن بشر وابن عساکر حدیث طویل ذکر دجال میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے راوی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**فعند ذالک ینزل اخی عیسٰی بن مریم من السمآء علی جبل افیق اماما هادیا وحکما عادلا، علیه برنس له مربوع الخلق، اصلت، سبط الشعر، بیده حربة یقتل الدجال، تضع الحرب اوزارها وکان السلم فیلقی الرجل الاسد فلایهیجه ویاخذ الحیة لا تضره وتنبت الارض کنباتها علی عهد آدم ویؤمن به اهل الارض ویکون الناس اهل ملة واحدة**'' یعنی جب دجال نکلے گا اور سب سے پہلے ستر ہزار یہودی طیلسان پوش اس کے ساتھ ہولیں گے اور لوگ اس کے سبب بلائے عظیم میں ہوں گے۔ مسلمان سمٹ کر بیت المقدس میں جمع ہوں گے۔ اس وقت میرے بھائی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے کوہ افیق پر اتریں گے، امام راہ نما وحاکم عادل ہوکر، ایک اونچی ٹوپی پہنے، میانہ قد، کشادہ پیشانی، موئے سر سیدھے، ہاتھ میں نیزہ جس سے دجال کو قتل کریں گے، اس وقت لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے گی اور سب جہاں میں امن وامان ہوجائے گا۔ آدمی شیر سے ملے تو وہ جوش میں نہ آئے گا اور سانپ کو پکڑے وہ نقصان نہ پہنچائے گا، کھیتیاں اس رنگ پر اگیں گی جیسے زمانہ آدم علیہ السلام میں اگا کرتی تھیں۔ تمام اہل زمین ان پر ایمان لے آئیں گے اور سارے جہاں میں صرف ایک دین اسلام ہوگا۔

حدیث سی وچہارم: ابن النجار انہیں سے راوی، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''**واذا سکن بنوک السواد ولبسوا السواد وکان شیعتهم اهل خراسان لم یزل هذاالامر فیهم حتی یدفعوه الی عیسٰی بن مریم**'' جب تمہاری اولاد دیہات میں بسے اور سیاہ لباس پہنے اور ان کے گروہ اہل خراسان ہوں، جب سے خلافت ہمیشہ ان میں رہے گی، یہاں تک کہ وہ اسے عیسی بن مریم کے سپرد کریں گے۔

حدیث سی وپنجم: ابن عساکر ام المؤمنین صدیقہؓ سے راوی، میں نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں حضور کے پہلو میں دفن کی جاؤں فرمایا: ''**وانی لی بذالک الموضع ما فیه الّا موضع قبری وقبر ابی بکر وعمر وعیسٰی بن**

مـــریـم ’’ بھلااس کی اجازت میں کیوں کردوں وہاں تو صرف میری قبر کی جگہ ہے اورابوبکر وعمرؓ وعیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی۔

حدیث سی وششم: ابونعیم کتاب الفتن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’المحاصرون ببیت المقدس اذ ذاک مائة الف امرأة واثنان وعشرون الفاً مقاتلون اذ غشیتهم ضبابة من غمام اذ تنکشف عنهم مع الصبح فاذا عیسیٰ بین ظهرانیهم ‘‘اس وقت بیت المقدس میں لاکھ عورتیں اور بائیس ہزار مرد جنگی محصور ہوں گے، ناگاہ ایک ابر کی گھٹا ان پر چھائے گی، صبح ہوتے کھلے گی تو دیکھیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام ان میں تشریف فرما ہیں۔

حدیث سی وہفتم: مسند ابی یعلیٰ میں حضرت ابوہریرہؓ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’والّذی نفسی بیده لینزلنّ عیسیٰ بن مریم ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد لاجیبنّه ‘‘قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک عیسیٰ بن مریم اتریں گے، پھر اگر میری قبر پر کھڑے ہوکر مجھے پکاریں تو ضرور میں انہیں جواب دوں گا۔

حدیث سی وہشتم: ابونعیم حلیہ میں عروہ بن رویم سے مرسلا راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ’’خیر هذا الامة اولها وآخرها اولها فیهم رسول الله ﷺ وآخرها فیهم عیسیٰ بن مریم. الحدیث ‘‘اس امت کے بہتر اول وآخر کے لوگ ہیں، اول کے لوگوں میں رسول اللہ ﷺ رونق افروز ہیں اور آخر کے لوگوں میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تشریف فرما ہوں گے۔

حدیث سی ونہم: جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے ہے: ’’مکتوب فی التوراة صفة محمد ﷺ وعیسیٰ یدفن معه ‘‘رب العزت تبارک وتعالیٰ نے تورات مقدس میں حضور سید عالم ﷺ کی صفت میں ارشاد فرمایا ہے کہ عیسیٰ ان کے پاس دفن کئے جائیں گے۔ ’’فی المرقاة ای ومکتوب فیها ایضاً ان عیسیٰ یدفن معه قال الطیبی هذا هو المکتوب فی التوراة‘‘

حدیث چہلم: ابن عساکر حضرت ابوہریرہؓ سے راوی: ’’یهبط عیسیٰ بن مریم فیصلی الصلوٰت ویجمع الجمع ویزید فی الحلال کأنی به تجدبه

رواحله ببطن الروحاء حاجّا او معتمراً ‘‘عیسیٰ بن مریم اتریں گے، نمازیں پڑھیں گے، جمعے قائم کریں گے، مال حلال کی افراط کردیں گے، گویا میں انہیں دیکھ رہا ہوں ان کی سواریاں انہیں تیز لئے جاتی ہیں بطن وادی روحاء میں حج یا عمرے کے لئے۔

حدیث چہل ویکم: وہی حضرت ترجمان القرآن ؓ سے راوی: ’’لاتقوم الساعة حتی ینزل عیسیٰ بن مریم علی ذروة افیق بیده حربة یقتل الدجال ‘‘قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کوہ افیق کی چوٹی پر نزول فرمائیں، ہاتھ میں نیزہ لئے جس سے دجال کو قتل کریں گے۔

حدیث چہل ودوم: وہی حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے راوی: ’’ان المسیح بن مریم خارج قبل یوم القیامة ولیستغن به الناس عمن سواه ‘‘ بیشک مسیح بن مریم علیہما السلام قیامت سے پہلے ظہور فرمائیں گے، آدمیوں کو ان کے سبب اور سب کے بے نیازی چاہئے۔ یہ امر بمعنی اخیار ہے، زمانہ عیسیٰ علیہ السلام میں نہ کوئی قاضی ہوگا نہ کوئی مفتی، نہ کوئی بادشاہ انہیں کی طرف سب کاموں میں رجوع ہوگی۔

حدیث چہل وسوم: وہی حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے ایک حدیث طویل ذکر مغیبات آئندہ میں راوی کہ چنیں وچناں ہوگا، پھر مسلمان قسطنطنیہ ورومیہ کو فتح کریں گے، پھر دجال نکلے گا، اس کے زمانہ میں قحط شدید ہوگا۔ ’’فبینما هم کذلک اذ سمعوا صوتا من السماء ابشروا فقد اتاکم الغوث فیقولون نزل عیسیٰ بن مریم فیستبشرون بهم ویقولون صل یا روح الله فیقول ان الله اکرم هذه الامة فلا ینبغی لاحد ان یؤمهم الا منهم فیصلی امیرالمؤمنین بالناس ویصلی عیسیٰ خلفه‘‘

لوگ اسی ضیق وپریشانی میں ہوں گے ناگاہ! آسمان سے ایک آواز سنیں گے خوش ہو کہ فریادرس تمہارے پاس آیا۔ مسلمان کہیں گے کہ عیسیٰ بن مریم اترے۔ خوشیاں کریں گے اور عیسیٰ علیہ السلام انہیں دیکھ کر خوش ہوں گے۔ مسلمان عرض کریں گے یا روح اللہ نماز پڑھایئے، فرمائیں گے اللہ عزوجل نے اس امت کو عزت دی ہے اس کا امام اسی میں سے چاہئے۔ امیرالمؤمنین نماز پڑھائیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ سلام پھیر کر اپنا نیزہ لے کر دجال کے پاس جاکر فرمائیں گے۔ ٹھہر اے دجال! اے کذاب! جب وہ عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا اور ان کی آواز پہچانے گا۔ ایسا گلنے لگے گا جیسے آگ میں رانگ یا دھوپ میں چربی، اگر

روح اللہ علیہ السلام نے ٹھہر نہ فرمادیا ہوتا تو گل کر فنا ہو جاتا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام اس کی چھاتی پر نیزہ مار کر واصل جہنم کریں گے۔ پھر اس کے لشکر کو کہ یہود ومنافقین ہوں گے، قتل فرمائیں گے، صلیب توڑیں گے، خنزیر کو نیست ونابود کریں گے۔ اب لڑائی موقوف اور امن چین کے دن آئیں گے، یہاں تک کہ بھیڑیئے کے پہلو میں بکری بیٹھے گی اور وہ آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گا، بچے سانپ سے کھیلیں گے وہ نہ کاٹے گا، ساری زمین عدل سے بھر جائے گی۔ پھر خروج یاجوج وماجوج اور ان کی فنا وغیرہ کا حال بیان کر کے فرمایا: ''**ویقبض عیسٰی بن مریم و ولیه المسلمون وغسلوه وحنطوه وکفنوه وصلوا علیه وحضرواله ودفنوه. الحدیث**''

ان سب وقائع کے بعد عیسیٰ بن مریم علیہما السلام وفات پائیں گے، مسلمان ان کی تجہیز وتکفین کریں گے، نہلائیں گے، خوشبو لگائیں گے، کفن دیں گے، نماز پڑھیں گے، قبر کھود کر دفن کریں گے۔

یہ سردست بے قصد استیعاب تینتالیس (۴۳) حدیثیں ہیں جن میں ایک چہل حدیث پوری حضور پر نور سید المرسلین ﷺ سے ہے: ''**ثمانیة وثلاثون نصا واثنان او ثلاثة حکماً اما عبداللہ بن عمرو فکثیر اما یأخذ عن وائل**''

اور ایک حدیث میں تو کلام اللہ توریت مقدس کا ارشاد ہے اور خود قرآن عظیم میں بھی اس کا اشعار موجود ''**قال اللہ عزوجل ولما ضرب ابن مریم مثلاً الٰی قوله تعالٰی وانّه لعلم للساعة**'' بے شک مریم کا بیٹا علم ہے قیامت کا یعنی ان کے نزول سے معلوم ہو جائے گا کہ قیامت اب آئی۔

حضرت ابوہریرہ وحضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی قرأت ہے: ''**وانه لعَلَم للساعة**'' بے شک ابن مریم نشانی ہیں قیامت کے لئے۔ معالم التنزیل میں ہے۔

''**وانه یعنی لعلم للساعة یعنی نزوله من اشراط الساعة یعلم به قربها وقرء ابن عباس وابوهریرة وقتادة وانه لعلم للساعة وبفتح اللام والعین ای امارة وعلامة**'' ''یعنی عیسیٰ ابن مریم قیامت کی نشانی ہیں یعنی آپ کا نزول (زمین پر اترنا) قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، معلوم ہوگا کہ قیامت قریب ہے ابن عباس، ابوہریرہ اور قتادہ نے آیت میں لَعِلم کو لَعَلَم عین اور لام کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے بمعنی علامت اور نشانی۔ (مترجم)

مدارک التنزیل میں ہے: ’’وانه لعلم للساعة ان عیسٰی علیہ السلام مما یعلم به یجیئ الساعة وقرأ ابن عباس رضی اللہ عنہ العلم هو العلامة ای وان نزوله علم الساعة‘‘

امام جلال الدین محلی تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں: ’’وانه ای عیسی لعلم للساعة یعلم بنزوله‘‘ بالجملہ! یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ عقائد اہل سنت وجماعت سے ہے، جس طرح اس کا رأسا منکر، گمراہ بالیقین، یوں ہی اس کا بدلنے والا اور نزول ’’عیسی بن مریم رسول اللہ علیہ السلام‘‘ کو کسی زید وعمر کے خروج پر ڈھالنے والا بھی ضال مضل، بددین کہ ارشادات حضور سید عالم ﷺ کی دونوں نے تکذیب کی۔ ’’وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون‘‘

مسئلہ ثالثہ

سیدنا روح اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی حیات:

اقول: اس کے دو معنی ہیں، ایک یہ کہ وہ اب زندہ ہیں یہ بھی مسائل قسم ثانی سے ہے جس میں خلاف نہ کرے گا، مگر گمراہ کہ اہل سنت کے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم السلام بحیات حقیقی زندہ ہیں۔ ان کی موت صرف تصدیق وعدہ الٰہیہ کے لئے ایک آن کو ہوتی ہے۔ پھر ہمیشہ حیات حقیقی ابدی ہے، ائمہ کرام نے اس مسئلہ کو محقق فرمادیا ہے۔

’’وقد فصلها سیدنا الوالدالمحقق دام ظله فی کتابه ’’سلطنة المصطفٰی فی ملکوت کل الوریٰ‘‘ اس کی تفصیل ہمارے محقق والدگرامی، ان کا سایہ رحمت قائم رہے، دام رہے، نے اپنی کتاب ’’سلطنة المصطفی فی ملکوت کل الوری‘‘ میں فرمائی ہے۔ (مترجم)

دوسرے یہ کہ اب تک ان پر موت طاری نہ ہوئی، زندہ ہی آسمان پر اٹھالئے گئے اور بعد نزول دنیا میں سالہا سال تشریف رکھ کر اتمام نصرت اسلام وفات پائیں گے۔ یہ مسائل قسمین اخیرین سے ہے، اس کے ثبوت کو اولاً اسی قدر کافی ووافی کہ رب جل وعلا نے فرمایا: ’’وان من اهل الکتاب الّا لیؤمننّ به قبل موته (المائدہ:۱۵۹)‘‘ کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے۔

جس کی تفسیر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی حضور سید عالم ﷺ سے گزری، مخالف نے اپنی جہالت سے صرف صحیح بخاری کی تخصیص کی تھی، یہ تفسیر نہ صرف اس میں بلکہ صحیح بخاری ومسلم دونوں میں موجود۔

شرح مشکوٰۃ شریف للعلامۃ الطیبی میں ہے: ’’استدل بالاٰیة علی نزول عیسٰی علیہ السلام فی آخر الزمان مصداقا للحدیث وتحریره ان الضمیرین فی به وقبل موته لعیسٰی والمعنی وان من اهل الکتاب الّا لیؤمنن به قبل موت عیسی وهم اهل الکتاب الذین یکونون فی زمان نزوله فتکون الملة واحدة وهی ملّة الاسلام‘‘ خلاصہ یہ کہ حضرت ابوہریرہؓ اس آیت سے تصدیق حدیث کے لئے نزول عیسٰی علیہ السلام پر استدلال فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہر کتابی عیسٰی کی موت سے پہلے ضرور اس پر ایمان لانے والا ہے اور وہ، وہ یہود ونصاریٰ ہیں جو بعد نزول عیسٰی علیہ السلام ان کے زمانے میں ہوں گے تو تمام روئے زمین پر صرف ایک دین ہوگا، دین اسلام وبس۔ ’’نقله عنه الملّا علی القاری فی المرقاة‘‘ (اسے ملا علی قاری نے انہیں سے مرقات میں نقل کیا ہے۔

ثانیاً: یہی تفسیر بسند صحیح دوسرے صحابی جلیل الشان ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی مروی جن سے صحیح بخاری میں قول موت منقول ہونے کا مخالف نے ادّعاء کیا تھا۔ صحیح بخاری وارشاد الساری میں ہے: ’’ثم یقول ابوهریرة بالاسناد انساق مستدلا علی نزول عیسٰی فی آخر الزمان تصدیقاً للحدیث واقرؤا ان شئتم وان من اهل الکتاب الّا لیؤمننّ بعیسٰی قبل موت عیسٰی وهم اهل الکتاب الذین یکونون فی زمان نزوله فتکون الملّة واحدة وهی ملّة الاسلام ولهذا جزم ابن عباسؓ فیما رواه ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنه باسناد صحیح‘‘

یعنی اس حدیث کو روایت کر کے ابوہریرہؓ آخر زمانے میں عیسٰی علیہ السلام کے نزول پر دلیل لانے کی حدیث کی تصدیق قرآن مجید سے بتانے کے لئے فرماتے، تم چاہو تو یہ آیت پڑھو: ’’وان من اهل الکتاب الّا لیؤمننّ. الاٰیة ‘‘ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہر کتابی ضرور ایمان لانے والا ہے عیسٰی پر ان کی موت سے پہلے اور وہ، وہ کتابی ہیں جو اس وقت ان کے زمانے میں ہوں گے تو سارے جہاں میں صرف ایک دین اسلام ہوگا اور اسی پر جزم کیا حضرت ابن عباسؓ نے اس حدیث میں جو ان سے ابن جریر نے ان کے شاگرد رشید سعید بن جبیر کے واسطے سے بسند صحیح روایت کی۔ انتہیٰ اور یہی تفسیر امام حسن بصری سے مروی ہوئی۔ ’’کما سیاتی ان شاء الله تعالٰی‘‘

ثالثاً: تصریحات کثیرہ ائمہ کرام ومفسرین عظام وعلمائے اعلام امام جلال الملۃ والدین سیوطی تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں: ’’انّی متوفیک قابضک ورافعک الی من الدنیا من غیر موت ‘‘یعنی اللہ عزوجل نے عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: میں تجھے اپنے پاس لے لوں گا اور دنیا سے بغیر موت دیئے اٹھالوں گا۔

تفسیر امام ابوالبقا عکبری میں ہے: ’’انہ رفع الی السمآء ثم یتوفی بعد ذلک بعد نزولہ الی الارض وحکمہ بشریعۃ محمد ﷺ ‘‘وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے اور اس کے بعد زمین پر اتر کر شریعت محمدیہ ﷺ پر حکم کر کے وفات پائیں گے۔

امام بغوی تفسیر معالم التنزیل میں فرماتے ہیں: ’’قال الحسن والکلبی وابن جریج انّی قابضک ورافعک من الدنیا الی من غیر موت بذلک ‘‘یعنی امام حسن بصری نے کہا کہ اجلہ ائمہ تابعین وتلامذہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ہیں اور محمد بن السائب کلبی اور امام عبدالمالک بن عبدالعزیز بن جریج نے کہا کہ اجلہ واکابر ائمہ تبع تابعین سے اور حسب روایت ائمہ تابعین سے ہیں۔ آیہ کریم کی تفسیر کی کہ: ’’اے عیسیٰ! میں تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا، بغیر اس کے تیرے جسم کو موت لاحق ہو۔‘‘

امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں: ’’قد ثبت الدلیل انہ حیّ و ورد الخبر عن النبی ﷺ انہ سینزل ویقتل الدجّال ثم انہ تعالیٰ یتوفّاہ بعد ذلک ‘‘ دلیل سے ثابت ہو چکا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور سید عالم ﷺ سے حدیث آئی ہے کہ وہ عنقریب اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے، پھر اس کے بعد اللہ عزوجل انہیں وفات دے گا۔

اسی میں ہے: ’’التوفّی اخذ الشئ وافیاً ولما علم اللہ تعالیٰ ان من الناس من یخطر ببالہ ان الذی رفعہ اللہ ھو روحہ لا جسدہ ذکر ھذا الکلام لیدلّ انہ علیہ السلام رفع بتمامہ الی السماء بروحہ وجسدہ ‘‘توفی کہتے ہیں کسی چیز کو پورا لینے کو، جب کہ اللہ عزوجل کے علم میں تھا کہ کچھ لوگوں کو یہ وہم گزرے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی روح آسمان پر گئی، نہ بدن۔ لہٰذا یہ کلام فرمایا جس سے معلوم ہو کہ وہ تمام وکمال مع روح وبدن آسمان پر اٹھالئے گئے۔

تفسیر عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی للعلامۃ شہاب الدین الخفاجی میں ہے: ’’سبق انہ علیہ السلام لم یصلب ولم یمت ‘‘اوپر گزرا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ سولی دیئے گئے نہ انتقال فرمایا۔

امام بدرالدین محمود عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: ''کذا روی من طریق ابی رجاء عن الحسن قال قبل موت عیسٰی واللہ انہ لحیّ ولکن اذا نزل اٰمنوا بہ اجمعون وذھب الیہ اکثر اھل العلم''

یعنی آیہ کریمہ: ''وان من اھل الکتاب. الایۃ'' کی جو تفسیر حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی، امام حسن بصری سے بطریق ابی رجاء مروی ہوئی کہ انہوں نے فرمایا: معنی آیت یہ ہیں کہ تمام کتابی موت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ان پر ایمان لانے والے ہیں اور فرمایا خدا کی قسم! عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے۔

امام شمس الدین ابوعبداللہ محمد ذہبی نے ''تجرید الصحابہ'' اور امام تاج الدین سبکی نے ''کتاب القواعد'' اور امام ابن حجر عسقلانی نے ''اصابہ'' میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے صحابیوں میں شمار کیا کہ وہ شب معراج حضور اقدس ﷺ کے دیدار سے بہرہ اندوز ہوئے۔ ظاہر ہے کہ ان کی تخصیص اسی بناء پر ہے کہ انہیں یہ دولت قبل طریان موت نصیب ہوئی، ورنہ شب معراج حضور کی زیارت کس نبی نے نہ کی؟

امام سبکی نے اس مضمون کو ایک چیستاں (پہیلی) میں ادا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی امت سے وہ کون سا جوان ہے جو باتفاق تمام جہاں کے حضرت افضل الصحابہ صدیق اکبر وفاروق اعظم وعثمان غنی وعلی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم سب سے افضل ہے۔ یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام۔

اصابہ فی تمیز الصحابۃ میں ہے: ''عیسٰی المسیح بن مریم الصدیقۃ، رسول اللہ وکلمتہ القاھا الٰی مریم، ذکرہ الذھبی فی التجرید مستدرکاً علٰی من قبلہ فقال عیسٰی بن مریم رسول اللہ رأی النبی ﷺ لیلۃ الاسراء فھو نبی وصحابی وھو آخر من یموت من الصحابۃ'' صدیقہ مریم علیہا السلام کے بیٹے عیسیٰ المسیح علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ نے مریم کی طرف القاء کیا۔ ذہبی نے اسے تجرید میں ذکر کیا ہے۔ پس آپ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام اللہ کے رسول نے معراج کی رات نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔ پس آپ نبی ہیں اور صحابی ہیں اور وہ آخری صحابی ہیں جو وفات پائیں گے۔ (الاصابہ ج۳ ص۵۱)

''وقرأہ القاضی تاج الدین السبکی فی قصیدتہ التی فی آواخر القواعدلہ فقال......''

من باتفاق جمیع الخلق افضل من خیر الصحاب ابی بکر ومن عمر
ومن علی ومن عثمان وهو فتی من امة المصطفیٰ المختار من مضر

امام ذہبی کی اس عبارت میں یہ بھی تصریح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ایسے صحابی ہیں جن کا انتقال سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد ہوگا۔

یہاں کلمات ائمہ وعلمائے معتمدین کی کثرت اس حد پر نہیں کہ ان کے احاطۂ استیعاب کی طمع ہوسکے اور اہل حق کے لئے اس قدر بھی کافی اور مخالف متعسف کہ اپنی ناقص عقل کے آگے ائمہ کو کچھ نہیں گنتے۔ ان کے لئے ہزار دفتر ناکافی، لہٰذا اس قدر پر بس کریں۔

رابعاً: یہی قول جمہور ہے اور قول جمہور ہی معتمد ومنصور، ابھی شرح صحیح بخاری شریف سے گزرا ''ذهب الیه اکثر اهل العلم'' اکثر اہل علم اس قول کی طرف گئے ہیں۔ (مترجم)

خامساً: یہی قول صحح ومصحح ومرجح (صحیح اور ترجیح والا) اور قول صحیح کا مقابل ساقط ونامعتبر۔ امام قرطبی صاحب مفہم شرح صحیح مسلم پھر علامۃ الوجود امام ابوالسعود، تفسیر ارشاد العقل السلیم میں فرماتے ہیں: ''الصحیح ان اللّٰه تعالیٰ رفعه من غیر وفاة ولا نوم کما قال الحسن وابن زید هو اختیار الطبری وهو الصحیح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما'' صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ بیدار اٹھالیا اور ان کا انتقال ہوا، نہ اس وقت سوتے تھے۔ جیسا کہ امام حسن بصری وابن زید نے تصریح فرمائی اور اسی کو امام طبری نے اختیار کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی صحیح روایت یہی ہے۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے: ''القول الصحیح انه رفع وهو حیّ'' صحیح قول یہ ہے کہ وہ زندہ اٹھالئے گئے۔

اقول: یہ تو بالیقین ثابت کہ وہ دنیا میں عنقریب نزول فرما ہونے والے ہیں اور اس کے بعد وفات پانا قطعاً ضرور، تو اگر آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے بھی وفات ہوئی ہوتی تو دوبارہ ان کی موت لازم آئے گی۔ کیونکر امید کی جائے کہ اللہ عزوجل اپنے ایسے محبوب جمیل ایسے رسول عظیم وجلیل پر (کہ ان پانچ مرسلین اولی العزم سے ہیں جو باقی تمام انبیاء ومرسلین وخلق اللہ سے افضل اور زیادہ محبوب رب عزوجل ہیں) دوبارہ مصیبت مرگ بھیجے گا۔ جب حضور پرنور سید یوم المنشور ﷺ کا وصال شریف ہوا اور امیرالمؤمنین عمر فاروق

اعظم رضی اللہ عنہ اس سخت صدمے کی دہشت میں تلوار کھینچ کر کہنے لگے، خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے انتقال نہ فرمایا اور انتقال نہ فرمائیں گے یہاں تک کہ منافقوں کی زبانیں اور ہاتھ پاؤں کاٹیں اور ان کے قتل کا حکم دیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نعش اقدس پر حاضر ہوئے، جھک کر روئے انور پر بوسہ دیا۔

پھر روئے اور عرض کی: ''بابی انت وامّی واللّٰہ لا یجمع اللّٰہ علیک موتین اما الموتۃ الّتی کتبت علیک فقدمتہا'' میرے ماں باپ حضور پر قربان! خدا کی قسم اللہ تعالیٰ حضور پر دو موتیں جمع نہ فرمائے گا، وہ جو مقدر تھی ہو چکی۔

''بابی انت وامّی طبت حیاً ومیتاً والّذی نفسی بیدہ لایذیقک اللّٰہ الموتتین ابداً'' میرے ماں باپ حضور پر قربان! حضور زندگی میں بھی پاکیزہ اور بعد انتقال بھی پاکیزہ۔ قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ کبھی حضور کو دو موتیں نہ چکھائے گا۔

''رواہ البخاری والنسائی وابن ماجۃ عن ام المؤمنین الصدیقہ رضی اللہ عنہا''

تو ایسی بات جب تک نص صریح سے ثابت نہ ہو، انبیاء اللہ خصوصاً ایسے رسول جلیل کے حق میں ہرگز نہ مانی جائے گی۔ خصوصا! روح اللہ عیسیٰ علیہ السلام جن کی دعا یہ تھی کہ الٰہی اگر تو یہ پیالہ یعنی جام مرگ کسی سے پھیرنے والا ہے تو مجھ سے پھیر دے، بارگاہ عزت میں رسول اللہ کی جو عزت ہے اس پر ایمان لانے والا بے دلیل صریح واضح التصریح کے کیوں کر مان سکتا ہے کہ وہ یہ دعا کریں اور رب عزوجل اس کے بدلے ان پر موت، پر موت نازل فرمائے۔ یہ ہرگز قابل قبول نہیں۔ انصاف کیجئے! تو ایک یہی دلیل ان کے زندہ اٹھالئے جانے پر کافی وافی ہے۔ وباالتوفیق!

تنبیہ دوم

اقول: قرآن مجید سے اتنا ثابت اور مسلمان کا ایمان کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام یہود عنود کے مکروکیود (فریب) سے بچ کر آسمان پر تشریف لے گئے۔ رہا یہ کہ تشریف لے جانے سے پہلے زمین پر ان کی روح قبض کی گئی اور جسم یہیں چھوڑ کر صرف روح آسمان پر اٹھائی گئی۔ اس

کا آیت میں کہیں ذکر نہیں۔ یہ دعویٰ زائد ہے جو مدعی ہو ثبوت پیش کرے۔ ورنہ قول بے ثبوت محض مردود ہے۔ مخالف نے جو کچھ ثبوت میں پیش کیا سب بیہودہ ہے۔ وہ یا تو نرا افتراء اس کے اپنے دل کا اختراع ہے یا مطلب سے محض بیگانہ جس میں مقصود کی بو بھی نہیں یا مراد میں غیر نص جو مدعی کے لئے ہرگز بکار آمد و کافی نہیں، سب کا بیان سنئے۔

ایک افتراء: تو اس کا وہ کہنا ہے کہ سید عالم ﷺ نے ان آیات کی تفسیر میں ثابت فرمادیا کہ عیسیٰ علیہ السلام بعد قبض روح آسمان پر اٹھائے گئے۔

دوسرا افتراء: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ پر کہ انہوں نے ایسا فرمایا۔ حالانکہ ہم ابھی ثابت کر آئے کہ ان سے بسند صحیح اس کا خلاف ثابت ہے، وہ اسی کے قائل ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ابھی وفات نہ پائی۔ ان کی موت سے پہلے یہود و نصاریٰ ان پر ایمان لائیں گے۔ امام قرطبی سے گزرا کہ یہی روایت ابن عباس سے صحیح ہے۔

تیسرا افتراء: صحیح بخاری شریف پر کہ اس میں یہ تفسیر سید عالم ﷺ و ابن عباس سے مروی ہے۔ حالانکہ اس میں بروایت حضرت ابن عباس صرف اس قدر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’انکم محشورون وان ناساً یؤخذ بهم ذات الشمال فأقول کما قال العبد الصالح وکنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم. الی قوله العزیز الحکیم‘‘ یعنی تمہارا حشر ہوگا اور کچھ لوگ بائیں طرف یعنی معاذ اللہ! جانب جہنم لے جائیں گے۔ میں وہ عرض کروں گا جو بندہ صالح عیسیٰ بن مریم نے عرض کیا کہ میں ان پر گواہ تھا، جب تک ان میں موجود رہا۔ جب تو نے مجھے وفات دی تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔ اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو تو ہی غالب حکمت والا۔

اس حدیث میں مدعی کے اس دعوے کا کہاں پتا ہے کہ آسمان پر جانے سے پہلے وفات ہوئی اور صرف روح اٹھائی گئی اور بیگانہ و بے علاقہ اس آیہ کریمہ: ’’فلمّا توفیتنی کنت انت الرّقیب علیهم ‘‘ کا ذکر ہے۔ یہاں اگر وفات بمعنی موت ہو بھی تو یہ تو روز قیامت کا مکالمہ ہے، رب العزت جل جلالہ فرماتا ہے: ’’یوم یجمع الله الرسل فیقول ما ذا اجبتم قالوا لا علم لنا انّک انت علّام الغیوب اذ قال الله یاعیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیک الی قوله تعالیٰ واذ قال الله یٰعیسی ابن مریم أانت قلت للنّاس أتخذونی وأمّی الٰهین من دون الله قال سبحٰنک مایکون لی ان اقول ما

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

لیس لی بحق ان کنت قلته فقد علمته تعلم مافی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک. انّک انت علّام الغیوب ما قلت لهم الا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربی وربکم وکنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم فلمّا توفّیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علی کل شئ شهید. ان تعذبهم فانّهم عبادک وان تغفرلهم فانّک انت العزیز الحکیم قال الله هذا یوم ینفع الصادقین صدقهم''

جس دن جمع فرمائے گا اللہ تعالیٰ رسولوں کو پھر فرمائے گا تمہیں کیا جواب ملا۔ بولے ہمیں کچھ خبر نہیں۔ بے شک تو ہی خوب جانتا ہے سب چھپی باتیں، جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! یاد کر میرے احسان اپنے اوپر (پھر احسانات گنا کر فرمایا) اور جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے! کیا تو نے کہہ دیا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو دو خدا اللہ کے سوا۔ بولا: پاکی ہے تجھے، مجھے روا نہیں کہ وہ کہوں جو مجھے نہیں پہنچتا۔ اگر میں نے کہا تو تجھے خوب معلوم ہوگا، تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔ بے شک تو ہی خوب جانتا ہے سب چھپی باتیں، میں نے نہ کہا ان سے مگر وہی جس کا تو نے مجھے حکم دیا کہ پوجو اللہ کو جو مالک ہے میرا اور تمہارا اور میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں تھا۔ جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان پر مطلع رہا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے۔ اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے فرمایا: اللہ نے یہ دن ہے جس میں نفع دے گا سچوں کو ان کا سچ اوّل سے آخر تک۔

یہ ساری گفتگو روز قیامت کی ہے، کس نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات پائیں گے ہی نہیں؟ کہ روز قیامت بھی اپنی وفات کا ذکر نہ کرسکیں، شاید جاہل یہاں قال اللہ اور قال سبحنک میں ماضی کے صیغے دیکھ کر سمجھا کہ یہ تو گزری ہوئی باتیں ہیں اور قیامت کا دن ابھی نہ گزرا۔ حالانکہ وہ نہیں جانتا کہ کلام فصیح میں آئندہ بات کو جو یقینی ہونے والی ہے، ہزار جگہ ماضی کے صیغے سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی وہ ایسی یقینی الوقوع ہے کہ گویا واقع ہوئی، قرآن مجید میں بکثرت ایسے محاورات ہیں۔

سورۂ اعراف میں دیکھئے: ''ونادیٰ اصحٰب الجنّة اصحٰب النّار'' جنتیوں نے دوزخیوں کو پکارا کہ ہم نے تو پالیا جو وعدہ دیا ہمیں ہمارے رب نے سچا، کیا تم نے بھی پایا جو تمہیں وعدہ دیا تھا سچا''قالو نعم'' وہ بولے ہاں!''فاذّن مؤذّن بینهم'' تو ندا

کی ان میں ایک ندا دینے والے نے کہ خدا کی پھٹکار ستمگاروں پر۔ ’’ونادوا اصحٰب الجنۃ ان سلٰم علیکم ‘‘ اعراف والے پکارے جنت والوں کو تم پر سلام۔ ’’ونادیٰ اصحٰب الاعراف رجالاً یعرفونھم بسیماھم ‘‘ اور اعراف والے پکارے جنتیوں کو ان کی علامت سے پہچان کر ’’ونادیٰ اصحٰب النّار اصحٰب الجنّۃ ‘‘ اور دوزخی پکارے جنتیوں کو کہ ہمیں اپنے پانی وغیرہ سے کچھ دو ’’قالوا انّ اللّٰہ حرّمھما علی الکافرین ‘‘ بولے اللہ نے یہ نعمتیں کافروں پر حرام کی ہیں۔ (الآیات)

اور (سورہ ص) میں: ’’قالوا بل انتم لا مرحباً بکم ‘‘ سے ’’انّ ذٰلک لحق تخاصم اھل النّار ‘‘ تک۔ دوزخ میں دوزخیوں کا باہم جھگڑا اور سورۂ زمر میں: ’’نفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوٰت ومن فی الارض الّا من شاء اللّٰہ ‘‘ سے ’’وقالوا الحمدللّٰہ الذی صدقنا. الایۃ ‘‘ تک۔ تمام وقائع روز قیامت صیغہائے ماضی میں ارشاد ہوئے ہیں اور خود اسی آیت میں دیکھئے جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو، پھر فرمائے گا تم نے کیا جواب پایا؟ بولے! کچھ علم نہیں۔ یہاں بھی ان کا جواب بصیغہ ماضی ارشاد اور نا کافی ونا مثبت۔

آیہ کریمہ: ’’اذ قال اللّٰہ یعیسٰی انّی متوفّیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا ‘‘ سے استدلال جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ جب فرمایا اللہ نے، اے عیسیٰ! میں تجھے وفات دینے والا اور اپنی طرف اٹھالینے والا اور کافروں سے دور کردینے والا ہوں۔

اوّلاً: حرف واؤ ترتیب کے لئے نہیں کہ اس میں جو پہلے مذکور ہوا، اس کا پہلے ہی واقع ہونا ضرور ہو تو آیت سے صرف اتنا سمجھا گیا کہ وفات ورفع وتطہیر سب کچھ ہونے والے ہیں اور یہ بلاشبہ حق ہے۔ یہ کہاں سے مفہوم ہوا کہ رفع سے پہلے وفات ہولے گی۔

تفسیر امام عکبری میں ہے: ’’متوفیک ورافعک الیّ کلاھما للمستقبل والتقدیر رافعک الیّ ومتوفیک لأنہ رفع الی السمآء ثم یتوفی بعد ذلک ‘‘

(۱) ترجمہ ’’متوفیک ورافعک ‘‘ یہ دونوں صیغے مستقبل کے لئے ہیں۔ اصل عبارت یوں ہے۔ ’’رافعک الیّ ومتوفیک ‘‘ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام پہلے آسمانوں کی طرف زندہ اٹھائے جائیں گے۔ پھر نزول ارض کے بعد وفات ہوگی۔ (مترجم)

تفسیر سمین وتفسیر جمل وتفسیر مدارک وتفسیر کشاف وتفسیر بیضاوی وتفسیر ارشاد العقل میں ہے: ’’**والـلـفـظ للنفسی او ممیتک فی وقتک بعد النزول من السماء ورافعک الآن اذ ’’الواو‘‘ لا یوجب الترتیب** ‘‘ترجمہ: تفسیر نسفی کے الفاظ ہیں یا آپ کو وفات دے گا آسمان سے اترنے کے بعد اور اب آپ کو زندہ اٹھا رہا ہے۔ اس لئے کہ آیت میں واؤ ترتیب واجب نہیں کرتی۔ (مترجم)

تفسیر کبیر میں ہے: ’’**الایة تدلّ علی انہ تعالٰی یفعل بہ ھذا الافعال فامّا کیف یفعل؟ ومتی یفعل؟ فالأمر فیہ موقوف علی الدلیل وقد ثبت الدلیل انہ حیّ** ‘‘ترجمہ: آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ افعال عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کرے گا (اوپر اٹھائے گا اور موت دے گا) بہرحال کیسے اور کب کرے گا؟ بس امر موقوف ہے دلیل پر اور دلیل ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ (مترجم)

ثانیاً: توفی خواہ مخواہ معنی موت میں نص نہیں، توفی کہتے ہیں ’’**وقبض**‘‘ اور پورا لے لینے کو۔ کبیر کی عبارت اوپر گزری کہ معنی یہ ہیں کہ مع جسم وروح تمام وکمال اٹھالوں گا، تفسیر جلالین سے گزرا۔

’’**متوفّیک قابضک ورافعک من غیر موت**‘‘ معالم التنزیل سے گزرا کہ حسن کلبی وابن جریج نے کہا: ’’**انی قابضک ورافعک من غیر موت بدنک**‘‘

ادمی میں ہے: ’’**علی ھذا التوفی تاویلان احدھما انی رافعک الیّ وافیاً لم ینالوا منک شیئا من قولھم توفیت منہ کذا وکذا واستوفیتہ اذا اخذتہ تاما والاخر انی متسلمک من قولھم توفیت منہ کذا ای تسلمنہ**‘‘

کشاف وتفسیر انوار التنزیل وتفسیر ابی السعود وتفسیر نسفی میں ہے: ’’**او قابضک من الارض من توفیت مالی**‘‘

خفاج علی البیضاوی میں ہے: ’’**ولذا فسّر ’’التوفی‘‘ برفعہ واخذہ من الارض کما یقال توفیت المال اذا قبضتہ**‘‘

ثالثاً: توفی بمعنی استیفا ہی اجل ہے یعنی تمہیں تمہاری عمر کامل تک پہنچاؤں گا اور ان کافروں کے قتل سے بچاؤں گا۔ ان کا ارادہ پورا نہ ہوگا۔ اپنی عمر مقرر تک پہنچ کر اپنی موت انتقال کرو گے۔

تفسیر سمین وتفسیر جمل وتفسیر مدارک وتفسیر کشاف وتفسیر بیضاوی وتفسیر ارشاد میں ہے: ’’انّی مستوفی اجلک ومؤخّرک وعاصمک من ان یقتلک الکفار الی ان تموت حتف انفک‘‘

تفسیر کبیر میں ہے: ’’ای متمم عمرک فحینئذ اتوفاک فلا اترکھم حتی یقتلوک وھذا تاویل حسن‘‘

رابعاً: وفات بمعنی خواب خود قرآن عظیم میں موجود ’’قال اللہ تعالیٰ وھو الذی یتوفّٰکم باللیل ‘‘اللہ ہے جو تمہیں وفات دیتا ہے رات میں، یعنی سلاتا ہے۔ ’’وقال تعالیٰ اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا ‘‘اللہ تعالیٰ وفات دیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو نہ مرے انہیں ان کے سوتے میں۔ تو معنی یہ ہوئے کہ میں سلاؤں گا اور سونے میں آسمان پر اٹھالوں گا کہ اٹھائے جانے میں دہشت نہ لاحق ہو۔ یہی قول امام ربیع بن انس کا ہے۔

معالم میں ہے: ’’قال الربیع بن انس المراد بالتوفی النوم وکان عیسٰی قد نام فرفعہ اللہ تعالیٰ الی السمآء ومعناہ انی ورافعک الیّ‘‘

مدارک میں ہے: ’’او متوفیک نائما اذ روی انہ رفع نائما‘‘

اوران کے سوا آیات میں اور بھی بعض وجوہ کلمات علماء میں مذکور۔ تو وفات کو بمعنی موت لینا اور اسے قبل از رفع ٹھہرا دینا محض بے دلیل ہے جس کا آیت میں اصلاً پتا نہیں۔

اقول: بلکہ اگر خدا انصاف دے تو آیت تو اس مزعوم مخالف کا رد فرما رہی ہے، ان کلمات کریمہ میں اپنے بندے عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کو تین بشارتیں تھیں۔ ’’متوفیک ورافعک، مطھرک ‘‘اگر معنی آیت یہی ہوں کہ میں تمہیں موت دوں گا اور بعد موت تمہاری روح کو آسمان پر اٹھالوں گا تو اس میں سوا اس کے کہ انہیں موت کا پیغام دیا گیا اور کون سی بشارت تازہ ہے؟ مرنے کے بعد ہر مسلمان کی روح آسمان پر بلند ہوتی اور کافروں سے نجات پاتی ہے۔

’’قال اللہ تعالیٰ انّ الذین کذّبوا بایٰتنا واستکبروا عنھا لا تفتّح لھم ابواب السماء ‘‘بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں اور ان سے تکبر کیا ان کے لئے نہ کھولے جائیں گے دروازے آسمان کے۔

تو کافر کی روح آسمان پر نہیں جاتی، ملائکہ عذاب جب لے کر جاتے ہیں، درہائے آسمان بند کر لئے جاتے ہیں کہ یہاں اس ناپاک روح کی جگہ نہیں۔ بخلاف مومن کے کہ اس کی روح بلند ہوتی اور زیر عرش اپنے رب جل وعلا کو سجدہ کرتی ہے تو وہ پچھلی باتیں ہر مسلمان کی روح کو حاصل۔ آیت میں صرف خبر موت رہ گئی اور ہمارے طور پر ہر ایک بشارت عظیمہ مستقلہ ہے کہ میں تمہیں عمر کامل تک پہنچاؤں گا۔ یہ کافر قتل نہ کر سکیں گے اور جیتے جی آسمان پر اٹھالوں گا اور کافروں سے ایسا دور و پاک کردوں گا کہ عمر بھر کسی کافر کو تم پر اصلا دسترس نہ ہوگی۔ جب دوبارہ دنیا میں آؤ گے یہ جو تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں تم خود انہیں قتل کرو گے اور انہیں کو نہیں۔ بلکہ تمام کافروں سے اس جہان کو پاک کردو گے کہ ایک دین حق تمہارے نبی محمد ﷺ کا ہوگا اور تم تمام عالم میں اس کے مرجع وماویٰ۔

مع ہذا شروع کلام میں فرمایا ہے: ’’ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین. اذ قال اللّٰہ یٰعیسیٰ انّی متوفّیک. الایة‘‘ یہاں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ کافروں نے عیسیٰ کے ساتھ مکر کیا۔ انہیں قتل کرنا چاہا اور اللہ عزوجل نے انہیں ان کے مکر کا بدلہ دیا۔ ان کا مکر الٹا انہیں پر پڑا۔ جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ! میں تیرے ساتھ یہ باتیں کرنے والا ہوں۔

انصاف کیجئے! اگر کچھ دشمن کسی بادشاہ ذوالاقتدار کے محبوب کو قتل کرنا چاہتے ہوں اور وہ اسے بچائے تو بچانے کے معنی یہ ہوں گے کہ اسے سلامت صحیح نکال لے جائے اور ان کا چاہا نہ ہونے پائے یا یہ کہ ان کے قتل سے یوں محفوظ رکھے کہ خود موت دے دے۔ ان کی مراد تو یوں بھی بر آئی۔ آخر جو کسی کا قتل چاہے اس کی غرض یہی ہوتی ہے کہ جان سے جائے، وہ حاصل ہوگیا۔ ان کے ہاتھوں نہ سہی، اللہ کے ہاتھ سے سہی۔ بخلاف اس کے کہ انہیں ان کے قادر ذوالجلال والاکرام نے زندہ اپنے پاس اٹھا لیا کہ انہیں پھر بھیج کر ان خبیثوں کی شرارتیں، انہیں کے دست مبارک سے نیست ونابود کرائے، تو یہ سچا بدلہ ان ملعونوں کے مکر کا ہے: ’’واللّٰہ خیر الماکرین. هٰکذا ینبغی التحقیق واللّٰہ ولی التوفیق‘‘ اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر مکر کا بدلہ دینے والا ہے۔ تحقیق ایسی ہی ہونی چاہئے اور اللہ تعالیٰ مددگار اور توفیق دینے والا ہے۔ (مترجم)

مسلمانو! ان منکروں کا ظلم قابل غور ہے۔ ہم سے محض بے ضابطہ وہ جبروتی تقاضے تھے کہ ثبوت حیات صرف قرآن سے دو۔ آیت بھی قطعیۃ الدلالہ ہو۔ حالاں کہ از روئے قواعد علمیہ ہمارے ذمے ثبوت دینا ہی نہ تھا۔ ہماری تقریرات سے روشن ہو چکا کہ مسئلے میں مخالفین مدعی ہیں اور بار ثبوت ذمہ مدعی ہوتا ہے تو ایک تو الٹا مطالبہ اور وہ بھی ایسی تنگ قیدوں سے جو عقلاً ونقلاً کسی طرح لازم نہیں اور جب خود ان مدعی صاحبوں کو ثبوت دینے کی نوبت آئی تو وہ گل کترے کہ رسول اللہ ﷺ پر افتراء، حضرت عبداللہ بن عباس پر افتراء، محض بیگانہ واجنبی سے استناد، نہ قرآن پر بس، نہ قطعیت کی ہوس اور کیا ناانصافی کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ ’’ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم‘‘

تنبیہ سوم

ان نئے فیشن کے مسیحیوں کا سچے مسیح رسول اللہ وکلمۃ اللہ ﷺ کی نسبت سوال کہ اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی نہ رہیں گے اور وہ نبوت یا رسالت سے خود مستعفی ہوں گے یا ان کو خدائے تعالیٰ اس عہدہ جلیلہ سے معزول کر کے امتی بنا دے گا، اگر از راہ نادانی ہے تو محض سفاہت جہالت، ورنہ صریح شرارت وضلالت۔

حاش للہ! نہ وہ خود مستعفی ہوں گے نہ کوئی نبی نبوت سے استعفا دیتا ہے نہ اللہ عزوجل انہیں معزول فرمائے گا۔ نہ کوئی نبی معزول کیا جاتا ہے وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور ہمیشہ نبی رہیں گے اور ضرور محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں اور ہمیشہ امتی رہیں گے۔ یہ سفیہ اپنی حماقت سے نبی ہونے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے میں باہم منافات سمجھا۔ یہ اس کی جہالت اور محمد ﷺ کی قدر رفیع سے غفلت ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ ایک عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام پر موقوف نہیں، ابراہیم خلیل اللہ وموسیٰ کلیم اللہ ونوح نجی اللہ وآدم صفی اللہ وتمام انبیاء علیہم السلام سب کے سب ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے امتی ہیں۔ حضور کا نام پاک نبی الانبیاء ہے۔

حدیث میں ہے حضور نبی الانبیاء ﷺ فرماتے ہیں: ’’لو کان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعی‘‘ اگر موسیٰ زندہ ہوتے انہیں میری پیروی کے سوا کچھ گنجائش نہ ہوتی۔ ’’رواہ احمد والبیہقی فی الشعب عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما‘‘

اور فرماتے ہیں ﷺ: ’’والذی نفس محمد بیدہ لو بدالکم موسیٰ

فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل ولو کان حیّا وادرک نبوتی لاتبعنی ’’قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان پاک ہے! اگر موسیٰ تمہارے لئے ظاہر ہوں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرو تو سیدھی راہ سے بہک جاؤ گے اور اگر وہ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو ضرور میرا اتباع کرتے۔

اس وقت توریت شریف کا ذکر تھا۔ لہٰذا موسیٰ علیہ السلام کا نام لیا۔ ورنہ انہیں کی تخصیص نہیں۔ سب انبیاء کے لئے یہی حکم ہے۔ یہ سفہاء قرآن مجید کا تو نام لیتے اور حدیثوں سے منکر ہوکر فریب دہی عوام کے لئے صرف اسی سے استناد کا پیام دیتے ہیں۔ مگر استغفراللہ قرآن کی انہیں ہوا بھی نہ لگی۔ یہ منہ اور قرآن کا نام۔ اگر قرآن عظیم کبھی سنا بھی ہوتا تو ایسے بیہودہ سوال کا منہ نہ پڑتا۔

اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماتا ہے: ’’واذ أخذاللہ میثاق النّبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمننّ بہ ولتنصرنّہ. قال أأقررتم وأخذتم علی ذلکم اصری. قالوا أقررنا قال فاشھدوا وانا معکم من الشاھدین. فمن تولّٰی بعد ذلک فأولئک ھم الفاسقون ‘‘اور یاد کر جب اللہ نے عہد لیا سب پیغمبروں سے، جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کروں۔ پھر آئے تمہارے پاس ایک رسول تصدیق فرماتا ہوا، اس کتاب کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیغمبرو! کیا تم نے اس بات کا اقرار کیا؟ اور اس عہد پر میرا ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو آپس میں ایک دوسرے پر گواہ ہوجاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ اس عہد کا گواہ ہوں تو جو اس کے بعد پھر جائے تو وہی لوگ بے حکم ہیں۔

کیوں؟ قرآن کا نام لینے والو! کیا یہ آیتیں قرآن میں نہ تھیں؟ کیا اللہ عزوجل نے اس سخت تاکید شدید کے ساتھ سب انبیاء ومرسلین علیہم السلام سے محمد رسول اللہ ﷺ کا امتی نہ بنا دیا؟ کیا اس عہد لیتے وقت انہوں نے نبوت سے استعفاء کیا؟ یا، اللہ عزوجل نے انہیں معزول کر کے امتی کر دیا؟ اے سفیہو! اس عہد عظیم پر حضرت روح اللہ علیہ السلام اتریں گے اور باوصف نبوت ورسالت محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی وناصر دین ہوکر رہیں گے۔

آسمان نسبت بعرش آمد فرود گرچہ بس عالیست پیش خاک تود

اس آیہ کریمہ کا نفیس جانفزا بیان اگر دیکھنا چاہو تو سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ کی کتاب مستطاب ''تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین'' مطالعہ کرو اور ہمارے نبی اکرم سید عالم ﷺ کے نبی الانبیاء ہونے پر ایمان لاؤ۔

گرچہ شیریں دہناں بادشہا نندو لے — او سلیمان جہان ست کہ خاتم ما اوست

رہا اس کا سوال کہ کس وقت آسمان سے رجوع کریں گے؟ اس کا جواب وہی ہے کہ: ''ما المسئول عنها باعلم من السائل'' (یعنی جس سے جس چیز کے متعلق سوال کیا جارہا ہے وہ سائل سے زیادہ اس چیز کے متعلق نہیں جانتا) (مترجم)

اتنا یقینی ہے کہ وہ مبارک وقت بہت قریب آپہنچا ہے کہ وہ آفتاب ہدایت وکمال، افق رحمت وجمال وقہر وجلال سے طلوع فرما کر اس زمین پر تیرہ وتار پر تجلی فرمائے اور ایک جھلک میں تمام کفر، بدعت، نصرانیت، یہودیت، شرک، مجوسیت، نیچریت، قادیانیت، رفض، خوارج وغیرہا اقسام ضلالت سب کا سویرا کردے۔ تمام جہاں میں ایک دین اسلام ہو اور دین اسلام میں صرف ایک مذہب اہل سنت، باقی سب تہ تیغ۔ ''وﷲ الحجة السامية'' مگر تعیین وقت کہ آج سے کتنے سال کتنے ماہ باقی ہیں؟ نہ ہمیں بتائی گئی نہ ہم جان سکتے ہیں، جس طرح قیامت کے آنے پر ہمارا ایمان ہے اور اس کا وقت معلوم نہیں۔

تنبیہ چہارم

مسلمانو! اللہ عزوجل نے انسان کو جامع صفات ملکی وبہیمی وشیطانی بنایا ہے، جسے وہ ہدایت فرمائے صفات ملکی ظہور کرتے اور اسے بعض یا کل ملائکہ سے افضل کردیتے ہیں کہ: ''عبدی المومن احبّ الیّ من بعض ملائکتی'' میرا بندہ مومن مجھے بعض بعض ملائکہ سے زیادہ محبوب ہے۔

شریعت ان کی شعار ہوتی اور تقویٰ ان کا وثار کہ: ''لا يعصون الله ما امرهم ويفعلون ما يؤمرون'' ملائکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے؟ اس نے انہیں جو حکم دیا ہے اور وہ وہی کرتے ہیں جس کا حکم دیئے گئے۔ تواضع وفروتنی ان کی شان جبلی اور تکبر وتعلّی سے تنفر کلی کہ: ''ان الملائكة لتضع اجنحتها لطالب العلم'' کہ فرشتے طالب علم

کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں اور جس نے صفات بہیمی کی طرف رجوع کی، بہام دار لیل ونہار بطن وفرخ کا خادم خوار اور فکر شہوات کا اسیر وگرفتار کہ: ’’اولئک کالأنعام بل هم أضل‘‘ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔ (مترجم)

اور جس پر صفات شیطانیہ غالب آئیں، تکبر وترفع اس کا دین وآئین کہ ’’ابٰی واستکبر وکان من الکافرین‘‘ شیطان نے انکار کیا اور تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا) (مترجم)

یہ ہر وقت طلب جاہ وشہرت میں مبتلا رہتے ہیں کہ کسی طرح وہ بات نکالئے جس سے آسمان تعلّی پر ٹوپی اچھالئے، دور دور نام مشہور ہو، خاص وعام میں ذکر مذکور رہو، اپنا گروہ الگ بنائیں۔ وہ ہمارا غلام، ہم اس کے امام کہلائیں۔ ان میں جن کی ہمت پوری ترقی کرتی ہے وہ ’’انا ربکم الاعلی‘‘ بولتے اور دعوائے خدائی کی دکان کھولتے ہیں۔ جیسے گزرے ہوؤں میں فرعون ونمرود وغیرہما مردود اور آنے والوں میں مسیح قادیانی کے سواء ایک اور مسیح خرنشین یعنی دجال لعین اور جو ان سے کم درجہ ہمت رکھتے ہیں۔ کذاب یمامہ وکذاب ثقیف وغیرہما۔ خبیثوں کی طرح ادّعائے رسالت ونبوت پر تھکتے ہیں اور گھٹ کی ہمت والے کوئی مہدی موعود بنتا ہے۔ کوئی غوث زماں، کوئی مجتہد وقت، کوئی چنیں وچناں۔

ہندوستان جس میں مدتوں سے اسلام بے سردار ہے اور دین بے یاور، نفس امارہ کی آزادیاں، کھلے بندوں رہنے کی شادیاں، یہاں رنگ نہ لائیں تو کہاں؟ ہزاروں مجتہد، سینکڑوں ریفارمر، مقننان تہذیب، مشرعان نیچر، کتنے ہی مہدی، کتنے مذہب گر، حشرات الارض کی طرح نکل پڑے اور خدا کی شان ’’یهدی من یشاء ویضلّ من یشاء‘‘ جو کوئی کیسے ہی کھلے باطل صریح جھوٹ کا نشان باندھ کر آگے بڑھا۔ کچھ عقل کے اندھے، قسمت کے اوندھے اس کے پیچھے ہولئے۔ آخر یہی آدمی تھے جو فرعون کو سجدہ کرتے، یہی آدمی ہوں گے جو دجال کا ساتھ دیں گے۔

ان صدیوں کے دورے میں مہدی تو کتنے ہی نکلے اور زمین کا پیوند ہوئے، سنا جاتا ہے۔ ایک صاحب کو پانچ پانیوں کے زور میں نئی اوپج کی سوجھی کہ مہدی بننا پرانا ہوگیا اور نرا امتی بننے میں لطف ہی کیا۔ لاؤ عیسیٰ موعود بنیں اور ادّعائے الہام کی بنیاد پر نبوت کی دیوار چنیں اور ادھر عیسائیوں کا زمانہ بنا ہوا ہے۔ اگر کہیں صلیب کے صدقے میں نصیب جاگا اور ان کی سمجھ میں

آ گیا۔ جب تو جنگل میں منگل ہے سولی کے دن گئے، برے[1] کی شادی کا دنگل ہے۔

یورپ وامریکہ وبرہما انڈیا سب تخت اپنے ہی ہیں۔ اپنے ہی بندے خداوند تاج وشہی ہیں۔ پاؤں میں چاند تارے کا جوتا سر پر سورج ہوگا باپ کو جیتے جی معزول کر کے بیٹے کا راج ہوگا اور ایسا نہ بھی ہوا تو چند گانٹھ کے پورے، عقل کے اندھے تو کہیں گئے ہی نہیں۔ یوں بھی اپنا ایک گروہ الگ تیار، شہرت حاصل، سرداری برقرار، اس خیال کے جمانے کو جہاں ہزاروں گل کھلائے، صدہا کھیل کھیلے، وہاں ایک ہلکا سا پیچ یہ بھی چلے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تو مر بھی گئے۔ اب وہ کیا خاک اتریں گے اور کیا کریں دھریں گے؟ جو کچھ ہیں ہم ہی ذات شریف ہیں۔ ہم ہی آخری امیدگاہ دین حنیف ہیں۔ ہم ہی قاتل خنزیر، ہم ہی قاطع یہود، ہم ہی کا سر صلیب، ہم ہی مسیح موعود، گویا انہیں کی ماں کنواری، انہیں کا باپ معدوم، احادیث متواترہ میں انہیں کے آنے کی دھوم۔ مگر یہ ان کی نری خام ہوس ہے اور حیات وموت عیسوی میں ان کی گفتگو عبث۔

ہم پوچھتے ہیں موت عیسوی منافی نزول ہے یا نہیں، اگر نہیں، کیا نفع ملا؟ اور احادیث نزول کو اپنے اوپر ڈھالنے سے کیا کام چلا؟ اور اگر بالفرض منافی جانئے تو یقیناً لازم کہ موت سے انکار کیجئے۔ حیات ثابت مانئے کہ اگر موت ہوتی تو نزول نہ ہوتا۔ مگر نزول یقینی

[1] ہاں ہاں برے کی شادی تو ہوئی اور ہوئی بھی کس زور سے کہ آسمان بالا پر ہوئی اور ہوئی بھی گھر کے گھر میں۔ یعنی خود مرزا ماموں جی کی ان کی بھانجی محمدی سے ہوئی اور اس کی ابلیسی وحی بھی مرزاجی پر اتری کہ ''زوّجنا'' کہا۔ مگر افسوس کہ راس نہ آئی۔ آسمانی جورو پاس نہ آئی۔ مرزاجی کی بہن نے مرزاجی کی ایک نہ سنی اور ان کی منکوحہ جورو سلطان محمد خان کو بیاہ دی۔ مرزاجی چیختے چلّاتے وحیوں کا آسمان مرزاجی پر پھٹ پڑا کہ وہ ان کا رقیب تین برس کے اندر مر جائے گا اور اس کی نیم جھوٹن، پھر مرزاجی کو پہنچے گی۔ مگر وہ پٹھان ایسا کرتا کہ آج تک کادیانی جی کی آسمانی جورو کو بغل میں لئے بیٹھا ہے۔ اس کا تو بال بھی بیکا نہ ہوا۔ خود قادیانی ہائے جورو، وائے جورو کرتے چل بسے اور پھر ان کے مرید ہیں کہ اب تک ان کی پیشین گوئیوں پر سر منڈائے بیٹھے اور ان کی نبوت ملعونہ پر ایمان لا رہے ہیں۔ بھنگی کو بھی ایسی ذلت پہنچتی تو ڈوب مرتا۔ مگر مرزا قادیانی کی حیا کہ اتنے برسوں اپنی جائز جورو، خانم کو پٹھان کی بغل میں دیکھا کئے، زندہ بھی رہے اور ان کی نبوت کے شیشہ کو بھی ٹھیس نہ لگی۔ اگرچہ خون خرابا ہوگیا جس پر ایک ظریف نے کہا ہے:

وحی ویوش بود زوّجـــــنـــــا کھــــــا واقعہ نیمود زوج ناکہا

کہ مصطفیٰ ﷺ کے ارشادات متواترہ اس کی دلیل قطعی، مسلمان ہرگز کسی فریب دہندہ کی بناوٹ مان کر اپنے رسول کریم علیہ السلام کے ارشادات کو معاذ اللہ غلط و باطل جاننے والے نہیں جو کوئی ان کے خلاف کہے، اگرچہ زمین سے آسمان تک اڑ لے۔ مسلمان اس کا ناپاک قول بدتر از بول، اسی کے منہ پر مار کر الگ ہوجائیں گے اور مصطفیٰ ﷺ کے دامن پاک سے لپٹ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کا دامن نہ چھڑائے۔ دنیا نہ آخرت میں۔ آمین آمین بجاہہ عندک یا ارحم الراحمین!

اور بفرض باطل یہ سب کچھ سہی، پھر آخر تمہاری مسیحیت کیوں کر ثابت ہوئی؟ ثبوت دو اور اپنے دعوے کی غیرت کی آن ہے تو صرف قرآن سے دو۔ وہ دیکھ قرآن کی بارگاہ سے محروم پھرتے ہو۔ اچھا! وہاں نہ ملا حدیث سے دو۔ دیکھو حدیث کی درسگاہ سے خائب وخاسر پلٹتے ہو۔ خیر یہاں بھی ٹھکانا نہ لگا تو کسی صحابی ہی کا ارشاد، کسی تابعی ہی کا اثر، کسی امام ہی کا قول، کچھ تو پیش کرو کہ احادیث متواترہ میں مصطفیٰ ﷺ نے جو نزول عیسیٰ کی بشارت دی ہے، اس سے مراد کوئی ہندی پنجابی ہے؟ جہاں جہاں ابن مریم ارشاد ہے وہاں کسی پنجابن کا بچہ، مغل زادہ مراد ہے؟ اور جب ایسے بدیہی البطلان دعوؤں کا کہیں سے ثبوت نہ دے سکو۔ ہر طرف سے ناامید، ہر طرح سے باطل تو عوام کو چھلنے اور پینترے بدلنے اور ترچھے نکلنے اور الٹے اچھلنے سے کیا حاصل۔

حضرت مسیح مع جسم وروح یا صرف روح سے بعد انتقال پاگئے یا جیتے جاگتے، تمہیں کیا نفع اور تم پر سے ذلت بے ثبوتی کیونکر دفع، تمہارا مطلب ہر طرح مفقود، تمہارا ادّعا ہر طرح مردود۔ پھر اس بے معنی بحث کو چھیڑ کر کیا سنبھالو گے اور عیسیٰ کی وفات سے مغل کو مرسل، پنجابن کو مریم، نطفے کو کلمہ، اذل کو اکرم، بیاہی کو کنواری، ادخال کو دم، کیوں کر بنا لوگے؟ بالجملہ وہی دو حرف کہ مقدمہ ثالثہ ورابعہ میں گزرے۔ ان تمام جہالات فاحشہ کے رد میں کافی ووافی ہیں۔ وللہ الحمد!

تنبیہ پنجم

بفرض باطل یہ بھی سہی کہ نزول عیسیٰ سے مراد کسی مماثل عیسیٰ کا ظہور ہے۔ مگر مصطفیٰ ﷺ نے صرف اتنا ہی تو ارشاد نہ فرمایا کہ نزول عیسیٰ ہوگا بلکہ اس سے پہلے بہت وقائع

ارشاد ہوئے ہیں کہ جب یہ واقع ہولیں گے اس کے بعد نزول ہوگا، اس کے مقارن بہت احوال واوصاف بتائے گئے ہیں کہ اس طور پر اتریں گے، یہ کیفیت ہوگی۔ اس کے لاحق بہت حوادث وکوائن فرمائے گئے کہ ان کے زمانے میں یہ یہ ہوگا۔ آخران سب کا صادق آنا تو ضرور ہے۔

مثلاً: سابقات میں روم وشام وتمام بلاد اسلام باستثنائے حرمین شریفین، سب مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جانا، سلطان اسلام کا شہادت پانا، تمام زمین کا فتنہ وفساد سے بھر جانے کے باعث اولیائے عالم کا مکہ معظّمہ کو ہجرت کر جانا۔ وہاں حضرت امام آخرالزمان کا طواف کعبہ کرتے ہوئے ظہور فرمانا۔ اولیائے کرام وسائر اہل اسلام کا ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا، نصاریٰ کا وابق یا اعماق، ملک شام میں لام باندھنا، ان کی طرف مدینہ طیبہ سے لشکر اسلام کا ''نہضت'' فرمانا۔ نصاریٰ کا اپنے ہم قوم نومسلموں سے لڑائی مانگنا۔ مسلمانوں کا انہیں اپنی پناہ میں لینا، لشکر مسلمین کا تین حصے میں جانا، نصاریٰ پر فتح عظیم پانا، فتح یاب حصے کا قسطنطیہ کو نصاریٰ سے چھیننا، ملحمہ کبریٰ کا واقع ہونا۔ ہزارہا مسلمانوں کا تین روز اپنے خیموں سے قسم کھا کر نکلنا کہ فتح کرلیں گے یا شہید ہو جائیں گے اور شام تک سب کا شہید ہو جانا۔ آخرت میں نصرت الٰہی کا نزول فرمانا، مسلمانوں کا فتح اجل واعظم پانا، اتنے کافروں کا کھیت ہونا کہ پرندہ اگر ان کی لاشوں کے ایک کنارے سے اڑے تو دوسرے کنارے تک پہنچنے سے پہلے مرکر گر جائے۔ مسلمانوں کا اموال غنیمت تقسیم کرنے میں ابلیس لعین کی زبان سے خروج دجال کی غلط خبر سن کر پلٹنا۔ وہاں اس کا نشان نہ پانا۔ پھر اس خبیث اعاذنا اللہ منہ کا ظہور کرنا۔ بےشمار عجائب دکھانا، مینہ برسانا، کھیتی اگانا، زمین کو حکم دے کر خزانے نکلوانا، خزانوں کا اس کے پیچھے ہولینا، سب سے پہلے ستر ہزار یہود طیلسان پوش کا اس کافر پر ایمان لانا، اس کا لشکر بننا، دجال کا ایک جوان مسلمان کو تلوار سے دو ٹکڑے کر کے پھر زندہ کرنا۔ اس کا اس پر فرمانا کہ اب مجھے اور بھی یقین ہوگیا کہ تو وہی کانا کذاب ملعون ہے جس کے خروج کی ہمیں نبی ﷺ نے خبر دی تھی۔ اگر کچھ کرسکتا ہے تو اب تو مجھے ضرر پہنچا۔ پھر اس کا ان پر قدرت نہ پانا، خائب وخاسر ہوکر رہ جانا۔ چالیس روز اس ملعون کا حرمین طیبین کے سوا تمام جہان میں گشت لگانا، اہل عرب کا سمٹ کر ملک شام میں جمع ہونا، اس خبیث کا انہیں محاصرہ کرنا، بائیس ہزار مرد جنگی اور ایک لاکھ عورتوں کا محصور ہونا۔ کیا تمہارے نکلنے سے پیشتر یہ سب وقائع واقع ہولئے؟ واللہ! کہ صریح جھوٹے ہو۔

اب چلئے مقارنات: ناگاہ اسی حالت میں قلعہ بند مسلمانوں کو آواز آنا کہ گھبراؤ نہیں فریادرس آ پہنچا عیسیٰ علیہ السلام کا باب دمشق کے پاس دمشق شام کے شرقی جانب، منارۂ سپید کے نزدیک، دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے، آسمان سے نزول فرمانا، بے نہائے بالوں سے پانی ٹپکنا، جب سر جھکائیں یا اٹھائیں، موئے مبارک سے موتیوں کا جھڑنا، یہاں تکبیر ہوچکی، نماز قائم ہے، حضرت امام مہدی کا بامر عیسوی امامت فرمانا، حضرت کا ان کے پیچھے نماز پڑھنا، سلام پھیر کر دروازہ کھلوانا، اس طرف ستر ہزار یہود مسلح کے ساتھ اس مسیح کذاب یک چشم کا ہونا، مسیح صدیق ﷺ کو دیکھتے ہی اس کا بدن گھلنا، بھاگنا عیسیٰ علیہ السلام کا اس کے تعاقب میں جانا باب ''لد'' (شہر کا نام) کے پاس اسے قتل فرمانا، اس کا خون ناپاک اپنے نیزہ پاک پر دکھانا، کیا تم پر یہ صفات صادق ہیں؟ کیا تم سے یہ وقائع واقع ہوئے۔ لاؤ، واللہ! صریح جھوٹے ہو۔ آگے سنئے:

واقعات عہد مبارک: سید موعود مسیح محمود علیہ السلام کا صلیبیں توڑنا، خنزیر کو قتل فرمانا، جزیہ اٹھادینا، کافر سے ''اما الاسلام واما السیف'' پر عمل فرمانا، یعنی اسلام لا ورنہ تلوار، تمام کفار روئے زمین کا مسلمان یا مقتول ہونا۔ یہود کو گن گن کر قتل فرمانا۔ پیڑوں، پتھروں کا مسلمانوں سے کہنا۔ اے مسلمان! میرے پیچھے یہودی ہے، سوا دین اسلام کے تمام مذاہب کا یکسر نیست و نابود ہوجانا، روحاء کے راستے سے حج یا عمرے کو جانا، مزار اقدس سید اطہر ﷺ پر حاضر ہوکر سلام کرنا، قبر انور سے جواب آنا اور ان کے زمانے میں ہر طرح کا امن چین ہونا، لالچ حسد بغض کا دنیا سے اٹھ جانا، شیر کے پہلو میں گائے کا چرنا، بھیڑیے کی بغل میں بکری کا بیٹھنا، سانپ کو ہاتھوں میں لے کر بچوں کا کھیلنا، کسی کا کسی کو ضرر نہ پہنچانا، آسمان کا اپنی برکتیں انڈیل دینا، زمین کا اپنی برکات اگل دینا، پتھر کی چٹان پر دانہ بکھیر دو تو کھیتی ہوجانا، اتنے اتنے بڑے اناروں کا پیدا ہونا، جن کے چھلکے کے سائے میں ایک جماعت کا آجانا، ایک بکری کے دودھ سے ایک قوم کا پیٹ بھرنا، روئے زمین پر کسی کا محتاج نہ ہونا، دینے والا اشرفیوں کے توڑے لئے پھرے، کوئی قبول نہ کرے، وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ تمہارے اس زمانہ پرشور وشین کے حالات ہیں؟ واللہ صریح جھوٹے ہو۔

اسی طرح اور وقائع کثیرہ مثلاً یاجوج وماجوج کا عہد عیسوی میں نکلنا، دجلہ وفرات

کا بحکم الٰہی مسلمانوں کو کوہ طور کے پاس محفوظ جگہ رکھنا، یاجوج وماجوج کا دنیا خالی دیکھ کر آسمان پر تیر پھینکنا کہ زمین تو ہم نے خالی کرلی۔ اب آسمان والوں کو ماریں، اللہ تعالیٰ کا ان خبیثوں کے استدراج کے لئے تیروں کو آسمان سے خون آلودہ واپس فرمانا، ان کا دیکھ کر خوش ہونا، کودنا، پھر عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان اشقیاء پر بلائے ''نغف'' کا آنا سب کا ایک رات میں مردار ہونا، دعائے عیسوی سے ایک سخت آندھی آکر ان کی لاشیں اڑا کر سمندر میں پھینک دینا، عیسیٰ ومسلمین کا کوہ طور سے نکلنا، شہروں میں از سر نو آباد ہونا، چالیس سال زمین میں امامت دین وحکومت عدل آئین فرما کر وفات پانا، حضور سید المرسلین ﷺ کے پہلوئے مبارک میں دفن ہونا۔

جب[۱] تم اپنی عمر جو لکھا کر آئے ہو پوری کرلو تو ان شاء اللہ العظیم! سب مسلمان علانیہ دیکھ لیں گے کہ حضرت عزرائیل علیہ السلام نے تمہیں تو گلا دبا کر تمہارے مقر اصلی کو پہنچانا اور ان باقی واقعوں سے بھی کوئی تم پر صادق نہ آیا۔ پھر تم کیوں کر مماثل عیسیٰ ومراد احادیث ہوسکتے ہو؟ اگر کہئے ہم حدیثوں کو نہیں مانتے۔ جی یہ تو پہلے ہی معلوم تھا کہ آپ منکر کلام رسول اللہ ﷺ۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ پھر آپ مسیح موعود کس بنا پر بنتے ہیں؟ کیا قرآن عظیم میں کوئی آیت صریحہ قطعیۃ الدلالہ موجود ہے کہ عیسیٰ کا نزول موعود ہے؟ تو بتاؤ اور نہیں تو آخر یہ موعود موعود کہاں سے گا رہے ہو؟ انہیں حدیثوں سے، جب حدیثیں نہ مانو گے، موعودی کا پھندنا کس گھر سے لاؤ گے؟

شرم بادت از خدا و از رسول

مگر بحمد اللہ! مسلمان کبھی ایسی زٹلیات پر کان نہ رکھیں گے، کیا ممکن ہے کہ معاذ اللہ، معاذ اللہ! وہ ارشادات مصطفیٰ ﷺ کو جھوٹا جانیں اور ان منکر مخالف کو سچا، حاش للہ!

۱؎ الحمدللہ! کہ حضرت مصنف کی پیشین گوئی صادق ہوئی۔ مرزا قادیانی ۱۳۲۶ھ میں اپنے مقر میں دھکیل دیئے گئے اور اصلاً ایک واقعہ ایک حرف بھی ان پر صادق نہ آیا۔ مرزا جی نے جو اپنی عمر کی تاریخ بتائی تھی۔ اس میں بھی ان کی وحی دہندہ نے غپا کھایا۔ قصداً انہیں مسخرہ بنا کر غپا دیا کہ ۸۳ برس کی عمر پائیں گے۔ حالانکہ کچھ اوپر ساٹھ ہی میں سانٹھ ماروں نے پیکڑے ڈال کر ان کو اوبھی میں جھونک دیا۔ وہی شیطانی وحی کا جملہ جو آسمانی جورو کے بارے میں مرزا جی پر اترا تھا کہ زوّجنا کہا۔ شان الٰہی کہ اسی سے ایک ظریف نے مرزا قادیانی کی تاریخ موت نکالی۔ یوں کہ ان میں تین لفظ ہیں زوج مجموعہ ۱۳۲۶ھ ہوئے۔ الہام سے کہتے ہیں۔

حاش للہ! اور پھر مخالف بھی وہ جو خود انہیں ارشادات کے سہارے اپنے خیالی پلاؤ پکاتا ہو۔ تمہارے موعود بننے کو تو حدیثیں سچی، مگر تطبیق اوصاف ووقائع کے وقت جھوٹی ''افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض فما جزآء من یفعل ذلک منکم الّا خزی فی الحیوٰۃ الدنیا ویوم القیامۃ یردّون الی اشدّ العذاب وما اللہ بغافل عما تعملون. وقیل بعد اللقوم الظالمین والحمدللہ رب العالمین''

جواب سوال اخیر اب نہ رہا مگر آپ کا حضرت امام مہدی واعور دجال کی نسبت سوال بتوفیق اللہ تعالیٰ اس کا جواب لیجئے۔

قولہ: حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں؟

اقول: ہے اور بہت تفصیل ہے۔

قولہ: ہے تو اس کی آیت۔

اقول: ایک نہیں متعدد۔ دیکھو سورۂ والنجم شریف آیت تیسری اور چوتھی، سورۂ فتح شریف آخر آیت کا صدر، سورہ قلب القرآن مبارک کی پہلی چار آیتیں وغیرذلک مواقع کثیرہ۔

جواب دوم دیکھو: مقدمہ اولیٰ جواب سوم قادیانی کا نکلنا اس کا عیسیٰ موعود ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس کی آیت اور نہیں تو وجہ۔ ''کذلک العذاب ولعذاب الاٰخرۃ اکبر لو کانو یعلمون''

الحمدللہ! کہ یہ مختصر جواب ۲۲/رمضان المبارک روز جان افروز دوشنبہ ۱۳۱۵ھ کو حلہ پوش اختتام اور بلحاظ تاریخ ''الصارم الربّانی علی اسراف القادیانی'' نام ہوا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین. واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلم جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ: محمد المعروف بحامد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد المصطفی النبی الامی ﷺ

ما قال المجیب اللبیب حق والحق احق ان یتبع

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ

ناظم ومفتی مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور پاکستان

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تہذیب قادیانی

جناب تاج الدین احمد تاج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہوجاتے ہیں رسوا وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

نہیں معلوم مسلمانوں کی عقلوں پر کیوں پتھر پڑ گئے ہیں اور ان میں اپنے اور بیگانے کی کیوں تمیز نہیں رہی اور ان میں کیوں وہ حقیقی بصیرت نہیں رہی کہ جس سے حق وباطل کی پہچان ہوسکے۔ افسوس ہے کہ یہ انہیں لوگوں پر ظلم وستم کرتے ہیں کہ جو ان کے سچے خیرخواہ ہیں۔ آہ یہ انہیں لوگوں کے دل دکھاتے ہیں کہ جو ان سے دل سے محبت کرنا چاہتے ہیں۔ آہ! یہ کج فہم مسلمان انہیں مسلمانوں کو ہدف تیر ملامت بناتے ہیں کہ جو ان کو چاہ ضلالت میں گرنے سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آہ! ان مسلمانوں کی آنکھیں ظاہری چمک دمک سے خیرہ ہوگئی ہیں۔ آہ! ان مسلمانوں کے دل ودماغ ظاہری ٹیپ ٹاپ، بناوٹ، تصنع، عیّارانہ لفّاظیوں نے ایسے مکدر کر دیئے ہیں کہ یہ حقیقت وصداقت کی طرف مائل ہی نہیں ہوتے۔ آہ! ان مسلمانوں کے جانی دشمن۔ آہ! ان مسلمانوں کے اخلاقی دشمن۔ آہ! ان مسلمانوں کے ایمانی دشمن انہیں مسلمانوں کو بدترین سے بدترین مغلظات سنائیں تو یہ مسلمان خوش ہوتے ہیں۔ ان کے مذہب وایمان واخلاق پر مکروہ کمینہ حملے کئے جائیں تو یہی مسلمان اپنے دشمنوں کی دامی درمی سخنی قلمی امداد کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔ دشمنان اسلام کی تحریروں کو جس میں غلیظ اور گندی گالیاں بھری ہوں یہ مسلمان معرفت وحقیقت کے دفتر سمجھتے ہیں۔

دشمنان اسلام کی ان تحریروں کو جن میں مسلمانوں کو کافر بنایا جائے اور مکذبین آیات الٰہی لکھا جائے یہ مسلمان اس ظالمانہ اور سفاکانہ فعل کو خدمت اسلام، اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام کے خطابات دیتے ہیں۔ اگر سچے ہمدردان اسلام ہفوات کاذبہ ان خرافات فاسدہ، ان مغلظات فاحشہ کو سن کر تنگ آجائیں اور فطرت انسانی کے مقتضیات سے مجبور ہوکر کوئی خفیف سے خفیف اور نامعلوم باتمکین لفظ بھی لکھ دیں تو یہ برائے نام مسلمان ہمارے گلے کا ہار ہوجانے اور ہمیں دنیا بھر کا بداخلاق، دنیا بھر کا بدتہذیب، دنیا بھر کا بھکڑ باز، دنیا بھر کا بدزبان بنادیتے ہیں۔

کیا یہ بھی کوئی تہمت ہے۔ کیا یہ بھی کوئی طنز ہے کہ مرزائے قادیانی مدعی مہدویت ومسیحیت ونبوت ورسالت والوہیت نے اسلام میں کیا ضرر انگیز تفرقہ وفتنہ عظیم برپا کیا ہے۔ مرزا کادیانی نے قرآنی احکام کے صریح خلاف کیا۔ قرآنی آیات کی من مانی تاویلیں کیں۔

قرآنی آیات میں الفاظ کی کمی وبیشی وتغیر وتبدل کیا۔ جس اولوالعزم رسول کی صداقت وبزرگی کی قرآن شہادت دے، اسی رسول کو مرزا کادیانی جھوٹا کہے، اسی اولوالعزم رسول کے خاندان کی نسبت مرزا قادیانی گندہ دہانی سے پیش آئے کہ جس کے تقدس وپاکیزگی کا قرآن مجید معترف ہو، اسی اوالعزم رسول کی کتاب کو مرزا کادیانی یہودیوں کی کتاب، طالمود کا سرقہ اوراس کی تعلیم کو عقل وکانشنس کے خلاف بتائے۔ جس کی نسبت قرآن مجید فرمائے کہ: ’’ہم نے دی عیسیٰ کو انجیل جس میں نور اور ہدایت ہے۔‘‘

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پاک اورآپ کے فہم وفراست پر مرزا کادیانی نے ناپاک اور ناشائستہ حملے کئے اور آپ ﷺ پر آپ سے غلطیوں کے سرزد ہونے کا شرمناک الزام لگایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو ایک طرف انبیاء علیہم السلام سے اپنے آپ کو افضل بتادیا اور آپ کی توہین کی۔ علمائے اسلام سادات کرام اور مشائخ عظام کو ایسی ایسی نجس فحش اور گندی گالیاں دیں کہ خدا کی پناہ۔ مگر افسوس صد افسوس! کہ ہمارے مسلمان بھائی ان تمام فواحشات کو اخلاق وتہذیب کا بہترین ذخیرہ سمجھتے ہیں۔ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو ہمارے مسلمان بھائی بتائیں کہ آپ کے مرزا کادیانی کے مندرجہ ذیل معارف وحقائق ودقائق کیا معنی رکھتے ہیں۔ آج ہم مجبور ہوکر اور تنگ آکر ان کور باطنوں کو دکھانا چاہتے ہیں کہ جس شخص کو تم بہت بڑا مہذب وشائستہ اور اخلاق فاضلہ کا انڈیل مجسمہ سمجھتے ہو وہ مسلمانوں کو کن ناپاک الفاظ سے یاد کرتا ہے اور دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی بداخلاق، بدتہذیب، بدزبان اور گندہ دہان نہیں ہوسکتا۔

مرزا کادیانی کے اخلاق کا نمونہ

(الف) ’’اے بدذات فرقہ مولویاں تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔ اندھیرے کے کیڑو، ایمان وانصاف سے دور بھاگنے والا۔ اندھے، نیم دہریہ، ابولہب، اسلام کے دشمن، اسلام کی عار مولویو، اے جنگل کے وحشی، اے نابکار، ایمانی روشنی سے مسلوب ہوئے، احمق مخالف، اے پلید دجال، اسلام کے بدنام کرنے والے، اے بدبخت مفتریو، اعمیٰ، اشرار، اول الکافرین، اوباش، اے بدذات خبیث، دشمن اللہ اور رسول کے۔ ان بیوقوفوں کے بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔‘‘

(ب) ’’بے ایمان اندھے مولوی، پلید طبع پاگل، بدذات جھوٹا، بدگوہری ظاہر نہ

کرتے، بے حیائی سے بات بڑھاتا بددیانت، بے حیا انسان، بدذات فتنہ انگیز، بدقسمت منکر، بدچلن، بخیل، بداندیش، بدظن، بدبخت قوم، بدگفتار، بدباطن، نکتہ چین، باطنی جذام، بخل کی سرشت والے، بیوقوف جاہل، بیہودہ، بدعلماء۔

(ت) تمام دنیا سے بدتر، تنگ ظرف، ترک حیا، تقویٰ ودیانت کے طریق کو بکلی چھوڑ دیا، ترک تقویٰ کی شامت سے ذلت پہنچ گئی، تکفیر ولعنت کی جھاگ منہ سے نکالنے کے لئے۔

(ث) ثعلب (لومڑی جیسے) ثم اعلم ایہا الشیخ الضال والدجال البطال۔

(ج) جھوٹ کی نجاست کھائی، جھوٹ کا گوہ کھایا، جاہل، وحشی، جادہ صدق وثواب سے منحرف ودور، جعلساز، جیتے جی مرجاتا، چوہڑے چمار۔

(ح) حمقاء، حق وراستی سے منحرف، حاسد، حق پوش۔

(خ) خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں، خنزیر سے زیادہ پلید، خطا کی ذلت انہی کے منہ پر، خالی گدھے خیانت پیشہ، خاسرین، خالیۃ من نورالرحمٰن، خام خیالی، خفاش۔

(د) دل کے مجذوم، دھوکادہ، دیانت ایمان داری، راستی سے خالی، دجال دروغ گو، ڈوموں کی طرح مسخرہ، دشمن سچائی، دشمن قرآن، دلی تاریکی۔

(ذ) ذلت کی موت، ذلت کے ساتھ پردہ دری، ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو سوروں اور بندروں کی طرح کردیں گے۔

(ر) رئیس الدجالین، ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جائیں گے، روسیاہ، روباہ باز، رئیس المتصلفین، رأس المعتدین، رأس الغادین۔

(ز) زہرناک مادے والے، زندیق، زورکم یفشوا لی صواحی ا......۔

(س) سچائی چھوڑنے کی لعنت انہیں پر برسی، سفلی ملا، بے بصر، سیاہ دل منکر، سخت بے حیاء ہوگا جو اس فوت العادت سلسلہ سے انکار کرے، سیاہ دل فرقہ، کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے، سادہ لوح، سانپ، سفہا، سفلہ، سلطان المتکبرین الذی اضل دینہ بالکبر وتوھین، سگ بچگان۔

(ش) شرم وحیاء سے دور، شرارت وخباثت، شیطانی کارروائی والے، شریف از سفلہ نمی ترسد بلکہ از سفلگی اومیترسد، شریر مکار، شیخی سے بھرا ہوا، شیخ نجدی۔

(ص) صدر القناۃ، نبوش صدرک ضربہ، ویریک ربانی سجار دماء۔

(ض) ضال، ضررہم اکثر من ابلیس الّعین۔

(ط) طالع منحوس، طبتم نفسا بالغاء الحن والدین۔

(ظ) ظالم ظلمانی حالت۔ (ع) علماء الم، عداوت اسلام، عجب دیندار والے، عدو العقل والنہی، عقارب، عقب الکلب، عدووہا۔ (غ) غول الاغوی، غدار سرشت، غالی غافل۔

(ف) فبهت یا عبدالشیطان، فریبی، فن عربی سے بے بہرہ، فرعونی رنگ۔

(ق) قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے، قست قلوبهم کما هی عادة الیهود، قد سبق الکل فی الکذب والیمین۔ (ک) کتے، گدھا، کینہ ور، گندے اور پلید فتوے والے، کمینہ گندی کارروائی والے، کہماء (مادر زاد اندھے) گندی عادت، گندے اخلاق، گندہ دہانی، گندے اخلاق والے ذلت سے غرق ہوجا، کج دل قوم، کوتاہ نظر، کھوپڑی میں کیڑا، کیڑوں کی طرح خود ہی مرجائیں گے، گندی روحو۔

(ل) لاف وگزاف والے، لعنت کی موت۔

(م) مولویت کو بدنام کرنے والو، مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے، منافق، مفتری، مورد غضب، مفسد، مرے ہوئے کیڑے، مخذول، مہجور، مجنون درندہ، مغرور، منکر، محجوب، مولوی مکس طینت، مولوی کی بک بک، مردار خور مولویو۔

(ن) نجاست، نہ کھاؤ، نااہل مولوی، ناک کٹ جائے گی، ناپاک طبع لوگوں نے، نابینا علماء، نمک حرام، نفسانی، ناپاک نفس، نابکار قوم ابھی تک حیا وشرم کی طرف رخ نہیں کرتی کا منہ کالا ہوا، نفرتی وناپاک شیوہ، نادان متعصب، نالائق، نفس امّارہ کے قبضہ میں، نااہل حریف، نجاست سے بھرے ہوئے، نادانی میں ڈوبے ہوئے، نجاست خواری کا شوق۔

(و) وحشی طبع، وحشیانہ عقائد والے۔ (ہ) ہامان، ہالکین، ہندوزادہ۔ (ی) یک چشم مولوی، یہودیانہ تحریف، یہودی سیرت، یا ایها الشیخ الضال والمفتری البطال، یہود کے علماء، یہودی صفت۔ وغیرہ! (عصائے موسیٰ ص۱۴۴تا۱۴۶)

ہم ایڈیٹر صاحب اخبار درّ نجف لاہور کے ممنون ہیں کہ انہوں نے بھی مرزائیوں کو شرمندہ کرنے کے لئے مرزا قادیانی کی بدزبانیوں کی ایک طویل فہرست اپنے اخبار میں شائع کی ہے جس میں سے چند اقتباسات ہم بھی درج کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی

پادریوں کی نسبت لکھتے ہیں: ’’پادریوں نے شرارتوں پر کمر باندھی، شوخی سے ناچتے پھرے، ان کے نہایت پلید اور بدذات لوگوں نے گالیاں نکالیں، لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ اور سڑے گلے مردہ (حضرت مسیح) کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۳،۶۲، خزائن ج۱۱ ص۲۸۷،۳۴۶)

مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کی نسبت درفشانی ملاحظہ ہو: ’’خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ، اے پلید دجال، پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)

صوفیائے کرام کی نسبت مرزا قادیانی کی گلفشانی: ’’بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ، یہ سب شیاطین الانس ہیں، جس قدر فقراء میں سے اس عاجز کے مکفر یا مکذب ہیں وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الٰہیہ سے بے نصیب ہیں اور محض یاوہ گو اور ژاژ خا ہیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۸،۱۹ درحاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۳۰۲،۳۰۳)

پھر ایک جگہ مولوی عبدالحق غزنوی، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی احمد اللہ و ثناء اللہ امرتسری کی نسبت مرزا قادیانی کہتا ہے: ’’یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵، خزائن ج۱۱ ص۳۰۹ درحاشیہ)

اب تک تو آپ نے صرف نثر ہی ملاحظہ فرمائی ہے۔ اب ذرا قادیانی نظم بھی ملاحظہ فرمائیے:

اک سگ دیوانہ لودیانہ میں ہے | آج کل وہ خر شتر خانہ میں ہے
بد زباں بد گوہر وبدذات ہے | اس کی نظم ونثر واہیات ہے
آدمیت سے نہیں ہے اس کو مس | ہے نجاست خوار وہ مثل مگس
سخت بدتہذیب اور منہ زور ہے | منہ پہ آنکھیں ہیں مگر دل کور ہے
حق تعالیٰ کا وہ نافرمان ہے | آدمی کا ہے کو ہے شیطان ہے
چیختا ہے بیہودہ مثل حمار | بھونکتا ہے مثل سگ وہ بار بار
مغز لونڈوں نے لیا ہے اس کا کھا | بکتے بکتے ہوگیا ہے باؤلا
کچھ نہیں تحقیق پر اس کی نظر | اس کا اک استاد ہے والا گھر
دوغلا استاد اس کا پیر ہے | اس کی صحبت کی یہ سب تاثیر ہے

جہل میں بوجہل کا سردار ہے — بولہب کے گھر کا برخوردار ہے
سخت دل نمرود یا شداد ہے — جانور ہے یا کہ آدم زاد ہے
ہے وہ نابینا یا خفاش ہے — مسخرا ہے منہ پھٹا اوباش ہے
وہ مقلد اور مقلد اس کا پیر — پھر محدث بنتے ہیں دونوں شریر
اس کو چڑھتا ہے بخاری سے بخار — پھیرتا ہے اس سے منہ اب نابکار
شورہ پشتی اس کی ہر ہر رگ میں ہے — جس طرح سے زہر مار وسنگ میں ہے
ہائے صد افسوس اس کے حال پر — لاکھ لعنت اس کے قیل قال پر
آدمی سے بن گیا ہے بندر ذلیل — مل گیا کفار سے وہ بے دلیل
وہ یہودی ہے نصاریٰ کا معین — پادری مردود کا ہے خوشہ چین

بہت سے شعر چھوڑ دیئے گئے ہیں جن میں سعدی لودھیانوی کی اسی قسم کے مہذب قادیانی لٹریچر سے تواضع کی گئی ہے۔ پھر عام مولویوں کی طرف متوجہ ہوکر لکھا ہے۔

ہو اگر غیرت تو وہ مر جائیں سب — ورنہ ہوگا لعنتی ان کا لقب
وہ بطالی فتنہ گر آوے ذرا — شکل اپنی آ کے دکھلاوے ذرا
آویں اب لدھیانہ کے سارے شریر — اور وزیر آباد کا آوے ضریر
اب وہ افغانی کہاں ہے بد لگام — وہ رسل بابا کہاں ہے عقل خام
احمد اللہ نیم لبسمل ہے کہاں؟ — ساتھ لاولے اپنے شاگرد جواں
بوپڑاں کا کھیوڑہ آوے ادھر — ہینکتا مدت سے ہے مانند خر
اب مقابل ہو رشید کج ادا — کرتا رہتا ہے جو بدگوئی سدا
اب مقابل ہووے بھوپالی بشیر — ہوگیا مردود وخاسر جس کا پیر
مولوی اور پیرزادے آئیں کل — جو مچاتے ہیں بہت مدت سے غل
جو نہ آوے سخت بے غیرت ہے وہ — اور بڑا حق پوش وبے عزت ہے وہ
حیلہ بازی سے نہ اب روپوش ہوں — گونگے شیطان ہوں اگر خاموش ہوں
جو نہ آوے اس پہ لعنت بار بار — جو کہ بھاگے اس پہ لعنت صد ہزار
اس سے جو بھاگے بڑا مردود ہے — جھوٹ کا سب اس کا تاروپود ہے
گر مقابل آئے تو مارے گئے — اور اگر بھاگے تو پھٹکارے گئے

خوک اور بندر سبھی بن جاؤ گے ۔۔۔ اپنے کرتوتوں کا بدلہ پاؤ گے
کوئی کوڑھی ہو گا دیوانہ کوئی ۔۔۔ عافیت سے ہوگا بیگانہ کوئی
نامرادی یوں کسی پر آئے گی ۔۔۔ آل اور اولاد ہی مر جائے گی

دعا

جس قدر یہ مولوی ہیں نابکار ۔۔۔ یا ہدایت دے انہیں یا ان کو مار
ہر عدو دیں کا کر خانہ خراب ۔۔۔ آسمانی بھیج تو ان پر عذاب

دنیا بھر کے مہذبو! اب ذرا حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت بھی مرزا کادیانی کے پاکیزہ اور مہذب الفاظ ملاحظہ فرماؤ اور شرم کرو کہ ایک اولوالعزم رسول کی مرزا کس طرح توہین کرتا ہے۔

''مسیح کے حالات سے تو صاف معلوم ہوگا کہ یہ شخص کبھی اس لائق نہیں ہوسکتا کہ نبی بھی ہو۔''

''پس ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن مسیح کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائے کہ اس کو نبی قرار دیا جائے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ص۲۹۳)

پھر لکھتا ہے: ''پورا ناتواں اور بے علم تھا، اس کی راست بازی میں کلام ہے۔''

(ملفوظات ج۳ص۱۳۷)

پھر مرزا قادیانی حضرت مسیح موعود کی نسبت کہتا ہے: ''وہ ایک لڑکی پر عاشق ہوگیا، جب استاد کے سامنے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کر بیٹھا تو استاد نے اسے عاق کر دیا۔'' (ملفوظات ج۳ص۱۳۷)

''مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔''

(انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ص۴۱)

''مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت ہے کیوں کہ وہ شراب نہ پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔'' (دافع البلاء ص فرنٹ ٹائٹل، خزائن ج۱۸ص۲۲۰ حاشیہ)

’’آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹ حاشیہ)

’’آپ کا ایک یہودی استاد تھا...... یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ حصہ نہ دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ آپ کو اپنی زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔ انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰، ۲۹۱)

ہم پر اعتراض کرنے والو مسلمانو! اور ہمیں بدنام کرنے والے مسلمانو! ہمارا دل دکھانے والے مسلمانو! یہ مندرجہ بالا الفاظ ایک مختصر سا نمونہ ہے قادیانی تہذیب کا اور مختصر سا خاکہ ہے قادیانی اخلاق کا اور ایک مختصر سا چربہ ہے قادیان کے پاکیزہ اور مہذب لٹریچر کا۔ ہاں ہاں! یہ آپ کے فرضی مبلغ اسلام کمال الدین مرزائی مولوی محمد علی ایم اے اور مولوی صدرالدین کے پیرومرشد بلکہ ان کے نبی اور رسول کی بدزبانی کا نمونہ ہے۔ کیا کمال الدین وغیرہ کو ان گالیوں وغیرہ سے اتفاق نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔

اور فرمائیے کہ اگر ہمارے قلم سے اس قسم کا ایک لفظ بھی نکل جائے اور ہم بھی مرزا قادیانی کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت وہی الفاظ استعمال کریں جو اس نے مسیح علیہ السلام کی نسبت استعمال کئے ہیں تو آپ ہمیں کن لفظوں سے یاد کریں گے۔ لیکن شرم کی بات ہے کہ مرزا قادیانی یا اس کے مرید بدخواہ کیسی ہی گندہ دہانی اور بدزبانی سے پیش آئیں۔ مگر آپ کی تہذیب آپ کی شائستگی، آپ کے اخلاق نہیں معلوم اس وقت کہاں فی النار ہو جاتے ہیں۔ شیم! شیم!

اگر ہمارے قلم سے محض جذبۂ مدافعت کی حالت میں کوئی معمولی سا لفظ بھی نکل جائے تو آپ ہمارا گلا گھونٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور ہمیں قابل گردن زدنی و کشتنی سمجھا

جاتا ہے۔ لیکن مرزائیوں کی بدتہذیبی و بداخلاقی و بدزبانی اور گندہ دہانی پر تم ٹس سے مس نہیں ہوتے اور تمہیں ایسا سانپ سونگھ جاتا ہے کہ گویا خبرے نباشد۔ بلکہ ایسے بدزبان فرقہ کی مالی امداد آپ بڑے ذوق وشوق سے کرتے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ کو میرے صرف اس قدر لکھنے سے کہ: ’’مرزا کادیانی نے بدزبانی سے کام لیا ہے۔‘‘ نہایت صدمہ ہوگا۔ مگر مرزا کادیانی نے جو گالیاں دی ہیں ان کا آپ کو احساس تک نہ ہوگا:

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا — وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اور اگر میں غلطی پر ہوں یعنی اگر آپ ابھی تک مرزائی فرقہ کی بدزبانی، بداخلاقی وگندہ دہانی سے واقف نہیں تھے اور اب واقف ہوگئے ہیں تو میں دیکھوں گا کہ آپ مرزائی فرقہ کا کس طرح بائیکاٹ کرتے ہیں اور میں دیکھوں گا کہ کس قدر منصف مزاج لوگ ہیں جو اپنی غلطی کا اعتراف اور مرزائی فرقہ سے اپنی بیزاری کا اعلانیہ اظہار کریں گے اور ملک کے اخبارات بھی یک زبان ہوکر بول اٹھیں گے کہ مرزائی فرقہ نہایت بدتہذیب فرقہ ہے۔ مگر بعض بے دین اخبار نویس ہرگز نوٹس نہیں لیں گے۔

مرزا قادیانی کا حمل

انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا ذکر آئے تو ہمارے انگریزی خواں مسلمان اسے خلاف عقل قرار دیں، اولیائے کرام کی کرامات کا تذکرہ آئے تو ہمارے انگریزی خواں مسلمان ان کو لغویات اور خلاف عقل قرار دیں۔ لیکن اگر مرزا کادیانی حاملہ ہو جائے اور حمل بھی نو دس مہینے تک رہے۔ مگر ہمارے انگریزی خواں مسلمانوں کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

اگر مرزا کادیانی خدا کے پاس عرضی لے کر جائے اور دستخط کرتے وقت خدا اپنے قلم کو چھڑکے اور خدا کے قلم کی سرخ سیاہی کی چھینٹیں مرزا قادیانی کے کپڑے اس کے مرید کی ٹوپی پر پڑیں تو ہمارے انگریزی خواں مسلمان اس کو خلاف عقل قرار نہیں دیتے اور ان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اگر مرزا کادیانی خداتعالیٰ کو ہاتھی دانت کا خدا یا گوبر کا خدا کہہ دے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ بلکہ اگر مرزا کادیانی خدا کا بیٹا، خود خدا، یا خدا کا باپ بھی بن جائے تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ کیا میں یہ مرزا قادیانی پر بہتان باندھ رہا ہوں؟ نہیں نہیں دیکھئے مرزا قادیانی خود کیا لکھتے ہیں اور ان کو کس طرح حمل ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں مرزا کادیانی کے حاملہ ہونے کا بطور پیش گوئی ذکر

’’اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور پیش گوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی۔ پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پاکر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا۔ وہ خبر محمد ﷺ کی ابن مریم کے بارہ میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورہ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورہ تحریم کے ان آیات کی خداتعالیٰ نے خود تفسیر فرمادی ہے۔ قرآن شریف موجود ہے۔ ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیش گوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس امت میں بھی کوئی ’’فرد مریم کہلائے گا اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا گویا اس میں سے پیدا ہوگا۔‘‘ وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی۔ کیا یہ انسان کی قدرت ہے۔ کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود تھا جب کہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اتاری جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہوسکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم سے عیسیٰ بن گیا۔‘‘

(کشتی نوح ص ۴۶، خزائن ج۱۹ ص ۵۰)

پھر جیسا کہ کشتی نوح سے ظاہر ہوتا ہے: ’’دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے۔ مجھے مریم سے

عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس امر خفی کی مجھے خبر نہ دی، حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین احمدیہ میں درج ہوئی۔ مگر مجھے اس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی۔ اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا...... پھر اس کے بعد یہ الہام ہوا (**فاجاء ھا المخاض الیٰ جذع...... الخ**!یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردِزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔ یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا...... یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسیٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا انسان قرار دیا ہے اسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس کو اپنا نشان بنائیں گے اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بنائیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ یہی حق ہے اور یہی آنے والا ہے۔'' (کشتی نوح ص۴۵ تا۴۸، خزائن ج۱۹ص۵۰ تا۵۲)

ہمارے انگریزی خواں مسلمانو اور مرزائیوں کی حمایت کرنے والو! مرزا کادیانی کے لفظ لفظ پر غور کرو اور پھر جواب دو کہ کیا مرزا قادیانی کی مندرجہ بالاتحریر غلط ہے یا صحیح؟ کیا واقعی مرزا قادیانی کا یہ حمل صحیح ہے اور قرآن مجید میں مرزا قادیانی کے متعلق اشارہ ہے کہ اس کو نشان بنائیں گے اور کیا آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ شرم!

خدا کے قلم سے سرخ چھینٹیں مرزا قادیانی کے کرتہ پر

مرزا قادیانی اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص۲۵۵، خزائن ج۲۲ص۲۶۷) پر لکھتا ہے:

''ایک دفعہ تمثیلی طور پر مجھے خدا تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور میں نے اپنے ہاتھ سے کئی پیش گوئیاں لکھیں جن کا یہ مطلب تھا کہ ایسے ایسے واقعات ہونے چاہئیں۔ تب میں نے وہ کاغذات دستخط کرانے کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے پیش کئے اور اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی تامل کے سرخی کی قلم سے اس پر دستخط کئے اور دستخط کرتے وقت قلم کو چھڑکا جیسا کہ قلم پر سیاہی زیادہ آجاتی ہے تو اسی طرح پر جھاڑ دیتے ہیں اور پھر دستخط کر دیئے اور میرے پر اس وقت نہایت رقت کا عالم تھا، اس خیال سے کہ کس قدر خدا تعالیٰ کا میرے پر فضل اور کرم ہے کہ جو کچھ میں

نے چاہا بلاتوقف اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کر دیئے اور اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت میں میاں عبداللہ سنوری مسجد کے حجرے میں میرے پیر دبا رہا تھا کہ اس کے روبروغیب سے سرخی کے قطرے میرے کرتے اور اس کی ٹوپی پر بھی گرے اور عجیب بات یہ ہے کہ اس سرخی کے قطرے گرنے اور قلم کے جھاڑنے کا ایک ہی وقت تھا۔ ایک سیکنڈ کا بھی فرق نہ تھا۔ ایک غیر آدمی اس راز کو نہیں سمجھے گا اور شک کرے گا کیونکہ اس کو صرف ایک خواب کا معاملہ محسوس ہوگا۔ مگر جن کو روحانی امور کا علم ہو وہ اس میں شک نہیں کر سکتا۔ اسی طرح خدا نیست سے ہست کر سکتا ہے۔ غرض میں نے یہ سارا قصہ میاں عبداللہ کو سنایا اور اسی وقت میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عبداللہ جو ایک رویئت کا گواہ ہے اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے میرا کرتہ بطور تبرک اپنے پاس رکھ لیا جواب تک اس کے پاس موجود ہے۔''

مرزائی فرقہ کو علم وعقل کا ایک بہت بڑا مجسمہ سمجھنے والو! کیا میں آپ سے یا خواجہ کمال الدین بی اے یا مولوی محمد علی ایم اے یا مولوی صدرالدین بی اے سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا ہوں کہ کیا مرزا قادیانی کی مندرجہ بالاتحریر پر آپ کا ایمان ہے؟ اور اگر آپ اسے صحیح سمجھتے ہیں اور اسے خلاف عقل قرار نہیں دیتے تو آپ بتائیں کہ کیا آپ نے مرزا قادیانی سے کبھی دریافت کیا تھا کہ آپ نے خدا کو کس لباس اور ہیئت میں دیکھا۔ کیا خدا اس وقت بوٹ سوٹ پہنے ہوئے تھا اور سر پر ٹوپی تھی یا پگڑی اور کرسی پر بیٹھا ہوا تھا یا فرش پر۔ کسی کمرہ میں تھا یا ہوا میں معلق۔ آپ سے بات چیت بھی کرتا تھا یا بالکل صمٌ بکمٌ چپ چاپ بیٹھا تھا اور جو پیش گوئیاں اس وقت مرزا قادیانی نے لکھیں وہ کن کن امور کے متعلق تھیں اور کتنے وقت میں آپ نے لکھیں اور کس کوالٹی کے کاغذ پر لکھیں۔ کاغذ کا رنگ کیا تھا۔ کتنے کاغذ پر لکھیں اور کس روشنائی سے لکھیں۔ انگریزی قلم سے لکھیں یا دیسی قلم سے اور خدا نے جس وقت دستخط کئے اس وقت اس کے پاس کوئی قلمدان موجود تھا یا صرف ہاتھ میں قلم اور کوئی دوات تھی اور دوات کس قسم کی تھی بلوری یا مٹی کی۔ خدا کا قلم انگریزی تھا یا دیسی؟ اور دستخط اقسام خطوط میں کس طرز پر تھے اور ذاتی اسماء میں سے دستخط تھا یا صفاتی میں سے تھا اور جس وقت خدا نے دستخط کئے اس وقت اس کی میز پر کوئی ٹائم پیس رکھا ہوا تھا یا دیوار پر کوئی کلاک تھا یا مرزا قادیانی نے کلائی پر لیڈی واچ باندھی ہوئی تھی۔ کیونکہ سرخی کے قطرے گرنے اور قلم جھاڑنے میں آپ ایک سیکنڈ کا فرق بھی نہیں بتاتے۔ غالباً آپ نے وقت نوٹ کر لیا ہوگا۔ مرزا قادیانی

کا کرتہ متبرک سمجھا گیا، مگر عبداللہ کی ٹوپی کو متبرک کیوں نہ سمجھا گیا؟

مرزا قادیانی کا خدا ہاتھی دانت یا گوبر کا

لیجئے! آپ کو مرزا قادیانی کے علم وعقل کا ایک اور نمونہ دکھاتے ہیں۔ یعنی مرزا قادیانی اپنی الہامی کتاب (براہین احمدیہ ص۵۵۶، خزائن ج۱ص۶۶۳ بقیہ حاشیہ درحاشیہ نمبر۴، تذکرہ طبع چہارم ص۱۰۱) پر لکھتے ہیں: ''مجھے الہام ہوا ہے کہ ہمارا رب عاجی ہے۔'' (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے)

براہین احمدیہ اصل الہام عربی زبان میں مرزا قادیانی کا یہ ہے: ''اغفر وارحم من السمآء ربنا عاج ''مرزا قادیانی نے یاء نسبتی اپنی طرف سے لگادی ہے۔ لیکن حیرت تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی کہتا ہے مجھے اس کے معنی معلوم نہیں ہوئے۔ بھلا جس شخص پر خدا کی وحی بارش کی طرح ہوتی ہو اور جو شخص خدا سے ہم کلام ہونے کا مدعی ہو وہ خدا ہی سے اس کے معنی نہیں پوچھ سکتا۔ اگر وہ ایسا نہیں کرسکتے تھے تو لغت کی کتاب ہی سے عاج کے معنی معلوم کر لیتے۔ لیکن یہ مرزا قادیانی کی عیاری اور چالاکی ہے کہ انہوں نے عاج کے معنی معلوم کر کے عمداً ظاہر نہیں کئے۔ مگر لیجئے ہم ہی مرزا قادیانی کے عاجی خدا کے معنی بتائے دیتے ہیں۔ لفظ عاج کے معنی ہیں:

(۱)استخوان فیل، (۲)فاقہ کہ جائے اونرم باشد، (۳)سرگیں، (۴)کلمہ کہ بداں شترانندراہ برمتیلی۔ (منتخب اللغات ص۳۰۴)

مرزا قادیانی کے علم وعقل پر رونا آتا ہے کہ ان کا خدا ہاتھی دانت کا ہے یا گوبر گنیش۔ شرم!

مرزا قادیانی خدا بھی ہیں، خدا کے بیٹے بھی، خدا کے باپ بھی

چنانچہ کہتا ہے کہ: ''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا ہوں۔''اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا۔'' (سوراخ دار برتن کی بھی اچھی کہی) (کتاب البریہ ص۷۸، خزائن ج۱۳ص۱۰۳)

''سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ پھر میں نے

آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ پھر میں نے کہا کہ ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔‘‘

(آئینہ کمالات ص۵۶۵، خزائن ج۵ ص۵۶۵)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ:’’خدا نے مجھے خبر دی‘‘ انت منی بمنزلۃ اولادی. انت منی وانا منک ’’تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے۔‘‘

(تذکرہ طبع چہارم ص۴۴۲، دافع البلاء ص۶،۷، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷)

قرآن مجید میں قادیان کا نام درج ہے

چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:’’جس روز الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان ہونے کا ذکر ہے، ہوا تھا اس کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے اس آیت کو پڑھا:’’انّا انزلناہ قریباً من القادیان ‘‘تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحے میں شائد نصف صفحہ کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے مکہ، مدینہ، قادیان۔‘‘

(تذکرہ طبع سوم ص۷۵،۷۶، ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۷۶،۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰ حاشیہ)

ناظرین! ﷲ انصاف فرمائیے کہ کیا مندرجہ بالا عقائد والا فرقہ اس قابل ہے کہ اسے علم وعقل کا اہل سمجھا جائے۔ ایسے بدزبان فرقہ کو ایک مہذب اور شریف فرقہ کہا جاسکتا ہے؟ مگر ہاں! جن لوگوں کی روحانیت مسخ ہوچکی ہے۔ ایمان سلب ہوچکا ہے، دماغ میں عقل کا مادہ نہیں رہا یا فطرتاً ہی کج فہم اور بے انصاف پیدا ہوئے ہیں وہ مرزائی فرقہ کی بدزبانیوں کو ملاحظہ کرتے ہوئے مرزائی فرقہ کی علم وعقل سے معرّا تحریروں کو پڑھتے ہوئے بھی مرزائیوں کی حمایت اور اعانت کریں گے اور ہمیں الزام دیں گے کہ تم مرزائیوں کو گالیاں دیتے ہو۔ شرم!

خواجہ حسن نظامی اور مرزامحمود احمد کی گالیوں کا مقابلہ

حال میں خواجہ حسن نظامی صاحب نے مرزامحمود قادیانی خلف مرزائے کادیانی کو

مباہلہ کا ایک چیلنج دیا ہے جس کے جواب میں مرزامحمود قادیانی نے بہت بڑی شکایت کی ہے کہ خواجہ صاحب نے ہمیں ایک درجن گالیاں دی ہیں اور لکھتے ہیں کہ: ’’ماسوا اور گالیوں کے جو خواجہ صاحب نے دی ہیں ایک گالی جو انہیں بہت ہی پسند آئی ہے۔ کیوں کہ اسے انہوں نے دو تین دفعہ مختلف پیراؤں میں استعمال کیا ہے وہ ’’مغل‘‘ ہے وہ نہایت حقارت سے حضرت مسیح موعود کو مغل اور مغل زادہ اور آپ کی ہمشیرہ کو مغل زادی کہہ کر اپنا دل خوش کرتے ہیں۔‘‘

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ مرزامحمود قادیانی لفظ ’’مغل‘‘ کو تو گالی سے تعبیر کریں اور سخت جوش میں آجائیں۔ مگر اپنے والد کی واقعی اشتعال انگیز اور بے شمار گالیوں کو قطعی نظر انداز اور فراموش کر دیں کہ جن کی مختصر سی فہرست میں نے اسی ٹریکٹ میں درج کی ہے۔ کیوں جی مرزائیوں کی حمایت کرنے والے دنیا کے مہذبو! مرزا قادیانی کو مغل کہہ دینا ایک بہت بڑی گالی سمجھا جائے لیکن اگر مرزا قادیانی علمائے کرام اور سادات عظام کو بندر، سور اور کتے کہہ دیں تو وہ گالی نہ سمجھا جائے۔ شرم! افسوس ہے کہ مرزامحمود قادیانی نے جس مضمون کی ایک درجن گالیوں میں لفظ ’’مغل‘‘ کو بہت بڑی گالی سمجھ کر جواب دیا ہے۔ اسی جواب میں انہوں نے خواجہ حسن نظامی صاحب کو قریباً چار درجن گالیاں دی ہیں اور اسی اخبار میں میر حامد شاہ صاحب نے اپنی نظم میں خواجہ صاحب کو قریباً دو درجن گالیاں دی ہیں:

دوسرے کا نظر آجاتا ہے تنکا فوراً لیکن اپنا نظر آتا تجھے شہتیر نہیں

چنانچہ مرزامحمود قادیانی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ: ’’گالیاں دینا اور شرافت کی بجائے کمینگی کا اظہار کرنا کسی طرح جائز نہیں۔ مگر افسوس کہ خواجہ صاحب اسی مسلک کے سالک ہوئے۔ گندہ ذہنی سے انہوں نے اپنے آپ کو نہیں بچایا، سب سادات کی روحانیت حضرت زین العابدین کی وقت سے بالکل مرچکی ہے۔ آپ مغل زادہ اور مغل زادی کہہ کر حضرت مسیح موعود اور آپ کی ہمشیرہ مرحومہ کی ہتک نہیں کرتے۔ اس سے آپ اپنی جدہ عظمیٰ (زوجہ امام حسینؓ) کی ہتک کرتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے گالیوں سے تسلی ہوتی نہ دیکھ کر صداقت کو ایک طرف رکھ کر کچھ بہتان بھی باندھے ہیں۔ عجب خودستائی اور بیہودہ گوئی سے کام لیا ہے۔ ان الفاظ کا لکھنے والا شرافت سے کوسوں دور ہے۔ انسانیت کا مقام بھی اسے حاصل نہیں بلکہ بہیمیت اس پر غالب ہے اور درندگی اس پر متولی ہے۔ اس قسم کی سفلانہ طرز تحریر کبھی کوئی شریف اختیار نہیں کرسکتا۔‘‘ وغیرہ وغیرہ! (الفضل قادیان......)

میں حیران ہوں کہ مرزامحمود قادیانی اور دنیا کے مہذب گالی کی کیا تعریف کرتے ہیں اور گالی کس لفظ کو کہتے ہیں؟ لفظ ’’مغل زادہ‘‘ تو بہت بڑی گالی بن جائے مگر بیہودہ گوئی، شرافت سے کوسوں دور، بہیمیت، درندگی، سفلانہ طرف تحریر گالی نہ سمجھا جائے۔ مگر مرزامحمود قادیانی سچے ہیں، کیونکہ ان کے والد بزرگوار مرزا کادیانی بھی اس قسم کی گالیوں کو گالیاں نہیں سمجھتے بلکہ اپنی گالیوں کو وہ دعا اور رحم سے تعبیر فرماتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ’’گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو جو رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹا جاتا ہے۔‘‘ (آئینہ کمالات ص۲۲۵، خزائن ج۵ص۲۲۵) سبحان اللہ! مرزا قادیانی کی ابھی رحم کی حالت ہے نہیں معلوم غیظ وغضب میں ہوتے تو کیا قیامت برپا کرتے۔ بلکہ مرزا قادیانی بطور دفع طعن دنیا کے مہذبوں کو فرماتے ہیں کہ اگر میرے الفاظ گالیاں ہیں تو ’’قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں۔‘‘

چنانچہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ’’قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ اس نے ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۲۶، ۲۷، خزائن ج۳ص۱۱۵، ۱۱۶ حاشیہ)

لیکن حیرت تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے صاحبزادے دوسرے لوگوں کے سخت الفاظ کو کیوں گالیاں سمجھتے ہیں بلکہ سب سے زیادہ رنج تو مرزائیوں کے ان مہذب حمایتیوں پر آتا ہے کہ جو ہمارے الفاظ کو تو گالیاں سمجھتے ہیں اور مرزائیوں کی گندی گالیوں کو گالیاں نہیں سمجھتے۔ ممکن ہے کہ مرزائیوں کے حمایتی مرزا کادیانی کی طرح قرآن شریف کے سخت الفاظ کو گندی گالیاں سمجھتے ہوں اور مرزائی گالیوں کو رحم اور دعاء سے تعبیر کرتے ہوں۔ اس صورت میں ہمارے سخت الفاظ پر جو بھی یہ مہذب خطاب دیں بجا ہے۔

’’صد حسین است درگریبانم‘‘ (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

اسی مذکورہ بالا مضمون میں مرزامحمود قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’تعجب ہے کہ خواجہ صاحب نے (مرزا) کے اس مصرعہ پر کہ: ’’صد حسین است درگریبانم‘‘ اس قدر غضب وغصہ کا اظہار کیوں کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہم حضرت امام حسینؓ سے آپ کو افضل مانتے ہیں۔ مگر اس

عقیدہ کا اس مصرعہ میں ہرگز اظہار نہیں۔ اس مصرعہ سے پہلا مصرعہ یہ ''کربلاست سیر ہرآنم'' اس میں افضلیت اور عدم افضلیت کا ذکر کہاں سے آ گیا۔ یہاں تو یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت امام حسین سے بھی زیادہ بلکہ سینکڑوں گنے زیادہ میرے مخالف مجھے تکلیف دیتے ہیں۔''

نہیں معلوم کہ مرزا محمود قادیانی افضلیت اور کن الفاظ سے نکالنا چاہتے ہیں۔ خود ہی فضلیت ترجمہ سے بیان کرتے ہیں اور خود ہی انکار کر دیتے ہیں۔ مرزا محمود قادیانی کو شرم کرنی چاہئے کہ امام حسین کی تکالیف کے مقابلہ میں وہ مرزا قادیانی کی کس تکلیف کو پیش کر سکتے ہیں۔ یہ دیکھئے خود مرزا قادیانی قصیدہ اعجازیہ میں اپنی فضیلت اور امام حسین کی کسر شان کرتے ہوئے ان کی مصیبتوں اور تکلیفوں کو کس طرح تسلیم کرتے ہیں۔ (عربی اشعار کا ترجمہ.................)

''اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کو اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں! میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا...... اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر حسین۔ پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو...... اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں ہے اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا اور ظاہر ہے۔''

(اعجاز احمدی ص، خزائن ج۱۹ ص۵۲، ۶۹، ۸۱، ۱۶۴، ۱۸۱، ۱۹۳)

دیکھئے صاحب کہ باپ اور اور بیٹے کے بیان میں کس قدر فرق ہے۔ مرزا قادیانی کو تکلیف کس بات کی تھی لوگوں نے لاکھوں روپے کے چندے دے کر مال دار کر دیا...... اور امام حسین دشت کربلا میں مع اپنے اہل بیت کے تشنہ لب کس بیدردی سے قتل کئے گئے۔ اس موضوع پر کبھی مفصل بحث کی جائے گی۔ فی الحال مرزا قادیانی کی ایک اور بڑھ سنا کر ختم کرتا ہوں۔ چنانچہ مرزا قادیانی (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳) میں کہتا ہے کہ: ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔''

میں دیکھوں گا کہ آج کل کے مہذب مسلمان میرے اس ٹریکٹ پر کیا رائے دیتے ہیں۔ کیا اخباروں کے ایڈیٹر اس پر اپنی رائے لکھیں گے۔

تاج الدین احمد تاج

سابق ایڈیٹر اخبار ہنٹر لاہور

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانی نبوت عقل کی کسوٹی پر

حضرت مولانا محمد شوکت علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(نوٹ: یاد رہے کہ یہ رسالہ ایک اہل حدیث عالم دین کا ہے۔ اس میں وہ حنفی اور اہل حدیث مسائل بھی زیر بحث لائے جو فقیر نے حذف کر دیئے ہیں۔ ادارہ!)

پہلے اسے پڑھئے

پنجاب میں ایک صاحب مرزا غلام احمد نامی تقریباً ۸۰ سال کا زمانہ ہو رہا ہے۔ انگریزی دور میں انگریزوں کے اشارہ پر مسلمانوں کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کو پیدا ہوئے اور دعویٰ کیا میں اس زمانے کا امام اور مسیح موعود ہوں، پیغمبر ہوں، میرے پاس حضرت جبرئیل وحی لے کر آتے ہیں۔ اس مدعی کے جواب میں علماء اسلام نے بہت سی کتابیں لکھیں ہیں۔ ایک حد تک یہ فتنہ سرد پڑ چکا ہے۔ پھر بھی کچھ سادہ لوگ ان کے دام فریب میں آتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی بھولے بھالے بھائیوں کو بچانے کیلئے یہ مقالہ قلمبند کیا گیا ہے۔ اللہ اسے قبول فرمائے: فقط! ناچیز: شوکت

حکیم صاحب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، شوکت بھائی خیریت تو ہے۔

شوکت: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اللہ کا شکر ہے سب ہی خیرت ہے عرصہ دراز کے بعد تشریف لائے ہیں۔

حکیم صاحب: آپ کے لکھے ہوئے پرچے ''شیطان کا کھیل، کیا غلام احمد قادیانی امام زماں تھے، کیا غلام احمد قادیانی مہدی موعود تھے'' پڑھا اور دوست احباب کو سنایا قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ نے خوب سمجھایا ہے۔ لیکن اکثر دوستوں کا کہنا ہے کہ نہایت ہی مختصر عام فہم عقلی دلائل مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے ردّ میں بتایئے تاکہ ہم آسانی سے ہر ایک کو سمجھا سکیں کیونکہ قرآنی آیتیں اور احادیث نبوی یاد نہیں رہتیں اور یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں عقلی دلائل ایسے ہوں کہ کم سے کم علم والا بلکہ ان پڑھ بھی سمجھ سکے اور دوسروں کو سمجھا سکے۔

شوکت: (۱) حکیم صاحب بات تو معقول ہے انشاء اللہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے ردّ میں ایسے ہی دلائل پیش کروں گا جن کو ہر شخص آسانی سے سمجھ سکے۔ یہ بتایئے کہ کتنے پیغمبر بندوں کی ہدایت کے لئے اللہ نے بھیجے اور ان کے نام کیا ہیں؟

حکیم صاحب: یہی سنتے آیا ہوں کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد پیغمبر آئے مثلاً

آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، الیاس علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، یونس علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، صالح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، لوط علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، محمد ﷺ۔ مجھے تو اتنے ہی نام اس وقت یاد آتے ہیں۔

شوکت: اب فرمائیے کہ یہ نام منفرد ہیں یا مشترک، منفرد یعنی ایک نام جیسے آدم علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام وغیرہ! مشترک یعنی ملے ہوئے نام جیسے خود میرا نام شوکت علی۔ شوکت ایک نام ہوا علی دوسرا۔ ان دونوں کے اشتراک سے شوکت علی ہوا، محمود حسین۔ محمود ایک نام ہوا۔ دوسرا نام حسین، ہر دو نام کے ملنے سے ایک نام محمود حسین ہوا۔ اسی طرح جہانگیر علی، مشیر علی وغیرہ! یہ نام مشترک ہیں۔

حکیم صاحب: اس اصول کے تحت تمام انبیاء علیہم السلام کے نام منفرد ہیں کسی نبی کا نام مشترک نہیں ہے۔

شوکت: مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ہے۔ غلام احمد ایک نام ہوا۔ احمد ایک، یعنی غلام احمد مشترک نام ہوا منفرد نہیں ہوا جو اصول کے خلاف ہے لہٰذا غلام احمد قادیانی کا دعوی نبوت غلط۔

حکیم صاحب: خوب واہ واہ کیا آسان دلیل ہے بے شک غلام احمد قادیانی نبی نہیں ہو سکتے۔

شوکت: (۲) اب یہ بتائیے کہ آدم علیہ السلام سے آنحضرت ﷺ تک جتنے بھی پیغمبر آئے ہیں ان میں ایک نام کے دو پیغمبر آئے ہیں؟ مثلاً شوکت علی اس نام کے لاکھوں گزرے ہوں گے اور لاکھوں زندہ ہوں گے نہ معلوم اور کتنے اس نام سے موسوم ہوں، ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زائد پیغمبر آئے ہیں تو کیا ان میں ایک نام کے دو پیغمبر بھی ہوئے ہیں۔

حکیم صاحب: ایک نام کے دو پیغمبر نہیں آئے۔

شوکت: قرآن شاہد ہے آنحضرت ﷺ کا اسم مبارک احمد تھا تمام دنیا کے مسلمان حضور کے اس نام سے واقف ہیں۔ ایک ایسا نام جو گزرے ہوئے نبی کا ہے مرزا قادیانی احمد نام کے نبی کیسے ہوئے ایک ہی نام کا دوسرا نبی اصول کے خلاف لہٰذا مرزا قادیانی کا دعوی نبوت غلط۔

حکیم صاحب: یہ دلیل بھی عام فہم ہے، ولا جواب ہے بے شک مرزا قادیانی کا دعوی نبوت غلط۔

شوکت: (۳) فرمایئے حکیم صاحب حضرت آدم علیہ السلام تا آنحضرت ﷺ تک جتنے بھی پیغمبر آئے تھے وہ غلام تھے یا آزاد تھے؟

حکیم صاحب: سب کے سب آزاد تھے۔

شوکت: مگر مرزا قادیانی تو غلام تھے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے غلام احمد یعنی احمد کا غلام اب آپ ہی فرمایئے غلام نبی کیسے بن گیا؟ چونکہ غلام نبی نہیں ہوسکتا لہٰذا دعوی غلط۔ آپ کیوں ہنس رہے ہیں۔

حکیم صاحب: یہ دلیل تو ایسی ہے ہر شخص غلام کے دعوی نبوت پر ہنس پڑے گا ہرگز ہرگز غلام نبی نہیں ہوسکتا۔

شوکت: (۴) فرمایئے حکیم صاحب نبی کہاں دفن کئے جاتے ہیں؟

حکیم صاحب: بھائی صاحب انبیاء کہاں دفن کئے جاتے ہیں نہیں معلوم البتہ اتنا ضرور جانتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ کا وصال حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کمرہ میں ہوا آپ کو اسی حجرہ میں دفن کیا گیا۔

شوکت: آنحضرت ﷺ کا وصال ہوتے ہی یہ سوال پیدا ہوا کہ آپ ﷺ کو کہاں دفن کیا جائے۔ کوئی کہتا تھا کہ مکہ میں جہاں آپ پیدا ہوئے۔ کوئی مسجد نبوی تجویز کرتا ہے کوئی بقیع قبرستان تو کوئی بیت المقدس اس اختلاف کا فیصلہ حدیث سے ہی ہوتا ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ ''ما من نبیّ یقبض الاّ دفن تحت مضجعہٖ'' ترجمہ: اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وہیں قبض کرتا ہے جہاں دفن کرنا منظور ہو۔

اس حدیث کی بناء پر آپ ﷺ کی قبر مبارک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں بنائی گئی۔ کیونکہ آپ ﷺ کا وصال اسی حجرے میں ہوا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات ہوئی لاہور میں اور دفن ہوا قادیان میں اس اصول سے مرزا قادیانی کا دعوی نبوت غلط۔

حکیم صاحب: نبوت منجانب اللہ ملتی ہے لیکن غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں کہ نبوت کسب سے حاصل ہوتی ہے۔ کس حد تک درست ہے۔

شوکت: (۵) ''اھدنا الصراط المستقیم. صراط الذین انعمت علیھم'' سے مرزائی استدلال لیتے ہیں خود اللہ نے یہ بتلایا ہے کہ ان حضرات کی راہ چلنے کی دعا کریں۔ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ وہ حضرات نبیین، صدیقین، شہدا، صالحین ہیں۔ ہر شخص

صدیق کی راہ پر چل کر صدیق ہوسکتا ہے۔ ہر شخص صالحین کی راہ پر چل کر صالح ہوسکتا ہے ہر شخص شہید کی راہ چل کر شہید ہوسکتا ہے۔ اسی طرح ہر شخص نبی کی راہ چل کر نبی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ غلام احمد قادیانی حضور اکرم امی معصوم ﷺ کی راہ چل کر نبی ہوگیا تو تعجب کی کیا بات ہے۔

ممکن ہے اس اصول کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی خدا کی بتائی ہوئی راہ چل کر خدا ہوگئے جیسا کہ مرزا قادنی نے کہا۔ ''اس حال میں بعینہٖ خدا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا ہم کوئی نیا نظام دنیا کا بنا دیں یعنی نیا آسمان نئی زمین بنا دیں پس میں نے آسمان اور زمین اجمالی شکل میں بنائے جن میں کوئی تفریق اور ترتیب نہ تھی پھر ان میں جدائی کر دی اور جو ترتیب درست تھی اس کے موافق ان کو مرتب کر دیا اور میں اس وقت اپنے آپ کو ایسا پایا گویا میں کرنے پر قادر ہوں پھر میں نے ادھر آسمان بنایا اور میں نے کہا: ''انا زینا السمآء الدنیا بمصابیح '' ترجمہ: ہم خدا نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا ہے پھر میں کہا انسان کو مٹی سے بنا دیں گے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴،۵۶۵، خزائن ج۵ ص ایضاً)

یاد رکھئے صدیق، شہید، صالح یہ تینوں راستے کسب سے حاصل ہوتے ہیں لیکن نبی کسب سے نہیں بلکہ ماں کے پیٹ سے ہوتا ہے۔ اگر کسب سے نبی بن سکتے تو جملہ صحابہ خصوصاً چاروں خلفاء تو آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلتے رہے جن کے لیے اللہ نے فرمایا کہ میں ان سے راضی ہوا اور وہ مجھ سے راضی ہوئے اس کے باوجود خلفاء یا صحابہ وتابعین، اولیاء کرام، بزرگان دین میں سے کسی نے آنحضرت ﷺ کے بعد سے آج تک سوائے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوی نبوت نہیں کیا بلکہ جملہ صحابہ و بزرگان دین نے دعوی نبوت کو کفر قرار دیا اس پر آشوب زمانے میں صدیوں بعد آنحضرت ﷺ کے راستہ پر چلے تو صرف مرزا قادیانی چلے اور چل کر اپنے آپ کو نبی کہنے لگے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا دعوے نبوت غلط۔

حکیم صاحب: ان عقلی دلائل سے واضح ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا دعوی نبوت غلط تھا۔ اس کے ساتھ ہی کوئی ایسی حدیث بھی بیان فرمایئے جو اصولی ٹھوس دلیل ہو جو قیامت تک قاطع نبوت ہو۔

شوکت: ہاں ہاں کیوں نہیں۔ ان شاء اللہ! ایسی احادیث پیش کروں گا جن کے اصول کو قیامت تک کوئی نہ توڑ سکے۔

پہلی دلیل: آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ’’لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب‘‘ ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔ ’’انّ الرّسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی‘‘ ترجمہ: رسالت اور نبوت منقطع ہوگئی میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ نبی ہے۔ غور فرمائیے جب کہ حضرت عمرؓ ہی نبی یا رسول نہ ہوسکے تو پھر مرزا قادیانی کا حساب ہی کیا۔ پھر حضور ﷺ فرمارہے ہیں کہ نبوت رسالت ہر دو عہدے ختم ہوچکے اب میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ رسول۔

دوسری دلیل: حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ’’انا العاقب الّذی لیس بعده نبیّ‘‘ ترجمہ: میں عاقب ہوں (پیچھے آنے والا) اور عاقب وہ ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں (بخاری ومسلم) ہر دو حدیثوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں نبوت ختم ہوچکی اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا اللہ کے رسول امّی معصوم ﷺ اتنا کہہ کر خاموش نہیں رہے بلکہ ایک اور بہت بڑی بات سمجھا گئے۔

تیسری دلیل: ’’وفی امّتی کذّابون ثلاثون کلّهم یزعم انّه نبیّ وانا خاتم النبیین لانبیّ بعدی ولا تزال طائفة من امّتی علی الحق ظاهرین لا یضرهم من خالفهم حتیٰ یاتی امر الله (مسلم، ترمذی، ابو داؤد)‘‘ ترجمہ: میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر رہے گا اس کے مخالف اسے ضرر نہیں پہنچاسکیں گے یہاں تک کہ خدا کا حکم یعنی قیامت آجائے۔ نبی ﷺ کے ارشاد مبارک سے واضح ہوگیا کہ مرزا قادیانی ہی نہیں بلکہ جو بھی نبوت کا دعوی کرے جھوٹا ہے۔ یہی نہیں بلکہ نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کے پیدا ہونے سے قبل ہی اپنی امت کو متنبہ فرماچکے کہ خبردار ایک دو نہیں تیس نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوں گے تم ان کے دھوکے میں نہ آنا پر اس شخص کو جو دعوے نبوت کرے اسے جھوٹا اور دجال سمجھنا حکیم صاحب اب آپ ہی فرمائیے مرزا غلام احمد قادیانی ان تیس جھوٹوں میں سے ایک ہوئے یا نہیں؟

حکیم صاحب: شوکت بھائی پتھر کی لکیر مٹ سکتی ہے لیکن امّی معصوم ﷺ کی بتائی ہوئی بات نہیں مٹ سکتی تینوں حدیثوں سے صاف ظاہر ہوگیا میرا تو یہ ایمان ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے صاف طور پر ہمیں خبردار کردیا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو بھی

دعوی کرے اسے دجّال وکذّاب سمجھو، بے شک مرزاغلام احمد قادیانی تیس دجالوں وکذابوں میں سے ایک ہیں۔

شوکت: حکیم صاحب ایک اور لاجواب تشریح ایک حدیث کی اور سناتا ہوں۔اس اصول کو ہمیشہ یاد رکھئے۔ان شاءاللہ! قیامت تک کوئی اس کا جواب نہ دے سکے گا۔

’’**لانبی بعدی**‘‘ آنحضرتﷺ نے جو ارشاد فرمایا یہی ارشاد مبارک آپ کے بعد کسی نبی کے نہ آنے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔اس میں جو نکتہ پنہاں ہے مرزا قادیانی اور ان کے ساتھی سمجھ لیتے تو ہرگز دعوی نبوت نہ کرتے اور ان کی امت کی غلط فہمی دور ہو جاتی۔اب اس نکتہ کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے۔اس سے ایک تو ایمانی قوت بڑھے گی، دوسرے مرزائیوں وغیرہ کے مغالطے میں نہ آسکیں گے، بلکہ مرزائیوں کو سمجھا سکیں گے۔

’’**لانبیّ بعدی**‘‘ میں جو لا آیا ہے یہ نفی کا ہے لیکن جب یہ لا اسم پر آتا ہے تو لائے نفی جنس کہلاتا ہے لائے نفی جب اسم پر آتا ہے تو مقابل جتنے بھی اقسام ہوں گے سب کی نفی کرے گا۔مثلاً ’’**لا الٰہ الّا اللہ**‘‘ الٰہ اسم ہے اس پر لائے نفی آنے کی وجہ سے اللہ کے مقابل جتنے معبود بنائے جائیں گے ان تمام کی نفی ہو جائے گی۔مثلاً اللہ کے مقابل اگر چاند یا سورج، لات، ہبل وغیرہ معبود قرار دیئے جائیں تو یہ لائے نفی جنس کہے گا کہ یہ معبود نہیں بلکہ اللہ ہی معبود ہے۔اس طرح جملہ معبودان باطل جو اللہ کے مقابل بنائے جائیں گے لائے نفی جنس سب کی نفی کرے گا۔اسی طرح ’’**ذالک الکتاب لاریب فیہ**‘‘ ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔یہاں بھی لائے نفی ریب پر آیا ہے اور ریب اسم مشرکین نے قرآن کے متعلق کہا تھا کہ محمدﷺ نے گھڑ لیا ہے لیکن لائے نفی نے کہا ایسا شک نہ کرو۔کسی نے کہا قرآن شاعر کی بکواس ہے لیکن اس لائے نفی نے کہا ایسا شک نہ کرو۔کسی نے کہا محمدﷺ نے بوڑھے بڑوں کے قصے سن کر لکھوا لیا ہے۔لیکن اس لائے نفی نے کہا ایسا شک نہ کرو۔مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف کے تعلق سے جتنے شک وشبہات بیان کئے جائیں گے لائے نفی جنس ان تمام شبہات کی نفی کرے گا...... یہ عربی قواعد ہیں جن کو عربی دان حضرات علماء اچھی طرح جانتے ہیں۔اسی طرح بالا حدیث: ’’**لا نبی بعدی**‘‘ میں بھی لائے نفی جنس آکر ہر قسم کی نبوت کی نفی کرتا ہے۔حضورﷺ فرماتے ہیں: ’’میرے بعد کوئی نبی نہیں۔‘‘ یعنی آنحضرتﷺ کے بعد

کوئی نبی نہیں اگر مرزا قادیانی کہیں کہ میں ظلّی نبی ہوں لائے نفی جنس کہے گا آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اگر مرزا قادیانی کہیں کہ امتی نبی ہوں تو لائے نفی جنس کہے گا آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اگر مرزا قادیانی کہیں کہ نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں یا آئینہ قلب میں منعکس ہوگئی تو تب بھی لائے نفی جنس کہے گا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ لائے نفی جنس نبوت کے جتنے اقسام ہوں گے ہر قسم کی نفی کرے گا۔

لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی نہ ظلّی نبی ہوئے، نہ امتی نبی ہوئے، نہ تشریعی نبی ہوئے نبوت محمدیہ ان کے آئینہ نفس میں منعکس ہونے سے بھی وہ نبی نہیں ہوسکتے۔ احادیث نبویہ اور قواعد عربی کی رو سے مرزا غلام احمد قادیانی تشریعی ہو یا غیر تشریعی، ظلی ہو یا امتی بہرکیف نبوت کی جتنی بھی قسمیں ہوں ان میں سے کسی کے نبی ہونا ثابت نہیں ہوا، لہٰذا دعوے نبوت غلط ہے مختصر یہ کہ:

جس نے دی تعلیم غداری وہ پیغمبر تھا تو کارگاہ دہر میں ابلیس کا ہمسر تھا تو

اللہ اکبر! کیا اصول سمجھائے ہیں۔ عربی قواعد ہی کی بناء پر آج تک اسلامی اصولوں کو کوئی غلط ثابت نہ کرسکا ویسے تو آپ نے جو عقلی دلائل بتائے ہیں وہی لاجواب ہیں۔ لیکن اس پر طرّہ یہ ہے کہ لائے نفی الجنس کا عمل تو قیامت تک کئے جھوٹے نبی کو پنپنے نہیں دیتا......

حکیم صاحب: ہاں! ایک سوال اور رہ گیا ہے۔ کیا مرزا قادیانی مجدد تھے؟

شوکت: مرزا قادیانی نے چودھویں صدی کے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ہے اپنے سے پہلے کے تیرہ مجددین کو تسلیم کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کا انکار کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مرگئے لیکن مرزا کے تسلیم کردہ تیرہ مجددین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان پر اٹھائے جانے کو تسلیم کیا ہے اور ان کی موت کا انکار کیا ہے۔ آپ ہی غور فرمایئے مرزا قادیانی سچے تھے یا ان کے تسلیم کردہ ایک دو نہیں بلکہ تیرہ مجددین سچے ہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی جھوٹا ثابت ہوا۔

شوکت: حکیم صاحب اب آپ کو مرزا قادیانی کی ایک دعا جو رب العالمین سے کی گئی تھی اس کا آخری حصہ سناتا ہوں۔ ''مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا میرے بھیجنے

والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین آمین! ''ربّنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین. آمین'' بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچے میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے۔

الراقم عبداللہ الصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود، مرقوم یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ/ ۱۵/ اپریل ۱۹۰۷ء

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۹)

اللہ رب العزت نے مرزا قادیانی کی دعا قبول فرماتے ہوئے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری شیر پنجاب فاتح قادیان کو صادق ہونے کی وجہ زندہ رکھا اور ان کی زندگی میں مرزا غلام احمد قادیانی کو کاذب ہونے کی وجہ سے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء لاہور میں موت دے کر صادق و کاذب کا فیصلہ فرما دیا لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر قول کا پکا تھا پہلے مرگیا۔ اب آپ کو مرزا قادیانی کو ناکامی کا ایک ناقابل فراموش ثبوت خود ان کی تحریر سے ثابت کرتا ہوں۔

ناکامی مرزا

میرے آنے کے دو مقصد ہیں مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں وہ ایسے سچے مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آئے دنیا اس کو بھول جائے خدائے واحد کی عبادت ہو۔ (قول مرزا در الحکم ص۱۰، مؤرخہ ۱۷/ جولائی ۱۹۰۵ء/ ۱۳/ جمادی الاوّل ۱۳۲۳ھ)

دوسرا حوالہ قابل دید وشنید

''ھو الّذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدّین کله'' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور مسیح علیہ السلام

دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔‘‘ (براہین احمدیہ ج۴ ص۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

ان حوالہ جات سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے وقت دنیا میں اسلام ہی اسلام ہوگا، اگر یہ نہ ہو تو اس کا نتیجہ بھی مرزا قادیانی ہی کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ’’میرا کام جس کے لئے میں میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں اور آنحضرت کی جلالت عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں۔ پس اگر مجھ سے کروڑوں، نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا۔ بس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلامی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔

(غلام احمد در بدر قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)

سوال قابل غور

کیا ایسا ہوا؟ اس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں کفر پر اسلام غالب ہونے کے بجائے کفر اسلامی بلاد پر غالب آرہا ہے یہ نہ صرف بلاد اسلامیہ بلکہ قلوب پر بھی کفر کا غلبہ ہو رہا ہے۔ مسلمانوں میں فسق فجور شرک اور کفر دین بن رہا ہے بہت سے فرزندان اسلام داخل کفر ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں ذات اور مسکنت ان پر غالب آرہی ہے خدا کی پناہ حالانکہ مرزا قادیانی مسیح موعود بن کر آئے اور آکر بھی چلے گئے ایسی حالت میں کوئی عقل مند کہہ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے واقعات صحیحہ کی بناء پر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں:

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

حکیم صاحب: مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق نہ عیسائیت دنیا سے مٹی اور نہ دنیا میں اسلام ہی اسلام ہوا مرزا قادیانی کے قول کے مطابق انجام مرزا قادیانی کے خلاف ہوا۔ بقول ان کے وہ جھوٹے ٹھہرے اور دنیا ان کے اس جھوٹ کی گواہ ٹھہری۔ بے شک مرزا قادیانی اپنے دعوے نبوت میں جھوٹے ثابت ہوئے۔ اب اجازت دیجئے۔ خدا حافظ!

’’انّ فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار‘‘

بقلم حکیم محمد شوکت علی......

انا خاتم النبيين لا نبي بعدي

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی
ابوالقاسم حریری
بدیع الزماں ہمدانی

حضرت مولانا سید حسن مثنیٰ ندوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادبی سراغ رساں کی فہرست میں ایک سے ایک نام آئے ہیں۔ ان لوگوں نے دوسروں کی متاع عزیز پر بے تکلف چھاپہ مارا ہے۔ عموماً اس قسم کے لوگوں میں کچھ تو وہ ہوتے ہیں جو کوچۂ علم وادب میں نئے نئے داخل ہوئے ہوں۔ جن کو حصول شہرت کی آرزو بے چین رکھتی ہے، وہ چاہتے ہیں کہ جلدی سے نام پیدا ہو جائے، حالانکہ علم وادب ہو یا کوئی اور ہنر۔ اس کی راہ میں بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ مشق وریاضت کے مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد ایک مقام حاصل ہوتا ہے۔ پھر لوگوں کی نظریں ان کی جانب اٹھنے لگتی ہیں اور ان کے نام اعتماد کے ساتھ آگے بڑھنے لگتے ہیں۔ نوعمری وجواں سالی کے زمانے میں شہرت طلبی جن لوگوں کو اکساتی ہے وہ دوسروں کی تحریروں پر چھاپہ مارتے ہیں اور ان کو اپنے نام سے چھپواتے ہیں تو اس حرکت سے بڑا نقصان ان کو پہنچتا ہے۔ بدنامی تو الگ ایک چیز ہے خود ان کی اپنی صلاحیت تخلیق بھی متاثر ہوتی ہے۔ مگر وہ لوگ جو کسی نہ کسی اعتبار سے نمایاں ہو چکے ہوں۔ جانے پہچانے بھی جاتے ہوں۔ وہ اگر دوسرے اہل قلم کی تحریریں اڑا لینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے تو ان کی یہ حرکت نوعمروں کی شہرت طلبی سے بھی کہیں زیادہ ان کی طبعی خرابی کی غماز ہوتی ہے۔ وہ جانتے ہیں یہ چوری ہے اور چوری بہت بری چیز ہے۔ پھر بھی وہ چوری کرتے ہیں۔

ادبی سراغ رساں نے اب تک جن لوگوں کا تذکرہ کیا ہے وہ اسی دوسری قسم کے ہیں جو کسی نہ کسی حیثیت سے متعارف ہو چکے تھے۔ یہ اگر کسی اور کی محنت وکاوش کے ذخیرے سے استفادہ کرتے، اس کو اپنی زبان میں منتقل کرتے، اس کا ترجمہ یا تلخیص کرتے، اپنے کسی مضمون یا مقالے یا کتاب میں اس کے اقتباسات درج کرتے اور اس کا حوالہ دیتے تو یہ علمی کام بھی ہوتا۔ خود ان کا اور ان کی تحریروں کا مرتبہ بھی بڑھتا اور بددیانتی کا داغ لگنے سے بھی ان کا دامن محفوظ رہتا۔

یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس قسم کے لوگ صرف ہمارے ہی زمانے میں ہیں۔ اچھے برے ہر زمانے میں ہوئے ہیں۔ یہ انسانی طبیعت کا ایک بڑا میلان ہے اور تزکیۂ نفس سے محرومی کا نتیجہ۔ ایسے لوگ کچھ نہ کچھ ہر زمانے میں رہے ہوں گے۔ قوموں کے اندر جب ابھرنے کا جذبہ ہوتا ہے، ان میں معاشی فارغ البالی اور نفس کی پاکیزگی عام ہوتی ہے اور

محنت ومشقت کی عزت وتوقیر ہوتی ہے تو چوری اور ڈکیتی کی واردات بہت کم ہوتی ہے۔اسی طرح جب عملی واخلاقی ماحول ہوتا ہے، علم عام ہوتا ہے اور مواقع سب کو میسر ہوتے ہیں تو علمی چوری بلکہ ہر قسم کی چوری اور ڈکیتی اور بددیانتی بھی بہت کم ہوتی ہے۔اس لئے کہ قانون واصول اور اخلاقی ضابطوں کے اثرات اور عیب وہنر کے احساسات سارے معاشرے پر سایہ فگن رہتے ہیں اور لوگ خودغرضی ونفس پرستی کی بجائے اپنی قوم کو اور اس کے افراد کو زیادہ سے زیادہ مفید ماحول اور عزت ووقار کی فضا مہیا کرنے کی دھن میں لگ جاتے ہیں اور ان کے اندر ایک روح الاجتماع کارفرما ہوجاتی ہے اور وہ خوب سے خوب تر کی جانب بڑھنے لگتے ہیں۔لیکن جب یہ نہیں ہوتا ان کی روح الاجتماع کمزور یا ناپید ہونے لگتی ہے تو فساد نفس ابھرنے لگتا ہے اور یہی فساد نفس ہے جو مختلف روپ اختیار کرتا ہے اور بھیس پر بھیس بدلنے لگتا ہے اور یہ سرقہ بھی فساد نفس ہی کی ایک شکل ہے۔

لوگ ایسی حرکت تو کر جاتے ہیں مگر یہ بات ان کے ذہنوں سے اتر جاتی ہے کہ کبھی نہ کبھی، کوئی نہ کوئی شخص ان کی اس چوری کو بھی پکڑے گا ضرور، اور سرقہ بہرحال سرقے ہی کی صورت میں سب کی نظروں کے سامنے آئے گا۔

جموں میں چراغ علی، حکیم نورالدین، مولانا محمد حسین بٹالوی اور آتھم کو اور مرزا کے جھگڑے کو اتنا ورغلایا کہ مرزا قادیانی صوفی سے ترقی کرتے ہوئے معلوم نہیں کیا کیا ہوگئے اور بڑھتے بڑھتے اظہار ترقی کے لئے سرقے تک اتر آئے جس زمانے میں ان کی کتاب اعجاز المسیح چھپی اس زمانے میں ایک ماہر زبان عربی ممتاز الافاضل نے خالص ادبی ولسانی اعتبار سے نحوی اور صرفی غلطیوں کو نمایاں کیا تھا۔اس کتاب پر انہوں نے خاصہ طویل تبصرہ مطبع فیضی لاہور سے حسب فرمائش سید مہدی حسین ترمذی چھپا تھا۔ یہ تبصرہ بھی چوں کہ ''چہ دلاورست دزدے'' کے تحت آتا ہے اس لئے ہم اس کا بھی کچھ حصہ درج کئے دیتے ہیں۔

فاضل تبصرہ نگار کو کتاب کے نام نے اپنی جانب متوجہ کیا تھا انہوں نے لکھا ہے کہ ''یہ کتاب معجزہ کیسے بن سکتی ہے جس میں ابوالقاسم حریری اور بدیع الزمان ہمدانی کے جملے کے جملے اڑا کر درج کر لئے گئے ہیں اور پھر نحوی وصرفی غلطیاں الگ کی گئی ہیں۔'' حریری وہمدانی کی روحیں اس پر تو اتنی بیقرار نہیں ہوئی ہوں گی کہ ان کی عبارتوں کا سرقہ ہوا۔مگر اس

بناء پر وہ یقیناً بہت زیادہ تڑپی ہوں گی کہ ان کے یہ جواہر پارے کن ہاتھوں میں چلے گئے اور ان کی فکروفن کے بیش بہا موتی کس طرح خاک میں رلے کہ جس شخص کو صنائع وبدائع اور مناسبت لفظی ومعنوی کی نزاکتیں تو الگ رہیں تذکیروتانیث کی بھی خبر نہ ہو اس نے غضب ہی کیا کہ اس خزانہ ادبی پر یوں ہاتھ مارا۔ فاضل تبصرہ نگار نے لکھا ہے کہ: ''اوّل تو سرقہ فرمایا پھر یہ بھی لکھا کہ حریری اور بدیعی میرے سامنے پریشہ برابر بھی وقعت نہیں رکھتے...... '' چہ دلاور است دزدے'' ممتاز الافاضل نے یہ بھی لکھا ہے کہ: ''جہاں تک سمجھ میں آیا ہے بیچارے حریری کے مقامات کو خوب ہی لوٹا ہے کیونکہ معلوم تھا کہ اب قطع ید (چور کے ہاتھ کاٹنے) کا حکم تو جاری ہو نہیں سکتا۔'' (ص۴)

''مسیلمہ نے باوجود عرب ہونے کے اعجاز فی اللسان ہونے کا دعویٰ کیا...... تو اپنی چال بھی بھولا۔ منجملہ اس کی ان آیات کے جن کو وہ آیات سمجھتا تھا ایک یہ بھی ہے کہ: ''انّ **الذین یغسلون ثیابھم ولا یجدون ما یلبسون اولٰئک ھم المغسلون**'' آخر میں بجز مضحکہ کے اور کوئی بات اسے حاصل نہ ہوئی۔'' (ص۶)

مرزا کے اعجاز میں دیکھئے: حریری نے اپنے مقامہ اولی میں لکھا تھا: ''**تعامیت اوتماریت عند غلوائک وفعلت ما فعلت وسدرت فی خیلائک**''

(اعجاز المسیح ص۳۱، خزائن ج۱۸ ص۳۳)

''**ایھا السادر فی غلوائه السّادل ثوب خیلائه**''

آپ نے حریری کی اسی عبارت کو اپنی تحریر میں بگاڑ کر لکھا لیکن آپ کو وہ دستگاہ کہاں جو حریری کو حاصل ہے؟ اس نے تو ہر لفظ کو اس کے مناسب الفاظ کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ مگر آپ نے ایک ہی لکڑی سے سب کو ہانکا ہے۔ اس نے سدول (کے لفظ) کو ثوب خیلاء کے ساتھ استعمال کیا تھا۔ آپ نے ''سدور'' (کے لفظ) ہی کو الٹ کر اس قافیہ کے ساتھ استعمال کیا اور ''غلواء'' کے ساتھ مماراۃ اور تعلفی کو دخل دیا حالانکہ صاحبان فن پر مخفی نہیں ہے کہ غلواء میں تعافی اور مماراۃ کو چنداں دخل نہیں۔ (دیکھئے) اسی تعامیت کے کلمہ کو حریری نے جب صرف کیا تو یوں کہا تھا کہ: ''**وتجلّی لک العبر فتعامیت** '' اب اہل انصاف دیکھیں کہ کون کامل ہے اور کون ناقص۔

مرزا نے اپنی کتاب کی تعریف میں یہ عبارت درج کی: ’’وانہ کنز المعارف ومدینتها وماء الحقائق وطینتها‘‘ (اعجاز المسیح ص۵۵، خزائن ج۱۸ ص۵۷)

بدیع نے طرفہ کی تعریف میں یوں لکھا تھا: ’’هو ما والاشعار وطینتها وکنز القوافی ومدینتها‘‘ (ص۵۵)

صرف فقروں کو الٹ دیا ہے، باقی وہی ترکیب ہے جو بدیع ہمدانی نے کی ہے۔

مرزا نے (ص۱۰۸) پر لکھا: ’’فجعل الشیخ ینضنض تضنضنة التصل وتحملق حملقته البازی المطل‘‘

حریری نے مقامہ نمبر۲۳ میں لکھا تھا: ’’فوجب علی الذین یضنضنون تضنضنةوتحملقون حملقة البازی المطل‘‘

آپ نے صرف واحد کو جمع سے بدل دیا۔

مرزا نے لکھا ہے: ’’تاسوا جراحهم وتریش جناحهم‘‘

حریری نے مقامہ نمبر۲۹ میں لکھا تھا: ’’من تاسو جراحک او تریش جناحک‘‘

مطلب سرقے سے ہے، تغیر ضمیر سے سرقہ چھپ نہیں سکتا۔ مگر آپ نے ’’تاسو‘‘ کے آگے ایک الف جمع بھی لکھ دیا ہے۔ یہ آپ کی لیاقت ہے حالانکہ وہ واحد ہے۔

مرزا کی یہ عبارت دیکھئے: ’’ونفیه بلاد الاسرار وحصونها وسهل الحقائق وحزونها وعیون البصیرة وعیونها وخیل البراهین ومتونها‘‘
(اعجاز المسیح ص۵۶، خزائن ج۱۸ ص۵۸)

بدیعی نے بیسویں مقامہ میں ابوالفتح کی زبانی کہا تھا: ’’سلوا عنی البلاد وحصونها والجبال وحزونها والاودیة وبطونها والبحار وعیونها والخیل ومتونها‘‘

بدیعی نے جبال اور حزون کہا تھا۔ آپ نے جبال کو بدل کر سہل رکھ دیا۔ لیکن بدیعی کا فہم آپ کو کہاں نصیب جبال کا بدل دینا تو سہل تھا مگر مناسبت کا پیدا کرنا پہاڑ ہوگیا۔

(یہ تو سرقے کی ایک فہرست تھی) اب اغلاط ملاحظہ فرمایئے اور اپنے کئے سے توبہ کیجئے۔

کتاب (اعجاز المسیح ص۱، خزائن ج۱۸ ص۳) پر ہے: ’’**ولــــوىٰ اليهـــــم كزافره**‘‘ ...... لویٰ کو لازم استعمال کیا ہے حالانکہ یہ متعدی ہے۔

(اعجاز المسیح ص۴، خزائن ج۱۸ ص۶) پر یہ عبارت لکھی ہے: ’’**وكفل امورهم كما هى عادته باصفيائه وشرح صدورهم كما هى سيرته فى اوليائه**‘‘ ...... ’’هِیَ هِیَ‘‘ کی ضمیریں تو موجود ہیں مگر مرجع ندارد۔ اگر عادتہ اور سیرتہ کو مرجع قرار دیجئے تو یہ آپ کی لیاقت ہے۔

(اعجاز المسیح ص۹، خزائن ج۱۸ ص۱۱) پر ہے: ’’**فسقوه واكفروه**‘‘ کسی کو کفر کی طرف نسبت دینے کے لئے ’’**كـفّـروه**‘‘ باب تفعیل سے آتا ہے، باب افعال سے نہیں۔ پیغمبر جدید کو ’’صرف میر‘‘ بھی یاد نہیں۔ اے واہ!

(اعجاز المسیح ص۱۱،۱۲، خزائن ج۱۸ ص۱۴) پر ہے: ’’**وتـركـوا الـذيـن غـريـبـاً كشهداء الكربلاء**‘‘ اس جملے میں دو غلطیاں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ دین کو غریب سے تعبیر کیا ہے اس کا ماخذ معلوم نہیں۔ دوسرا لفظ کربلاء علم غیر صفت ہے اس پر الف لام کس قاعدے سے لایا گیا ہے۔ اگر الکربلاء کسی عرب نے استعمال کیا ہو تو دکھلایئے۔

(اعجاز المسیح ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۱۵) پر ہے: ’’**بـل يـريـدون ان يـفـكو قـاملـه ويغتالون**‘‘ اس جملے میں بھی دو غلطیاں ہیں۔ اوّل تو ’’**يفكون قامله**‘‘ غلط ہے۔ ’’**يفكون دم قـامـلـه**‘‘ یا ’’**يـفـكـون دمـه**‘‘ کہنا چاہئے تھا۔ دوسری غلطی یہ کہ باوجود ان ناصبہ کے ’’**يغتالون**‘‘ سے نون اعرابی نہیں گرایا گیا۔ حالانکہ معطوف علیہ سے نون حذف ہوگیا ہے۔

(اعجاز المسیح ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۱۵) پر ہے: ’’**يـقـعـون مـن الشح على كل غـضارة ولو كان فيه لحم فارة**‘‘ اس میں فیہ کی ضمیر غضارۃ کی طرف راجع ہے۔ مرجع مونث، ضمیر مذکر، عجب تماشا ہے۔

یہی حال (اعجاز المسیح ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۲) پر ہے: ’’**مـن هـذا الرحيق**‘‘ کہ مشارٌ الیہ مؤنث ہے اور اسم اشارہ مذکر۔

(اعجاز المسیح ص۲۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳) پر ہے: ’’**تـنـكـرون باعجازى**‘‘ ب سے صلہ انکار کا؟ بہت صحیح۔ واہ!

(اعجازالمسیح ص۲۵، خزائن ج۱۸ص۲۷) پر ہے: ’’ثم طفق المخالفون یمدحونه علی فتح المیدان ‘‘خوب میدان ہے۔ میدان کا فتح کرنا اردو کا محاورہ ہے۔ عربی داں لوگ یوں نہیں لکھتے۔ ذرا عرب کے اشعار ومحاورات کو دیکھئے۔

(اعجازالمسیح ص۲۷، خزائن ج۱۸ص۲۹) پر ہے: ’’ولکن اللّٰہ اخرجنی لهٰذا الوغیٰ ‘‘اس میں ہذا مذکر ہے اور وغیٰ مؤنث کیا اچھی ترکیب ہے۔ نر اور مادہ کا جوڑ خوب لگایا ہے۔ اگرچہ عبارت غلط ہوگئی۔

اور (اعجازالمسیح ص۲۷، خزائن ۱۸ص۲۹) پر ہے: ’’وارّم جدران الاسلام ‘‘ترمیم سے ارّم خوب نکالا بے مثل۔

اور ایک جملہ یہ بھی ہے: ’’وقطعت النحور والاعناق من منجنیق ‘‘مگر منجنیق سے تو آج تک کسی کی گردن نہیں کاٹی گئی۔

(اعجازالمسیح ص۳۹، خزائن ج۱۸ص۴۱) ’’ومنبع اللؤلؤ والمرجان ‘‘لؤلؤ اور مرجان کے واسطے منبع نہیں ہوتا۔

(اعجازالمسیح ص۴۵، خزائن ج۱۸ص۴۷) پر ہے: ’’خفایا القرآن لا یظهر الّا علی الذی ظهر ‘‘خفایا کی طرف ضمیر مذکر ’’یظهر ‘‘ کی راجع ہے۔ دوسرے ’’ظهر علیه ‘‘ کے معنی ’’غلب علیه ‘‘ کے آتے ہیں۔

(اعجازالمسیح ص۴۶، خزائن ج۱۸ص۴۸) پر ہے: ’’ولا یمسه الّا الذی کان من المتطهّرین ‘‘یہ مضمون قرآن مجید سے چرایا تو گیا مگر چوری بھی نہ بن پڑی۔ عبارت غلط ہوگئی فقط۔ اس عبارت میں ’’یمسّ ‘‘ مضارع ہے اور کان ماضی۔

(اعجازالمسیح ص۶۰، خزائن ج۱۸ص۶۲) پر ہے: ’’سفرت عن وجهها ‘‘سفرت غلط اسفرت صحیح ہے۔ سفرت کے ساتھ ’’عن ‘‘ کا استعمال بے محل۔

(اعجازالمسیح ص۶۱، خزائن ج۱۸ص۶۳) پر ہے: ’’ازال وسخ مئین ‘‘مئین کے وسخ آج ہی سنے۔

(اعجازالمسیح ص۸۷، خزائن ج۱۸ص۸۹) پر ہے: ’’هو اثر الکی فی اللسان العربیة ‘‘لسان اس معنی میں مذکر ہے۔ پھر ’’عربیه ‘‘ اس کی صفت کیوں کر ہوسکتی ہے۔

دیکھو خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یوں استعمال کیا ہے۔ ’’لسان عربی مبین ‘‘یعنی عربی فرمایا ’’عربیہ ‘‘نہیں فرمایا۔

(اعجاز المسیح ص ۱۵۸، خزائن ج ۱۸ ص ۱۶۲) پر سطر ۹ دیکھئے لکھا ہے: ’’وجــــــددت الـمـراکب وعطّلت العشار ‘‘قرآن مجید کے معنی نہیں سمجھے۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ ریل چلی، اونٹوں کی سواری کی ضرورت نہ رہی۔ مقصود یہ ہے کہ زمانہ بہت سہل ونرم ہوگیا۔ حالانکہ ’’عـطّلت العشار ‘‘ سے نہایت سختی مقصود ہوتی ہے۔ اس لئے کہ عشار ان اونٹیوں کو کہتے ہیں جن کے دس مہینے کے حمل ہوں۔ عرب ان کو بہت محبوب رکھتے ہیں۔ لیکن جب وہ معطل کردی جائیں تو ظاہر ہے کہ بہت سخت زمانہ ہوگا...... اس سے معلوم ہوا کہ آپ قرآن کو نہیں سمجھے۔ بیکار اقتباس فرماتے ہیں۔‘‘

تذکرہ تو ہمیں اس مضمون میں صرف سرقے کا کرنا تھا کہ یہی ادبی سراغ رساں کا فریضہ ہے۔ لیکن کیا کیجئے زبان کے قواعد، نحو وصرف، صنایع وبدایع، مناسبات لفظی اور پھر تذکیر وتانیث کے مسائل بھی اپنی جگہ بہت اہم ہیں۔ اس لئے چند غلطیوں کی جانب بھی اشارہ کردیا گیا ہے کہ جن لوگوں نے ’’اعجاز المسیح ‘‘ کو دیکھا ہو یا دیکھیں تو وہ کسی غلط فہمی میں نہ مبتلا ہوجائیں کہ ایسی غلطی بھی کی جاسکتی ہے۔ زبان کوئی سی بھی ہو۔ اس کے قواعد واصول سے آدمی واقف نہ ہو تو ہمیشہ غلطی کرے گا۔ چہ جائے کہ عربی زبان جو قرآن وحدیث کی زبان ہے، کوئی اسی کو نہ جانے تو اس سے فاحش غلطیوں کے سرزد ہونے کا بڑا خطرہ ہوتا ہے۔ اس کتاب کا نام مرزا نے اعجاز المسیح رکھا تھا مگر اس کے تقریباً ہر صفحے پر سرقے اور لسانی وادبی غلطیوں ہی کا ’’اعجاز‘‘ نمایاں نظر آتا ہے۔ فاضل تبصرہ نگار نے لکھا ہے کہ غلطیاں اتنی ہیں کہ: ’’ہم کہاں تک لکھیں۔‘‘

اور ہم نے بھی اس مضمون میں سے چند ہی مثالیں یہاں دی ہیں اور انہیں پر اکتفا کیا ہے۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ سب عربی زبان کے جملے اور عبارتیں ہیں۔ اگر ان سب کو درج کیا جاتا تو مضمون جو یوں بھی ثقیل ہے اور ثقیل ہوجاتا اور اگر ترجمے بھی ساتھ ہی درج کئے جاتے تو بہت طویل ہوجاتا۔

✡ ✡ ✡

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ختم نبوت

باہتمام: جناب سرفراز محمد بھٹی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ مجھے موقع دو کہ اپنی نبوت کی علامات پیش کروں۔ اس پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جو کوئی اس شخص سے نبوت کی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہوجائے گا۔ کیونکہ نبی آخرالزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرما چکے ہیں کہ: ''لا نبیّ بعدی''

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''ما کان محمّد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکلّ شئ علیماً (الاحزاب:۴۰) ''نہیں ہیں محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ۔ لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔

اس دور میں نئی نبوت کا فتنہ عظیم کھڑا کرنے والا ایک گروہ جو لفظ خاتم النّبیین کے معنی ''نبیوں کی مہر'' کرتا ہے اور اس کا مطلب یہ لیتا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد جو انبیاء بھی آئیں گے۔ وہ آپ ﷺ کی مہر لگنے سے نبی بنیں گے یا بالفاظ دیگر جب تک کسی کی نبوت پر آپ ﷺ کی مہر نہ لگے، وہ نبی نہ ہوسکے گا۔

جس آیت میں حضور پاک ﷺ کو خاتم النّبیین کہا گیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں: ''ما کان محمّد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شئ علیماً (الاحزاب:۴۰)''

لیکن جس سلسلہ بیان میں یہ آیت وارد ہوئی ہے، اس کے اندر رکھ کر اسے دیکھا جائے تو اس لفظ کا یہ مفہوم لینے کی قطعاً کوئی گنجائش نظر نہیں آتی بلکہ اگر یہی اس کے معنی ہوں تو یہاں یہ لفظ بے محل ہی نہیں، مقصود کلام کے بھی خلاف ہوجاتا ہے۔ آخر اس بات کی کیا ''تک'' ہے کہ اوپر سے تو نکاح زینبؓ پر معترضین کے اعتراضات اور ان کے پیدا کئے ہوئے شکوک وشبہات کا جواب دیا جارہا ہو اور یکایک یہ بات کہہ ڈالی جائے کہ محمد ﷺ نبیوں کی مہر ہیں۔ آئندہ جو نبی بھی بنے گا ان کی مہر لگ کر بنے گا۔ اس سیاق وسباق میں یہ بات نہ صرف یہ کہ بالکل بے تکی ہے، بلکہ اس سے وہ استدلال الٹا کمزور ہوجاتا ہے۔ جو اوپر سے معترضین

کے جواب میں چلا آرہا ہے۔ اس صورت میں تو معترضین کے لئے یہ کہنے کا اچھا موقع تھا کہ آپ ﷺ یہ کام اس وقت نہ کرتے تو کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس رسم کو مٹانے کی ایسی ہی کچھ شدید ضرورت ہے تو آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی مہر لگ کر جو انبیاء آتے رہیں گے، ان میں سے کوئی اسے مٹادے گا۔

ایک دوسری تاویل اس گروہ نے یہ بھی کی ہے کہ ''خاتم النّبیین'' کے معنی افضل النّبیین کے ہیں، یعنی نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے، البتہ کمالات حضور پاک ﷺ پر ختم ہوگئے ہیں لیکن یہ مفہوم لینے میں بھی وہی قباحت ہے جو اوپر ہم نے بیان کی ہے۔ سیاق وسباق سے یہ مفہوم بھی کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ بلکہ الٹا اس کے خلاف پڑتا ہے۔ کفارو منافقین کہہ سکتے تھے کہ حضرت کم تر درجے کے ہی سہی۔ بہرحال آپ ﷺ کے بعد بھی نبی آتے رہیں گے۔ پھر کیا ضرور تھا کہ اس رسم کو بھی آپ ﷺ ہی مٹا کر تشریف لے جاتے۔

لغت کی رو سے

پس جہاں تک سیاق وسباق کا تعلق ہے وہ قطعی طور پر اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں خاتم النّبیین کے معنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والے ہی کے لئے جائیں اور یہ سمجھا جائے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ لیکن یہ صرف سیاق ہی کا تقاضا نہیں ہے۔ لغت بھی اسی معنی کی مقتضی ہے۔ عربی لغت اور محاورے کی رو سے ''ختم'' کے معنی مہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔

''ختم العمل'' کے معنی ہیں ''فرغ من العمل'' کام سے فارغ ہوگیا۔

''ختم الاناء'' کے معنی ہیں برتن کا منہ بند کر دیا اور اس پر مہر لگادی کہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو۔

''ختم الکتاب'' کے معنی ہیں خط بند کر کے اس پر مہر لگادی تاکہ خط محفوظ ہو جائے۔

''ختم علی القلب'' دل پر مہر لگادی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے نہ پہلے سے جمی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے۔

''ختام کل مشروب'' وہ مزا جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔

’’خاتمہ کل شئ عاقبۃ و آخرتہ ‘‘ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے اس کی عاقبت اور آخرت۔

’’ختم الشئ بلغ اٰخرہ ‘‘کسی چیز کوختم کرنے کا مطلب ہے۔اس کے آخر تک پہنچ جانا اسی معنی میں ختم قرآن بولتے ہیں اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خواتیم کہا جاتا ہے۔

’’خاتم القوم آخرھم ‘‘خاتم القوم سے مراد ہے قبیلے کا آخری آدمی۔

(ملاحظہ ہولسان العرب، قاموس اوراقرب الموارو)

اسی بناپر تمام اہل لغت اوراہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النّبیین کے معنی آخرالنّبیین کے لئے ہیں۔عربی لغت ومحاورے کی رو سے خاتم کے معنی ڈاک خانے کی مہر کے نہیں ہیں جسے لگا لگا کرخطوط جاری کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہے جولفافے پر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے اور نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔

نبی کریم ﷺ کے ارشادات

قرآن کے سیاق وسباق اور لغت کے لحاظ سے اس لفظ کا جومفہوم ہے، اس کی تائید نبی ﷺ کی تشریحات کرتی ہیں۔مثال کے طور پر چند صحیح ترین احادیث ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

۱...... نبی ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی مرجاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا۔مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔

(بخاری کتاب المناقب، باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

۲...... نبی ﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اورخوب حسین وجمیل بنائی۔مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی تھی لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اوراس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے۔مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النّبیین ہوں۔(یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہوچکی ہے۔اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے۔جسے پر کرنے کے لئے کوئی آئے) (بخاری کتاب المناقب باب خاتم النّبیین)

اسی مضمون کی چار حدیثیں مسلم، کتاب الفضائل، باب خاتم النّبیین میں ہیں اور آخری حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں: ''فجئت فختمت الانبیاء'' پس میں آیا اور میں نے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا۔

یہی حدیث انہی الفاظ میں ترمذی کتاب المناقب، باب فضل النبی اور کتاب الآداب باب المثال میں ہے۔

مسند ابوداؤد طیالسی میں یہ حدیث جابر بن عبداللہؓ کی روایت کردہ احادیث کے سلسلہ میں آئی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: ''ختم بی الانبیاء'' میرے ذریعہ سے انبیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

مسند احمد میں تھوڑے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ اس مضمون کی احادیث حضرت ابی بن کعب، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کی گئی ہیں۔

۳...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔

(۱) مجھے جامع اور مختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گی۔ (۲) مجھے رعب کے ذریعہ نصرت بخشی گئی۔ (۳) میرے لئے اموال غنیمت حلال کئے گئے۔ (۴) میرے لئے زمین کو مسجد بھی بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی (یعنی میری شریعت میں نماز صرف مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں بلکہ روئے زمین پر ہر جگہ پڑھی جاسکتی ہے اور پانی نہ ملے تو میری شریعت میں تیمّم کر کے وضو کی حاجت بھی پوری کی جاسکتی ہے اور غسل کی حاجت بھی۔ (۵) مجھے تمام دنیا کے لئے رسول بنایا گیا۔ (۶) اور میرے اوپر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(مسلم، ترمذی ابن ماجہ)

۴...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔ (ترمذی، کتاب الرؤیا، باب ذہاب النبوۃ، مسند احمد مرویّات انس بن مالکؓ)

۵...... نبی ﷺ نے فرمایا میں محمد ﷺ ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ سے کفر محو کیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کئے جائیں گے (یعنی میرے بعد اب قیامت ہی آنی ہے) اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (کتاب الفضائل باب اسماء النبی، ترمذی کتاب الآداب، باب اسماء النبی المستدرک للحاکم ''کتاب التاریخ'' باب اسماء النبی)

۶ ...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ (مگران کے زمانہ میں وہ نہ آیا) اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ لامحالہ اب اس کو تمہارے اندر ہی نکلنا ہے۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب الدجال)

۷ ...... عبدالرحمٰن بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص کو یہ کہتے سنا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے مکان سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے۔ اس انداز سے کہ گویا آپ ﷺ ہم سے رخصت ہورہے ہیں۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: میں محمد نبی امی ہوں۔ پھر فرمایا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مسند احمد مرویات عبداللہ عمرو بن العاص)

۸ ...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔ صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔ عرض کیا گیا، وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں یا رسول اللہ؟

فرمایا: اچھا خواب یا فرمایا صالح خواب (یعنی وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا بھی تو بس اچھے خواب کے ذریعے سے مل جائے گا) (مسند احمد، مرویات ابوالطفیل نسائی، ابوداؤد)

۹ ...... نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ؓ ہوتے۔ (بخاری ومسلم، کتاب فضائل الصحابہ ؓ)

۱۰ ...... رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ سے فرمایا: میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون کی تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

بخاری ومسلم نے یہ حدیث غزوہ تبوک کے ذکر میں بھی نقل کی ہے۔ مسند احمد میں اس مضمون کی دو حدیثیں حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے روایت کی گئی ہیں جن میں سے ایک کا آخری فقرہ یوں ہے: ''الا انہ لا نبوۃ بعدی'' مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔ ابوداؤد طیالسی، امام احمد اور محمد بن اسحاق نے اس سلسلے میں جو تفصیلی روایات نقل کی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے جاتے وقت نبی ﷺ نے حضرت علی ؓ کو مدینہ طیبہ کی حفاظت ونگرانی کے لئے اپنے پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ منافقین نے اس پر طرح طرح کی باتیں ان کے بارے میں کہنی شروع کر دیں۔

انہوں نے جا کر حضور ﷺ سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے عورتوں

اور بچوں میں چھوڑے جارہے ہیں۔'' اس موقع پر حضورﷺ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو موسیٰ کے ساتھ ہارون رکھتے تھے۔ یعنی جس طرح حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر جاتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی نگرانی کے لئے پیچھے چھوڑا تھا۔ اسی طرح میں تم کو مدینے کی حفاظت کے لئے چھوڑے جارہا ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضورﷺ کو اندیشہ ہوا کہ حضرت ہارون کے ساتھ یہ تشبیہ کہیں بعد میں کسی فتنے کی موجب نہ بن جائے۔ اس لئے فوراً آپﷺ نے یہ تصریح فرمادی کہ میرے بعد کوئی شخص نبی ہونے والا نہیں ہے۔

۱۱...... ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: اور یہ کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے، جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ابوداؤد، کتاب الفتن)

اسی مضمون کی ایک اور حدیث ابوداؤد نے کتاب الملاحم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ ترمذی نے بھی حضرت ثوبان اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دونوں روایتیں نقل کی ہیں اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: ''**حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله**'' یہاں تک کہ اٹھیں گے تیس کے قریب جھوٹے فریبی جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

۱۲...... نبیﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے جو بنی اسرائیل گزرے ہیں، ان میں ایسے لوگ ہوئے ہیں جن سے کلام کیا جاتا تھا۔ بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں، میری امت میں اگر کوئی ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ ہوگا۔ (بخاری کتاب المناقب)

مسلم میں اس مضمون کی جو حدیث ہے اس میں یکلّمون کے بجائے محدّثون کا لفظ ہے۔ لیکن مکلم اور محدث دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔ یعنی ایسا شخص جو مکالمہ الٰہی سے سرفراز ہو یا جس کے ساتھ پردہ غیب سے بات کی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے بغیر مخاطبہ الٰہی سے سرفراز ہونے والے بھی اس امت میں اگر کوئی ہوتے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔

۱۳...... رسول اللہﷺ نے فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت (یعنی کسی نئے آنے والے نبی کی امت) نہیں۔ (بیہقی کتاب الرؤیا، طبرانی)

۱۴...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (یعنی مسجد نبوی) ہے۔ (مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلوٰۃ مسجد مکہ والمدینہ)

یہ احادیث بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ سے روایت کی ہیں اور کثرت سے محدثین نے ان کو بہت سی قوی سندوں سے نقل کیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف مواقع پر، مختلف طریقوں سے، مختلف الفاظ میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کریں، وہ دجال وکذاب ہیں۔ قرآن کے الفاظ ''خاتم النّبیین'' کی اس سے زیادہ مستند ومعتبر اور قطعی الثبوت تشریح اور کیا ہوسکتی ہے۔ رسول پاک ﷺ کا ارشاد تو بجائے خود سند وحجت ہے۔ مگر جب وہ قرآن کی ایک نص (واضح حکم) کی شرح کررہا ہو۔ تب تو وہ اور بھی زیادہ قوی حجت بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والا اور اس کی تفسیر کا حق دار اور کون ہوسکتا ہے کہ وہ ختم نبوت کا کوئی دوسرا مفہوم بیان کرے اور ہم اسے قبول کرنا کیا معنی، قابل غور بھی سمجھیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع

قرآن وسنت کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے۔ نبی ﷺ کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی۔ ان سب کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق جنگ کی تھی۔

اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ مسیلمہ کذاب کا معاملہ قابل ذکر ہے۔ یہ شخص نبی کریم ﷺ کی نبوت کا منکر نہ تھا بلکہ اس کا دعویٰ یہ تھا کہ اسے حضور پاک ﷺ کے ساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے۔ اس نے حضور پاک ﷺ کی وفات سے پہلے جو عریضہ آپ ﷺ کو لکھا تھا، اس کے الفاظ یہ ہیں: ''مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف۔ آپ پر سلام ہو۔ آپ کو معلوم ہو کہ میں آپ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں۔'' (طبری ج دوم ص۳۹۹ طبع مصر)

علاوہ بریں مؤرخ طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مسیلمہ کے ہاں جواذان دی جاتی تھی، اس میں: ''اشھدانّ محمّداً رّسول اللہ'' کے الفاظ کہے جاتے تھے۔ اس صریح اقرار رسالت محمدی کے باوجود اسے کافر اور خارج از ملت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بنوحنیفہ نیک نیتی کے ساتھ (In good Faitr) اس پر ایمان لائے تھے اور انہیں اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کو خود شریک رسالت کیا ہے۔ نیز قرآن کی آیات کو اس کے سامنے مسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایسے شخص نے پیش کیا تھا جو مدینہ طیبہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا۔ (البدایہ والنّہایہ لابن کثیر ج۵ ص۵۱) مگر اس کے باوجود صحابہ کرام ؓ نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور ان پر فوج کشی کی۔ پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں کہ صحابہ ؓ نے ان کے خلاف ارتداد کی بنا پر نہیں بلکہ بغاوت کے جرم میں جنگ کی تھی۔ اسلامی قانون کی رو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت آئے تو ان کے اسیران جنگ غلام نہیں بنائے جاسکتے بلکہ مسلمان تو درکنار، ذمی بھی اگر باغی ہوں تو گرفتار ہونے کے بعد ان کو غلام بنانا جائز نہیں ہے۔ لیکن مسیلمہ اور اس کے پیروؤں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے اعلان فرمایا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے اور جب وہ لوگ اسیر ہوئے تو فی الواقع ان کو غلام بنایا گیا۔ اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ ؓ نے جس جرم کی بناء پر اس سے جنگ کی تھی۔ وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے۔ یہ کارروائی حضور اکرم ﷺ کی وفات کے فوراً بعد ہوئی ہے۔ ابوبکر صدیق ؓ کی قیادت میں ہوئی ہے اور صحابہ کرام ؓ کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی ہے۔ اجماع صحابہ ؓ کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

علمائے امت کا اجماع

اجماع صحابہ ؓ کے بعد چوتھے نمبر پر مسائل دین میں جس چیز کو حجت کی حیثیت حاصل ہے، وہ دور صحابہ ؓ کے بعد کے علمائے امت کا اجماع ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم

دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی سے لے کر آج تک ہر زمانے کے اور پوری دنیائے اسلام میں ہر ملک کے علماء اس عقیدے پر متفق ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا اور یہ کہ جو بھی آپ ﷺ کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرے یا اس کو مانے، وہ کافر خارج از ملت اسلام ہے، اس سلسلے کے بھی چند شواہد ملاحظہ ہوں۔

۱...... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۸۰ھ،۱۵۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا: مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں۔ اس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں کہ: ''لانبیّ بعدی''

(مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ لابن احمد المکی ج۱ ص۱۶۱ مطبوعہ حیدرآباد ۱۳۲۱ھ)

۲...... علامہ ابن جریر طبری (۲۲۴ھ، ۳۱۰ھ) اپنی مشہور تفسیر قرآن میں آیت: ''ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین'' کا مطلب بیان کرتے ہیں: ''جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگادی۔ اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔''

(تفسیر ابن جریر ج۲۲ ص۱۲)

۳...... امام طحاوی (۲۳۹ھ، ۳۲۱ھ) اپنی کتاب ''عقیدہ سلفیہ'' میں سلف صالحین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہم کے عقائد بیان کرتے ہوئے نبوت کے بارے میں یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں: ''اور محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے، چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء، امام الاتقیاء، سید المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔''

(شرح الطحاویہ فی العقیدۃ السّلفیہ دار المعارف مصر صفحات ۱۵، ۸۷، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲)

۴...... علامہ ابن حزم اندلسی (۳۸۴ھ، ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں: ''یقیناً وحی کا سلسلہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی۔ مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمد ﷺ نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔'' (المحلی ج۱ ص۲۶)

۵...... امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (۴۵۰ھ، ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: اگر یہ دروازہ (یعنی اجماع کو

حجت ماننے سے انکار کا دروازہ) کھول دیا جائے تو بڑی قبیح باتوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً اگر کہنے والا کہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کے بعد کسی رسول کی بعثت ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں تأمل نہیں کیا جاسکتا، لیکن بحث کے موقع پر جو شخص اس کی تکفیر میں تأمل کرنا جائز ثابت کرنا چاہتا ہو اسے لامحالہ اجماع سے مدد لینی پڑے گی۔ کیونکہ عقل اس کے عدم جواز کا فیصلہ نہیں کرتی اور جہاں تک نقل کا تعلق ہے، اس عقیدے کا قائل ''لا نبیّ بعدی'' اور خاتم النّبیین کی تاویل کرنے سے عاجز نہ ہوگا۔ وہ کہے گا کہ خاتم النّبیین سے مراد اولوالعزم رسولوں کا خاتم ہونا ہے اور اگر کہا جائے کہ ''نبیین'' کا لفظ عام ہے تو عام کو خاص قرار دے دینا اس کے لئے کچھ مشکل نہ ہوگا اور ''لا نبیّ بعدی'' کے متعلق وہ کہہ دے گا کہ: ''لا رسول بعدی'' تو نہیں کہا گیا ہے۔ رسول اور نبی میں فرق ہے اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلندتر ہے۔ غرض اس طرح کی بکواس بہت کچھ کی جاسکتی ہے اور محض لفظ کے اعتبار سے ایسی تاویلات کو ہم محال نہیں سمجھتے، بلکہ ظواہر تشبیہ کی تاویل میں ہم اس سے بھی زیادہ بعید احتمالات کی گنجائش مانتے ہیں اور اس طرح کی تاویلیں کرنے کے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ نصوص (بالکل واضح قرآنی احکامات) کا انکار کر رہا ہے لیکن اس قول کے قائل کی تردید میں ہم یہ کہیں گے کہ امت نے بالاتفاق اس لفظ (یعنی لا نبیّ بعدی) سے اور ﷺ کے قرائن احوال سے یہ سمجھا ہے کہ حضور پاک ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ آپ ﷺ کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ نیز امت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو منکر اجماع کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

(الاقتصاد فی الاعتقاد المطبعۃ الادبیۃ مصر ص۱۱۴)

۶...... محی السنہ بغوی (متوفی ۵۱۰ھ) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''اللہ نے آپ ﷺ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا۔ پس آپ ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں...... اور ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس (آیت میں) یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔''

(ج۳ ص۱۵۸)

۷...... علامہ زمخشری (۴۶۷ھ، ۵۳۸ھ) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں: ''اگر تم کہو کہ نبی ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے جب کہ حضرت عیسیٰ آخر زمانہ میں نازل ہوں گے تو میں کہوں گا کہ

آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا، اس معنی میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیرو آپ ﷺ کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ گویا کہ وہ آپ ہی کی امت کے ایک فرد ہیں۔'' (ج۲ص۲۱۵)

۸...... قاضی عیاض (متوفی ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں ''جو شخص خود اپنے حق میں نبوت کا دعویٰ کرے یا اس بات کو جائز رکھے کہ آدمی نبوت کا اکتساب کر سکتا ہے اور صفائی قلب کے ذریعہ سے مرتبہ نبوت کو پہنچ سکتا ہے۔ جیسا کہ بعض فلسفی اور غالی صوفی کہتے ہیں اور اسی طرح جو شخص نبوت کا دعویٰ تو نہ کرے مگر یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے۔ ایسے سب لوگ کافر اور نبی ﷺ کے جھٹلانے والے ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النّبیین ہیں، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپ ﷺ نے اللہ کی طرف سے یہ خبر پہنچائی ہے کہ آپ ﷺ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں اور تمام انسانوں کی طرف آپ ﷺ کو بھیجا گیا ہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر مفہوم پر محمول ہے، اس کے معنی ومفہوم میں کسی تاویل وتخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا ان تمام گروہوں کے کافر ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں بر بنائے اجماع بھی بر بنائے نقل بھی۔'' (شفاء ج۲ص۲۷۰،۲۷۱)

۹...... علامہ شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) اپنی مشہور کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں: ''اور اسی طرح جو کہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے (بجز عیسیٰ علیہ السلام کے) تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں۔'' (ج۳ص۲۶۹)

۱۰...... امام رازی (۵۴۳ھ ۶۰۶ھ) اپنی تفسیر کبیر میں آیت خاتم النّبیین کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اس سلسلہ بیان میں ''وخاتم النبیین'' اس لئے فرمایا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ اگر نصیحت اور توضیح احکام میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اس کے بعد آنے والا نبی اسے پورا کر سکتا ہے۔ مگر جس کے بعد کوئی آنے والا نبی نہ ہو، وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور اس کو زیادہ واضح رہنمائی دیتا ہے۔ کیونکہ اس کی مثال اس باپ کی ہوتی ہے جو جانتا ہے کہ اس کے بیٹے کا کوئی ولی وسرپرست اس کے بعد نہیں ہے۔''

(ج۶ص۵۶۱)

۱۱...... علامہ بیضاوی (متوفی ۶۷۵ھ) اپنی تفسیر انوار التنزیل میں لکھتے ہیں، یعنی آپ ﷺ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں جس نے ان کا سلسلہ ختم کر دیا یا جس سے انبیاء کے سلسلے پر مہر کر دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ ﷺ کے بعد نازل ہونا، اس ختم نبوت میں قادح نہیں ہے۔ کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ﷺ ہی کے دین پر ہوں گے۔'' (ج۴ص۱۶۴)

۱۲...... علامہ حافظ الدین النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) اپنی تفسیر ''مدارک التنزیل'' میں لکھتے ہیں: ''اور آپ ﷺ خاتم النّبیین ہیں...... یعنی نبیوں میں سب سے آخری، آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ رہے عیسیٰ تو وہ ان انبیاء میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جاچکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمد ﷺ پر عمل کرنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپ کی امت کے افراد میں سے ہیں۔'' (ص۴۷۱)

۱۳...... علامہ علاؤالدین بغدادی (متوفی ۷۲۵ھ) اپنی ''تفسیر خازن'' میں لکھتے ہیں: ''خاتم النّبیین'' یعنی اللہ نے آپ ﷺ پر نبوت ختم کر دی۔ اب نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبوت ہے نہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی اس میں شریک ''وکان اللّٰہ بکل شئ علیما'' یعنی یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (ص۴۷۱،۴۷۲)

۱۴...... علامہ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) اپنی مشہور و معروف تفسیر میں لکھتے ہیں: ''پس یہ آیت اس باب میں نص صریح (بالکل واضح حکم رب) ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور جب آپ ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہے۔ کیونکہ رسالت کا منصب خاص ہے اور نبوت کا منصب عام، ہر رسول نبی ہوتا ہے، مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا حضور ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس مقام کا دعویٰ کرے، وہ جھوٹا، مفتری، دجال گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے، خواہ وہ کیسے ہی خرق عادت اور شعبدے اور جادو اور طلسم اور کرشمے بنا کر لے آئے۔ یہی حیثیت ہر اس شخص کی ہے جو قیامت تک اس منصب کا مدعی ہو۔'' (ج۳ص۴۹۳،۴۹۴)

۱۵...... علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں ''یعنی اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰ جب نازل ہوں گے تو آپ ﷺ کی شریعت ہی کے مطابق عمل کریں گے۔'' (ص۷۶۸)

۱۶...... علامہ ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) اصول فقہ کی مشہور کتاب (الاشباہ والنظائر، کتاب السیر باب الردہ) میں لکھتے ہیں کہ:''اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ ان باتوں میں سے ہے جن کا جاننا اور ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔'' (ص۱۷۹)

۱۷...... ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۶ھ) شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:''ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔'' (ص۲۰۲)

۱۸...... شیخ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ھ) تفسیر روح البیان میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:''عاصم نے لفظ خاتم ت کے زبر کے ساتھ پڑھا ہے جس کے معنی ہیں آلہ ختم کے جس سے مہر کی جاتی ہے۔ جیسے طابع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے ٹھپا لگایا جائے۔ مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ انبیاء میں سب سے آخر تھے۔ جن کے ذریعے سے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگادی گئی۔ فارسی میں اسے ''مہر پیغمبراں'' کہیں گے۔ اسی طرح یہ لفظ بھی خاتم کے ہم معنی ہی ہے...... اب آپ ﷺ کی امت کے علماء آپ ﷺ سے صرف ولایت ہی کی میراث پائیں گے۔ نبوت کی میراث آپ ﷺ کی ختمیت کے باعث ختم ہوچکی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ ﷺ کے بعد نازل ہونا آپ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے میں قادح نہیں ہے۔ کیونکہ خاتم النّبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جاچکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی ﷺ کے پیرو کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ آپ ﷺ کے قبلے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے۔ آپ ﷺ کی امت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے۔ نہ ان کی طرف وحی آئے گی اور نہ وہ نئے احکام دیں گے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہوں گے اور اہل سنت والجماعت اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا:''**ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین**'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا:''**لا نبی بعدی**'' اب جو کوئی کہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہے تو اس کو کافر قرار دیا جائے گا، کیونکہ اس نے نص (واضح قرآنی حکم) کا انکار کیا اور اسی طرح اس شخص کی بھی تکفیر کی جائے گی جو اس میں شک کرے، کیوں حجت نے حق کو باطل سے ممیّز کردیا ہے اور جو شخص محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے اس کا دعویٰ باطل کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا۔'' (ج۲۲ ص۱۸۸)

۱۹...... فتاویٰ عالمگیر جسے بارھویں صدی ہجری میں اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے ہندوستان کے بہت سے اکابر علماء نے مرتب کیا تھا، میں لکھا ہے، اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلم نہیں ہے۔ اگر وہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا میں پیغمبر ہوں تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔'' (ج۲ص۲۶۳)

۲۰...... علامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) اپنی تفسیر فتح القدیر میں لکھتے ہیں:''جمہور نے لفظ خاتم کو'ت' کے زیر کے ساتھ پڑھا ہے اور عاصم نے زبر کے ساتھ۔ پہلی قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے انبیاء کو ختم کیا۔ یعنی سب کے آخر میں آئے اور دوسری قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ ان کے لئے مہر کی طرح ہوگئے، جس کے ذریعہ سے ان کا سلسلہ سربمہر ہوگیا اور جس کے شمول سے ان کا گروہ مزین ہوا۔'' (ج۴ص۲۷۵)

۲۱...... علامہ آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:''نبی کا لفظ رسول کی بہ نسبت عام ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے خاتم النّبیین ہونے سے خود بخود لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ خاتم الرسل بھی ہوں اور آپ ﷺ کے خاتم انبیاء و رسل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں وصف نبوت سے آپ ﷺ کے متصف ہونے کے بعد جن و انس میں سے ہر ایک کے لئے نبوت کا وصف منطقع ہوگیا۔'' (ج۲۲ص۳۲) رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص وحی نبوت کا مدعی ہو، اسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (ج۲۲ص۳۸) رسول اللہ ﷺ کا خاتم النّبیین ہونا ایک ایسی بات ہے جسے کتاب اللہ نے صاف صاف بیان کیا، سنت نے واضح طور پر اس کی تصریح کی اور امت نے اس پر اجماع کی۔ لہٰذا جو اس کے خلاف کوئی دعویٰ کرے۔ اسے کافر قرار دیا جائے گا۔'' (ج۲۲ص۳۹)

آواز خلق

یہ ہندوستان سے لے کر مراکش اور اندلس تک اور ترکی سے لے کر یمن تک ہر مسلمان ملک کے اکابر علماء و فقہاء اور محدثین و مفسرین کی تصریحات ہیں، ہم نے ان کے ناموں کے ساتھ ان کے سنین ولادت و وفات بھی دے دیئے ہیں جن سے ہر شخص بیک نظر معلوم کر سکتا ہے کہ پہلی صدی سے تیرھویں صدی تک تاریخ اسلام کی ہر صدی کے اکابر ان

میں شامل ہیں۔ اگرچہ ہم چودھویں صدی کے علمائے اسلام کی تصریحات بھی نقل کر سکتے ہیں۔مگر ہم نے قصداً انہیں اس لئے چھوڑ دیا کہ ان کی تفسیر کے جواب میں ایک شخص یہ حیلہ کر سکتا ہے کہ ان لوگوں نے اس دور کے مدعی نبوت کی ضد میں ختم نبوت کے یہ معنی بیان کئے ہیں۔اس لئے ہم نے پہلے علماء کی تحریریں نقل کی ہیں جو ظاہر ہے کہ آج کے کسی شخص سے کوئی ضد نہ رکھ سکتے تھے۔ان تحریروں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوجاتی ہے کہ پہلی صدی سے آج تک پوری دنیائے اسلام متفقہ طور پر ''خاتم النّبیین'' کے معنی ''آخری نبی'' ہی سمجھتی رہی ہے۔حضورﷺ کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے کے لئے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ رہا ہے اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہﷺ کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس کے دعوے کو مانے، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔اب یہ دیکھنا ہر صاحب عقل آدمی کا اپنا کام ہے کہ لفظ خاتم النّبیین کا جو مفہوم لغت سے ثابت ہے جو قرآن کی عبارت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے جس کی تصریح نبیﷺ نے خود فرمادی ہے جس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہے اور جسے صحابہ کرامؓ کے زمانے سے لے کر آج تک تمام دنیا کے مسلمان بلا اختلاف مانتے رہے ہیں۔اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم لینے اور کسی نئے مدعی کے لئے نبوت کا دروازہ کھولنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے اور ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان تسلیم کیا جاسکتا ہے جنہوں نے باب نبوت کے مفتوح ہونے کا محض خیال ہی ظاہر نہیں کیا ہے بلکہ اس دروازے سے ایک صاحب حریم نبوت میں داخل بھی ہوگئے اور یہ لوگ ان کی نبوت پر ایمان بھی لے آئے ہیں۔اس سلسلے میں تین باتیں اور قابل غور ہیں:

پہلی بات

پہلی بات یہ ہے کہ نبوت کا معاملہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ ہے۔قرآن مجید کی رو سے یہ اسلام کے ان بنیادی عقائد سے ہے جن کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر وایمان کا انحصار ہے۔ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو کافر اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اس کو مان لے تو کافر۔ایسے ایک نازک معاملے میں تو اللہ تعالیٰ سے کسی بے احتیاطی (نعوذ باللہ) کی

بدرجہ اولیٰ توقع نہیں کی جاسکتی۔ اگر محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآن میں صاف صاف اس کی تصریح فرماتا۔ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے اس کا کھلا کھلا اعلان کراتا اور حضور ﷺ دنیا سے کبھی تشریف نہ لے جاتے۔ جب تک اپنی امت کو اچھی طرح خبردار نہ کردیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء آئیں گے اور تمہیں ان کو ماننا ہوگا۔ آخر اللہ اور اس کے رسول کو ہمارے دین وایمان سے کیا دشمنی تھی کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوتا اور کوئی نبی آنے والا بھی ہوتا جس پر ایمان لائے بغیر ہم مسلمان نہ ہوسکتے۔ مگر ہم کو نہ صرف یہ کہ اس سے بے خبر رکھا جاتا بلکہ اس کے برعکس اللہ اور اس کا رسول ﷺ دونوں ایسی باتیں فرمادیتے جن سے تیرہ سو برس تک ساری امت یہی سمجھتی رہی اور آج بھی سمجھ رہی ہے کہ حضور پاک ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

اب اگر بفرض محال نبوت کا دروازہ واقعی کھلا ہو اور بھی نبی آجائے تو ہم بے خوف وخطر اس کا انکار کردیں گے، خطرہ ہوسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بازپرس ہی کا تو ہوسکتا ہے۔ وہ قیامت کے روز ہم سے پوچھے گا کہ ہم یہ سارا ریکارڈ برسر عدالت لاکر رکھ دیں گے۔ جس سے ثابت ہوجائے گا کہ معاذ اللہ! اس کفر کے خطرے میں تو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہی نے ہمیں ڈالا تھا۔ ہمیں قطعاً کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ اس ریکارڈ کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں کسی نئے نبی پر ایمان نہ لانے کی سزا دے ڈالے گا۔ لیکن اگر نبوت کا دروازہ فی الواقع بند ہے اور کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور اس کے باوجود کوئی شخص کسی مدعی کی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اسے سوچ لینا چاہئے کہ اس کفر کی پاداش سے بچنے کے لئے وہ کون سا ریکارڈ خدا کی عدالت میں پیش کرسکتا ہے جس سے وہ رہائی کی توقع رکھتا ہو۔ عدالت میں پیشی ہونے سے پہلے اسے اپنی صفائی کے مواد کا یہیں جائزہ لے لینا چاہئے اور ہمارے پیش کردہ مواد سے مقابلہ کر کے خود ہی دیکھ لینا چاہئے کہ جس صفائی کے بھروسے پر وہ یہ کام کررہا ہے۔ کیا ایک عقل مند آدمی اس پر اعتماد کر کے کفر کی سزا کا خطرہ مول لے سکتا ہے۔

دوسری بات

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ نبوت کوئی ایسی صفت نہیں ہے جو ہر اس شخص میں پیدا ہوجایا کرے جس نے عبادت اور عمل صالح میں ترقی کر کے اپنے آپ کو اس کا اہل بنالیا

ہو۔ نہ یہ کوئی ایسا انعام ہے جو کچھ خدمات کے صلے میں عطاء کیا جاتا ہو بلکہ یہ ایک منصب ہے جس پر ایک خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مقرر کرتا ہے، اس ضرورت کا جب تقاضا ہوتا ہے تو ایک نبی اس کے لئے مامور کیا جاتا ہے اور جب ضرورت نہیں ہوتی یا باقی نہیں رہتی تو خواہ مخواہ انبیاء پر انبیاء نہیں بھیجے جاتے۔

قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن کن حالات میں پیش آئی ہے تو پتہ چلا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوئے ہیں۔

اوّل یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لئے ہو کہ اس میں پہلے کبھی کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچا سکتا تھا۔

دوم یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو یا اس میں تحریف ہوگئی ہو اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعے مکمل تعلیم وہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لئے مزید انبیاء کی ضرورت ہو۔

چہارم یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لئے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔ اب یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی نبی پاک ﷺ کے بعد باقی نہیں رہی ہے۔

قرآن خود کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ کو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتارہی ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی تھی۔ اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء علیہم السلام کے آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

قرآن اس پر بھی گواہ ہے اور اس کے ساتھ حدیث وسیرت کا پورا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم بالکل اپنی صحیح صورت میں محفوظ ہے۔ اس میں مسخ وتحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا۔ جو کتاب آپ ﷺ لائے تھے، اس میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی آج تک نہیں ہوئی۔ نہ قیامت تک ہوسکتی ہے جو ہدایت آپ ﷺ نے اپنے قول وعمل سے دی اس کے تمام آثار آج بھی اس طرح ہمیں مل جاتے ہیں کہ گویا ہم آپ ﷺ کے زمانے میں موجود ہیں۔ اس لئے دوسری ضرورت بھی ختم ہوگئی۔

پھر قرآن مجید یہ بات بھی صاف صاف کہتا ہے کہ حضور پاک ﷺ کے ذریعے سے دین کی تکمیل کردی گئی۔ لہٰذا تکمیل دین کے لئے بھی اب کوئی نبی درکار نہیں رہا۔

اب رہ جاتی ہے چوتھی ضرورت تو اگر اس کے لئے کوئی نبی درکار ہوتا تو وہ حضور پاک ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ جب وہ مقرر نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہوگئی۔

اب ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ پانچویں وجہ کون سی ہے جس کے لئے آپ ﷺ کے بعد ایک نبی کی ضرورت ہو۔ اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی ہے۔ اس لئے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لئے نبی دنیا میں کب آیا ہے کہ آج صرف اس کام کے لئے وہ آئے؟ نبی تو اس لئے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لئے ہوتی ہے یا پچھلے پیغام کی تکمیل کرنے کے لئے یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لئے۔ قرآن اور سنت محمد ﷺ کے محفوظ ہوجانے اور دین کے مکمل ہوجانے کے بعد جب وحی کی سب ممکن ضرورتیں ختم ہوچکی ہیں تو اب اصلاح کے لئے صرف مصلحین کی حاجت باقی ہے نہ کہ انبیاء کی۔

تیسری بات

تیسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا، فوراً اس میں کفر وایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا جو اس کو مانیں گے وہ ایک امت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ مانیں گے وہ لامحالہ دوسری امت ہوں گے۔ ان دونوں امتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہوگا بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہوگا جو انہیں اس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا جب تک ان میں سے کوئی اپنا عقیدہ نہ چھوڑ دے۔ پھر ان کے لئے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے ماخذ الگ الگ ہوں گے، کیونکہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے ماخذ قانون ہونے کا سرے سے منکر ہوگا۔ اس بناء پر ان کا ایک مشترک معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔

ان حقائق کو اگر کوئی شخص نگاہ میں رکھے تو اس پر یہ بات بالکل واضح ہوجائے گی کہ ختم نبوت امت مسلمہ کے لئے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے جس کی بدولت ہی اس

امت کا دائمی اور عالمگیر برداری بننا ممکن ہوا ہے۔ اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہوسکتا ہو۔ اب جو شخص بھی محمد ﷺ کو اپنا ہادی و رہبر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور مأخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو۔ وہ اس برداری کا فرد ہے اور ہر وقت ہوسکتا ہے یہ وحدت اس امت کو کبھی نصیب نہ ہوسکتی تھی۔ اگر ثبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا۔ کیوں کہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی کہ جب تمام دنیا کے لئے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعہ سے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہئے تاکہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لئے اہل ایمان کی ایک ہی امت بن سکے اور بلا ضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت میں بار بار تفرقہ برپا ہوتا رہے۔ نبی خواہ ظلی ہو یا بروزی امتی ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب بہرحال جو شخص نبی ہوگا اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوگا۔ اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ اس کے ماننے والے ایک امت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے جب کہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو۔ مگر جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر وایمان کی کشمکش میں مبتلاء کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے۔ لہٰذا جو کچھ قرآن سے ثابت ہے اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ عقل بھی اسی کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہی رہنا چاہئے۔

مسیح موعود کی حقیقت

نئی نبوت کی طرف بلانے والے حضرات عام طور پر ناواقف مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ احادیث میں مسیح موعود (Promised Messiah) کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور مسیح نبی تھے، اس لئے ان کے آنے سے ختم نبوت میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی۔ بلکہ ختم نبوت بھی برحق اور اس کے باوجود مسیح موعود کا آنا بھی برحق۔

اسی سلسلے میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ’’مسیح موعود‘‘ سے مراد عیسیٰ ابن مریم نہیں۔ ان کا تو انتقال ہو چکا۔ اب جس کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے وہ مثیل مسیح یعنی حضرت عیسیٰ کے مانند ایک مسیح ہے اور وہ فلاں شخص ہے جو آچکا ہے اس کا ماننا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے ہم یہاں پورے حوالوں کے ساتھ وہ مستند روایات نقل کئے دیتے ہیں جو اس مسئلے کے متعلق حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان احادیث کو دیکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا تھا اور آج اس کو کیا بنایا جارہا ہے۔

۱...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے، اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ضرور اتریں گے، تمہارے درمیان ابن مریم حاکم عادل بن کر پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے۔ صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی۔ دین عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے (یعنی حضرت عیسیٰ) کو صلیب پر ’’لعنت‘‘ کی موت دی جس سے وہ انسان کے گناہ کا کفارہ بن گیا اور انبیاء کی امتوں کے درمیان عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت رد کر دی، خنزیر تک کو حلال کر لیا جو تمام انبیاء کی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر خود اعلان کر دیں گے کہ نہ میں خدا کا بیٹا ہوں نہ میں نے صلیب پر جان دی، نہ میں کسی کے گناہ کا کفارہ بنا تو عیسائی عقیدے کے لئے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے تو نہ اپنے پیروؤں کے لئے سور حلال کیا تھا اور نہ ان کو شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھہرایا تھا تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

دوسری روایت میں حرب کے بجائے جزیہ کا لفظ ہے۔ یعنی جزیہ ختم کر دیں گے اور مال کی وہ کثرت ہوگی کہ اس کا قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور (حالت یہ ہو جائے گی کہ لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور) ایک سجدہ کر لینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم، مسلم باب نزول عیسیٰ، ترمذی ابواب الفتن، باب فی نزول عیسیٰ مسند احمد، مرویات ابوہریرہؓ)

دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت ملتوں کے اختلافات ختم ہوکر سب لوگ ایک ملت اسلام میں شامل ہوجائیں گے اور اس طرح نہ جنگ ہوگی اور نہ کسی پر جزیہ عائد کیا جائے گا۔ اسی بات پر آگے احادیث نمبر۵، ۱۵ دلالت کررہی ہیں۔

۲...... ایک اور روایت حضرت ابوہریرہؓ سے ان الفاظ میں ہے کہ: ’’لاتقوم الساعة حتی نزل ابن مریم ‘‘ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک نازل نہ ہولیں عیسیٰ ابن مریم...... اور اس کے بعد وہی مضمون ہے جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوا ہے۔

(بخاری کتاب المظالم باب کسر الصلیب، ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال)

۳...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیسے ہوگے تم جب کہ تمہارے درمیان ابن مریم اتریں گے اور تمہارا امام اس وقت خود تم میں سے ہوگا۔

(بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ، مسلم بیان نزول عیسیٰ، مسند احمد مرویات ابی ہریرہؓ)

یعنی نماز میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت نہیں کرائیں گے بلکہ مسلمانوں کا جو امام پہلے سے ہوگا اسی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے۔

۴...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نازل ہوں گے، پھر وہ خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو مٹا دیں گے اور ان کے لئے نماز قائم کی جائے گی اور وہ اتنا مال تقسیم کریں گے کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور وہ خراج ساقط کردیں گے اور روحاء کے مقام (مدینہ منورہ سے ۳۵ میل کے فاصلے پر ایک مقام) پر منزل کر کے وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے یا دونوں کو جمع کریں گے۔ راوی کو شک ہے کہ حضور ﷺ نے ان میں سے کون سی بات فرمائی تھی۔

(مسند احمد بسلسلہ مرویات ابی ہریرہؓ، مسلم کتاب الحج باب جواز التمتع فی الحج والقرآن)

(واضح رہے کہ اس زمانے میں جن صاحب کو مثیل مسیح قرار دیا گیا ہے، انہوں نے اپنی زندگی میں حج کیا اور نہ عمرہ)

۵...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے (دجال کے خروج کا ذکر کرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا) اس اثناء میں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کررہے ہوں

گے، صفیں باندھ رہے ہوں گے اور نماز کے لئے تکبیر اقامت کہی جاچکی ہوگی کہ عیسیٰ ابن مریم نازل ہوجائیں گے اور نماز میں مسلمانوں کی امامت کریں گے اور اللہ کا دشمن (یعنی دجال) ان کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا، جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو اس کے حال ہی پر چھوڑ دیں تو وہ آپ ہی گھل کر مرجائے۔ مگر اللہ اس کو ان کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور وہ اپنے نیزے میں اس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔

(مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الملاحم، بحوالہ مسلم)

۶...... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے اور ان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اترنے والے ہیں، پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا وہ ایک میانہ قد آدمی ہیں۔ رنگ مائل بسرخی وسپیدی ہے، دوزرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے۔ حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے۔ وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے۔ صلیب کو پاش پاش کردیں گے۔ خنزیر کو قتل کردیں گے، جزیہ ختم کردیں گے اور اللہ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو مٹادے گا اور وہ مسیح دجال کو ہلاک کردیں گے اور زمین میں وہ چالیس سال ٹھہریں گے۔ پھر ان کا انتقال ہوجائے گا اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ (ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال۔ مسند احمد، مرویات ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

۷...... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ...... پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ آئیے آپ نماز پڑھائیے۔ مگر وہ کہیں گے کہ نہیں تم لوگ خود ہی ایک دوسرے کے امیر ہو۔ (یعنی تمہارا امیر تم ہی میں سے ہونا چاہئے) یہ وہ اس عزت کا لحاظ کرتے ہوئے کہیں گے جو اللہ نے اس امت کو دی ہے۔ (مسلم بیان نزول عیسیٰ ابن مریم، مسند احمد بسلسلہ مرویات جابر بن عبداللہ)

۸...... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (قصہ ابن صیّاد کے سلسلہ میں) روایت کرتے ہیں کہ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کردوں۔ اس پر رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ وہی شخص (یعنی دجال) ہے تو اس کے قتل کرنے

والے تم نہیں ہو۔ بلکہ اسے تو عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہی قتل کریں گے اور اگر یہ وہ شخص نہیں ہے تو تمہیں اہل عہد (یعنی ذمیوں) میں سے ایک آدمی کو قتل کر دینے کا کوئی حق نہیں۔

(مشکوۃ کتاب الفتن باب قصہ ابن صیّاد بحوالہ شرح السنہ بغوی)

۹...... جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (دجال کا قصہ بیان کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا) اس وقت یکا یک عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مسلمانوں کے درمیان آجائیں گے۔ پھر نماز کھڑی ہوگی اور ان سے کہا جائے گا کہ اے روح اللہ! آگے بڑھئے مگر وہ کہیں گے کہ نہیں تمہارے امام ہی کو آگے بڑھنا چاہئے۔ وہی نماز پڑھائے۔ پھر صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مسلمان دجال کے مقابلے پر نکلیں گے۔ فرمایا جب وہ کذاب، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے قتل کر دیں گے اور حالت یہ ہوگی کہ درخت اور پتھر پکار اٹھیں گے کہ اے روح اللہ! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ دجال کے پیروؤں میں سے کوئی نہ بچے گا۔ جسے وہ (یعنی عیسیٰ) قتل نہ کر دیں۔ (مسند احمد بسلسلہ روایات جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

۱۰...... حضرت نواس بن سمعان کلابی (قصہ دجال بیان کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں، اس اثناء میں کہ دجال یہ کچھ کر رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیج دے گا اور وہ دمشق کے مشرقی حصے میں، سفید مینار کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے، دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی اور وہ ان کی حد نظر تک جائے گی وہ زندہ نہ بچے گا۔ پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور لد کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔ (مسلم ذکر الدجال، ابوداؤد کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، ترمذی ابواب الفتن، باب فی فتنۃ الدجال، ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال)

(واضح رہے کہ لد (Lydda) اسرائیل کے دارالسلطنت تل ابیب سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہودیوں نے وہاں بہت بڑا ہوائی اڈہ بنا رکھا ہے)

۱۱...... عبداللہ بن عمر بن عاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس (میں نہیں جانتا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال یہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کا اپنا قول ہے) رہے گا۔ پھر اللہ عیسیٰ ابن مریم کو بھیجے گا۔ ان کا حلیہ عروہ بن مسعود (ایک صحابی) سے مشابہ ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام اس کا پیچھا کریں گے اور اسے ہلاک کردیں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان بھی عداوت نہ ہوگی۔ (مسلم ذکرالدجال)

۱۲...... حذیفہ بن اسید الغفاری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ ہماری مجلس میں تشریف لائے اور ہم آپس میں بات چیت کررہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا بات ہورہی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا۔ ہم قیامت کا ذکر رہے تھے۔ فرمایا وہ ہرگز قائم نہ ہوگی۔ جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہوجائیں۔ پھر آپ ﷺ نے وہ دس نشانیاں یہ بتائیں:

(۱) دھواں، (۲) دجال، (۳) دابۃ الارض، (۴) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، (۵) عیسیٰ ابن مریم کا نزول، (۶) یاجوج وماجوج، (۷) تین بڑے خسف (زمین دھنس جانا) ایک مشرق میں، (۸) دوسرا مغرب میں، (۹) تیسرا جزیرۃ العرب میں، (۱۰) سب سے آخر میں ایک زبردست آگ جو یمن سے اٹھے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔ (مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ، ابوداؤد کتاب الملاحم باب امارات الساعۃ)

۱۳...... نبی ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا میری امت کے دو لشکر ایسے ہیں جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچالیا۔ ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا۔ دوسرا وہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہوگا۔

(نسائی کتاب الجہاد، مسند احمد بسلسلہ روایات ثوبان)

۱۴...... مجمع بن جاریۃ انصاری کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ابن مریم دجال کو لدّ کے دروازے پر قتل کریں گے۔ (مسند احمد، ترمذی ابواب الفتن)

۱۵...... ابوامامہ باہلی (ایک طویل حدیث میں دجال کا ذکر کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں کہ عین اس وقت جب مسلمانوں کا امام صبح کی نماز پڑھنے کے لئے آگے بڑھ چکا ہوگا۔ عیسیٰ ابن مریم ان پر اتر آئیں گے۔ امام پیچھے پلٹے گا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھیں۔ مگر

عیسیٰ علیہ السلام اس کے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ نہیں تم ہی نماز پڑھاؤ۔ کیونکہ یہ تمہارے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہی نماز پڑھائے گا۔ سلام پھیرنے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ دروازہ کھولو۔ چنانچہ وہ کھولا جائے گا۔ باہر دجال ۷۰ ہزار مسلح یہودیوں کے ساتھ موجود ہوگا۔ جوں ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام پر اس کی نظر پڑے گی وہ اس طرح گھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اور وہ بھاگ نکلے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے، میرے پاس تیرے لئے ایک ایسی ضرب ہے جس سے تو بچ کر نہ جاسکے گا۔ پھر وہ اسے لد کے مشرقی دروازے پر جا لیں گے اور یہودیوں کو ہرا دے گا...... اور زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جائے۔ سب دنیا کا کلمہ ایک ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ ہوگی۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن باب فتنۃ الدجال)

۱۶...... عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے...... اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام فجر کی نماز کے وقت اتر آئیں گے۔ مسلمانوں کا امیر ان سے کہے گا کہ اے روح اللہ! آپ نماز پڑھایئے وہ جواب دیں گے کہ اس امت کے لوگ خود ہی ایک دوسرے پر امیر ہیں۔ تب مسلمانوں کا امیر آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا۔ پھر نماز سے فارغ ہوکر عیسیٰ علیہ السلام اپنا حربہ لے کر دجال کی طرف چلیں گے۔ وہ جب ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جیسے سیسہ پگھلتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اپنے حربے سے اس کو ہلاک کر دیں گے اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگیں گے۔ مگر کہیں انہیں چھپنے کو جگہ نہ ملے گی۔ حتیٰ کہ درخت پکاریں گے اے مومن! یہ کافر یہاں موجود ہے اور پتھر پکاریں گے کہ اے مومن! یہ کافر یہاں ہے۔ (مسند احمد، طبرانی، حاکم)

۱۷...... سمرہ بن جندب (ایک طویل حدیث میں) نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں پھر صبح کے وقت مسلمانوں کے درمیان عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم آجائیں گے اور اللہ دجال اور اس کے لشکروں کو شکست دے گا۔ یہاں تک کہ دیواریں اور درختوں کی جڑیں پکار اٹھیں گی کہ اے مومن یہ کافر میرے پیچھے چھپا ہوا ہے آؤ اسے قتل کر۔ (مسند احمد حاکم)

۱۸...... عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں

ہمیشہ ایک گروہ ایسا موجود رہے گا جو حق پر قائم اور مخالفین پر بھاری ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ آجائے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوجائیں۔ (مسند احمد)

۱۹...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا (دجال کے قصے میں) روایت کرتی ہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین میں ایک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔ (مسند احمد)

۲۰...... رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام سفینہ (دجال کے قصے میں روایت کرتے ہیں) عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ دجال کو افیق کی گھاٹی کے قریب ہلاک کردے گا۔

(مسند احمد)

(افیق جسے آج کل فیق کہتے ہیں شام اور اسرائیل کی سرحد پر موجودہ ریاست شام کا آخری شہر ہے۔ اس کے آگے مغرب کی جانب چند میل کے فاصلہ پر طبریہ نامی جھیل ہے جس میں سے دریائے اردن نکلتا ہے اور اس کے جنوب مغرب کی طرف پہاڑوں کے درمیان ایک نشیبی راستہ ہے جو تقریباً ڈیڑھ دو ہزار فٹ تک گہرائی میں اتر کر اس مقام پر پہنچتا ہے۔ جہاں سے دریائے اردن طبریہ میں سے نکلتا ہے۔ اسی پہاڑی راستے کو عقبہ افیق یعنی افیق کی گھاٹی کہتے ہیں)

۲۱...... حضرت حذیفہ بن یمان (دجال کا ذکر کرتے ہوئے) بیان کرتے ہیں پھر جب مسلمان نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوں گے تو ان کی آنکھوں کے سامنے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اتریں گے اور وہ مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد لوگوں سے کہیں گے کہ میرے اور اس دشمن خدا کے درمیان سے ہٹ جاؤ...... اور اللہ، دجال کے ساتھیوں پر مسلمانوں کو مسلط کردے گا اور مسلمان انہیں خوب ماریں گے، یہاں تک کہ درخت اور پتھر پکار اٹھیں گے۔ اے عبداللہ! اے عبدالرحمٰن! اے مسلمان! یہ رہا ایک یہودی مارا سے۔ اسی طرح اللہ ان کو فنا کردے گا اور مسلمان غالب ہوں گے اور صلیب توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کردیں گے اور جزیہ ساقط کردیں گے۔ (مستدرک حاکم، مسلم میں بھی یہ روایت اختصار کے ساتھ آئی ہے اور حافظ ابن حجر نے (فتح الباری ج۶ ص۴۵) میں اسے صحیح قرار دیا ہے)

یہ ۲۱ روایات ہیں جو ۱۴ اصحابیوں سے صحیح سندوں کے ساتھ حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں وارد ہوئی ہیں۔ اگرچہ ان کے علاوہ دوسری بہت سی احادیث میں بھی یہ ذکر آیا ہے، لیکن طویل کلام سے بچنے کے لئے ہم نے ان سب کو نقل نہیں کیا ہے، بلکہ صرف وہ روایتیں لے لی ہیں جو سند کے لحاظ سے قوی تر ہیں۔

ان احادیث سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

جو شخص بھی ان احادیث کو پڑھے گا وہ خود دیکھ لے گا کہ ان میں کسی ''مسیح موعود'' یا ''مثیل مسیح'' یا ''بروز مسیح'' کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے، نہ ان میں اس امر کی کوئی گنجائش ہے کہ کوئی شخص اس زمانے میں کسی ماں کے پیٹ اور کسی باپ کے نطفے سے پیدا ہو کر یہ دعویٰ کر دے کہ میں ہی وہ مسیح ہوں جس کے آنے کی سیدنا محمد ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی۔ یہ تمام حدیثیں صاف اور صریح الفاظ میں ان عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دے رہی ہیں جو اب سے دو ہزار سال پہلے باپ کے بغیر حضرت مریم علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لاحاصل ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھا لانے پر قادر ہے۔

جو لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں، انہیں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۶۹ ملاحظہ فرما لینی چاہئے۔ جس میں اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں فرماتا ہے کہ اس نے ایک بندے کو ۱۰۰ برس تک مردہ رکھا اور پھر زندہ کر دیا۔ ''**فاماته الله مائة عامٍ ثم بعثه**'' ورنہ یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزارہا سال تک زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس لے آئے۔ بہرحال اگر کوئی شخص حدیث کو نہ مانتا ہو تو وہ سرے سے کسی آنے والے کی آمد کا قائل ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا جائے احادیث سے اور پھر انہی احادیث کی اس تصریح کو نظرانداز کر دیا جائے کہ وہ آنے والے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہوں گے نہ کہ کوئی مثیل مسیح۔

دوسری بات جو اتنی ہی وضاحت کے ساتھ ان احادیث سے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا یہ دوبارہ نزول نبی ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے

نہیں ہوگا نہ ان پر وحی نازل ہوگی، نہ وہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے، نہ وہ شریعت محمدی میں کوئی اضافہ یا کمی کریں گے نہ ان کو تجدید دین کے لئے دنیا میں لایا جائے گا نہ وہ آ کر لوگوں کو اپنے ماننے والوں کی ایک الگ امت بنائیں گے۔ وہ صرف ایک کارخاص کے لئے بھیجے جائیں گے اور وہ یہ ہوگا کہ دجال کے فتنے کا خاتمہ کر دیں۔ اس غرض کے لئے وہ ایسے طریقے سے نازل ہوں گے کہ جن مسلمانوں کے درمیان ان کا نزول ہوگا کہ یہ عیسیٰ ابن مریم ہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئیوں کے مطابق ٹھیک وقت پر تشریف لائے ہیں۔ وہ آ کر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ جو بھی مسلمانوں کا امام اس وقت ہوگا اسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور جو بھی اس وقت مسلمانوں کا امیر ہوگا اسی کو آگے رکھیں گے تاکہ اس شبہ کی کوئی ادنیٰ سے گنجائش بھی نہ رہے کہ وہ اپنی سابقہ پیغمبرانہ حیثیت کی طرح اب پھر پیغمبری کے فرائض انجام دینے کے لئے واپس آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی جماعت میں اگر خدا کا پیغمبر موجود ہو تو نہ اس کا کوئی امام دوسرا شخص ہو سکتا ہے اور نہ امیر۔ پس جب وہ مسلمانوں کی جماعت میں آ کر محض ایک فرد کی حیثیت سے شامل ہوں گے تو یہ گویا خود بخود اس امر کا اعلان ہوگا کہ وہ پیغمبر کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے ہیں اور اس بناء پر ان کی آمد سے مہر نبوت کے ٹوٹنے کا قطعاً کوئی سوال پیدا نہ ہوگا۔

علماء اسلام نے اس مسئلے کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ علامہ تفتازانی (۷۲۲ھ، ۷۹۲ھ) شرح عقائد نسفی میں لکھتے ہیں ''یہ ثابت ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں، اگر کہا جائے کہ آپ ﷺ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر احادیث میں آیا ہے تو ہم کہیں گے کہ ہاں آیا ہے۔ مگر وہ محمد ﷺ کے تابع ہوں گے۔ کیونکہ ان کی شریعت تو منسوخ ہو چکی ہے۔ اس لئے نہ ان کی طرف وحی ہوگی اور نہ وہ احکام مقرر کریں گے بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نائب کی حیثیت سے کام کریں گے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا بلاشبہ اسی نوعیت کا ہوگا جیسے ایک صدر ریاست کے دور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں مملکت کی کوئی خدمت انجام دے۔ ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایک صدر کے دور میں کسی سابق صدر کے محض آ جانے سے آئین نہیں ٹوٹتا۔ البتہ دو صورتوں میں آئین کی خلاف ورزی لازم

آتی ہے۔ ایک یہ کہ سابق صدر آ کر پھر سے فرائض صدارت سنبھالنے کی کوشش کرے۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص اس کی سابق صدارت کا بھی انکار کردے۔ کیونکہ یہ ان تمام کاموں کے لئے جواز کو چیلنج کرنے کا ہم معنی ہوگا جو اس کے دور صدارت میں انجام پائے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو بجائے خود سابق صدر کی آمد آئینی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتی۔ یہی معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا بھی ہے کہ ان کے محض آجانے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔ البتہ اگر وہ آ کر پھر نبوت کا منصب سنبھال لیں اور فرائض نبوت انجام دینے شروع کردیں یا کوئی شخص ان کی سابق نبوت کا بھی انکار کردے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے آئین نبوت کی خلاف ورزی لازم آئے گی۔ احادیث نے پوری وضاحت کے ساتھ دونوں صورتوں کا سدباب کردیا ہے۔ ایک طرف وہ تصریح کرتی ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے اور دوسری طرف وہ خبر دیتی ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم دوبارہ نازل ہوں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ ان کی یہ آمد ثانی منصب نبوت کے فرائض انجام دینے کے لئے نہ ہوگی۔ اسی طرح ان کی آمد سے مسلمانوں کے اندر کفر وایمان کا بھی کوئی نیا سوال پیدا نہ ہوگا۔ ان کی سابقہ نبوت پر تو آج بھی اگر کوئی ایمان نہ لائے تو کافر ہوجائے۔ حضرت محمد ﷺ خود ان کی اس نبوت پر ایمان رکھتے تھے اور آپ ﷺ کی ساری امت ابتدا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر ایمان رکھتی ہے۔ یہی حیثیت اس وقت بھی ہوگی۔ مسلمان کسی تازہ نبوت پر ایمان نہ لائیں گے بلکہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی سابقہ نبوت پر ایمان رکھیں گے جس طرح آج رکھتے ہیں۔ یہ چیز نہ آج ختم نبوت کے خلاف نہ اس وقت ہوگی۔

آخری بات جو ان احادیث سے اور بکثرت دوسری احادیث سے بھی معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ دجال جس کے فتنہ عظیم کا خاتمہ کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجا جائے گا۔ یہودیوں میں سے ہوگا اور اپنے آپ کو ''مسیح'' کی حیثیت سے پیش کرے گا۔ اس معاملے کی حقیقت کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا۔ جب تک وہ یہودیوں کی تاریخ اور ان کے مذہبی تصورات سے واقف نہ ہو۔ حضرت سلمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے درپے تنزل کی حالت میں مبتلاء ہوتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ آخرکار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کردیا تو انبیائے بنی اسرائیل نے ان کو خوشخبری

دینی شروع کی کہ خدا کی طرف سے ایک ''مسیح'' آنے والا ہے جو ان کو ذلت سے نجات دلائے گا۔ ان پیش گوئیوں کی بناء پر یہودی ایک مسیح کی آمد کے متوقع تھے جو بادشاہ ہو، لڑ کر ملک فتح کرے۔ بنی اسرائیل کو ملک ملک سے لاکر فلسطین میں جمع کردے اور ان کی ایک زبردست سلطنت قائم کردے۔ لیکن ان کی ان توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خدا کی طرف سے مسیح ہوکر آئے اور کوئی لشکر ساتھ نہ لائے تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہوگئے۔ اس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اس مسیح موعود (Promised messiah) کے منتظر ہیں۔ جس کے آنے کی خوشخبریاں ان کو دی گئی تھیں۔ ان کا لٹریچر اس آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ تلمود اور ابّیول کے ادبیات میں اس کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، اس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں اور یہ امید لئے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی وسیاسی لیڈر ہوگا جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں) انہیں واپس دلائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لاکر اس ملک میں پھر سے جمع کردے گا۔

اب اگر کوئی شخص مشرق وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور نبی ﷺ کی پیش گوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو وہ فوراً یہ محسوس کرے گا کہ اس دجال اکبر کے ظہور کے لئے اسٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے جو حضور پاک ﷺ کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا۔ فلسطین کے بڑے حصے سے مسلمان بے دخل کئے جاچکے ہیں اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست قائم کردی گئی ہے۔ اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھنچ کھنچ کر چلے آرہے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اس کو ایک زبردست جنگی طاقت بنادیا ہے۔ یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنس دان اور ماہرین فنون اس کو روزافزوں ترقی دیتے چلے جارہے ہیں اور اس کی یہ طاقت گردوپیش کی مسلمان قوموں کے لئے ایک خطرۂ عظیم بن گئی ہے۔ اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا کہ وہ اپنی ''میراث کا ملک'' حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کررہے ہیں۔

نقشہ نمبر ا ملاحظہ فرمائیے:

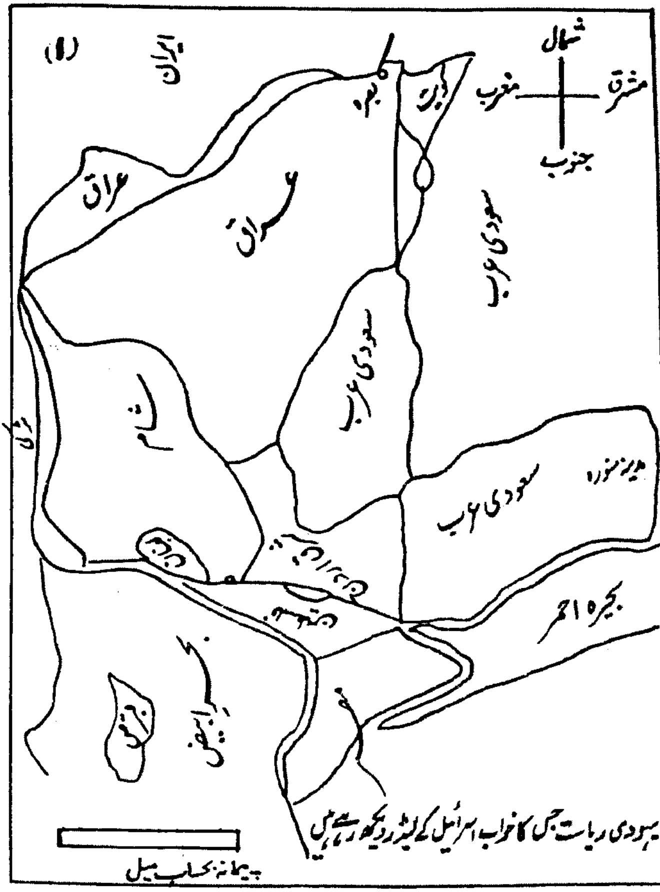

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورا شام، پورا لبنان، پورا اردن اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ترکی سے اسکندرون، مصر سے سینا اور ڈیلٹا کا علاقہ اور سعودی عرب سے بالائی حجاز ونجد کا علاقہ لینا چاہتے ہیں۔ جس میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے صاف محسوس ہوتا ہے کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی ہڑبونگ سے فائدہ اٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر وہ دجال اکبران کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا۔ جس کے ظہور کی خبر دینے ہی پر نبی ﷺ نے اکتفا نہیں فرمایا ہے۔ بلکہ یہ بھی بتادیا ہے کہ اس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن ایک سال

کے برابر محسوس ہوگا اسی بنا پر آپ ﷺ فتنہ دجال مسیح سے خود بھی خدا کی پناہ مانگتے تھے اور اپنی امت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے تھے۔

اس مسیح دجال کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کسی مثیل مسیح کو نہیں بلکہ اس اصلی مسیح (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو نازل فرمائے گا۔ جسے دو ہزار برس پہلے یہودیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا اور جسے وہ اپنی دانست میں صلیب پر چڑھا کر ٹھکانے لگا چکے تھے۔ اس حقیقی مسیح کے نزول کی جگہ ہندوستان یا افریقہ یا امریکہ میں نہیں، بلکہ دمشق میں ہوگی۔ کیوں کہ یہی مقام اس وقت عین محاذ جنگ ہوگا۔

نقشہ نمبر۲ ملاحظہ فرمائیے:

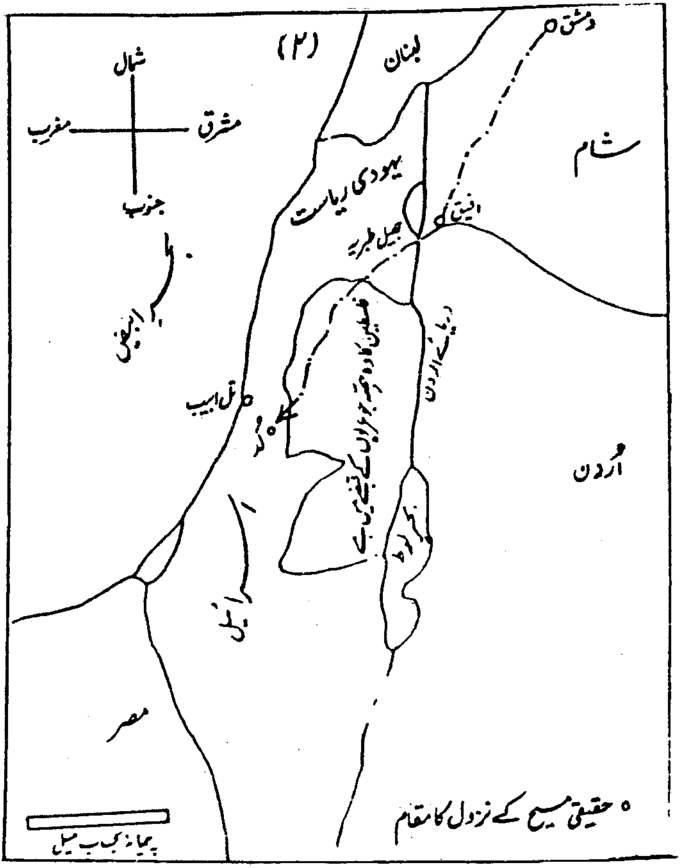

دیکھئے کہ اسرائیل کی سرحد سے دمشق بمشکل ۵۰،۶۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ پہلے جو احادیث ہم نقل کر آئے ہیں۔ ان کا مضمون اگر آپ کو یاد ہے تو آپ کو یہ سمجھنے میں کوئی زحمت نہیں ہوگی کہ مسیح دجال ستر ہزار یہودیوں کا لشکر لے کر شام میں گھسے گا اور دمشق کے سامنے جا پہنچے گا۔ ٹھیک اس نازک موقع پر دمشق کے مشرقی حصے میں ایک سفید مینار کے قریب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مسجد میں نازل ہوں گے اور نماز فجر کے بعد مسلمانوں کو اس کے مقابلے پر لے کر نکلیں گے۔ ان کے حملے سے دجال پسپا ہو کر افیق کی گھاٹی سے (ملاحظہ ہو حدیث نمبر۲۱) اسرائیل کی طرف پلٹے گا اور وہ اس کا تعاقب کریں گے۔ آخر کار لد کے ہوائی اڈے پر پہنچ کر وہ ان کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ (حدیث نمبر۱۰،۱۴،۱۵) اس کے بعد یہودی چن چن کر قتل کئے جائیں گے اور ملت یہود کا خاتمہ ہو جائے گا۔ (حدیث نمبر۹،۱۵،۲۱) عیسائیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اظہار حقیقت ہو جانے کے بعد ختم ہو جائے گی (حدیث نمبر۱،۲،۴، ۶) اور تمام ملتیں ایک ہی ملت مسلمہ میں ضم ہو جائیں گی۔ (حدیث نمبر۶،۱۵)

یہ ہے وہ حقیقت جو کسی شک وشبہے اور الجھن کے بغیر احادیث میں صاف نظر آتی ہے۔ اس کے بعد اس امر میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ ''مسیح موعود'' کے نام سے جو کاروبار ہمارے ملک میں پھیلایا گیا ہے وہ ایک جعل سازی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ اس جعل سازی کا سب سے زیادہ مضحکہ خیز پہلو یہ ہے کہ جو صاحب اپنے آپ کو اس پیش گوئیوں کا مصداق قرار دیتے ہیں، انہوں نے خود عیسیٰ ابن مریم بننے کے لئے یہ دلچسپ تاویل فرمائی ہے۔

''اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی...... پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص۵۵۶ میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (کشتی نوح ص۴۶،۴۷، خزائن ج۱۹ص۵۰)

یعنی پہلے مریم بنے، پھر خود ہی حاملہ ہوئے، پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہو گئے۔ اس کے بعد یہ مشکل پیش آئی کہ عیسیٰ ابن مریم کا نزول تو احادیث کی رو

سے دمشق میں ہونا تھا جو کئی ہزار برس سے شام کا ایک مشہور ومعروف مقام ہے اور آج بھی دنیا کے نقشے پر اسی نام سے موجود ہے۔ یہ مشکل ایک دوسری پرلطف تاویل سے یوں رفع کی گئی: ’’واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے۔ جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں...... یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں، دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے۔‘‘

(حاشیہ ازالہ اوہام ص۶۵،۶۶ تا ۵۷،خزائن ج۳ ص۱۳۵ تا۱۳۸)

پھر ایک اور الجھن یہ باقی رہ گئی کہ احادیث کی رو سے ابن مریم کو ایک سفید منارہ کے پاس اترنا تھا۔ چنانچہ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مسیح صاحب نے آکر اپنا منارہ خود بنوالیا۔ اب اسے کون دیکھتا ہے کہ احادیث کی رو سے منارہ وہاں ابن مریم کے نزول سے پہلے موجود ہونا چاہئے تھا اور یہاں وہ مسیح موعود صاحب کی تشریف آوری کے بعد تعمیر کیا گیا۔

آخری اور زبردست الجھن یہ تھی کہ احادیث کی رو سے تو عیسیٰ ابن مریم کو لد کے دروازے پر دجال کو قتل کرنا تھا۔ اس مشکل کو رفع کرنے کی فکر میں پہلے طرح طرح کی تاویلیں کی گئی۔ کبھی تسلیم کیا گیا کہ لدّ بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا نام ہے۔ (ازالہ اوہام ص۲۲۰،خزائن ج۳ ص۲۰۹) پھر کہا گیا کہ: ’’لدان لوگوں کو کہتے ہیں جو بے جا جھگڑا کرنے والے ہوں۔ جب دجال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے۔ تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۷۳۰،خزائن ج۳ ص۴۹۲)

لیکن جب اس سے بھی بات نہ بنی تو صاف کہہ دیا گیا کہ لد سے مراد لدھیانہ ہے اور اس کے دروازے پر دجال کے قتل سے مراد یہ ہے کہ اشرار کی مخالفت کے باوجود وہیں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے ہاتھ پر بیعت ہوئی۔ (الہدیٰ ص۹۱،خزائن ج۱۸ ص۳۴۱ حاشیہ)

ان تاویلات کو جو شخص بھی کھلی آنکھوں سے دیکھے گا اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ جھوٹے بہروپ (False Inpersonation) کا صریح ارتکاب ہے جو علی الاعلان کیا گیا ہے۔

’’ختم نبوت اسلام کا ایک نہایت اہم اور بنیادی تصور ہے۔ اسلام میں نبوت چوں کہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی۔ لہٰذا اس کا خاتمہ ضروری ہوگیا۔ اسلام نے خوب سمجھ لیا تھا کہ انسان سیاروں پر زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ اس کے شعور ذات کی تکمیل ہوگی تو یوں ہی کہ وہ خود اپنے وسائل سے کام لینا سیکھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اگر دینی پیشوائی کو تسلیم نہیں کیا یا موروثی بادشاہت کو جائز نہیں رکھا یا بار بار عقل اور تجربے پر زور دیا یا عالم فطرت اور عالم تاریخ کو علم انسانی کا سرچشمہ ٹھہرایا تو اس لئے کہ ان سب کے اندر یہی نکتہ مضمر ہے۔ یہ سب تصوّرات خاتمیت ہی کے مختلف پہلو ہیں...... ہم نے ختم نبوت کو مان لیا تو گویا یہ عقیدہ بھی مان لیا کہ اب کسی شخص کو اس دعویٰ کا حق نہیں پہنچتا کہ اس کے علم کا تعلق چوں کہ کسی مافوق سرچشمہ سے ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کی اطاعت لازم آتی ہے۔ خاتمیت کا تصوّر ایک طرح کی نفسیاتی قوت ہے، جس سے اس قسم کے دعوؤں کا قلع قمع ہوجاتا ہے۔‘‘

(ماخوذ از علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا پانچواں خطبہ تشکیل جدید الہیات)

’’مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہیں جو ان کی وحدت کے لئے خطرناک ہوں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو۔ لیکن اپنی نئی نبوت پر اعتقاد رکھے اور اس کے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو بزعم خود کافر قرار دے، مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں، اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے۔‘‘ (علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ بجواب نہرو)

’’ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل، مسیلمہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا تھا۔‘‘ (علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ماخوذ از انوار اقبال ص ۴۵)

’’اسلام کی اجتماعی اور سیاسی تنظیم میں محمد ﷺ کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں جس سے انکار کو کفر کا نام دے دیا جائے۔ جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔‘‘ (اقبال بنام نہرو)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مسدس سامی

معروف بہ

مرزا نامہ

مولانا مولوی شفیق الرحمٰن خان مصطفیٰ آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسدّس سامی

جلوہ تری قدرت کا نیا ہر پل ہے　　سبحانک آخر ہے تو ہی اوّل ہے
قارون کہاں کہاں ہیں عیسیٰ دیکھو　　دونو میں زمین وآسمان کا بل ہے
یہ دلچسپ نکتہ بھی کیا جانفزاء ہے　　جسے خود مسیحا نے فرما دیا ہے
کہ ہاں[1] ابـرئ الاکـمـہ تو بجا ہے　　ولیکن حماقت کی مشکل دوا ہے
یہ سچ ہے کہ پاس ان کے اک جانور تھا　　ہمیشہ رہا پر وہی خر کا خر تھا
کسی بچہ خر نے پوچھا کہ اے ماں　　مجھے تو بتا حور جن ہے کہ انساں
کہا گورخرنی نے اے راحت جاں　　گماں لوگ بندی پہ کرتے ہیں ہاں ہاں
بلے ہر کجا خوے مردم نباشد　　شود ہر خر انسان اگر دم نباشد
سمجھ لو کہ ہے جہل اک سمّ قاتل　　یہ میٹھی چھری دل کو کرتی ہے گھائل
نہیں اس کا چرکا بھی مرہم کے قابل　　یہ ناسور جس میں ہے بیکار وہ دل
چو دعوے کنی ہمچو من دیگرے نے　　بہ نزد خرد مند چوں تو خرے نے
اگرچہ ہے ظاہر میں پھل اس کا میٹھا　　کہ بے تخم ریزی ثمر ہاتھ آیا
مگر ہے سراسر یہ شیطان کا دھوکا　　فقط ہے سرا بے نمائش کا جلوا
جہالت میں اور اس میں فرق مبین ہے　　کہ یاں ریت ہے واں تو کچھ بھی نہیں ہے
جو لے نوک[2] کی اس کو کانٹا ہی سمجھو　　جو خود بیّن ہو اس کو لفافا ہی سمجھو
جو پلہ ہو اونچا تو ہلکا ہی سمجھو　　حبابوں سے موتی کو اچھا ہی سمجھو
بصورت جو انسان ہیں اور خو نہیں ہے　　وہ گلہائے کاغذ ہیں اور بو نہیں ہے
علاج اس مرض کا بہت ہی گراں ہے　　بھلا یہ تپ دق میں دقت کہاں ہے
یہ تن کو ہے عارض وہ مخلوط جاں ہے　　حکیموں کا کیا ہی یہ سچا بیان ہے

۱ میں مادرزاد اندھے کو اچھا کر دیتا ہوں۔
۲ نوک کی لینا یعنی تکبر کرنا۔

طبیبوں کو خواہش ہے جلدی شفا ہو
جو بیمار ہی خود نہ چاہے تو کیا ہو
خیال خودی دل میں لانا برا ہے
تکبر بہ نزدیک دانا برا ہے
سنا ہے بہت سر اٹھانا برا ہے
بزرگی نہ ہو، پھر جتانا برا ہے
بہت لن ترانی نہ لینا خدا را
مثل ہے بڑے بول کا سر ہے نیچا
میں[1] ہندوستان سے جو پنجاب آیا
عجب ایک سنسان جنگل میں پہنچا
بھیانک نظر آیا مجھ کو جو صحرا
تو دل ہچکچایا جوں ہی پاؤں رکھا
کہ اس راہ میں خضر کامل نہیں ہے
مسافر نہیں کوئی منزل نہیں ہے
کہیں سانپ سوراخ سے سر نکالے
کسی بل میں قرآن کترتے ہیں چوہے
یہ ہاتھی چنگھاڑا وہ غرّائے چیتے
ادھر شیر چیخا ادھر گرگ بولے
جہاں پاؤں رکھئے ہے خار مغیلاں
جدھر دیکھئے دیو وغول بیاباں
اگر سامنا ہوگیا کر گدن سے
تو بس کر گئی روح پرواز تن سے
یہ وحشت ہے آواز بوم وزغن سے
کہ ہوحق ٹپکتے ہی دشت ودمن سے
بہت کرگس وزاغ منڈلا رہے ہیں
غرض اپنی اپنی سی سب گا رہے ہیں
پر ایک شمع[2] کافور روشن ہے بارے
بہت دور پر لو لگائے خدا سے
شریف اہل مجلس ہیں گرد اس کے بیٹھے
فدا ہورہے ہیں کچھ اس پر پتنگے
بپا ہر طرف سے ہے طوفان ہوا کا
مگر اس پہ دامن ہے لطف خدا کا
اندھیرا گھٹا ٹوپ بدعت کا چھایا
کسی نے سوئے نجد قبلہ بنایا
کوئی شہر شوکاں پہ ایمان لایا
کسی پر پڑا شیخ نجدی کا سایا
اماموں کی تقلید سے پھر گئے ہیں
وہ شیطان کی تقلید میں گھر گئے ہیں
بہت لوگ دیکھے ہیں یہاں دائیں بائیں
کہ شیطان کو انگلیوں پر نچائیں

۱؎ ان تین بندوں میں ان مذاہب باطلہ کی طرف اشارہ ہے جو پنجاب میں مروّج ہیں جیسے آریہ، برہم سماجی، دیودھری، نیچری اور مرزائی وغیرہ وغیرہ۔

۲؎ شمع کافور سے اسلام مراد ہے اور اہل مجلس سے روسائے عظام وعلماء کبار پنجاب مراد ہیں اور پتنگوں سے عام مسلمان مراد ہیں۔

بہت یوں تو بیکار گپیں اڑائیں مگر صرف طوطے کی سی ٹائیں ٹائیں
کوئی اور ہی شاید ان کا خدا ہے عقیدے جدا ہم سے مذہب جدا ہے
تکبر کی مسند پر بن ٹھن کے بیٹھے خدا کے مخالف نبی بن کے بیٹھے
عزیزو بہت لوگ یوں تن کے بیٹھے سبک ہو کے اٹھے جو سومن کے بیٹھے
اگر سفلہ بر صدر عزت نشیند بہ آخر بہ خاک مذلت نشیند
سنو جب کہ عہد رسول خدا تھا عجب ایک کذاب[1] پیدا ہوا تھا
کہ جس نے رسالت کا دعویٰ کیا تھا بانجام کس طرح رسوا مرا تھا
خدائی[2] کا جس نے دعویٰ کیا ہے فقط ایک مچھر نے بدلا لیا ہے
یہ کذب اور بہتان خدا سے تو ڈریئے سمجھتے ہو قسموں کو شاید منقیٰ
ذرا کوئی اوٹھ کر کے منہ کو تو سونگھے کہ بوگوہ کی آتی ہے جھوٹے کے منہ سے
تم اس[3] افترا کا تماشا تو دیکھو جھجکتا نہیں اس کا جگرا تو دیکھو

[1] اس شخص کا پورا نام (مسیلمہ کذاب ہے) اس نے جناب سرور کائنات ﷺ کے عہد سعادت مہد میں رسالت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور عربی میں قصے بنا کر لوگوں پر ظاہر کرتا تھا کہ من عنداللہ ہیں۔ جناب نبی ﷺ کو پیغام دیا کہ ہم تم شریک ہو جائیں اور اموال نصف نصف تقسیم کر لیا کریں۔ پیشگاہ رسالت سے عتاب آمیز جواب ملا اور فرمایا کہ میں اصلاح خلق کے واسطے آیا ہوں نہ کہ اموال جمع کرنے۔ الغرض یہ کذاب حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے عہد خلافت میں مارا گیا۔ ناظرین! اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی زعم کیا ہے کہ تمام نبی یوں ہی جھوٹے دعوے کر کر کے نبی بن گئے تھے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی کے کلام میں بتصریح مذکور ہے کہ وہ معجزے کو شعبدہ سمجھتے ہیں۔ جس کو میں آگے بیان کروں گا۔

[2] نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اور ناک کے راہ سے ایک مچھر اس کے دماغ میں داخل ہو گیا جس کی وجہ سے نمرود مر گیا۔ یہ قصہ مشہور ہے۔

[3] (ازالۃ الاوہام ص۶۲۹، خزائن ج۳ ص۴۳۹) ’’ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کے فتح کے بارے میں پیشین گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا۔ نوری فرشتے کی طرف سے نہ تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔‘‘

نہیں عجب سے پاؤں رکھتے زمین پر
وہ گویا ہیں سوار دیو لعین پر
یہ عیسیٰ کبھی پشت خر سے گریں گے
خرابی میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا
نہیں کفر اچھا بہت ہو کہ تھوڑا
رسولوں[۱] کو مکار وکاذب بتائیں
کسی کو نبوت[۲] کا دھوکا دیا ہے

دماغ ان کا پہنچا ہے عرش بریں پر
ویا خود ہی مجبور ہیں بغض وکین پر
کہ خود سر ہی دجال جیسے پھریں گے
خدا جانے کب کے پھپولوں کو پھوڑا
غلط بلکہ ان کا تو آگے ہے گھوڑا
بہت منہ نہ پھیلائیں آگے کی کھائیں
کسی کو تماثل[۳] کا بٹّا دیا ہے

۱؎ مرزا قادیانی کی وہ عبارت جس میں انبیاء پر جھوٹ کا بہتان رکھا ہے حرفاً حرفاً نقل کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے ''ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی کاموں کو ان حواشی سے الگ کر کے دیکھا جائے جو محض افتراء کے طور پر یا غلط فہمی کی وجہ سے گھڑے گئے ہیں تو کوئی عجوبہ نظر نہیں آتا۔ بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا اور پیش گوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ ابتر ہے۔'' اس صفحہ میں دوسری جگہ لکھا ہے: ''اور اس سے زیادہ قابل افسوس یہ بات ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نکل نہیں سکتیں۔'' (ازالہ اوہام ص۶،۷، خزائن ج۳ ص۱۰۵،۱۰۶)

ناظرین! مرزا قادیانی چونکہ خود آسمانی نشان دکھا نہیں سکتے اور ان کی ہر بات گوز خر کی طرح بے حقیقت ہوتی ہے۔ لہٰذا انبیاء پر جھوٹ کے لم لگائے۔ یاد رکھو کہ نبی کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ جب کہ محدثین میں جس کا جھوٹ ایک بار بھی ثابت ہو جائے تو وہ پایہ اعتبار سے گر جاتا ہے تو نبی کیوں کر دروغ کہہ سکتا ہے۔ وہ تو محض تصدیق الوہیت کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اگر ایک بار بھی جھوٹ بولے تو پھر کون اعتبار کرے گا۔

۲؎ رسالہ (توضیح مرام ص۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰) میں یہ عبارت مرزا قادیانی نے لکھی ہے جو ہوبہو نقل کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے۔ ''اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزوی طور پر ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدائے تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا (بقیہ حاشیہ ۲،۳ اگلے صفحہ پر)

کسی کو کرامت کا غپّا دیا ہے | کسی کو کوئی اور چکما دیا ہے
مسلمان بندوں کو پھسلا لیا ہے | زمانے میں یہ ایک ہی چالیا ہے
وہ خود جیسا نبیوں کو بھی جانتے ہیں | لہٰذا انہیں جھوٹ میں سانتے ہیں
نہ وہ ان کے اعجاز کو مانتے ہیں | خدا جانے حق کو بھی پہچانتے ہیں
خلاف پیغمبر بحق بر نہ باشد | کہ حق درخلاف پیمبر نباشد
کبھیؔ خاتمیت کا ہے ان کو دعویٰ | جو پوچھو کہ ہے آپ کا معجزہ کیا

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) ایک حدتک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔'' تم کلامہ بلفظہٖ!

جو صاحب خاتم الانبیاء پر ایمان لائے ہوئے ہیں۔ ذرا اپنے اپنے جی سے تو پوچھیں کہ اس عبارت نے کہاں کہاں چٹکیاں لیں۔

۳؎ رسالہ (فتح اسلام ص۱۵، خزائن ج۳ ص۱۰) میں یہ عبارت مرزا قادیانی نے لکھی جو بعینہٖ لکھی جاتی ہے اور وہ یہ ہے: ''پس خداتعالیٰ نے ان کے لئے بھی ایک ایمان کی تعلیم دینے والا مسیح اپنی قدرت کاملہ سے بھیج دیا۔ مسیح جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو جس کسی کے کان سننے کے ہوں سنے۔ یہ خداتعالیٰ کا کام ہے اور لوگوں کی نظر میں عجیب۔ تم کلامہ بلفظہٖ!

ناظرین! ان کے خدا کو بھی اردو بولنا نہیں آتی جو آدھا فقرہ (چاہو تو قبول کرو) کہہ کر رہ گیا۔

۱؎ (ازالہ اوہام ص۶۷۳، خزائن ج۳ ص۳۶۳) ''اس سلسلے کا خاتم باعتبار نسبت تامہ وہ مسیح ابن مریم ہے جو اس امت کے لوگوں میں سے بحکم ربی مسیحی صفات سے رنگین ہوگیا ہے اور فرمان جعلناک المسیح ابن مریم نے اس کو درحقیقت وہی بنادیا ہے ''وکان اللہ علی کل شئ قدیرا'' اور اس آنے والے مسیح کا نام جو احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے مثیل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ کیوں کہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے: ''ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد'' تم کلامہ بلفظہٖ!

مسلمان غور کریں کہ قادیانی نے اس عبارت میں صرف رسالت ہی کا دعویٰ نہیں کیا ہے بلکہ خاتم ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے اور لوگوں کو غپہ دینے کے لئے اپنے شعر میں کہتا ہے کہ:

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب | ہاں ملہم استم وز خداوند منذرم

(ازالہ اوہام ص۱۷۸، خزائن ج۳ ص۱۸۵)

تو کہتے ہیں اعجاز اک شعبدہ[۱] تھا
یہ جھوٹا کرشمہ نہیں مجھ کو بھاتا
و الاّ نہ ان سے تو کچھ کم رہوں میں
خدا اس کو سمجھے بس اور کیا کہوں میں
سمجھ لو ذرا میرے پیارے عزیزو
نہیں معجزہ وہ جو عادات پر ہو
بہت دور انسان کی طاقت سے ہے وہ
مگر کچھ بھی مشکل نہیں ہے خدا کو
جو نطفے کو انسان بناتا ہے آسان
تو بے شبہ مردہ جلانا ہے آسان
جو اعجاز سے کوئی مردہ جیا ہے
تخالف ہے عادت سے صرف اور کیا ہے
کرشمہ یہ اللہ کے حکم کا ہے
نبی کی وساطت سے ظاہر ہوا ہے

۱؎ (ازالہ اوہام ص۳۰۳ تا ۳۲۲، خزائن ج۳ ص۲۵۴ تا ۲۶۳ درحاشیہ) تک یہ عبارت مرزا قادیانی نے لکھی ہے جو مختلف مقاموں سے بعینہٖ نقل کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے: ’’اب جاننا چاہئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزے کی طرح صرف عقلی تھا، تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیال جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کے قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔‘‘ دوسری جگہ: ’’سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام کرتے رہے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۳۰۴، خزائن ج۳ ص۲۵۵ درحاشیہ) ’’پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں۔ کیوں کہ حال کے زمانے میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنالیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعے سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتے میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۳۲۲، خزائن ج۳ ص۲۶۳ درحاشیہ) ’’بہرحال یہ معجزہ ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی جیسے سامری کا گوسالہ۔‘‘ تم کلامہ بلفظہٖ! ناظرین! یہ وہی بات ہے کہ پاؤں میں چکے باندھ کے ہرن نہ کودا ہوئے۔ حضرت عیسیٰ کو باپ سے کیا نسبت۔ شاید قرآن بھی نہیں پڑھا اور آپ کی خوش اعتقادی کا تو کیا کہنا۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے وہ اخلاص ظاہر کیا ہے کہ شاید کوئی اپنے باپ کے قاتل سے بھی نہ ظاہر کرے گا اور آپ نے عوام الناس کس کو ٹھہرایا ہے (خدا کو) بہادر ایسے ہی ہوتے ہیں۔

غرض[1] جس کو معجز نمائی میں شک ہے — سرے سے خدا کی خدائی میں شک ہے
نبی شعبدہ باز آئے تھے کس دن — کلوں سے پرندے اڑائے تھے کس دن
عمل سیمیا کے دکھائے تھے کس دن — وہ جادو سے مردے جلائے تھے کس دن
ثبوت اس کا کوئی ہے نص وخبر سے — کہ یوں ہی اڑاتے ہو گپ اپنے گھر سے
کبھی کہتے ہیں نیک صورت بنا کر — کہ عاجز ہے ادنیٰ غلام پیمبر
یہ پکا منافق ہے میرے برادر — پس پشت دشمن ہے اور دوست منہ پر
چو آئینہ ہست از رو سیاہی — ازیں سو سفیدی از آں سو سیاہی
نبی کیسے بن کر کے آئیں ہیں حضرت — جو بس گھر میں بیٹھے ہی کرتے ہیں دعوت
یہی تھے رسولوں کے رسم رسالت — کہوں اور کیا ایسے دعوے پہ لعنت
نہ پیغمبری طبل زیر گلیم است — کہ درخانۂ خویش ہر کس کلیم است
جو آئے تھے یاں بحث کا عزم کر کے — تو پھر کس لئے آپ جلدی سے سر کے
عبث کیوں اٹھائے مصائب سفر کے — بلا شبہ چپکے سے بھاگے ہو ڈر کے
بزرگوں کے اقوال کیا دلنشیں ہیں — گرجتے[2] ہیں وہ جو برستے نہیں ہیں
ابھی آپ منہ کی تو کھائیں گے آگے — بڑے بول حضرت کے آئیں گے آگے
چچا آپ کو ہم بنائیں گے آگے — ابھی کیا ہی خاکہ اڑائیں گے آگے
چلے[3] دم دبا کر ذرا ٹھہریئے گا — کوئی دم تو بہر خدا ٹھہریئے گا

۱ ''حضرت مسیح کے عمل الترب سے وہ مردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب الموت آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہو جاتے تھے وہ بلاتوقف چند منٹ میں مرجاتے تھے۔ کیوں کہ بذریعہ عمل الترب روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر ان میں پیدا ہو جاتی تھی۔'' تم کلامہ! (ازالہ اوہام ص۳۱۱ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۸ درحاشیہ)

۲ یعنی جو شیخی مارتا ہے وہ کچھ نہیں۔

۳ یہاں اگر ایک سچا بیان (جس کو میں نے مختلف اشتہارات وخطوط سے انتخاب کیا ہے) لکھوں تو بے موقع نہ ہوگا اور ان اشعار کی حقیقت پر گواہ صادق ہوگا اور وہ یہ ہے کہ حافظ محمد یوسف ضلع دار و منشی شمس الدین صاحب سیکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور وغیرہ کا ایک خط بنام چند علمائے اسلام اس مضمون کا کہ مرزا قادیانی سے ان کے دعاوی کا ثبوت کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے لیا جاوے یا ان کو اس قسم کے دلائل سے توڑا جاوے۔ پنجاب گزٹ سیالکوٹ مطبوعہ ۲۹؍اگست ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بہت دور ہے یہ تو فہم وذکا سے | کہ ظلمت مقابل ہو نور خدا سے
دیا صعوہ شاہین فرخ لقا سے | دیا قطرہ آپ بحر صفا سے
یہیں اڑ گئے ان کے ہاتھوں کے طوطے | ابھی اس سمندر میں کھاتے وہ غوطے

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) (جس میں جناب مفتی مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر عربی اورینٹل کالج لاہور کا نام بھی بہ تصریح مندرج تھا) اس کے جواب خاص میں مفتی صاحب موصوف نے نہایت شائستہ مضمون کا جوابی خط بنام صاحبان مذکور مطبوعہ ۱۴ر ستمبر ۱۸۹۱ء شائع فرمایا۔ جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے۔ بے شک خاکسار مرزا قادیانی سے ان کے دعاوی کی بابت بحث وگفتگو کو آمادہ ہے۔ صاحبان مذکورہ دم سادھ گئے اور کچھ جواب نہ دیا۔ پھر مفتی صاحب موصوف نے دوسرا خط مطبوعہ ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۱ء (جس میں نہایت پاکیزہ اور پرجوش فقرے تحریر تھے) شائع فرمایا جس کا خلاصہ ومدعا یہ ہے۔ آپ صاحبوں کی درخواست مناظرہ مرزا غلام احمد قادیانی کا جواب خاکسار نے ۱۴ر ستمبر ۱۸۹۱ء کو دیا تھا لیکن افسوس ہے کہ آپ کی طرف سے اب تک کہ پورا ایک مہینہ گزر چکا ہے، مرزا قادیانی کے تشریف آوری کی اطلاع نہیں دی گئی۔ اب ایک طرف تو آپ کی مخلصانہ درخواست اور تحقیق حق کے لئے جوش سے بھرے ہوئے فقرے سامنے ہیں اور دوسری طرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک خادم دین متین نے اطلاع پانے کے ساتھ ہی اسے منظور کیا۔ جس پر آپ ایسے ساکت ہوگئے کہ بلاتشبیہ ''الیوم نختم علٰی افواھھم'' کا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا ہے یا تو آپ نے علمائے اسلام کو مرزا قادیانی کے مناظرے کے لئے خدا کے واسطے دیئے تھے جس سے خلاف واقعہ یہ اظہار مدنظر تھا کہ گویا علمائے اسلام مرزا قادیانی کے ساتھ بحث وگفتگو سے گریز کرنا چاہتے ہیں یا اب آپ مرزا قادیانی کو ہزارہا خدا کے واسطے دیتے ہوں گے لیکن وہ اپنا گوشہ عافیت چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اس دوسرے خط پر بھی کسی کے کان تلے جوں نہ رینگے اور سب منہ میں گھنگیاں ڈالے بیٹھے رہے تو پھر مفتی صاحب موصوف نے تیسرا خط خوش نمط مطبوعہ ۲۴ر جنوری ۱۸۹۲ء پبلک میں شائع فرمایا جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے۔ اب مرزا قادیانی تین روز سے لاہور میں آئے ہوئے ہیں۔ مگر اب بھی آپ کی طرف سے سکوت وخاموشی کے سوا کچھ جواب نہیں۔ ناچار اب ثالثاً صرف اتمام حجت اور صیانت مسلمین عن الارتداد من سنۃ الاسلام کے لئے صاحبوں کو حسب تجویز سب کمیٹی اہل اسلام لکھا جاتا ہے کہ آپ مرزا قادیانی کو بحث اور تحقیق حق کے لئے تیار وآمادہ کریں۔ خاکسار ان سے بحث ومناظرے کے لئے بفضلہ تعالیٰ تیار ہے۔ اس خط کے جواب کے لئے ۲۸ر جنوری ۱۸۹۲ء تک کی مہلت دی جاتی ہے۔ پنجشنبہ کی شام تک اس کا جواب مطبوعہ خاکسار کے پاس آنا چاہئے۔ اس خط کے جواب میں محمد چٹو صاحب کا دستخطی خط ۲۸ر جنوری ۱۸۹۲ء گیارہ بجے شب کو دستی جناب مفتی صاحب کی خدمت میں پہنچا (جس میں نہایت بے دلی اور افسردگی سے لکھا تھا کہ اچھا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یہ ہیں جوہر فرد فضل وہنر میں
کہ کل علم حکمت ہے ان کی نظر میں
محیط کمالات نوع بشر میں
وہ قوت ہے بالفعل نص وخبر میں
کہ گر زور بازوے والا دکھادیں
مخالف کو دم میں ہیولا بنادیں
ہمارے ہی آگے بزرگوں پہ بہتاں
نیستاں میں رہ کر کے شیروں پہ بہتاں
نہ ماؤ شما خاص نبیوں[1] پہ بہتان[2]
صحیفوں پہ بہتان کتابوں پہ بہتان

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) آپ اراکین وعمائد شہر کو اطلاع کر دیں کل صبح سے بحث شروع ہوگی) مفتی صاحب موصوف نے ۲۹/جنوری کو ایک دستی خط میاں چٹو صاحب کے نام بھیجا کہ میں مستعد ہوں، تعین تاریخ ومکان (کہ جو شخص ثالث کا ہو) کر کے چوبیس گھنٹے پیشتر اطلاع دیجئے۔ ان شاءاللہ! حاضر ہو کر بحث کروں گا اور اگر تقرری مکان اور تاریخ راقم کے سپرد کی جائے تو بھی حاضر ہوں۔ میاں محمد چٹو نے اس خط چہارم کی رسید تو بھیجی مگر جواب میں (۰) جب کئی دن تک کروٹ نہ لی تو جناب مفتی صاحب نے پانچواں خط براہ راست مرزا قادیانی کے پاس ۵/فروری ۱۸۹۲ء کو بھیجا۔ (جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے) افسوس ہے کہ اب تک میاں محمد چٹو وغیرہ نے کوئی جواب نہیں لکھا۔ اس لئے اب براہ راست آپ سے دریافت کیا جاتا ہے کہ اگر آپ کو راقم سے بحث وگفتگو کرنی منظور ہے تو راقم حاضر ہے۔ آپ اپنی منظوری سے مطلع فرمائیں۔ مرزا قادیانی یہ ایک چلتا فقرہ (کہ میں تو اب جانے والا ہوں، آپ نے پہلے سے کیوں نہ لکھا) کہہ کر کافور ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

ناظرین! یہ تمام خطوط قلمی ومطبوعہ موجود ہیں جو صاحب تصدیق چاہیں ہو سکتی ہے اور غور کریں کہ مرزا قادیانی کیسی بغلیں جھانکتے ہیں۔ اگرچہ بند تو پس پھسے ہیں مگر ذرا میری خاطر سے مکرر دیکھ لیجئے۔

[1] ''ایک دفعہ بھائیوں نے ہی جو ایک ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ چاہا کہ اس کو دیوانہ قرار دے کر قید خانے میں مقید کرا دیں اور بیگانوں نے تو کئی دفعہ اس کو جان سے مار دینے کا قصد کیا اور اس پر پتھر چلائے اور نہایت تحقیر کی نظر سے اس کے منہ پر تھوکا۔'' تم کلامہ بلفظہٖ (رسالہ فتح الاسلام ص۲۵، خزائن ج۳ ص۱۵)

ناظرین! خداتعالیٰ تو اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ اطاعت اگرچہ ایک نبی کی کرنا چاہئے۔ مگر عزت سب کی برابر جاننا چاہئے۔ مگر مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ پر کیا زہر اگلا ہے۔ اس پر طرہ عیسیٰ کے بھائی چہ خوش گفتہ است سعدی درزلیخا۔

[2] (ازالہ ص۲۵، خزائن ۳ ص۱۱۵) ''قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجے کا غبی اور سخت درجے کا نادان بھی اس سے بے خبر رہ نہیں سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔'' تم کلامہ! مرزا قادیانی نے اس کے متعلق ایک بڑا لمبا چوڑا بہی کھاتہ لکھا ہے جس سے سخن فہمی عالم بالا معلوم شد۔

جنون تاب کے اس کی کچھ انتہاء ہے / سمجھ لو کہ کے اس کی آخر دوا ہے
فقیہان مذہب سے لڑتے عبث ہیں / جنوں تو نہیں کیوں جھگڑتے عبث ہیں
شریعت کے راہوں میں اڑتے عبث ہیں / ادھر کے ادھر جھوٹ جڑتے عبث ہیں
ہمیشہ سے غالب یہی سو بسے ہیں / بہت گھن انہیں گیہونوں میں پسے ہیں
یہ شیرانِ[1] معنی ہیں اور ہیں وہ گیدی / جو یہ ہیں حسینی تو وہ ہیں یزیدی
یہ بالکل طہارت وہ بالکل پلیدی / بفرقان کـــــان زہوقا ندیدی
بحق مبین چند باطل ستیزد / تو صبرے[2] بکن تا کہ او خود گریزد
شریعت پہ حربے چلاتے ہیں ناحق / بنائے حرم کو ہلاتے ہیں ناحق
سگ وخوک مسجد میں لاتے ہیں ناحق / یہ تازے شگوفے کھلاتے ہیں ناحق
ہم ان کی گپوں سے یہ فی الحال سمجھے / کہ وہ قصر شاہی کو چوپال سمجھے
کوئی اس کو اب کھونے والا نہیں ہے / کہ اسلام منہ کا نوالا نہیں ہے
یہ کعبہ ہے کوئی شوالا نہیں ہے / سمندر ہے چھوٹا سا نالا نہیں ہے
ابھی بحر کے پاٹ دیکھے نہیں ہیں / ابھی تیغ کے گھاٹ دیکھے نہیں ہیں
کوئی مفت کے غل مچانے سے حاصل / مگس کی طرح بھنبھنانے سے حاصل
عبث جھوٹی باتیں بنانے سے حاصل / کتابوں کے پشتے لگانے سے حاصل
کتابوں کی شورش سے حق کو مٹانا / سمندر میں کاغذ کی ناویں چلانا
نہ سم ہے نہ سر ہے نہ لَے ہے نہ گت ہے / عبث ایک بیکار شیطان کی لت ہے
بھلا اس کی تصنیف میں کیا صفت ہے / مگر اپنی اپنی سمجھ اپنی مت ہے
عبارات واللہ کیا خوش نمط ہیں / جو الفاظ مہمل تو معنی غلط ہیں
کسی جانور نے یہ پدّے سے پوچھا / کہ تو جھنڈ پر کیوں لٹکتا ہے الٹا

[1] یعنی ایسے عظیم الشان علماء سے مرزا جیسا بے علم بحث کے قابل نہیں، ان سے بحث کر کے ایسے ایسے کتنے پچک گئے ہیں۔

[2] بے اصل بات خود مٹی ہوئی ہوتی ہے۔

کہا گر کبھی گنبد چرخ ٹوٹا | تو میں پاؤں پر اسے روک لوں گا
جو دشمن ہیں اسلام کے سفلہ و دون | وہ پدوں کی مانند ہیں زیر گردوں
جنہوں نے دیئے آپ کو چار پیسے | لکھے ان کے اوصاف ہیں کیسے کیسے
بڑے کائیاں ہیں یہ سب ایسے تیسے | گروجی ہیں جیسے ہیں چیلے بھی ویسے
لڑائے ہیں آپس میں کچھ اٹے سٹے | کہ ہیں[۱] سب کے سب ایک تھیلے کے بٹے
یہ سارے ہیں مبلغ کمانے کے دھندے | فراہم ہمیشہ سے ہوتے ہیں چندے
سمجھتے نہیں ہائے نادان بندے | کہ وہ ہوگئے پیٹ میں جا کے گندے
یہی لطف یاروں کا دن رات ہوگا | اسی طرح چندے کا زر کھات ہوگا
ضرور ایسی باتوں میں ہوتی ہے جھنجھٹ | بتاؤ تو مبلغ کی کس کو نہیں رٹ
یہ اس سے وہ اس سے زیادہ ہے نٹ کھٹ | کہ بڑھ کر ہے یاں ایک سے ایک پاکھٹ
کوئی دم میں لینے کے دینے پڑیں گے | مرزا آئے گا جب یہ مرغے لڑیں گے
جو تثلیث کو آپ ہیں پاک سمجھے | اجی قبلہ ہم آپ کو تاک سمجھے
خدا آپ نے تین بے باک سمجھے | خدا تین لاحول کیا خاک سمجھے
نہیں خر جو یہ گاؤ وے ڈھینگ ہوں گے | گدھوں کے بتاؤ تو کیا سینگ ہوں گے[۲]

۱ یعنی سب کے سب ایک ہی ہیں۔

۲ رسالہ (توضیح مرام ص۲۱،۲۲، خزائن ج۳ ص۶۲،۶۱) ’’اگر یہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوت روحانی میں یہ عاجز اور مسیح ابن مریم مشابہت رکھتے ہیں وہ کیا شئے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونوں کے روحانی قویٰ میں ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے جس کے سلسلے کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے۔ نیچے کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی دل سوزی اور غمخواری خلق اللہ ہے جو داعی الی اللہ اور اس کے مستعد شاگردوں میں ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بخش کر نورانی قوت کو جو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود ہے۔ ان تمام سرسبز شاخوں میں پھیلاتی ہے۔ اوپر کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجے کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے جو اوّل بندے کے دل میں بارادہ الٰہی پیدا ہو کر رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہیں۔ ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الٰہی محبت کے چمکنے والی آگ سے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ذرا منہ تو اپنے گریباں میں ڈالیں
یہ بڑھ بڑھ کے باتیں نہ منہ سے نکالیں
سئیں منہ کو اور چونچ کو بھی سنبھالیں
خبردار ناحق کے جھگڑے نہ پالیں
یہ سب مفت قہر خدا میں پڑیں گے
اسی کے تو بندے اسی سے لڑیں گے
نہ اللہ کے ہیں نہ یہ پیر کے ہیں
یہ خاکے[1] تو نیچر کے تصویر کے ہیں
یہ پابند وید و دساتیر کے ہیں
یہ بندے[2] کواکب کی تأثیر کے ہیں
کسے کو ز اسلام بیرون یکے شد
یہودی بود یا مجوسی یکے شد
نہ یہ صوفیوں میں نہ یہ صافیوں میں
مگر طاق ہیں بے نمط بافیوں میں

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے۔ ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے سو اس درجے کے انسان کی روحانی پیدائش اس وقت سے سمجھی جاتی ہے جب کہ خداتعالیٰ اپنے ارادے خاص سے اس میں اس طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور اس مقام اور اس مرتبے کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بیجا نہیں ہے کہ خداتعالیٰ کی محبت بھری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادہ الٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے۔ ایک نیا تولد بخشتی ہے۔ اسی وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خداتعالیٰ کی روح سے جو نافخ المحبت ہے استعارے کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے۔'' تم کلامہ بلفظہٖ!

ناظرین! اس بے تکی گپ کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمائیں کہ صاحب رسالہ توضیح مرام کیا اعلیٰ درجے کا فاضل اجل ہے جس کو قل ہو اللہ بھی نہیں یاد۔ ہر ہر لفظ سے جو الحاد کی بو پھوٹ رہی ہے۔ بس دماغ ہی جانتا ہے۔

[1] قادیانی کا انکار اعجاز اور ان کی تاویلات اور قانون قدرت سے استتار کرنا اعتقاد نیچریت کو ظاہر کرتا ہے۔ قدرت کبھی تجربے اور مشاہدے میں محدود نہیں ہوسکتی۔ قادیانی خود بھی اپنی کتاب (سرمہ چشم آریہ ص۱۷، خزائن ج۲ ص۶۵) ''میں اپنے تجربے کو قانون قدرت خداوندی قرار دینے کو کفر اور بے ایمانی کہہ چکا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت عقل کو کوئی گھر سے اٹھا کر لے گیا تھا۔''

[2] (توضیح مرام ص۳۳، ۳۴، خزائن ج۳ ص۶۸) ''جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتوں پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیاروں کا اثر ہے۔ ایسا ہی ہمارے دل و دماغ اور ہماری تمام روحانی قوتوں پر یہ سب ملائک ہماری مختلف استعدادوں کے موافق اپنا اثر ڈال رہے ہیں۔'' تم کلامہ بلفظہٖ!

ناظرین! مرزا قادیانی بھی کیا طرفہ معجون مرکب ہیں۔

نہ کچھ لطف ہے ان کی خود لافیوں میں
عبث پھنس گئے ہوزٹل قافیوں میں

پلاس ان کے دیبا میں لپٹا ہوا ہے
کہ سب تار و پود ان کا اکھڑا ہوا ہے

نہیں ان کی اسلام میں دال گلتی
بلاشک کہیں اور یہ چال چلتی

مگر کوئی چوڑھوں میں صورت نکلتی
نہیں[۱] ہیجڑوں میں ہی روزی سنبھلتی

نبی کی شریعت پر زور آزمانا
حماقت ہے لوہے سے پانی بہانا

آپ کا ایک ہے اور بھائی
کہ جس نے تھی نیچر پہ دھونی رمائی

کرسٹین بن کر کے کی پھر گدائی
ازاں بعد سٹ آریوں سے لڑائی

سنا آج کل ہے وہ چوڑوں کا مہتر
ہمیں اس سے مطلب نہیں جو ہو بہتر

یہ آوا کا آوا ہی بگڑا ہے سارا
کوئی ہیجڑا اور کوئی ہے کیسا

ستم ہے کہ ہے کوئی دشمن نبی[۲] کا
بری طرح افسوس ہے نیل بگڑا

یہ حر با صفت رنگ لائے ہیں کیا کیا
خدا تو نے بندے بنائے ہیں کیا کیا

خطاء سے پیمبر کو تم پاک سمجھو
انہیں صاحب تاج لولاک سمجھو

فلک ان کے زیر قدم خاک سمجھو
زمین ان کی معراج افلاک سمجھو

وہ[۳] شاہ عرب عرش وکرسی پہ پہنچا
وہ ماہ عرب چرخ ترسی پہ پہنچا

۱؎ سنا ہے کہ ایک بھائی مرزا کا آلہ تناسل کو خیرباد کہہ کر ہیجڑوں کا پیر بن گیا ہے۔

۲؎ یہ دشمنی نہیں تو اور کیا ہے کہ مرزا نے اپنے رسالہ (توضیح المرام ص۴۲، خزائن ج۳ ص۷۲) میں تسلیم کیا ہے کہ: ’’جیسے ہندوؤں کے رشی بے روشنی آفتاب کے دیکھ نہیں سکتے یا بے وساطت ہوا سن نہیں سکتے۔ اسی طرح نبی بھی اپنے سمع وبصر میں ان چیزوں کے محتاج ہیں۔‘‘ حالانکہ رسول کریم ﷺ کا معجزہ ہے کہ آنجناب جس قدر سامنے دیکھتے تھے اسی قدر عقب میں اور جیسا بیداری میں سنتے تھے ویسا ہی خواب میں۔

۳؎ (ازالہ اوہام ص۲۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶ حاشیہ) ’’اس جگہ کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کا معراج اس جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں ہوا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجے کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہئے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ کے آسمانوں کی سیر کرسکتا ہے۔‘‘ (اسی صفحہ میں دوسری جگہ) ’’اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔‘‘ تم کلامہ بلفظہٖ! (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شجر[1] چل کے خود ان کے مجرے کو آیا | حجر نے رسالت کا مژدہ سنایا
کیا ابر نے سر پہ حضرت کے سایا | زلال آپ نے انگلیوں سے بہایا
سنو شاعرانہ مجاز اس میں کم ہے | حقیقت میں دست ان کا ابر کرم ہے
وہ[2] پہنے ہوئے آئے قرآن کا جامہ | ملا ان کو ختم نبوت کا نامہ
لگی جس پہ تھی مہر مشکیں شمامہ | چلا جس پہ تھا دست قدرت کا خامہ
نبی بعد حضرت کے بارے نہ ہوں گے | جو خورشید نکلا تو تارے نہ ہوں گے
کجائی رسول معظم کجائی | کجائی نبیّ مکرم کجائی
کجائی امام مفخّم کجائی | کجائی شہ ہر دو عالم کجائی
عدوا ینکم برسر جنگ آمد | کجائی کہ وقت مدد تنگ آمد
چہ باشد کہ دست سخاوت کشائی | کہ بر روئے ما باب رحمت کشائی
چہ باشد کہ بازوئے ہمت کشائی | زمابند کفر وضلالت کشائی
تو سلطان مائی وما بندہ تو | بخاک وفا چہرہ آگندہ تو
خجالت کشم از تو اے شاہ عرفاں | کہ من بودہ ام با تو در بند عصیاں
کنوں آمدم روے برخاک مالاں | بکش خط عفوم بفرد گناہاں
زدروازہ است بند رسوا نگردم | بدر یوزہ اہل دنیا نگردم
نباشد چو تو ہیچ فرخندہ خوئے | کریم الحیا پسندیدہ بوے
کنم تا بکے آخر ایں ہائے وہوے | فرود آر شب راز خورشید روے
چو صبح سعادت زر وے تو خیزد | شب فتنہ اینک شبا شب گریزد

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) ناظرین! کیا تمہارا دل ان آیتوں اور حدیثوں کے (جس میں معراج جسمانی کا صاف ذکر ہے) تکذیب پر جرأت کرسکتا ہے۔ ہرگز نہیں طرہ یہ کہ آپ دعوے کرتے ہیں کہ مجھے ایسے کشفوں میں تجربہ ہے۔ کیوں نہ ہو (خرلنگ جان بمنزل برد)

[1] ان چار مصروں میں نبی ﷺ کے چار معجزے بیان کئے گئے ہیں۔

[2] قرآن کا جامہ پہننا یعنی غایت درجہ کا اعتبار اور عزت پانا۔

ہوئے امتی آپ کے کیسے کیسے
نہ یہ حوصلے ان کو تھے نے یہ دعوے
نہ تھے زر کے بھوکے نہ دولت کے بھوکے
صحابائے اکرام رسول خدا کے
وہ مالک ہیں بے شبہ ہر دوسرا کے
جو ادنیٰ غلام رسول خدا ہے
نہ تھے وہ نبی کی اطاعت سے باہر
جفا ان کے ایمان وملت سے باہر
مگر وہ اطاعت کے پتلے بنے تھے
لڑائی میں نصرت رضا جوتھی ان کی
عجب بوتھی ان کی عجب خوتھی ان کی
نہ ان میں تکبر نہ ان میں ریا تھی
جن وانس وارض وسما ان پہ شیدا
وفا و عطاء و سخا ان پہ شیدا
کہاں تک لکھوں وصف ان کا کہ کیا تھے
وہ حق کے لئے جان[1] پر اپنی کھیلے
بہت اپنے ہاتھوں سے پاپڑ[2] ہیں بیلے
وہ ملکوں میں دین کو لے کر پہنچے
وہ اسپین[3] میں دین کا ڈنکا بجا تھا

کہ انسان ایسے سنے اور نہ دیکھے
وہ تھے جیسے ہوتے ہیں اللہ کے بندے
فقط تھے وہ حق کی اطاعت کے بھوکے
کہ جو خاص بندے ہیں رب علا کے
وہ رتبے میں ہیں بعد کل انبیاء کے
بزرگی میں کل اولیا سے سوا ہے
نہ رب العلا کی عبادت سے باہر
خطا ان کی رسم طبیعت سے باہر
مگر وہ عبادت کے پتلے بنے تھے
صفائی میں ہمت ثنا گوتھی ان کی
بعینہٖ نبی کی سی خو بوتھی ان کی
تواضع بہت تھی زیادہ حیا تھی
ثبات وسکون وصفا ان پہ شیدا
دلیری و حلم و رضا ان پہ شیدا
یہ کہنا ہے کافی کہ مرد خدا تھے
وہ سو سو سے لڑتے تھے کیسے اکیلے
نہ باقی رہیں تاکہ دین میں جھمیلے
صبا جس طرح گل کی بولے کے پہنچے
کہ جس کی صدا سے جہاں گونجتا تھا

۱؎ جان پر کھیلنا یعنی جان فدا کرنا۔

۲؎ پاپڑ بیلنا یعنی تکلیفیں اٹھانا۔

۳؎ اسپین جس کو ہسپانیہ اور اندلس بھی کہتے ہیں، عربوں نے فتح کیا تھا، اس میں ان کا ایک مکان عظیم الشان بنا ہوا ہے۔ جس کو قصر احمر کہتے ہیں۔ اس تمام واقعہ کا قصہ دراز ہے۔

سلاطین عالم کا دل ہل گیا تھا
کئی سو برس حق کا چرچا رہا تھا
وہ خطہ ارم کا چمن ہو کے بگڑا
دلیروں سے شیروں کا بن ہو کے بگڑا
اگر آج اس باغ میں جاؤ گے تم
ابھی ان کے پھولوں کی بو پاؤ گے تم
چمن ان کے دیکھو گے گل کھاؤ گے تم
عمارات سے ان کی شرماؤ گے تم
بنایا ہے کس نے وہ ایوان حمرا
جو ہے آج عیسائیوں کا کلیسا
انہیں شیر مردوں سے بن گونجتے تھے
تتار وخطار وختن گونجتے تھے
حجاز وعراق ویمن گونجتے تھے
غرض سارے دشت ودمن گونجتے تھے
لٹاتے تھے گھر پر تاسف چہ معنی
کٹاتے تھے سر دین پر اف چہ معنی
یہ بو ان میں صحبت کی تاثیر کی تھی
چمک ان میں حضرت کی تنویر کی تھی
ارادوں میں تیزی بھری تیر کی تھی
صفائی کلاموں میں شمشیر کی تھی
جناب شہ انبیاء ان سے راضی
خدا سے وہ راضی خدا ان سے راضی
بتائیں تو حضرت نے کیا کیا کیا ہے
کوئی دین اسلام اجلا کیا ہے
کسی ملک پر جا کے قبضہ کیا ہے
نبوت کا یا مفت دعوی کیا ہے
کہیں کٹ رہی ہے نبوت کی دولت
نبی آپ جیسے ہوں اے تیری قدرت
بایں بوالفضولی بایں ناقبولی
مناسب نہیں تم کو اتنی فضولی
نہ ہو تم الٰہی نہ ہو تم رسولی
خدا[1] جانے کس کھیت کی تم ہو مولی
جناب نبی کے نواسے نہ پوتے
نہ بکیئے بہت آپ ہیں کون ہوتے
تمہیں ہم نے یکتائے آفاق دیکھا
نہ تم سا کوئی دزد وقزّاق دیکھا
جو تحریف[2] آیات میں طاق دیکھا
حماقت کے فن میں بھی مشاق دیکھا

۱؎ آپ کس کھیت کی مولی ہیں یعنی آپ کس گنتی میں ہیں۔

۲؎ مرزا نے آیات میں تحریف لفظی بھی کی ہے اور تحریف معنوی بھی۔ اس کی تمام کتابیں اسی قسم کے ڈھکوسلوں سے پر ہیں۔ ایک جگہ ہو تو نقل کروں (ازالہ اوہام ص۱۹۲ تا ۱۹۷، خزائن ج۳ ص۱۹۳ تا ۱۹۶) تک ملاحظہ کیجئے۔ کتنی آیتیں لفظاً ومعناً بدل کر اپنے شان میں گھڑلی ہیں۔ ان آیتوں کو خیال کر کے جب مرزا قادیانی کی حیثیت دیکھی جاتی ہے تو معاً یہ بات یاد آتی ہے کہ شیش محل...... میں آگے آپ سمجھ لیجئے۔

سلیقہ[1] نہیں تو چلے بولنے کیوں — لگے[2] بیچ میں کوئلا گھولنے کیوں
کبھی ہے نوید مسیحا پہ دعوی — کبھی آپ کو ہے فاوحیٰ پہ دعوی
یہی گر طبیعت میں جودت رہے گی — خدا سے کچہری عدالت رہے گی
کتابوں میں لکھتے ہیں معصوم بن کر — مجھے لوگ کافر کہیں گے سراسر
بہت خوب گر آپ ایسے ہیں بہتر — مگر آج دیکھا ہے بے دین پیمبر
عزیزو یہ قصہ تمہیں یاد ہوگا — مثل کیا ہے وہ کس کی داڑھی میں تنکا[3]
مگر کوئی حاکم ہمارا نہیں ہے — دیا داد و فریاد سنتا نہیں ہے
دیا ہم نے قانون دیکھا نہیں ہے — دیا ایسے دعوے کا منشا نہیں ہے
اگر وارث الانبیاء حق نباہیں — تو اس ہتک اعراض کی داد چاہیں

[1] مرزانے ایک جگہ (ازالہ اوہام ص ۴۸، خزائن ج۳ ص ۱۲۷) میں فلسفے کی بھی ٹانگیں توڑیں ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اگر مسیح علیہ السلام اپنے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر ہوں تو ضرور آسمانوں کے ساتھ چکر میں رہیں کبھی آسمان کے اوپر اور کبھی زمین کے نیچے تو کیا ضرور ہے کہ حضرت مسیح اوپر سے اتریں ہوسکتا ہے کہ زمین میں سے نکل آئیں۔ ماشاء اللہ! فلسفے میں کیا ید بیضا حاصل ہے۔ یعنی آسمان اور زمین کے تلے یا وحشت۔ ابھی تک یہی نہیں معلوم کہ فوق کس جانور کا نام ہے اور تحت کس کا۔

ناظرین! فوق آسمان کی جانب کو کہتے ہیں اور تحت زمین کے مرکز کو۔ کیا آسمان کبھی تلے بھی آسکتا ہے وہ ہر طرف سے اوپر ہی ہے اور حضرت مسیح تو زمین میں سے جب نکلتے کہ وہ اس کے مرکز میں ہوتے۔ یہ تو ان کا مبلغ علم ہے اور اس پر یہ دعویٰ اردو کی مثل ہے: ''منہ کو چنے جڑتے نہیں، مانگے الاچیاں''

[2] بیچ میں کوئلا گھولنا۔ یعنی دخل در معقولات دے کر بات بگاڑنا۔

[3] اردو کی مثل ہے کہ چور کی داڑھی میں تنکا یعنی چور وہ پہچانا گیا۔

یہ مثل اس قصہ پر مبنی ہے کہ ایک بار کوئی چیز چوری ہوگئی اور کچھ متعدد لوگ تھے جن پر گمان ہوتا تھا۔ چور کے پہچاننے کے لئے یہ تدبیر کی گئی کہ وہ سب ایک جگہ جمع کئے گئے اور یک بیک کسی شخص نے کہا کہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ چور نے گھبرا کر اپنی ڈاڑھی کو ٹٹولا، اسی وقت دھر لیا گیا۔ ناظرین! اس قصے کو جو اس محل سے مناسبت ہے وہ شاید اصل واقعہ سے نہ ہو۔

اگر مخرب دین یہ خنّاس ہوگا | تو اسلام کا ستیا ناس ہوگا
نہ ایمان ہی جب ایک کے پاس ہوگا | تو شرعِ نبی کا کسے پاس ہوگا
نہ قرآن سے کوئی پھر کام لے گا | نہ اسلام کا کوئی پھر نام لے گا
بچو اس سے لوگو یہ ہے گانٹھ بسکی | خباثت ٹپکتی ہے صورت ہے جس کی
بھلا آگئے آپ باتوں میں کس کی | نہ بیٹھو کبھی جا کے صحبت میں اس کی
بسا کس بہ تسبیح و دستار باشد | اگر بنگری دیو مکار باشد
ذرا اس کے بالنفس خیالوں سے بچ کر | کتابوں سے بچ کر رسالوں سے بچ کر
سطور[۱]...... مکالوں سے بچ کر | خدا کے لئے ان کی چالوں سے بچ کر
نہ پاس ...... اس کے کوئی جائے دیکھو | مرض ان کا اڑ کر نہ لگ جائے دیکھو
مسائل میں اگر کوئی اشکال پاؤ | تو تحقیق میں ان کے تم سر کھپاؤ
نئی[۲] بات پہ جلد ایمان نہ لاؤ | کہ ایسا نہ ہو دین و دنیا سے جاؤ
بہت لوگ ...... سرے ہیں | حقیقت میں وہ عقل ہی سے برے ہیں
عزیزو یہ ہے آخری عرض بندہ | نہ ہو معرض طعن و تشنیع وخندہ
کیا ایک مچھلی نے تالاب گندہ | سخن تم سے کہتا ہوں میں پوست کندہ
کہ ہوگی مضر ایسی صحبت زیادہ | بس اب خانہ آباد دولت زیادہ

۱؎ مرزا قادیانی کی اکثر کتابیں میری نظر سے گزریں۔ شاید ایسی لغو کتابیں کبھی تصنیف ہوئی ہوں۔ عبارت شیطان کی آنت ہے اور مطلب کیا کوہ کندن وکاہ برآوردن، اور بے ربطی ایسی ہے کہ معاذ اللہ! ہر جگہ ٹاٹ میں مونچھوں کا بخیہ لگایا ہے۔ کہیں کچھ کہیں کچھ۔ ان کی عبارت کا ہر ایک فقرہ ان کی طرف انگلی سے اشارہ کرتا ہے کہ یہ شخص ملحد وزندیق ہے۔ مسلمانوں کو ان کی تصنیفات سے پرہیز واجب ہے۔

۲؎ اس موقع پر میں اپنے مسلمان بھائیوں سے نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کرتا ہوں کہ کیا یہی انصاف ہے کہ آپ صاحب کھیتی کی غالب رائے سے پرتو فیصلہ پسند کر لیتے ہیں اور شرع میں ایسے ثقہ گروہ کی رائے کو قبول نہیں کرتے اور جس امر میں کوئی شک ہو تو اس کو علماء اسلام سے تحقیق کرو۔ بھیڑ چال نہ اختیار کرنا چاہئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الله لا اله الا هو الحي القيوم
لا تأخذه سنة ولا نوم
له ما في السموات وما في الارض
من ذا الذي يشفع عنده الا باذنه
يعلم ما بين ايديهم وما خلفهم
ولا يحيطون بشيء من علمه الا بما شاء
وسع كرسيه السموات والارض
ولا يؤده حفظهما وهو العلي العظيم

صدق اللہ العظیم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا قادیانی کی انگریز دوستی

حضرت مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دور حاضر کا مسیلمہ، امت کے تیس دجالوں میں سے ایک دجال، مرزا قادیانی بھی ہے۔ موصوف نے مجدد اور مصلح کے دعاوی سے سلسلہ شروع کیا۔ دعویٰ نبوت کرنا تو مشہور ہے لیکن خوف خدا اور خطرہ روز جزا کو فراموش کر دینے والے اس شخص نے اپنے متعلق خدا ہونے تک کے متعدد دعاوی کئے ہوئے ہیں۔ موت سے پیشتر اپنے کئی مخالفوں کو چیلنج کیا تھا کہ فریقین سے جو بھی جھوٹا اور کذاب ہے اسے خدائے بزرگ و برتر دوسرے کی زندگی میں ہیضہ یا طاعون وغیرہ متعددی مرض کے ساتھ ذلیل کر کے مارے۔

مخالفین تو سارے ہی زندہ رہے لیکن ان کی زندگی میں مرزا قادیانی ہیضہ ہی کے مرض میں ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل ساڑھے دس بجے دن راہی ملک عدم ہوگئے اور اپنے جھوٹا ہونے کا سب کے سامنے بیّن ثبوت پیش کر گئے۔ برٹش گورنمنٹ کے آلہ کاروں میں مرزا قادیانی کا مدمقابل سرزمین پاک و ہند میں تو کوئی نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی کو یہ صفت ورثہ میں ملی تھی۔

چنانچہ اپنے والد کے بارے میں خود یوں تصریح کی ہے: ’’میرے والد کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ نہیں ہوسکتیں جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیرخواہی میں بجا لائے۔ انہوں نے اپنی حیثیت اور مقدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزاری میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھائی کہ جب تک انسان سچے دل اور تہہ دل سے کسی کا خیرخواہ نہ ہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔‘‘

(ضمیمہ شہادت القرآن ص۱، خزائن ج۶ ص۳۷۸)

اپنے والد کے بارے میں دوسری کتاب کے اندر یوں لکھا ہے: ’’والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممیّز زمینداروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ گورنری دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے سچے شکرگزار اور خیرخواہ تھے۔‘‘

(حاشیہ ازالہ اوہام ص۱۳۲، ۱۳۳، خزائن ج۳ ص۱۶۶، ۱۶۷)

ان کے کارناموں پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فخریہ انداز میں یوں رقم طراز ہیں:
’’سن ستاون (یعنی ۱۸۵۷ء) کے مفسدہ میں جب کہ بے تمیز لوگوں نے اپنے محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا۔ تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے اور پھر ایک دفعہ سو سوار سے خدمت گزاری کی اور انہیں مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ چنانچہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزت اور دل جوئی سے پیش آتے تھے۔‘‘

(ضمیمہ شہادت القرآن ص۱، خزائن ج۶ ص۳۷۸)

’’اپنے بڑے بھائی، مرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بدل وجان مصروف رہا۔‘‘

(ضمیمہ شہادت القرآن ص۱،۲، خزائن ج۶ ص۳۷۸)

خود مرزا قادیانی (المتوفی ۱۹۰۸ء) جہاد کے سخت خلاف اور برٹش گورنمنٹ کے نمبر ایک آلہ کار تھے۔ اس امر کا اعتراف موصوف نے اپنے لفظوں میں یوں کیا ہے: ’’میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مصروف ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال، جہاد وغیرہ سے دور کر دوں جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۱)

دوسری جگہ انگریزوں کی حمایت اور جہاد کی مخالفت کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:
’’میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت (برٹش گورنمنٹ) کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی (امام مہدی علیہ السلام) اور مسیح خونی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی بے اصل روایتیں (جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں) اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل (جو حکم خدا

اور عمل وارشاد مصطفیٰ ﷺ) جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵، ۱۵۶)

موصوف نے انگریزی حکومت کے استحکام کی خاطر اس کی حمایت میں جہاد کے خلاف بے شمار کتابیں لکھیں اور اشتہار شائع کرائے اور اپنے اس اسلام دشمنی کے کارنامے پر آپ یوں فخر کیا کرتے ہیں: ''میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

شاید پنجاب کے مشہور شاعر ظفر علی خاں نے یہ شعر اسی لئے کہا تھا:

طوق استعمار مغرب خود کیا زیب گلو　　　　اور گواہ اس پر ہیں مرزا کی پچاس الماریاں

انگریزی حکومت کی اطاعت وفرمانبرداری کی ترغیب دینے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو برٹش گورنمنٹ کے مفاد کی خاطر ٹھنڈا کرنے کی غرض سے مرزا قادیانی نے تحریری طور پر جو کچھ کیا، اس کی تفصیل یوں بیان کی ہے۔

''مجھ سے سرکار انگریز کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک میں اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کریں اور دل سے اس حکومت کا شکرگزار اور دعاگو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں، مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے مختلف شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں

میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔‘‘ (ستارہ قیصریہ ص۳،۴، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴)

جس طرح اپنے دور میں جعفر بنگال اور صادق دکن ممتاز تھے اور اپنے سیاہ کارناموں کو سرمایہ افتخار سمجھا کرتے تھے۔ اس طرح اپنے پیش رو حضرات سے مرزا ملت فروشی یا دین فروشی میں کم تھوڑے ہی رہ گئے تھے کہ وہ یہ فخر نہ کرتے بلکہ معلوم تو یوں ہوتا ہے کہ موصوف اپنے میدان کے سارے کھلاڑیوں کو مات دے کر سب سے ممتاز ہوگئے تھے۔ اسی اسلام دشمنی اور ملت فروشی کے باعث انہیں خود احساس تھا کہ کسی بھی اسلامی ملک میں کوئی مسلمان حکمران ان کے وجود کو برداشت نہ کر سکے گا اور برٹش گورنمنٹ کے ماتحت اور اس کی سرپرستی میں جو یہ عظیم فتنہ پرورش پا رہا ہے۔ اسلامی حکومت اسے جڑ سے اکھاڑے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس حقیقت کا خود مرزا قادیانی نے علی الاعلان اور بغیر کسی ہیر پھیر کے یوں اعتراف کیا ہے: ’’خداتعالیٰ نے اپنے فضل خاص سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیرسایہ ہم کو حاصل ہے، نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے اور نہ مدینہ منورہ میں اور نہ سلطنت روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۶)

دوسری جگہ موصوف نے اور وضاحت سے اسی امر کا واشگاف اعتراف کیا ہے۔

’’اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے، مگر میں خیال کرتا ہوں مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے، کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصر ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں، ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیرسایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی ہے۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص۳۱،۳۲، خزائن ج۱۲ ص۲۸۳،۲۸۴)

مرزا قادیانی اس امر کے بھی معترف ہیں کہ انہیں ملکہ وکٹوریہ کے حکم سے نبی بنایا گیا تھا۔ نبی بنانے والے گورنر جنرل یا وائسرائے کا نام چونکہ انہوں نے تحریر نہیں کیا۔ لہٰذا اس کے ذکر کو چھوڑ کر ملکہ برطانیہ کے متعلق بیان ملاحظہ ہو: ’’اے بابرکت قیصر ہند! تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ خدا کی رحمت کا سایہ

اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔‘‘ (ستارۂ قیصریہ ص۷،۸، خزائن ج۱۵ ص۱۲۰)

مرزا قادیانی کو ملکہ وکٹوریہ کے جس ماتحت حاکم نے نبی بنایا تھا اس سے اس کا مقصود کیا تھا اور مرزا قادیانی کو کس ڈیوٹی پر معمور کیا گیا تھا؟ موصوف نے اس سوال کا جواب خود یوں دیا ہے: ’’اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق، جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا، آسمان سے مجھے بھیجا تاکہ میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہوکر بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصریہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظّمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول رہوں۔‘‘

(ستارۂ قیصریہ ص۵، خزائن ج۱۵ ص۱۱۶)

موصوف کو اعتراف تھا کہ وہ انگریزی حکومت کا خود کاشتہ پودا ہیں، اس لئے اپنے نبی بنانے والوں کی خدمت میں اپنی خدمات یاد دلاکر یوں دست بستہ عرض گزار ہوئے تھے: ’’التماس ہے کہ سرکار دولت مدار، ایسے خاندان کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کا خیرخواہ اور خدمت گزار ہے۔ اس کا خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت عزم واحتیاط سے اور تحقیق وتوجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کو ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت ومہربانی کی نظر سے دیکھیں۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۹، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۱)

اپنی منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا　　طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

غیرت اقبال

سید آغا صدر چیف جسٹس ہائیکورٹ نے لاہور کے عمائد اور مشاہیر کو کھانے پر مدعو کیا۔ حضرت علامہ اقبالؒ بھی مدعو تھے۔ اتفاق سے اس محفل میں جھوٹے نبی مرزا قادیانی کا جھوٹا خلیفہ نورالدین قادیانی بھی بلا دعوت آٹپکا۔ جب عاشق رسول ﷺ علامہ اقبالؒ کی نظر اس کذاب کے منحوس چہرہ پر پڑی تو غیرت ایمانی سے علامہ اقبال کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور

ماتھے پر شکن چڑھ گئے۔ فوراً اٹھے اور میزبان کو مخاطب کر کے کہا: آغا صاحب! آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ باغی ختم نبوت اور دشمن رسالت ﷺ کو بھی مدعو کیا ہے اور مجھے بھی؟ اور کہا: ''میں جاتا ہوں، میں ایسی محفل میں ایک لمحہ بھی نہیں بیٹھ سکتا۔''

حکیم نورالدین قادیانی چور کی طرح فوراً حالات بھانپ گیا اور نو دو گیارہ ہو گیا۔ اس کے بعد میزبان نے علامہ اقبالؒ سے معذرت کی اور کہا کہ میں نے اسے کب بلایا تھا یہ تو خود ہی گھس آیا تھا۔

سعادت مند بیٹا

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک عورت اپنے بیٹے کی بارات لے کر دہلی دروازہ کی جانب آ رہی تھی، سامنے سے تڑ تڑ کی آواز آئی۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ آقائے نامدار ﷺ کی عزت ناموس کے لئے لوگ سینہ تانے بٹن کھول کر گولیاں کھا رہے ہیں تو بارات کو معذرت کر کے رخصت کر دیا۔ بیٹے کو بلا کر کہا بیٹا! آج کے دن کے لئے میں نے تمہیں جنا تھا۔ جاؤ آقا ﷺ کی عزت پر قربان ہو کر دودھ بخشوا جاؤ۔ میں تمہاری شادی اس دنیا میں نہیں بلکہ آخرت میں کروں گی اور تمہاری بارات میں آقائے نامدار ﷺ کو مدعو کروں گی۔ جاؤ پروانہ وار شہید ہو جاؤ تا کہ میں فخر کر سکوں کہ میں بھی شہید کی ماں ہوں۔

بیٹا ایسا سعادت مند تھا کہ تحریک میں ماں کے حکم پر آقائے نامدار ﷺ کی عزت کے لئے شہید ہو گیا۔ جب لاش لائی گئی تو گولی کا کوئی نشان پشت پر نہ تھا۔ سب سینہ پر گولیاں کھائیں۔ فرحمة الله رحمةً واسعةً!

قادیانیت صحافیوں کی نظر میں

حمید نظامی مرحوم

''غیر ممالک میں پاکستان کے ''سفارت خانے'' تبلیغ مرزائیت کے اڈے اور ان کے جماعتی دفتر معلوم ہوتے ہیں۔''

زیڈ اے سلہری

’’میری شعوری زندگی اسی تمنا میں گزری کہ قادیانی مسئلے کے بارے میں مسلمان اپنی سنگین ذمہ داری سے عہدہ برا ہوں۔ کسی آزاد مسلم معاشرے میں اس کا پنپنا ناممکن تھا۔ قادیانیوں کا مقصد اسلام کی تعلیمات کو مسخ کرنا تھا اور اس مذموم مقصد کے حصول کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات کو گھٹایا گیا۔‘‘

مجیب الرحمٰن شامی

’’مصیبت یہ ہے کہ اپنا ایک نبی ایجاد کرنے اور مسلمانوں سے الگ تشخص کا دعویٰ رکھنے کے باوجود، یہ گروہ اپنے آپ کو غیرمسلم کہلوانے سے انکاری ہے۔ اس کے بہت سے مبلغ بڑی معصومیت کے ساتھ مرزاغلام احمد کی ان تصانیف سے اقتباسات شائع کر کے لوگوں کو ورغلاتے ہیں جو اس کے دعویٰ نبوت سے پہلے کی لکھی ہوئی ہیں۔ قادیانی حضرات! اپنے آپ کو مظلوم اور ستم رسیدہ قرار دینے کی کوشش میں بھی لگے ہوئے ہیں۔ ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقوں کو خاص طور پر نشانہ بنا کر رواداری اور فراخ دلی کے نام پر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی مہم چلائی جارہی ہے۔ قادیانی حضرات سے گزارش ہے کہ وہ کھلے دل کے ساتھ اپنے بزرگوں کا مطالعہ کریں اور پھر دیکھیں کہ وہ خود کہاں کھڑے ہیں؟

اپنے تمام قارئین سے بھی میری درخواست ہے کہ وہ اس مسئلہ کا تفصیلی مطالعہ فرمائیں۔ ان کو اس نتیجے پر پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی کہ ’’قادیانی مسئلہ‘‘ مولویوں کا کھڑا کیا ہوا نہیں ہے، یہ خود قادیانیوں کا پیدا کردہ ہے۔ مسلمان انہیں اپنے آپ سے الگ سمجھنے اور الگ تھلگ قرار دینے کے جو مطالبے کرتے رہے ہیں اور کررہے ہیں وہ ان کے خلاف تعصب اور تنگ نظری کی بنیاد پر نہیں ہیں بلکہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ سے محبت اور ان پر ایمان کا اوّلین تقاضا ہے۔

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

قادیانیوں کی سرگرمیاں

اور

مسلمان

حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱...... ’’مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن کریم پر۔‘‘

(اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۴)

۲...... ’’جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ اور مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اس امت میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے عام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

۳...... ’’میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے۔ اسی وجہ سے لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے: ’’قل ان کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ‘‘ اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے نہیں کیا۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص۶۷، ۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۲)

۵...... مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مجھے حسب ذیل الہامات ہوئے:

(الف) ’’قل یا ایّھا النّاس انّی رسول اللہ الیکم جمیعاً (ای مرسل من اللہ) ‘‘ کہہ اے غلام احمد، اے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔‘‘ (البشریٰ ج دوم ص۵۶، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۰)

(ب) ’’وما ارسلناک الّا رحمۃ للعالمین ‘‘ اور ہم نے دنیا پر رحمت کے لئے تجھ کو بھیجا ہے۔‘‘ (اربعین نمبر۳ ص۲۳، خزائن ج۱۷ ص۴۱۰)

(ج) ’’وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الّا وحی یوحیٰ ‘‘ اور یہ (مرزا غلام احمد) اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔‘‘

(اربعین نمبر۳ ص۳۱۶، خزائن ج۱۷ ص۴۲۶)

مرزا غلام احمد کی موجودگی میں ان کی ایک نظم پڑھی گئی جسے انہوں نے بہت پسند کیا اس کے دو شعر یہ ہیں: (اخبار البدر قادیان ج۲ ش۴۳ ص۱۴، مؤرخہ ۲۵ / اکتوبر ۱۹۰۶ء)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

یہ ہیں وہ عقائد جن کی جانب، قادیانی مسلمانوں کو دعوت دیتے ہیں۔

قادیانیوں کی سرگرمیاں اور مسلمان

الحمد ﷲ وحدہ والصلوٰۃ علیٰ من لا نبیّ بعدہ‘

تقریباً سبھی مقامات کی اطلاعات سے اس امر کی توثیق ہوتی ہے کہ قادیانیوں کے دونوں بڑے فرقے ربوی اور لاہوری اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو تیز سے تیز تر کرتے چلے جارہے ہیں پمفلٹوں، ہینڈ بلّوں، کتابچوں کے علاوہ مطبوعہ خطوط، ٹائپ شدہ کارڈوں اور ذاتی خط وکتابت کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو شروع کیا جاچکا ہے۔

اسی سلسلہ میں قابل ذکر بات یہ بھی ہے کہ ابھی پچھلے دنوں قادیانیوں کے موجود خلیفہ ناصر احمد نے اپنی جماعت میں دو تحریکیں شروع کی ہیں۔ ایک تحریک تو ’’عارضی وقف‘‘ کے نام سے ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ قادیانی امت کے عام افراد اور بالخصوص پنشنر حضرات کچھ اوقات (تین دن، سات دن، ایک ماہ وغیرہ کی صورت میں) جماعت کی توسیع وتبلیغ کے لئے وقف کریں۔ چنانچہ بڑے اہتمام سے ’’واقفین وقت‘‘ کے پہلے گروپ کو ربوہ سے ’’الوداع‘‘ کہا گیا اور اب یہ سلسلہ جاری ہے۔

دوسری تحریک مرزا ناصر نے یہ شروع کی ہے کہ مغربی پاکستان کے قادیانی، مشرقی پاکستان کے باشندوں سے ’’قلم دوستی‘‘ کا رشتہ استوار کریں۔ ظاہر ہے یہ ’’قلم دوستی‘‘ اسی مواد پر مشتمل ہوگی کہ اس دور کی نجات کے لئے مرزا غلام احمد کو نبی اور رسول کی حیثیت سے مبعوث کیا ہے۔ لہٰذا اس نبی پر ایمان لاؤ اور فلاح پاؤ۔

ان سرگرمیوں کے علاوہ قادیانیوں نے سکولوں، کالجوں، سرکاری دفاتر اور بار ایسوسی ایشنوں کو اپنا ہدف خاص بنا رکھا ہے اور جگہ جگہ تبلیغی اجلاس منعقد کئے جارہے ہیں جن

میں امت مسلمہ کے موجودہ انتشار اور دینی عناصر کے جمود سے فائدہ اٹھا کر ختم نبوت، نزول مسیح، حیات مسیح، مرزا غلام احمد کی صداقت دوسرے عنوانات پر لیکچر دیئے جارہے ہیں اور ناواقف حال مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور اپنے دام تزویر میں پھانسنے کی کوششیں شروع ہیں۔

بعض مقامات سے یہ اطلاعات بھی پہنچی ہیں کہ قادیانیوں کی تحریک پر پھر سے مناظروں کا آغاز ہو چکا ہے اور بعض بااثر قادیانی جانبدارانہ رویہ اختیار کررہے ہیں۔

یہ صورتحال یوں تو اس اعتبار سے بھی تشویش انگیز ہے کہ صحیح العقیدہ اور باشعور مسلمانوں کے نزدیک قادیانیت، ایک ایسا ارتداد ہے جو اسلام کا لیبل اپنے اوپر چسپاں کر کے مسلمانوں پر شب خون ماررہا ہے۔

لیکن ایک فوری تأثر یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی گروہ یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کا تبلیغی محاذ کمزور ہے اور ایسے افراد اور ادارے بہت ہی قلیل تعداد میں موجود ہیں جو قادیانیت کی حقیقت اور اس دعوت ارتداد کی تاریخ سے آگاہ ہوں، اس لئے وہ اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر اپنے لئے راہ ہموار کررہے ہیں۔

ان حالات میں ایک مسلمان کا فرض کیا ہونا چاہئے اور اس تخریبی کارروائی کے بالمقابل اصلاحی مساعی کس اہتمام سے انجام دینا چاہئیں؟ اس سوال کا جواب شاید کچھ زیادہ مشکل نہیں۔ ہر وہ مسلمان جو ایمان باللہ، ایمان بالرسول اور حضورﷺ پر اکمال دین، تکمیل شریعت اور نبوت کے اختتام کی اہمیت کا شعور رکھتا ہے۔ وہ بڑی سے بڑی مصیبت اور شدید سے شدید اذیت کو گوارا کر سکتا ہے۔ لیکن یہ بات اس کے لئے کسی طرح ممکن نہیں کہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے جسد ملّی کے اعضاء یکے بعد دیگرے کاٹے جائیں۔ اس کے مسلمان بھائیوں کو مرزا غلام احمد ایسے شخص کا امتی بنایا جائے اور وہ اپنے مشاغل میں منہمک ومصروف رہے۔

ایک مسلمان اس صورت حال کو دیکھ کر تڑپ اٹھے گا اور وہ شافع روز جزاء کے حضور، اس حقیر عمل کو پیش کرنے کے لئے دیوانہ وار میدان میں کود پڑے گا کہ جب انتہائی محنت اور مشقت سے تیار کی گئی، حضور کی امت کا رشتہ حضور سے کاٹ کر مرزا غلام احمد ایسے شخص سے

جوڑنے کی کوشش کی گئی تھی تو یہ مسلمان، تڑپ اٹھا تھا اور اس نے اشتعال انگیزی کا جواب تحمل وبردباری دعوت ارتداد کا مقابلہ، دعوت ایمان بالرسول اور امت کو منتشر کرنے والی مساعی کا توڑ، امت کو حضور ﷺ کی شان ختم نبوت سے وابستگی کی دعوت وتبلیغ سے دیا تھا۔

قادیانیت کی حقیقت کو پھر سے واضح کرنے، حضور سرور کونین ﷺ کی ذات اقدس سے محبت وفدویت کا رشتہ استوار کرنے اور مسلمانوں کو مرزا غلام احمد کا امتی بننے سے بچانے کے مثبت اور منفی ان دونوں فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کام کا ایک نقشہ ترتیب دیا جاچکا ہے اور بلاتاخیر اس نقشے کے مطابق آغاز ہو رہا ہے۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کے طول وعرض میں بسنے والے وہ مسلمان جو اس مسئلہ کی اہمیت ونزاکت کو کماحقہ محسوس کرتے ہیں اور اس امر کے متمنّی ہیں کہ وہ سید العرب والعجم خاتم النّبیین بآبائنا وامّہاتنا ﷺ کی شفاعت کے لئے کوئی بہانہ تلاش کریں۔ اس اہم مسئلے کی جانب متوجہ ہوں اور جو فرض خدا، رسول اور امت مسلمہ کی جانب سے ان پر عائد ہوتا ہے وہ اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے میدان عمل میں آئیں۔

ایسے تمام احباب سے جو اس مسئلہ کی اہمیت اور اپنے فرائض دونوں کا احساس وشعور رکھتے ہیں، درخواست ہے کہ وہ ہمیں بلاتاخیر مطلع کریں کہ اس سلسلہ میں وہ دوسروں سے الجھے بغیر صرف حمایت حق اور ابطال باطل کے جذبے سے تبلیغ ودعوت کا کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔

والسلام

عبدالرحیم اشرف کان اللہ لہ

خاتم النّبیین ﷺ کا ارشاد گرامی

ارشاد: ’’بادروا بالاعمال فتناً کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مومناً ویمسی کافراً ویمسی مومناً ویصبح کافراً یبیع دینہ بعرض من الدنیا (مسلم)‘‘

ترجمہ: سرورکونین ﷺ نے فرمایا: لوگو! نیک اعمال کے انجام دینے میں جلد از جلد مصروف ہوجاؤ اور ان فتنوں سے پہلے کچھ کرلو جو اندھیری رات کی طرح میری امت پر چھا جائیں گے۔ ان فتنوں میں مبتلا لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ ایک شخص صبح مومن ہوگا تو شام کے وقت کافر ہوجائے گا اور اگر شام ایمان کی حالت میں آئے گی تو صبح کافر ہوگا، وہ اپنے دین کو دولت دنیا کے عوض بیچ دے گا۔

تفہیم: اس امت کے ہادی وپیشوا (ان پر ہمارے ماں باپ قربان) ﷺ نے ان باتوں پر انتباہ فرمایا ایک تو یہ کہ ایسا تباہ کن دور اس امت پر آنے والا ہے کہ ہولناک فتنے اس امت کے افراد کے ایمان واسلام پر حملہ آور ہوں گے اور بہت سے لوگ ان فتنوں کا شکار ہوکر ایمان واسلام سے محروم ہوجائیں گے اور کفر وارتداد کی یہ وبا اتنی شدید ہوگی کہ صبح جو مسلمان ہوگا، شام تک کفر وارتداد اختیار کرے گا اور رات ایمان کی حالت میں سونے والا صبح کافر کی حیثیت سے اٹھے گا۔

دوسرا انتباہ یہ فرمایا کہ اس ارتداد کا حقیقی سبب یہ ہوگا کہ لوگ دین پر دنیا کو ترجیح دینے لگیں گے اور دنیوی مال وجاہ کے عوض دین سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

تیسری بات سرورکونین ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ ان فتنوں سے محفوظ رہنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ اعمال صالح میں مشغول رہو، خود دین پر کاربند رہو اور دوسروں کو دین پر قائم رکھنے اور فتنوں کا شکار ہونے سے بچاتے رہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری اس دوہری محنت کے صدقے تمہیں ارتداد اور کفر کا شکار نہیں ہونے دیں گے۔ **اللّٰھم صلّ وسلّم علیٰ خاتم النّبیین!**

✡ ✡ ✡

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

اظہار صداقت

بجواب

آسمانی مصلح کی ضرورت

جناب صوفی سید عبدالرحمٰن خان گیلانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غرض تالیف

یہ فقیر ناچیز اپنے مکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے رسالہ ’’آسمانی مصلح کی ضرورت‘‘ نامی پمفلٹ فقیر کے سامنے رکھ کر کہا کہ اس کا بھی مطالعہ کرو۔ فقیر نے وہ پمفلٹ اٹھا کر دیکھا تو وہ ابوالبشارت عبدالغفور (مولوی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ لاہور) کا تصنیف کردہ تھا جو مہتمم صیغہ نشرواشاعت ربوہ ضلع جھنگ کی طرف سے نشر ہوا۔ اس فقیر ناچیز نے اس کو اچھی طرح سے پڑھا جس کا ماحصل صرف یہ تھا کہ مرزاغلام احمد قادیانی نبی اور رسول ہیں جس کو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے ضرورت ہادی دیکھ کر اپنا ایک رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اس پمفلٹ کے ۲۴ صفحات ہیں اور تمام صفحات قرآنی آیات کے غلط مفہوم نکال کر بھرپور کئے ہوئے ہیں تاکہ دنیائے اسلام کو دھوکے میں پھنسا لیا جاوے۔ فقیر نے ۱۹۴۵ء میں ایک رسالہ ’’ختم نبوت‘‘ المعروف ’’آیٹم بم رحمانی برگردن قادیانی‘‘ شائع کیا تھا جس کا آج تک قادیانی جماعت نے کوئی جواب تک نہیں دیا۔ اگر صداقت منظور ہوتی تو پہلے اس کتاب کا جواب تحریر کرتے۔ جب فیصلہ ہوجاتا تو پمفلٹ تقسیم کر سکتے تھے۔ اس کارروائی سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس جماعت کو صداقت منظور نہیں صرف عوام جہاں کو دھوکا دینا مقصود ہے۔ یہ لوگ قرآن حکیم کے غلط معانی اور غلط مفہوم نکالنے کے عادی ہیں ناواقف لوگ ہمیشہ……

فقط صوفی عبدالرحمٰن گیلانی

نوٹ: قادیانی جماعت میں اگر کچھ غیرت ایمانی ہے تو فقیر کی کتاب ختم نبوت کا جواب تحریر کر کے شائع کریں۔ کسی جیوری کے سامنے وہ جواب پیش کیا جائے گا۔ اگر اس جیوری نے اس جواب کو ٹھیک اور درست کہہ دیا تو یہ فقیر صدروپیہ انعام دینے کا ذمہ دار ہوگا۔ اگر ادائیگی سے لیت ولعل کروں تو حکومت پاکستان کے ذریعہ وصول کیا جاسکتا ہے۔

صوفی عبدالرحمٰن

اظہار صداقت

امّا بعد! واضح ہو کہ خدائے وحدہ لاشریک رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے علوم حقائق اشیاء سے آراستہ و پیراستہ کیا۔ زمین پر اس کو اپنا خلیفہ بنا کر تمام اشیاء زمین اس کے لئے مسخر اور تابع کر دیں اور بروز ازل آدم علیہ السلام اور تمام ارواح بنی آدم علیہ السلام سے اپنی ربوبیت کا اقرار لے کر کہہ دیا کہ میں تمہاری ہدایت اور رہنمائی کے لئے دنیا میں اپنے رسول بھیجا کروں گا جس نے ان کی رہنمائی سے تقویٰ اور اصلاح اختیار کی اس کے لئے خوف و غم نہ ہوگا اور جو ان کو جھٹلائیں گے۔ وہ ہمیشہ جہنم کے اندر رہا کریں گے۔

چنانچہ اسی نظام الٰہی کے ماتحت حضرت آدم علیہ السلام باوجود خلیفۃ الارض ہونے کے سلسلہ نبوت و رسالت کے آغاز کے لئے پہلے نبی مقرر ہوئے اور بعد ازاں حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام وغیرہ بے شمار پیغمبر ہوتے چلے آئے۔ جن کی ٹھیک تعداد سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں۔ جیسا کہ خداوند کریم نے اپنے پاک کلام میں فرمایا ہے ’’وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر ‘‘ (یعنی کوئی قوم نہیں کہ جس میں کوئی نبی یا رسول نذیر ہو کر نہ آیا ہو)

بالآخر یہ سلسلہ نبوت حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچا اور پھر ان کے گھرانے میں بیشمار نبی اور رسول ہوتے چلے آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے۔ حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام یہ دونوں بیٹے نبی ہوئے۔ اسماعیل علیہ السلام کی وفات کے بعد سلسلہ نبوت ان کی اولاد میں نہ رہا۔ مگر حضرت اسحٰق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام نبی ہوئے اور پھر یعقوب علیہ السلام کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام نبی ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اسی خاندان سے پیغمبر ہوئے اور ان کی وفات سے چودہ ساڑھے چودہ سو برس بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر ہوئے۔ قوم یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہت ستایا تھا۔ اس وجہ سے خاندان بنی اسرائیل پر ہمیشہ کے لئے نبوت کا دروازہ بند ہو گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاندان بنی اسرائیل کے آخری نبی کہلائے۔ آپ نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی تھی۔

تورات میں مذکور ہے:

''میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔'' (استثنا نمبر۱۸، ۱۹)

''خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا، فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اس کے داہنے ہاتھ میں شریعت ہے، ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا۔'' (تورات کتاب نمبر۵ باب نمبر۳۳)

انجیل رقم طراز ہے:

''وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا۔ وہی کونے کا سرا ہوا۔ یہ خداوند سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں، خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کا پھل لاوے، دی جائے گی۔ جو اس پتھر پر گرے گا چور چور ہو جائے گا پر جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔'' (متی نمبر۲۱ باب۴۲ تا۴۴)

چنانچہ انہیں پیشین گوئیوں کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پانچ ساڑھے پانچ سو برس بعد سلسلہ نبوت خاندان بنی اسرائیل سے نکل کر خاندان حضرت اسماعیل علیہ السلام میں عود کر گیا اور حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء ﷺ فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوکر مدعی نبوت ہوئے اور بحکم خداوند کریم آپ نے اصلاح خلق کا بیڑا اٹھایا (آنحضرت ﷺ کو خدائے بزرگ برتر نے کافۃ للناس یعنی تمام دنیا کی مخلوقات کے لئے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا) جس کی خاص وجہ یہ ہے کہ دنیا اپنی حالت میں ترقی کرتے کرتے حد کمال کو پہنچ چکی تھی اور ہر قوم کو قریہ میں الٰہی بشیر ونذیر وقتاً فوقتاً حسب ضرورت مبعوث ہوکر اصلاح خلق کا کام سرانجام دے چکے تھے۔ مگر ملک عرب میں عرصہ دراز سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وفات کے بعد کوئی اصلاح کرنے والا بشیر ونذیر مبعوث نہیں ہوا تھا۔ ساتھ ہی انحطاط کا آخری زمانہ بھی شروع ہوگیا تھا۔ ایسے وقت میں خاص پسماندہ ملک عرب کی اصلاح کے لئے اور باقی تمام دنیا کو جہاں کہ پہلے بشیر ونذیر پہنچ چکے تھے۔ بطور یاددہانی دوبارہ جگانے اور ہوشیار کرنے کی غرض سے خاتم النبیین کا مرتبہ وعہدہ تجویز خداوندی میں آیا جو حضور ﷺ کو خاص طور پر پروردگار خداوندی سے عطاء ہوا اور آپ کو ایسے معجز نظام کی کتاب دی گئی کہ متدائرہ قوانین کے علاوہ

جس میں خلاصہ کتب سابقہ کا مجموعہ بھی درج ہے۔ جیسا کہ آیۃ کریمہ: ’’فیھا کتب قیمہ‘‘ یعنی اس قرآن کے اندر سابقہ کتب کا خلاصہ درج کیا گیا ہے۔‘‘ سے بخوبی پتہ چلتا ہے۔

الغرض حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بموجب حکم خداوندی: ’’ما کان محمّد ابا احد من رجالکم ولکن الرّسول اللہ وخاتم النّبیین‘‘ کہ محمد کسی کے (جسمانی) باپ نہیں ولیکن خدا کے رسول ہیں اور سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں، ہر طرح اور ہر حال آخر الانبیاء ہیں اور آخر الانبیاء ہی سب کا مصدق ہوسکتا ہے۔ پہلے آنے والے نبی تو مبشر ہیں اور ہر نبی مبشر ہوتا ہے۔ اپنے مابعد کا اور مصدق ہوتا ہے اپنے قبل کا اور حضور علیہ السلام ہی ہیں جنہوں نے سب گزشتہ انبیاء کی تصدیق فرمائی ہے اور اپنے مابعد آنے والوں کا پتہ دیا ہے۔ آخرالانبیاء ہونے کی صاف وجہ یہی ہے۔

آنحضرت کا فیضان نبوت قیامت تک جاری رہے گا۔ آپ کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی نئی شریعت، تمام علم وعرفان اور رشد ہدایت نیکی اور تقویٰ کو قائم رکھنے کے لئے قیامت تک کی دنیا اللہ تعالیٰ کی پاک کلام قرآن مجید اور اسوۂ رسول سے مستفید ہوتی رہے گی۔ کسی نئی کتاب اور نئے قانون کی ضرورت ہرگز نہ ہوگی۔

اس آخری زمانہ میں تمام دنیا کے لئے باہمی رسل ورسائل کے راستے صاف ہیں کوئی کسی قسم کی دقّت نہیں ہوسکتی اور تمام دنیا ایک شہر کا حکم رکھتی ہے۔ خود قرآن وحدیث کا مطالعہ کر کے اہل دنیا اپنے لئے راستہ ہدایت تلاش کر سکتے ہیں۔

حضور علیہ السلام سے پہلے انبیاء کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا۔ پہلے انبیاء کی ایک قوم اور کسی خاص ایک قریہ کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوا کرتے تھے۔ مگر حضور ﷺ کو خدائے بزرگ وبرتر نے خاتم الانبیاء کا خاص مرتبہ عطا کیا ہے کہ تمام دنیا کے لئے اخیر زمانہ تک کے لئے مبعوث ہوئے ہیں اور قیامت تک آپ کا سکّہ جاری وساری رہے گا اور خلق خدا آنحضرت ﷺ کی تعلیم سے استفادہ اٹھاتی رہے گی۔ آنحضرت ﷺ سے بعد میں قیامت تک آنے والی مخلوق بروز حساب وکتاب خدا تعالیٰ کے روبرو یہ اعتراض پیش کرنے کی ہرگز مجاز نہ ہوگی کہ: ’’ماجاء نا من بشیر ولا نذیر‘‘ یعنی ہمارے پاس کوئی بشیر ونذیر (بطور

مصلح) آیا ہی نہ تھا۔ اگر بالفرض غلط بیانی سے وہ اعتراض کریں بھی تو اس کا جواب خداوند تعالیٰ کی طرف سے پہلے سے ہی موجود ہے کہ: ’’فقد جاء کم بشیرٌ ونذیر ‘‘(یعنی تمہارے پاس بشیرونذیر) خاتم الانبیاء (محمد رسول اللہ ﷺ) تو آچکا ہے۔ پھر یہ فضول اعتراض کیسا ہے؟

ناظرین کرام! مضمون متذکرہ بالا سے بحوالہ حکم خداوندی صاف عیاں طور سے ظاہر کیا جاچکا ہے کہ آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔

مگر اس زمانہ میں قادیانی مرزائی جماعت خاتم الانبیاء کے غلط معانی بیان کر کے علم دین سے جاہل انگریزی دان مسلمانوں کو گمراہی کی طرف لے جارہی ہے۔ اس وجہ سے لفظ خاتم الانبیاء کے معانی پر ضروری طور پر بحث کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔

معلوم ہونا چاہئے کہ آیۃ کریمہ خاتم الانبیاء کا نزول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ہوا ہے اور آنحضرت ﷺ ہی واقف رموز الٰہیہ ہیں۔ اس لئے اس بات کا پتہ لگانا ضروری ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے اس لفظ خاتم الانبیاء کے کیا معنی مراد لئے اور وہی معنی ٹھیک اور درست ہوسکتے ہیں۔

۱...... حضرت جبیر بن مطعم ؓ روایت کرتے ہیں کہ سنا میں نے رسول خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے کہ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ مجھ سے کفر کو مٹایا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا۔ میں عاقب ہوں اور عاقب سے مراد یہ ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (بخاری)

۲...... حضرت ثوبان ؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ جس وقت رکھی جائے گی، تلوار میری امت میں بس نہیں اٹھائی جاوے گی۔ وہ اس پر سے قیامت تک اور نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ کتنے قبیلے میری امت میں سے مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے اور بتوں کی عبادت کرنے لگ جائیں گے اور تحقیق حال یہ ہوگا کہ عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کی طرف سے ہی ہوکر آیا ہے اور بات یہ ہے کہ میں خاتم النّبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد ترمذی)

۳...... حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خداﷺ نے بنی اسرائیل پر انبیاء حکمرانی کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی مرجاتا تھا تو اس کے بعد دوسرا نبی آجاتا تھا اور تحقیق میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ عنقریب خلفاء ہوں گے جو بہت کثرت سے ہوں گے۔

(بخاری)

۴...... حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے تھے کہ فرمایا رسول خداﷺ نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک شخص اس امت کے لئے مبعوث کیا کرے گا جو اس کے لئے تجدید دین کرے گا۔ (ابوداؤد، بیہقی، مستدرک حاکم)

ان مذکورہ بالا ہر چہار احادیث نبوی کے سوا اور بھی بہت سی احادیث نبوی ہیں جو خاتم الانبیاء کے معنی نبوت کا ختم ہونا ظاہر کرتی ہیں۔ مگر بوجہ اختصار یہی ہر چہار احادیث نبوی پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ اگر زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو ہمارا رسالہ ’’آئیٹم بم رحمانی بر گردن قادیانی‘‘ ناظرین ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

خلاصہ کلام: جب قرآن وحدیث سے واضح طور پر نبوت کا ختم ہونا ثابت ہوچکا تو پھر مرزائی (قادیانی) صاحبان کی عین گمراہی ہے۔ جو خلاف قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور اجماع امت دیدہ دلیری سے کام لے کر مشکوک اور ظنی حوالہ جات کے ساتھ اجرائے نبوت کے لئے ہاتھ پاؤں ہر وقت مارتے پھرتے رہتے ہیں اور جاہل لوگوں کو جماعت سازی کے دھن میں لالچ وغیرہ دے کر...... گمراہ کرتے رہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جملہ اقوال جو صریح نص قرآنی اور احادیث نبویہ کے خلاف ہیں وہ سب ناقابل تسلیم اور مردود ہوتے ہیں۔ خواہ وہ اقوال ابن عربیؒ کے ہوں یا مولانا رومؒ وغیرہ کے ہوں۔ کیونکہ مسلمانوں کا ایمان قرآن وحدیث پر ہے نا کہ کسی عالم کی تقریر وخوش بیانی پر ہوسکتا ہے۔

حدیث نمبر۳ جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے خاص بخاری شریف کی حدیث ہے۔ اس حدیث میں حضور علیہ السلام نے صاف طور پر فرمادیا ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں اجرائے نبوت جاری تھا۔ مگر میرے بعد میری امت میں اجرائے نبوت کے بجائے خلیفے آیا کریں گے جو بہت کثرت سے ہوں گے۔ چونکہ انسانی دماغ کی کیفیت ہی ایسی پیدا ہوئی ہے کہ اس پر

کسی چیز کا اثر ہمیشہ یکساں قائم نہیں رہ سکتا۔ بلکہ ہر چیز کے اثر کو قائم رکھنے کے لئے اس کے اعادہ اور دہرانے کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ ایک دفعہ کا پیا ہوا شیریں شربت یا کھایا ہوا کھانا یا ایک دفعہ کی سنی ہوئی وعظ ونصیحت کا اثر کبھی بھی ہمیشہ کام نہیں دے سکتا۔ بلکہ اس کے اثر کو قائم رکھنے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ اس کا اعادہ اور تکرار کیا جائے۔ اسی لئے اس نظریہ کے ماتحت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قوم بنی اسرائیل میں جب ایک نبی وفات پاجاتا تو دوسرا نبی اس کے بجائے قائم ہوجاتا اور یہی سلسلہ چودہ ساڑھے چودہ سو برس تک قائم چلا گیا۔ حتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آ گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد قوم بنی اسرائیل میں نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مثیل قرار پائے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں آیا ہے: ''انّا ارسلنا الیکم رسولاً شاهداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا'' یعنی ہم نے تمہاری طرف ایسا رسول شاہد بنا کر بھیجا ہے جیسے کہ ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

اس مماثلت کی وجہ سے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کا سلسلہ بھی جاری ہونا چاہئے تھا۔ مگر چوں کہ آنحضرت ﷺ خود خاتم النّبیین ہوکر آئے تھے۔ اس وجہ سے اجرائے نبوت کا دروازہ بند ہوکر سلسلہ اجرائے خلافت جاری ہوا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے لوگو! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا کہ جب تم میں ابن مریم نزول کرے گا اور حال یہ ہے کہ تم ہی میں سے تمہارا امام ہوگا۔ (بخاری مسلم)

''مسلم کی ایک حدیث میں جو لفظ نبی آیا ہے وہ حدیث رسول علیہ السلام کا کشف ہے۔ کشف اور رویا کے لئے تعبیر کی ضرورت ہے۔ کشفی الفاظ احکام کے ذیل میں نہیں آسکتے۔ صرف مراد لی جاسکتی ہے۔''

ناظرین کرام! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے مابعد آنے والوں کے لئے جو پیشین گوئیاں بیان فرمائی ہیں۔ ان کا حال آپ پر بخوبی روشن ہوگیا۔ مابعد آنے والوں کے

لئے خلفاء کی بشارت دی ہے۔ مجددین کی بشارت دی ہے اور آخر میں ابن مریم کے آنے کی خوشخبری دی گئی۔ جس کے لئے خود آنحضرت ﷺ نے امام کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ قادیانی (مرزائی) صاحبان خلاف فرمان خدا اور رسول مرزا غلام احمد قادیانی کو جو خود حنفی مذہب کا پیرو تھا اور ایک شیعہ عالم کا شاگرد، ''نبی'' کے الفاظ سے پکارتے ہیں اور خدائے بزرگ وبرتر کا خوف نہیں کھاتے۔ فقرہ ''علیہ السلام'' ابتدائے اسلام سے قرآنی انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص چلا آیا ہے اور اسی پر تا حال اجماع امت ہے۔

چنانچہ شیخ اکبر ابن عربیؒ نے تحریر فرمایا ہے: ''اسم النبی زال بعد رسول اللہ ﷺ'' ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی کا لفظ زائل ہوگیا (یعنی کوئی نبی نہیں کہلا سکتا) اور اسی مضمون کو کتاب الیواقیت والجواہر میں امام شعرانی نے بھی بہ تشریح بیان فرمایا ہے۔

مگر یہ مرزائی لوگ گستاخ ہیں، ان کو انبیاء علیہم السلام کی عزت ومرتبہ سے کیا سروکار، یہی گستاخی ہے کہ ان کے کسی قول وفعل میں برکت نہیں اور ہمیشہ مسلمان ان سے متنفر رہتے ہیں اور ان سے کسی ٹھیک سے ٹھیک بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ ان کی یہ دیدہ دلیری کسی نہ کسی دن تباہی وہلاکت کے گڑھے تک پہنچا دے گی۔ بہتر ہے کہ تائب ہوکر باز آجائیں۔ کیوں کہ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے:

''فلیحذر الذین یخالفون امرہ ان یصیبہم فتنۃ او یصیبہم عذاب الیم'' یعنی جو لوگ کہ مخالفت کرتے ہیں رسول علیہ السلام کے حکم کی چاہئے کہ باز آجاویں ورنہ وہ کسی فتنہ میں مبتلا کئے جاویں گے یا ان کو کوئی سخت دردناک عذاب پہنچے گا۔

ناظرین! یہ مضمون چوں کہ بہت طوالت پکڑ جاتا ہے۔ اس لئے اس کو یہیں پر ختم کر کے خلیفہ قادیان مرزا بشیر الدین محمود نے جو گستاخی حضرت رسول اللہ ﷺ کی شان میں کی ہے اور جو دیگر عام مسلمانوں کے بارے میں فتوے دیئے ہیں۔ بغرض ملاحظہ ناظرین ان کا نقشہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

محسن نسل انسانی محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی نسبت اعلان ہے۔

۱...... ''مسیح موعود کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا اور یہ جزوی فضیلت ہے جو

حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔‘‘

(قادیانی ریویو مئی ۱۹۲۹ء، قادیانی مذہب ص ۲۳۵ طبع جدید)

۲…… ’’یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔‘‘

(ڈائری خلیفہ قادیان، الفضل قادیان ج ۱۰ ش ۵ ص ۵، مؤرخہ ۱۷ / جولائی ۱۹۲۲)

۳…… ’’ظلّی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لاکر کھڑا کر دیا۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۳)

۴…… ’’قادیان تمام بستیوں کی ام ہے اور قادیان ام القریٰ ہے جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا، وہ کاٹا جائے گا، ہمارا سالانہ جلسہ ایک قسم کا ظلّی حج ہے۔‘‘

(الفضل یکم / دسمبر ۱۹۲۱ء)

۵…… ’’اب حج کا مقام صرف قادیان ہے۔‘‘ (برکات خلافت ص ہ خطبات محمود ص ۲۵۴)

۶…… ’’جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں؟‘‘ (علم حاصل کرو ص ۴۶، انوار العلوم ج ۴ ص ۱۳۶)

امت محمدیہ کے کلمہ گو مسلمانوں کی نسبت فتویٰ

۷…… ’’مرزا صاحب کے مذہب میں تمام مسلمان کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص ۳۵، انوار العلوم ج ۶ ص ۱۱۰)

۸…… ’’نماز میں مسلمان کی اقتدا ناجائز ہے۔‘‘

(انوار خلافت ص ۸۹، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۴۷)

۹…… ’’مسلمانوں سے رشتہ ناطہ جائز نہیں۔‘‘

(انوار خلافت ص ۹۴، انوار العلوم ج ۳ ص ۱۵۱، برکات خلافت ص ۷۵، انوار العلوم ج ۲ ص ۲۱۱)

۱۰…… ’’مسلمان کے جنازہ کی نماز احمدی کو ناجائز ہے۔ غیر احمدی چونکہ مسیح موعود کی

نبوت کے منکر ہیں۔ لہٰذا ان کا جنازہ ان کو نہ پڑھنا چاہئے۔‘‘

(انوار خلافت ص۹۳، انوار العلوم ج۳ ص۱۵۰)

۱۱...... ’’قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کے منکروں کو کافر سمجھتے ہیں۔‘‘

(ملخص تشحیذ الاذہان ج۶ ص۱۲۱،۱۲۲ بابت ماہ اپریل ۱۹۱۱ء)

۱۲...... ’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص۳۵)

ناظرین کرام! اس نقشہ کے ملاحظہ سے آپ کو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ نام نہاد قادیانی خلیفہ کے کیسے خیالات ہیں اور یہی خیالات ان کی جماعت رکھتی ہے۔ ان لوگوں کو خداتعالیٰ کا کچھ خوف نہیں۔

فقیر ناچیز نے مرزاغلام احمد قادیانی کی کتاب (تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲) میں دیکھا ہے: ’’ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔‘‘ اور ساتھ ہی اسی کتاب کے (ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲) کے حاشیہ پر اس طرح تحریر ہے: ’’یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خداتعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں گو وہ کتنی ہی جناب الٰہی میں شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔‘‘

اب دیکھنا اس بات کا ہے کہ (مرزامحمود کے) والد بزرگوار جو مدعی الہام ہیں وہ کیا فرماتے ہیں اور فرزند ارجمند اپنے والد کی گدی پر بیٹھ کر کیا اعلان کرتے ہیں۔ حالانکہ انہیں ملہم ہونے کا کوئی دعویٰ تک نہیں اور مفت میں اہل اسلام کو خارج از اسلام کہہ کر کافر

بناتے ہیں، سچ ہے کہ: ’’پدر تمام نہ کرد، پسر تمام کند‘‘ والا معاملہ ہے۔

معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ہر دو قادیانی اور لاہوری جماعتیں سازش اور دھوکا بازی سے کام چلاتی رہی ہیں۔ چندہ بازی اور کتب فروشی سے ہر دو جماعتوں نے سرمایہ جمع کر رکھا ہے اس سے خلیفہ اور امیر ہر دو عیش اڑاتے ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں، کوئی ڈلہوزی کا سفر کرتا ہے اور کوئی کوئٹہ وکراچی کے سفر سے لطف اٹھاتا ہے۔ تبلیغ واشاعت اس بات کا نام نہیں کہ اشاعت دین کے لئے فریب اور دھوکا بازی سے کام لے۔ اشاعت دین کے لئے حضرت ابوبکر وعمرؓ نے ہی کام کیا ہے۔ مگر ان کے درمیان خلوص تھا۔ بیت المال کا روپیہ اپنی جان پر خرچ نہیں کرتے تھے۔ عیش اور لطف اٹھانے کے لئے کوہ مری اور ڈلہوزی وغیرہ جیسے سفر سے باز رہتے تھے۔ اس لئے ان کے کاموں میں برکت تھی اور آناً فاناً بائیس لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت قائم کرادی۔ برخلاف اس کے یہ قادیانی اور لاہوری جماعت کے ہر دو خلیفہ اور امیر ۱۹۱۴ء سے تبلیغ واشاعت کے ذمہ دار بنے ہوئے ہیں اور آج تک بائیس لاکھ تو کیا ایک لاکھ بھی انگریز مسلمان نہیں کر سکے۔ ہر دو جماعتوں کے اندر خلوص اور تقویٰ اور طہارت کا تو کیا ذکر۔ احادیث نبوی سے ان کو کوئی ذوق وشوق نہیں۔ جمعہ کا خطبہ لمبا اور نماز مختصر پڑھتے ہیں۔ خطبے کے اندر صرف مرزا قادیانی کی نبوت یا چندے کا ذکر ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم کے حکم کے خلاف مرزا قادیانی کی تصویریں لگا کر مکان سجاتے ہیں، ننگے سر، ننگے گھٹنے نماز پڑھتے ہیں، نمازیوں کے آگے سے گزرتے رہتے ہیں۔ دجال کی شکل کی مطابق داڑھی مونچھ منڈوائے پھرتے رہتے ہیں۔ ان میں ایک عالم دین صاحب ایسے ہیں کہ ان کی لڑکیاں تیس چالیس برس کی عمر تک پہنچ چکی ہیں۔ مگر ابھی تک ناکتخدا ہیں، بی اے پاس ہیں ولایت تک کا سفر کرتی ہیں۔ مگر والد صاحب نے ان کی شادی تک کا نام نہیں لیا۔ خدا تعالیٰ ایسی قوم سے محفوظ رکھے۔ فقط والسلام!

احقر العباد سید صوفی عبدالرحمٰن خان گیلانی ۲۵؍جولائی ۱۹۵۲ء

✡ ✡ ✡

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

تکمیل دین

حضرت مولانا سید ڈاکٹر شیر علی شاہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

تقدیم	۴۴۵
تمہید	۴۵۰
احرار کی مصروفیت	۴۵۰
خودکاشتہ پودے کی فتنہ خیز پرورش ونمود	۴۵۱
اکابرامت کیوں معزز ہیں؟	۴۵۱
دین کے تمام مرکز ختم نبوت کے صدقہ میں محفوظ ہیں؟	۴۵۱
اکابراحرار کا علمی وعملی مقام ومنصب	۴۵۲
مرزائیوں کی بے لگامی سازشیں اور غدارانہ کارروائیاں	۴۵۴
عقیدہ کی لفظی تحقیق	۴۵۹
لانفی جنس کا عمل اور ردعمل	۴۶۱
قرآن کریم کے الفاظ ومعانی دونوں پر یکجا اور مکمل ایمان لانا واجب ہے	۴۶۴
قرآن مخلوق نہیں ہے	۴۶۴
ظلّی کی تشریح	۴۶۷
مرزائے کادیانی کا انکار جہاد	۴۶۷
مرزا کی برطانیہ نوازی اور انگریز پرستی	۴۶۸
برطانیہ کا خودکاشتہ پودا پیغمبر	۴۶۸
مرزا کی پیشین گوئی	۴۶۹
مرزائیوں سے صرف لفظ لا کا مفہوم پوچھو	۴۷۰
پچاس مارو اور پانچ گنو	۴۷۰
مرزا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین کی	۴۷۱
شیعہ وسنی روضہ رسول اللہ پر مراقبہ کریں	۴۷۲
قاضی احسان احمد شجاع آبادی کا بیان کردہ واقعہ	۴۷۲
تدریس بھی ضروری ہے	۴۷۴
آخرۃ سے مرزا غلام احمد مراد نہیں ہوسکتا	۴۷۶
مرزائی نبوت کے بہت حریص ہیں	۴۷۷
مرزائیوں نے گورداسپور کو ہندوؤں کے حوالہ کردیا	۴۷۷
میری علمی پرورش	۴۷۸
مرزائی برطانیہ کی دم میں	۴۷۸
اختتام	۴۷۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم!

تقدیم

۱...... جملہ اہل اسلام کے سامنے عموماً اور متعلقین احرار اور سیدنا حضرت امیر شریعت مولانا السید السند ''ابوالعطایا، شرف الدین، احمد، عطاء اللہ، شاہ حسنی، حسینی، قادری اندرابی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم وجدید معتقدین ومتوسلین کی خدمت میں خصوصاً ہم اپنے وعدہ اور اعلان کے مطابق۔ مگر عرصہ مدیدہ اور وقفہ طویلہ کے بعد حضرت کا ایک دوسرا اہم خطابی وتقریری تبرّک پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔ آج سے تقریباً تیس سال اور چار مہینے پہلے محرم الحرام ۱۳۹۹ھ، دسمبر ۱۹۷۸ء میں حضرت کے عقیدہ، مسلک، مسلسل عملی جہاد اور مقصد زندگی کے طور پر محبوب ودل پسند موضوع ''ختم نبوت'' پر آپ کی نایاب اور غیرمطبوعہ تقریر مرتب ومزین کر کے شائع کی گئی تھی جو حضرت کے بقیہ احباب وخدام، متعلقین جماعت اور عام معتقدین کی علمی تشنگی کے لحاظ سے حقیقتاً سمندر میں سے ایک قطرہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ لیکن اسی تقریر کے کافی مفصل اور واضح پیش لفظ میں حضرت کے خطابی تبرکات کے آج تک منظر عام پر نہ لائے جاسکنے کی مختلف انفرادی اور جماعتی واجتماعی وجوہ بھی بیان کی جاچکی ہیں۔ جن کے تحت بہ صد مشکل اور وہ بھی قریباً نصف صدی گزرنے کے بعد پہلی تقریر کے چند صفحات ہی پیش کئے جاسکے اور پھر اس کے بعد بہ قدر ممکن تجسس، محنت، تحقیق وتفتیش اور ترتیب وتزئین کے ساتھ ہی اب ختم نبوت کے بنیادی اور انتہائی عظیم ومقدس دینی، قومی اور بین الآفاقی موضوع پر حضرت کی دوسری اہم تقریر شائع کی جارہی ہے۔ اس کا اسلوب خطاب، تنوع مواد، طریق استدلال، طرز تطبیق اور انداز نتیجہ برآری، بالکل سابق تقریر جیسا ہے۔ بس فرق ہے تو اختصار وتطویل کا۔ گویا پہلی تقریر اجمال تھی اور یہ دوسری تفصیل ہے۔

۲...... دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور اس وقت ملک کی بڑی اور اہم دینی درس گاہ ہے۔ اس کے مہتمم حضرت مولانا عبدالحق مدظلہ العالیٰ کو اس وقت سے جانتا ہوں۔ جب وہ تقسیم سے کئی سال پہلے علی الاغلب شعبان ۱۳۶۲ھ، ۱۹۴۳ء میں دارالعلوم دیوبند میں استاد بن کر گئے اور غالباً اسی سال نڑھال تحصیل کبیر والا کے مشہور علمی شخص، جید عالم، شیخ الفنون

حضرت مولانا عبدالخالق بانی وسابق مہتمم دارالعلوم کبیر والا بھی دیوبند میں معقولات کے خصوصی استاذ کی حیثیت سے رونق افروز تھے اور پورے ملک میں ان کی دھوم مچی ہوئی تھی کہ پنجاب سے ایک بڑا اتکڑا اور وجیہ مولوی دیوبند میں آیا ہے جو اوّل تو بغیر کتاب سامنے رکھے اور یا پھر کتاب بند کر کے بڑی بڑی اور مشہور ومشکل کتب کا دھڑلے سے سبق پڑھاتا ہے۔

مرحوم کا یہ تعارف کئی برس تک غائبانہ ہی رہا۔ حتی کہ بعد از تقسیم جب ہم غریبوں کا ڈیرا ہی ملتان میں آ لگا تو پھر ان کی وفات تک وقفہ وقفہ سے مگر تقریباً مسلسل اور اکثر ملاقات ہوتی رہی۔ اپنے تعلیمی وانتظامی معاملات میں مشورہ کے لئے مجھ فقیر پر بے حد اعتماد کرتے تھے۔ انہی دنوں خیرالمدارس جالندھر کا سالانہ امتحان آیا تو حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد جالندھری نوراللہ مرقدہٗ نے مقامی علماء واساتذہ کی جگہ باہر سے ممتحن منگوانے کے اپنے معمول کے مطابق، دیوبند سے دوعلماء کو بلوایا تو ادارہ اہتمام نے ایک تو مشہور مدرس وممتحن مولانا عبدالشکور رحمۃ اللہ علیہ کو اور دوسرے ہمارے مذکور الصدر وممدوح مولانا عبدالحق کو جالندھر بھیج دیا۔

چنانچہ ان کے سامنے امتحان میں بیٹھنے والی مختلف جماعتوں میں تیسرے سال کی کتب والی میری متوسط جماعت بھی شامل تھی۔ مولانا موصوف نے نحو میں شرح جامی اور منطق میں شرح تہذیب میں ہمارا بہت ہی نرم امتحان لیا اور بارعایت نمبروں میں پاس کر دیا۔ جب کہ دوسرے سینئر بزرگ مولانا عبدالشکور مرحوم نے اپنی طبیعت وعادۃ اور مشہور معمول کے مطابق کافی محتاط اور کڑا امتحان لیا اور نسبتاً کم لڑکے ہی صحیح معنی میں کامیاب ہوئے راقم بھی اپنی تمام تر نالائقی وکمزوری کے باوصف بحمداللہ فیل ہونے سے بچ گیا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد جلدی ہی یہ معلوم ہوگیا تھا کہ سرحد والے ہمارے قدیم ممتحن مولانا عبدالحق نے ہی تقسیم سے کچھ عرصہ قبل اکوڑہ خٹک میں ایک مدرسہ قائم کر رکھا تھا، جو چل نکلا ہے اور کامیاب جارہا ہے اور روز بروز کافی ترقی پذیر ہے حتیٰ کہ چند ہی برسوں میں نہ صرف وہ پاکستان کے اندر دارالعلوم دیوبند کا ثنیٰ قرار پایا بلکہ دارالعلوم دیوبند ہی کے مایہ ناز مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب مدظلہ العالی نے اوّلاً بہ ذریعہ خط وکتابت اور پھر پاکستان میں اپنی ابتدائی آمد کے بعد ہی تقریر وتحریر دونوں طریق سے مدرسہ حقانیہ کو پاکستان میں دیوبند کا صحیح نمائندہ اور قائم مقام قرار دے کر اس پر اظہار شکر وفخر کیا تھا۔ چنانچہ کچھ ہی دنوں بعد حسب دستور مدارس دینیہ حقانیہ کے سالانہ اجتماعات کا سلسلہ شروع ہوگیا اور علماء کے دیرینہ معمول کے مطابق ہی حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کو ان میں مسلسل دعوت شرکت وخطاب ملتی رہی۔ ادھر ملک کے مخصوص مذہبی

وسیاسی احوال کے زیر اثر مرزائیت نے پر پرزے نکالے تو باوجود پوری بے سروسامانی اکثریت کے ماحول کی بے خبری اور جہالت ومخالفت خصوصاً حکومت وقت کی فرنگیانہ ذہنیت، مکمل مرزائیت نوازی اور معاندۃ وعداوت کے ’’مجلس احرار اسلام‘‘ نے بھی امکانی جواب دہی اور دینی محاذ کی تشکیل وتقویۃ کے لئے تحریک تحفظ ختم نبوت جاری کر رہی تھی۔ جس کے لئے اجتماعات پر دور فرنگی کی منحوس وملعون روایات کے مطابق سراپا ظلم پابندیوں کے باعث مدارس دینیہ کا سٹیج اظہار بیان حق کے لئے ہزار گونہ غنیمت اور مفید ومؤثر مورچہ ثابت ہوتا رہا۔ چنانچہ پاکستان میں مدرسہ حقانیہ کا غالباً تیسرا سالانہ اجتماع تھا۔ جس میں حسب دستور حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس وقت کے چند خاص رفقاء سمیت مدعو تھے۔ مدارس دینیہ کی ضرورت کے مقصد کا بقاء دین سے وابستہ ہونا اور دین کی بقاء کا تحفظ ختم نبوت پر موقوف ہونا اصل موضوع تھا۔ جس پر حضرت نے اپنے چالیس سالہ قدیم ومشہور معمول کی امکانی پابندی کرتے ہوئے باوجود ضعف وزوال پذیر عمر اور انحطاط پذیر صحت کے عشاء کے بعد سے ڈھلتی رات تک کافی بسط وتفصیل کے ساتھ خطاب عام فرمایا۔ جسے حقانیہ کے مشہور وفعّال فاضل مولانا سید شیر علی (حال مقیم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) نے بڑی توجہ وہمت اور قابلیت تیز نویسی کے ساتھ قریباً اصل الفاظ میں ہی قلم بند کر لیا اور کچھ مدت بعد مدرسہ کے ادارہ نشر واشاعت نے اسی تقریر کو اپنے مخصوص سرحدی لسانی ماحول کے مطابق امکانی تصحیح کر کے رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا۔ جو موضوع کی عظمت اور تقدس وبرکت اور خطیب کی شخصیت اور اہمیت ومقبولیت کے باعث بہت جلد ملک بھر میں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور شاید چند ہی مہینوں میں اس کا دوسرا ایڈیشن بھی اسی طرح شائع ہو کر چند دنوں کے اندر اندر نہ صرف عام مکتبہ جات بلکہ حقانیہ کے مکتبہ اور ذخیرہ نشریات اور محفوظ (ریکارڈ) تک سے بھی غائب ہوگیا۔

۲...... تا آنکہ چار برس پیشتر راقم نے جب حضرت امیر شریعت کے ’’چند بقیۃ السیف تقریری وتحریری تبرکات‘‘ شائع کرنے کا نظم بنایا اور اپنے پرانے ذخیرہ کی چھان پھٹک کر کے عرصہ دراز پہلے حاصل کردہ اس تقریر کا کتابی نسخہ بھی نکالا اور اس کے املاء وانشاء اور اس میں درج آیات واحادیث اور عربی وفارسی اور اردو کی دیگر حوالہ نما عبارات میں باقی ماندہ اغلاط کتابت کی درستی کا ارادہ کیا تو عین وقت پر قدرتی موانع پیش آنے کے دیرینہ اتفاق کے مطابق تقریر کا اصل رسالہ اور بہت سے دوسرے مسودات چوری ہوگئے۔ جس سے سخت صدمہ اور غم لاحق ہوا۔ ناچار کئی مہینے کی کشمکش اور نئی جدوجہد اور زبردست تجسس کے بعد

پرانے ریکارڈ میں احتیاطاً رکھا ہوا، اس کا دوسرا نسخہ اچانک اور نعمت غیر مترقبہ بن کر ہاتھ آ گیا۔ جسے امکانی تصحیح، عنوان بندی اور تزئین کے بعد اکوڑہ خٹک والے ایڈیشن کے بعد طبع ثانی اور اپنے ذاتی اہتمام کے ساتھ مکتبہ معاویہ کی طرف سے بالکل نئی اشاعت کے نقطہ نظر کے ساتھ طبع اوّل کے طور پر شائع کر کے حضرت کی پہلی تقریر کے مقدمہ میں کئے گئے وعدہ کی تکمیل کے فرض سے بہ صد مشکل عہدہ برآ ہو رہا ہوں۔

اب اس کو پسند کرنا اور جذبہ تعاون کے ساتھ بیش از بیش خریداری کے ذریعہ قبول کرنا، حضرت کے قدیم وجدید متعلّقین ومعتقدین کا کام ہے اور اس کی اشاعت میں برکت ڈال کر حضرت کے بقیہ تبرکات کی اشاعت کا راستہ ہموار کرنا محض اللہ تعالیٰ کی مشیّت اور ان کے فضل وکرم پر موقوف ہے۔ ’’**فباللہ التوفیق ومنہ الاستعانۃ وعلیہ التکلان فھو حسبنا ونعم الوکیل ونعم المولٰی ونعم النصیر والیہ ترجع الامور والسلام علی اھلہٖ**‘‘

راقم السطور: متمنی وخواست گار تعاون، مخلص وخیر اندیش فقیر ابن امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر حسنی قادری بخاری ’’دار معاویہ‘‘ نمبر ۲۳۲ کوٹ تغلق شاہ ملتان شہر

(نصف شب پنجشنبہ جمعرات ۲۱ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ، ۱۸ رمارچ ۱۹۸۲ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری (**اعلیٰ اللہ درجاتہ فی الجنۃ**)

علمی، مذہبی دنیا کے ممتاز قیمتی مرد مجاہد تھے۔ ان کی محبوب شخصیت نادرۂ روزگار تھی۔ آپ ان اولوالعزم اہل اللہ میں سے ایک تھے جن کی زندگیاں آزادی وطن، آزادی اسلام، تحفظ ناموس رسالت کی تبلیغ ودعوت میں بسر ہوئیں۔ شاہ جی کی خداداد قوت بیان، مؤثر ودلآویز اسلوب خطابت، متنوع مضامین پر الہامی ملکہ گویائی محتاج تعارف نہیں؟ ان کی دل کش ایمان پرور تلاوت سے اب بھی سننے والوں کے دلوں میں حلاوت محسوس ہو رہی ہے۔ اس عالی مرتبت شعلہ بیان خطیب کی تقریریں عشق رسول کے جذبات سے لبریز ہوتی تھیں۔ خاص کر مدینہ والے کی ختم المرسلینی اور اس کے ناموس پاک کے تحفظ پر مایہ ناز تقریریں شاہ جی کی روحانی غذاء بن چکی تھی۔ محبت رسول اور ختم نبوت کے بارہ میں شاہ جی کا عقیدہ ان کی زبانی سنئے: ’’ختم نبوت کی حفاظت میرا جزء ایمان ہے جو شخص بھی ناموس رسالت کی ’’رداء‘‘ مقدس امانت کی

طرف انگلی اٹھائے گا۔ میں اس کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ میں میاں (رسول اللہ ﷺ) کے سوا کسی کا نہیں؟ نہ اپنا نہ پرایا۔ میں انہی کا ہوں، وہی میرے ہیں جس کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کر آراستہ کیا ہو؟ میں ان کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں؟ لعنت ہے ان پر جوان کے نام تو لیتے ہیں مگر چوروں کی خیرہ چشمی کا تماشا دیکھتے ہیں۔''

ان اوراق میں شاہ جی کی وہ تقریر پیش کی جارہی ہے جو انہوں نے تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر دارالعلوم حقانیہ کے فقید المثال اجلاس دستار بندی (منعقدہ ۱۵ر شعبان ۱۳۷۱ھ، بمطابق ۱۱ر مئی ۱۹۵۲ء) میں فرمائی تھی۔ جو راقم الحروف نے بہ طور یادگار قلم بند کی تھی۔ اب افادۂ عام کی خاطر اسے شائع کیا جارہا ہے۔ خداوند کریم اسے شاہ جی کے حق میں باقیات الصالحات بنادے اور ان کی روح پاک پر اپنی رحمت و رافت کی پیہم و مسلسل بارشیں برسائے۔ آمین! شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (ضلع پشاور)

الحمد لله! الحمد لله نحمدهٗ ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكّل عليه ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيّئات اعمالنا ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيّئات اعمالنا ونعوذبالله من شرور انفسنا ومن سيّئات اعمالنا. من يهده الله فلا مضلّ له ومن يضلله فلا هادى له. ونشهدان لّااله الّاالله وحده لا شريك له ولانظيرله لامثيل له ونشهدان سيدنا وسندنا وشفيعنا ومولانا امام الاتقياء وسيد الانبياء وخاتم الانبياء. امام المتقين وسيّد المرسلين وخاتم النّبيين باليقين. محمداً امام المتقين وسيد المرسلين وخاتم النّبيين باليقين محمداً عبده ورسوله. ولا نبىّ بعده ولا رسول بعدهٗ ﷺ.

يا رب صلّ وسلّم دآئماً ابداً — علٰى حبيبك خيرالخلق كلّهم
محمدٌ سيدالكونين والثقلين — والفريقين من عرب ومن عجم
جآء ت لدعوته الاشجار ساجدةً — تمشى اليه على ساق بلا قدم

''وقال حسان بن ثابت فى مدح النّبى المختار ﷺ''

واحسن منك لم تر قط عينى — واجمل منك لم تلد النسآء
خلقت مبرّأ من كل عيب — كانّك قد خلقت كما تشاء

امابعد! فاعوذبالله من الشیطن الرجیم. بسم الله الرحیم

''ما کان محمّد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النّبیین وکان الله بکل شئ علیماً (الاحزاب:۴۰)'' محمد ﷺ نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ، ہاں وہ اللہ کے پیغمبر اور سب نبیوں کی مہر ہیں اور اللہ ہر چیز (کی حقیقت وحکمت) جاننے والے ہیں۔

''صدق الله مولانا العظیم وصدق رسوله النّبیّ الکریم ونحن علیٰ ذلک من الشاهدین والشاکرین والحمدلله رب العالمین''

خوشا مجلس ومدرسہ خانقاہے | کہ دروے بود قیل وقال محمد

امیر جمع ہیں احباب درد دل کہہ لے | پھر التفات دل دوستاں رہے؟ نہ رہے؟

تمہید

صدر محترم! بزرگان ملت، برادران عزیز! عام دستور کے مطابق اب جلسہ برخاست ہونے کا وقت ہے۔ پنجاب کے جلسے عموماً (رات کو) بارہ بجے ختم ہوجاتے ہیں۔ مگر پٹھانوں کے جلسے نرالے ہیں۔ اب میری تقریر کی ابتداء ہے۔

احرار کی مصروفیت

حضرات! آج ہماری جماعت مسئلہ تردید مرزائیت میں لگی ہوئی ہے۔ بہت دنوں سے میں مسئلہ ترجیح میں پھنسا ہوا ہوں۔ ترجیح کے معنی کسی ایک چیز کو دوسری چیز پر فضیلت دینے کے ہیں۔ اس پرآشوب دور میں ترجیح کے قابل وہ مسئلہ ہے جس پر ہماری جماعت احرار مصروف عمل ہے۔ میں دینی مدارس، دارالعلوموں اور مذہبی، تبلیغی کاموں کی ضرورت واہمیت کا منکر نہیں۔ مگر ان تمام شعبوں کا بنیادی مسئلہ تحفظ ختم نبوت، تبلیغ کا پہلا اور اہم شعبہ ہے۔ جس کا انکار قرآن وحدیث کا انکار اور بیخ کنی کے مترادف ہے۔ ختم نبوت کے اساسی عقیدہ میں ذرہ بھر بھی اگر فرق آجائے تو ایمان کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ میں علماء ومشائخ کے اس اجتماع میں اپنے دکھ اور درد کا بھرا ہوا پیغام سنانے آیا ہوں۔ فیضی کا شعر جو بچپن سے یاد ہے، بے دریغ زبان پر آیا:

یا با خبری از خود واز ہر دو جہاں | یا بے خبری از خود واز ہر دو جہاں

ان کنت لاتدری فتلک مصیبة | وان کنت تدری فالمصیبة اعظم

خودکاشتہ پودے کی فتنہ خیز پرورش ونمود

محترم علماء کرام، معزز مشائخ کرام، گدی نشین حضرات! آپ کو کیا خبر؟ کادیانیت ومرزائیت کا فتنہ کتنی تیزی اور قوت واشتعال کے ساتھ ہمارے پاکستان میں چل رہا ہے۔ برطانیہ کے اس خودکاشتہ پودے کے سر پراب بھی برطانیہ کا ہاتھ ہے۔آپ اس فتنہ کومعمولی فتنہ سمجھتے ہوئے اپنے درس وتدریس میں مصروف،صوفیاء کرام اور گوشہ نشین حضرات اپنے خلوت خانوں میں بیٹھ کرامر بالمعروف ونہی عن المنکر کوچھوڑ بیٹھے ہیں۔ دنیا سے قطع تعلق اور کنارہ کشی کو اپنا منتہائے مقصود اور ذریعہ فلاح سمجھ بیٹھے ہیں۔ ارے ہم نے تو تبلیغ کا ٹھیکہ نہیں لیا۔ میں تو اکیلا دعوت وارشاد پر مامور نہیں بلکہ میں بھی رجل منکم ہوں۔

اکابرامت کیوں معزز ہیں؟

ارے تصوف کس کا؟ ابوبکر کون تھے؟ کیا وہ تقویٰ وتصوف کے امام نہ تھے؟ عمر کون عثمان اور علی کون؟ عباس اور ابن عباس کون؟ امام اعظم ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل، امام شافعی اورامام مالک کون؟ کون شیخ القادر جیلانی؟ کون گنج بخش؟ کون محی الدین ابن عربی؟ کون معین الدین چشتی اجمیری؟ کون شمس تبریزی؟ کون حسن؟ کون حسین؟ کون کوئی جس پر ’’رضی اللہ عنہ‘‘، ’’رحمۃ اللہ علیہ‘‘ کہا جائے؟ کیوں یہ سب کے سب رئیس الصوفیاء نہ تھے؟ یہ تو سلسلہ اولیاء کے سادات، اتقیاء کے سرفہرست اور عارفین وسالکین کے پیشوا تھے۔ کیا ان صحابہ اور بزرگوں نے فریضہ تبلیغ چھوڑ کر عزلت وگوشہ نشینی کو اپنا شیوہ بنا رکھا تھا؟ مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو اس کی سرکوبی کس نے کی؟ ابوبکر صدیق ہی نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت بھیجی۔ جنہوں نے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھیوں کو تہ تیغ کر کے دنیا کو اس فتنہ سے نجات دی۔ ابوبکر نے تو ان لوگوں سے بھی جہاد کرنے کا تہیہ کرلیا تھا جو زکوٰۃ دینے میں ہچکچا رہے تھے؟ اب تو اسلام کے بنیادی مسئلہ پر مرزائیوں نے حملہ کیا ہے؟

دین کے تمام مرکز ختم نبوت کے صدقہ میں محفوظ ہیں؟

ارے! تم اگر ختم المرسلینی کا مسئلہ محفوظ نہ رہے تو پھر تمہارا مرکز کیسے باقی رہ سکے گا؟ پھر تو تم بھی مٹ جاؤ گے۔ تمہاری خانقاہیں اور مدارس ومساجد بھی۔ تمہارا شیرازہ بکھر جائے گا۔ جب ختم نبوت نہیں تو تم نہیں۔ آپ کی سرحد پر مرزائیوں کے جو حملے ہو رہے ہیں

خدا کو معلوم ہے کہ وہ انتہائی خطرناک اور مضر حملے ہیں۔ ہم پاگل نہیں؟ مجنون نہیں؟ اتنے بے ہنر بھی نہیں کہ بے سند باتیں کرتے پھریں؟ ہاں! میں صرف سب ساتھیوں میں نکمّا ہوں۔ مگر پھر بھی دس بچوں کی تربیت کرتا ہوں۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک متوسل نے دوران مکاتبت غالباً اپنی اولاد کے دینی اور معاشی مستقبل سے متعلق حضرت سے سوال واستفسار کے طور پر عرض کیا کہ: ’’بچے کو تعلیم دلانا چاہتا ہوں اور اس فکر سے پریشان ہوں کہ دینی مدرسہ میں پڑھ کر بے شک دین تو کچھ نہ کچھ آ جائے گا لیکن روزی کمانے کے قابل نہ رہے گا اور سکول کی تعلیم میں اور کچھ نہ سہی کم از کم اسے روٹی تو ملتی رہے گی۔ اسی لئے لڑکے کو میں نے بجائے دینی مدرسہ کے سکول میں داخل کر دیا ہے۔ حضرت دعا فرمائیں وغیرہ وغیرہ! والسلام‘‘

تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ’’آپ کا خط پڑھ کر سخت افسوس ہوا۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون! دینی تعلیم کی وجہ سے روٹی نہ ملنے یا اس کی کمی کا خیال ایک شیطانی وسوسہ اور اللہ تعالیٰ پر عدم اعتماد ہے اور حقائق وواقعات کے خلاف اور بالکل غلط ہے۔ کیا دنیا میں جن لوگوں نے دین پڑھا وہ بھوکے مر گئے؟ اور اِکّا دکّا واقعہ سے استدلال بھی غلط ہے۔ کیونکہ اس کے خلاف یہ بھی مشاہدہ ہے کہ انگریزی تعلیم حاصل کرنے والے ہزاروں لوگ بھی بھوکے مر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رزق نہ ملنے کی وجہ دینی تعلیم نہیں بلکہ کوئی اور سبب ہے، میں حیران ہوں کہ آپ نے یہ کیسے لکھ دیا؟ خدا کے بندے، سارا دین تو بہت دور کی بات ہے۔ محلے کی مسجد میں کسی مؤذن ہی کو دیکھ لو کہ اسے صرف اذان کے چند کلمات آتے ہوں تو روٹیوں کا ڈھیر لگ جاتا ہے؟‘‘

اکابر احرار کا علمی وعملی مقام ومنصب

ہمارا ’’سائیں حیات‘‘ ماہر ٹیلر ماسٹر، تعلیم یافتہ اور اعلیٰ درجہ کا شاعر ہے۔ اس نے حال ہی میں اپنی دکان نیلام کر کے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مقرر ہیں۔ جناب شیخ حسام الدین بی۔اے ہیں۔ جناب مولانا غلام غوث صاحب جید عالم بھی ہیں، حکیم اور طبیب بھی، اچھے مناظر اور مقرر ہیں۔ مولانا محمد علی جالندھری سحر بیان مقرر اور موجودہ علم کلام کے مایہ ناز متکلم

عالم ہیں۔قاضی احسان احمد شجاع آبادی شعلہ بیان خطیب اور ایک مجاہد عالم ہیں۔مولانا لال حسین صاحب اختر آسمان کادیان کا ٹوٹا ہوا ستارہ ہے جو خدا نے ہماری حمایت کے لئے بھیجا ہے۔مرزائیوں نے اس کی تعلیم پر ہزاروں روپے خرچ کئے،مگر خدا نے اس کے دل میں حق بینی اور صداقت شناسی کا چراغ جلایا۔اس کو جب مرزا کا تمام دجل وفریب آشکارا ہوا تو مرزائیت سے توبہ کر کے صحیح مسلمان ہوگیا۔ بہت بڑے عالم اور مبلغ ہیں،اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تمام مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کر چکے ہیں۔مرزائیوں کے مقابلہ میں بے شمار مناظروں میں نمایاں کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب پوپلزئی قابل مفتی اور مجاہد عالم ہیں۔مولانا محمد حیات صاحب جیّد عالم اور مناظر ہیں۔

ان چند علماء کے نام میں نے مشتے نمونہ ازخروارے کے طور پر بیان کئے۔ ورنہ ہماری جماعت احرار کو بہت سے دیگر علماء اور کارکنوں کی معیت حاصل ہے۔ہم سب جو فتنہ کادیانیت کی سرکوبی کے لئے میدان میں کود پڑے ہیں اور ناموس رسالت کے تحفظ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے مستعد ہیں۔ یہ اس لئے کہ معاملہ انتہاء کو پہنچ گیا ہے۔ مرزائی تبلیغ منظّم طور پر ہر جگہ ہو رہی ہے۔ یہ فتنہ ارتداد غربت وافلاس کے ساتھ نہیں بلکہ پوری قوت وطاقت کے ساتھ پھیلایا جارہا ہے۔اس فتنہ کی پشت پر اربوں روپے، ہر قسم کے مادی وسائل ہیں۔ یہ فتنہ بندوقوں توپوں اور مشین گنوں، سمندری اور ہوائی طاقت کا سہارا لئے ہوئے مسلمانوں کے اس ملک میں چھایا جارہا ہے؟

حضرات! اگر میں غلط بات کہوں تو میری اصلاح آپ کا فرض اوّلین ہے۔ ورنہ اگر حق بیان کر رہا ہوں تو اس فتنہ کی بیخ کنی میں میرا ساتھ دیں۔اب تو نوجوان علماء اور قوی ہمت رضا کاروں کی اشد ضرورت ہے کہ وہ اس اہم فریضہ کو سنبھالیں۔ میں تو بوڑھا ہوگیا ہوں، عالم شباب قید وبند میں گزرا،نوسال جوانی جیلوں میں بسر ہوئی۔اب بھی دو دن کا بھوکا ہوں۔ پینتیس سال ہوگئے کہ میں تقریر سے پہلے کھانا نہیں کھاتا۔اب تقریر ختم کر کے کچھ کھاؤں گا۔ وہ کیسے ہضم ہوگا؟ آپ تو اپنی ملازمتوں، تجارتوں اور دیگر مشاغل میں پورے آرام واطمینان کے ساتھ مصروف ہیں۔تردید مرزائیت، تحفظ ختم نبوت اور دیگر بے شمار فتنوں کے مقابلہ میں ہماری جماعت احرار کو اکیلے چھوڑ بیٹھے؟

مک تن وخیل آرزو دل بکجا کجا دہم　　　تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

مرزائیوں کی بے لگامی سازشیں اور غدارانہ کارروائیاں

آج مرزائی تبلیغ بری، بحری، فضائی فوج میں جاری ہے۔ بعض سادہ لوح بھائی ان کے مکارانہ جال میں پھنس رہے ہیں۔ مرزائیوں کے ترجمان (روزنامہ الفضل) اخبار کی اشاعت دن بہ دن بڑھ رہی ہے۔ مسلمانوں کے گھروں تک مرزائیوں کے اخبارات اور زہریلے پمفلٹ پہنچائے جاتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے انہیں کھلم کھلا اجازت ہے۔ نہ ان کی تبلیغ پر پابندی؟ نہ ان کی مجالس ومحافل پر؟ بازاروں، سکولوں اور کالجوں میں ببانگ دھل ان کا مشن مصروف کار ہے۔ اسی ہزار مربع گز زمین ان مرزائیوں کو چھ پیسے کنال کے حساب سے حکومت کی طرف سے ملی ہے۔ پانچ سو ایکڑ زمین ربوہ کی ہے اور اس کے گردو پیش وسیع علاقہ پر ان مرزائیوں نے مفت قبضہ کر لیا ہے۔ یہ کچھ کچی بات نہیں؟ سٹیج سے کہہ رہا ہوں؟ کراماً کاتبین (سی.آئی.ڈی والے) اپنی رپورٹ میں درج کردیں۔ میں جو کہتا ہوں پختہ اور قوی بات کہتا ہوں۔ ہاں ہاں! ایسی ویسی بات نہیں؟ نوٹ کرنے والے نوٹ کرلیں:

’’لمّا نزل ما کان محمّدٌ ابا احد من رجالکم ولکن رّسول اللہ وخاتم النّبیین وکان اللہ بکل شئ علیماً. فقال النبی ﷺ انا خاتم النّبیین لا نبیّ بعدی ولا رسول بعدی ولا امّة بعدکم‘‘ جب یہ آیت: ’’ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیما‘‘ نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے فرمایا میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میرے بعد کوئی رسول نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔

میں نے چند حدیثوں کو جمع کر کے بیان کیا تاکہ آیت کا معنی اور مفہوم خوب ذہن نشین ہو۔ ’’ما کان محمدٌ‘‘ اب نہیں ہے محمد، نفی حال ہے۔ ’’ابا احد من رجالکم‘‘ تم میں سے کسی کا باپ۔ پنجابی میں ’’ہنڑ نئیں محمد کسے دا پیو‘‘ ’’ولٰکن رسول اللہ‘‘ مگر اللہ کا بھیجا ہوا ہے۔ ’’وخاتم النّبیین‘‘ اور کل نبیوں پر مہر۔ اس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ ’’وکان اللہ بکل شئ علیما‘‘ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والے ہیں۔ جب یہ آیت اتری تو حضور نے فرمایا ’’انا خاتم النّبیین‘‘ میں ہی خاتم الانبیاء ہوں ’’لا نبی بعدی‘‘ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ’’ولا رسول بعدی‘‘ میرے بعد کوئی رسول آنے والا نہیں ’’ولا امّة بعدکم‘‘ اور آپ کے بعد کوئی امت آنے والی نہیں۔

نبوت خاتم النّبیین پر ختم اور امت، امت محمدیہ پر ختم۔ آج ہے کوئی ماں کا لال جو کہے کہ میں ظلی اور بروزی نبی ہوں؟ زمیندارو ''لا'' کی تلوار لو اور لڑو۔ یہی تبلیغ ہے۔ ارے جس ''لا'' نے الٰہ باطلہ کو ختم کیا وہ دجّالین وکذابین نام نہاد نبیوں کی بیخ کنی میں کیا کوتاہی کرے گا؟ ارے وہ ماں مرگئی جو نبی جنے؟ مرزا اپنی ایک کتاب میں اس آیت کو نقل کر کے لکھتا ہے:

''محمّد رسول اللہ والّذین معہ اشدّاء علی الکفّار رحماء بینھم ترٰھم رکّعاً سجّداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً (الفتح: ۲۹)'' محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں وہ سخت اور گراں ہیں کفار پر اور مہربان ہیں آپس میں بہت رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے ہیں وہ تلاش کرتے رہتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی۔

''اس وحی الٰہی میں میرا نام ''محمد'' رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

''اسی طرح براہین احمدیہ میں اس عاجز کو رسول کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے۔ مجھے بروزی ظلی صورت میں نبی بنایا گیا ہے۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱،۶، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷،۲۱۶)

مرزا کہتا ہے:

منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا منم محمد واحمد کہ مجتبٰی باشد

مرزا قادیانی کی تصنیف (تریاق القلوب طبع اوّل ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴) پر یہ شعر لکھا ہے) کہتا ہے کہ: ''میں ہی عیسٰی اور میں ہی موسٰی ہوں، میں ہی محمد اور احمد ہوں، جو چیدہ وبرگزیدہ ہے۔'' والعیاذ باللہ من ذلک الکفر والارتداد!

مزید کہتا ہے کہ (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

آدمم نیز احمد مختار در برم جامہ ہمہ ابرار

(مجموعہ کلام مرزا درثمین فارسی ص۱۷۱) میں آدم ہوں اور احمد مختار بھی، میرے پہلو میں تمام لوگوں کا لباس ہے۔

کہتا ہے: ''اللہ کی طرف سے مجھے الہام ہوا ہے: ''لولاک لما خلقت الافلاک'' (حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲) اے مرزا! اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک (یعنی کائنات) کو نہ پیدا کرتا۔

کہتا ہے:’’وما ارسلناک الّا رحمة للعٰلمین‘‘میرے حق میں نازل ہوئی ہے۔‘‘ (انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ص۷۸)

ایک جگہ لکھتا ہے:’’میں مجدد وقت ہوں اور روحانی طور پر میرے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج اوّل ص۲۴)

دوسری جگہ لکھتا ہے:’’یہی عیسیٰ ہے جس کا انتظار تھا اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔‘‘ (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ص۵۰)

حضرات! یہ تو ہے مرزا کا حال۔ کیا تمہیں مرزائیوں کا مذہب پسند ہے؟ دیکھو میرے ہاتھ میں مرزائیوں کا قرآن ہے جو لاہور میں اترتا ہے۔ بلکہ لاہور سے اترتا ہے اس کا نام’’الفضل‘‘ ہے۔ (الفضل لاہور ج۶؍۴۰ نمبر۱۴ص۳ کالم۳ مؤرخہ ۱۶؍جنوری ۱۹۵۲ء) میں مرزا بشیرالدین لکھتا ہے:’’اگر ہمارے مرزائی ہمت کریں اور تنظیم کے ساتھ اپنے آپ کو آراستہ کریں تو ہم ۱۹۵۲ء میں ایک انقلاب پیدا کر دیں گے۔ جسے دشمن مغلوب ہوکر غالبیت کے رنگ میں دیکھے گا۔ ۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب تک کہ احمدیت کا رنگ دشمن اس رنگ میں نہ دیکھے کہ احمدیت غالب اور دشمن مغلوب ہوگیا ہے۔‘‘ (ازطرف مہتمم دارالعلوم احمدیت لاہور)

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ دشمن سے کون مراد ہے؟ اگر آپ میں سے کوئی کہے کہ مرزائیوں کے دشمن تو احرار ہیں، عام مسلمان نہیں۔ ہمیں کیا ہوا ہے کہ مرزائیوں کے پیچھے لگ جائیں اور مفت میں ان کی مخالفت مول لیں۔ احرار جانیں اور مرزائی کفار تو تمہاری مثال بعینہ اس عورت جیسی ہے جو ایک دن اپنے خاوند سے لڑ پڑی۔ اپنے بیٹوں کے ساتھ بائیکاٹ کر دیا، نہ کلام، نہ طعام، نہ سلام بہت سے لوگوں نے اس کی منت سماجت کی۔ مگر اس نے ایک نہ مانی۔ محلّہ کی عورتیں آکر اس کو نصیحت کرنے لگیں۔ ارے کم بخت اور بدقسمت تجھے کیا ہوا ہے کہ تو اپنے بچوں سے روٹھ گئی ہے؟ خاوند سے قطع تعلقات کر بیٹھی ہے، عورت کہنے لگی’’نہ میرا خاوند ہے اور نہ میرے بیٹے۔ اللہ ہی میرا بیٹا ہے اور اللہ ہی میرا خصم ہے۔‘‘ معاذاللہ من ذلک! حضرات! آپ نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم نہ تو مبلغ ہیں اور نہ احراری۔ اللہ خود ہی تبلیغ کے لئے آئے گا تو تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہاں دشمن سے مراد احرار ہیں، ہم نہیں۔ کیوں کہ لاہور کے سالانہ اجلاس میں (مرزا کادیانی کے بیٹے اور دوسرے خلیفہ بشیرالدین نے کہا تھا جو (الفضل لاہور ۶؍۴۰ نمبر۳، ص۳، کالم۳ مؤرخہ ۳؍جنوری ۱۹۵۲ء) میں چھپا بھی تھا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:’’گویا ہماری ہر

جگہ مخالفت کی جاتی ہے۔ مگر سوچو! ہم اگرچہ بہت تھوڑے ہیں مگر تنظیم سے کام کریں گے، ہمارے برخلاف اکثریت حکومت کو کیا مشورے دے رہی ہے۔‘‘

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ دشمن سے مراد احرار نہیں کیوں احرار تو ان کے مقابلہ میں بہت تھوڑے ہیں؟ چہ جائے کہ اکثریت میں گنے جائیں۔ دشمن سے مراد تمام مسلم قوم ہے۔ ظفر اللہ وزیر خارجہ نے جناح کی نماز جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی؟ کیا جناح احراری تھا؟ وہ تو عدوّ الاحرار تھا؟ میں تم سے پوچھتا ہوں کہ مرزا کی دعوت تم قبول کرتے ہو؟ مرزا کی پیروی کروگے؟ (تمام حاضرین جلسہ نے کہا نہیں نہیں وہ تو جھوٹا تھا، دجال وکذاب تھا) پھر تو تم بھی مرزائیوں کے دشمن بنے۔ کیونکہ مرزا محمود کا بیان جو اخبار (الفضل ۱۵ر جنوری ۱۹۳۵ء) میں شائع ہوا ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷) ’’خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے قبول نہیں کی۔ وہ مسلمان نہیں۔‘‘

ایک جگہ لکھتا ہے: ’’جو شخص میری پیروی نہیں کرے گا اور میری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور میرا مخالف رہے، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۹ ص۲۷، مجموعہ اشتہارات ج سوم ص۲۷۵)

مؤلف ’’قادیانی مذہب‘‘ (پروفیسر محمد الیاس برنی) رقم طراز ہے کہ: ’’اگر مرزا قادیانی نبی نہ مانے جائیں تو امت محمدیہ ناقص اور نبی کریم ﷺ کی ہمت وہمدردی بھی ناقص قرار پائی۔‘‘ (قادیانی مذہب)

حضرات! مرزائی فتنہ سے خود بھی بچنے کی کوشش کریں اور اپنے احباب واقارب کو بھی اس مہلک فتنہ سے بچانے کی جدوجہد کریں۔ دوستو اور بھائیو! میں جو حقیقت بیان کر رہا ہوں وہ قابل غور ہے۔ مسئلہ تحفظ ختم نبوت اسلام اور ایمان کا بنیادی مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کے بیان میں مرزائیوں سے ڈرنا ختم نبوت پر ایمان نہ لانے کے برابر ہے۔ حضرات! ڈرومت ہم نے اس بات کے متعلق حکومت کو اطلاع دی ہے۔ ہم نے (وزیراعظم پاکستان) خواجہ ناظم الدین تک یہ بات پہنچائی ہے۔ تم سرحد والے بہت بزدل بن گئے ہو۔ اب تو میں بھی سرحد میں ہوں۔ خدا خیر کرے۔ میں تو جب بھی سرحد کے حدود میں داخل ہونے لگتا ہوں تو ’’یا حیّ یا قیّوم برحمتک استغیث‘‘ کا نعرہ لگا لیتا ہوں۔ یعنی وزیراعظم سرحد خان عبدالقیوم خاں

کے لئے دعا کرتا ہوں۔ ’’انّی اعلم مالا تعلمون‘‘ (میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے)

(اس وقت سرحد کا وزیراعلیٰ عبدالقیوم تھا) ہمیں تو مذہب کا بنیادی مسئلہ ارباب حکومت تک پہنچانا ہے تاکہ اتمام حجت ہو۔ سنو اشارۃً کہہ رہا ہوں کہ مرزائی پاکستان کے دشمن ہیں۔ تمہیں کیا خبر وہ پاکستان کے متعلق کیا کہہ رہے ہیں اور کیسے خیالات رکھتے ہیں؟ تمہیں تو معلوم ہے کہ ان فسادات میں ایک کروڑ مسلمان خانہ بدوش ہو چکے ہیں۔ دس لاکھ مردوزن تہ تیغ ہو چکے ہیں۔ ایک لاکھ عورتیں غیر مسلموں کے پنجہ ظلم واستبداد میں لونڈیاں بن چکی ہیں۔ ان ایک لاکھ ماؤں اور بہنوں کی عزت وآبروریزی ہوئی ہے۔ پاکستان اتنی قربانیوں کے بعد معرض وجود میں آیا ہے۔ کیا ایسے حالات کے باوجود پاکستان اور ہندوستان ایک ہوسکتا ہے؟ اور اس آزادی وتقسیم کو عارضی سمجھنے والا مملکت پاکستان کا وفادار ہوسکتا ہے؟ کہ پاکستان اور ہندوستان کو ایک کرنا چاہئے یعنی اکھنڈ ہندوستان بنانا چاہئے۔ اینی ہاؤ (Anywho) جس طرح بھی ہوسکے ان دونوں کو اکٹھا کرنا چاہئے۔ کیا پاکستان بننے کے بعد یہ کام پاکستان کی بیخ کنی نہیں تو اور کیا ہے؟ ’’انّی اعلم مالا تعلمون‘‘ میرا یقین ہے کہ ایسا وقت آنے والا ہے کہ وعظ ونصیحت، تبلیغ وارشاد میں تو آپ ہمارے ساتھ ہیں، نعرے لگائے جاتے ہیں۔ جوش وخروش ہے۔ وقتی جذبات ہیں۔ لیکن اس وقت میں اکیلا رہ جاؤں گا اور آپ مرزائیوں کے توپ وتفنگ سے مرعوب ہوکر ان کے ساتھ ہو جائیں گے۔ ہاں ہاں! عقیدہ کی بات ہے، صحیح کہتا ہوں۔

<u>عقیدہ کی حیثیت بنیادکی ہے اعمال کی پونجی تھوڑی مگر عقیدہ درست ہو تو ان شاء اللہ پھر بھی نجات ہوجائے گی:</u> بھائیو! عمل تھوڑا اور عقیدہ درست ہو تو نجات ہوسکتی ہے۔ عقیدہ غلط ہو، عمل پہاڑوں جیسے ہوں تو نجات نہیں نہیں۔ جہنمی ہے چاہے صائم الدہر کیوں نہ ہو اور قائم اللیل کیوں نہ ہو۔ چاہے تہجد میں مرے، صحن کعبہ میں کیوں نہ مرے، روضہ نبوی کے پاس کیوں نہ مرے، مردار ہے مردار۔ جہنمی ہوگا۔ حضرت شاہ انور صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا طب کا مسئلہ ہے کہ جس آدمی کو کوڑھ کی بیماری لگ جائے اس کو جتنا بھی لذیذ کھانا اور طاقت آور خوراک کھلائی جائے اس کی بیماری اور ترقی کرتی چلی جائے گی۔ اسی طرح جس کا عقیدہ خراب ہو۔ حضور کے بعد دوسرا نبی مانے وہ کتنے اچھے عمل کیوں نہ کرے، لوگوں سے نرم سلوک اور برتاؤ سے پیش آئے اس کا کفر وشرک بڑھتا جائے گا۔

عقیدہ کی لفظی تحقیق

حضرات کوئی درخت بغیر جڑ کے قائم نہیں رہ سکتا۔ عَقد، عِقد، عُقدہ، عقیدہ چار الفاظ ہیں۔ ان کے معنی میں مضبوطی ہے۔ اردو زبان میں گرہ، پنجابی میں گنڈھ اور پشتو میں کیا معنی ہوگا؟ (حاضرین نے جواب دیا) غوٹہ۔ اس چادر کو اگر میں مضبوط گرہ دے دوں تو اس کا کھولنا مشکل ہوگا ورنہ آسان۔ دل میں جو پڑ گیا، عقیدہ بن گیا۔ محسوسات میں پڑ گیا تو گنڈھ اور غوٹہ ہوگیا۔ عقیدہ صحیح ہو تو عمل سرسبز وشاداب ہوں گے۔ تھوڑا عمل بھی نجات وفلاح کا باعث بن سکتا ہے۔ عقیدہ خراب ہو تو اعمال برباد اور ضائع۔

ختم نبوت پر اگر عقیدہ مستحکم نہیں تو نہ توحید پر عقیدہ ہے، نہ رسالت پر اور نہ خدا خدا رہتا ہے ہاں ہاں! اللہ میاں نے خود فرمایا ہے: ''وخاتم النبیین'' جب خاتم النّبیین نہ رہا تو (العیاذ باللہ خاکم بدہن) خدا کا کلام جھوٹا ہو جائے گا۔ کلام جب باطل ہو تو متکلم کی صداقت کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ پہلی آسمانی کتابوں نے محمد علیہ السلام کے متعلق جو خوشخبریاں دی ہیں وہ کیسے درست رہ سکیں گی؟ تمام انبیاء ''من اٰدم الٰی سید ولد آدم'' اس بات پر متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ اللہ کے بھیجے ہوئے آخری نبی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو تمام انبیاء کا اتفاق کہاں؟ کہاں اللہ کا فرمان ''و خاتم النبیین'' اور کہاں نبی آخر الزمان کا فرمان ''انا خاتم النّبیین لا نبیّ بعدی'' مرزا غلام احمد کی کتابوں کا جو انصاف کی نگاہوں سے مطالعہ کرے گا وہ خود بخود اس کے خرافات سے اس کی حماقت کا اندازہ لگا سکے گا۔ کہاں خاتم الانبیاء کا معجزانہ کلام اور کہاں پنجابی نام نہاد (جھوٹے نبی) کا بے ہودہ کلام۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

مرزا ایک جگہ لکھتا ہے: ''اللہ میرے ساتھ سویا اور طاقت رجولیت کا اظہار کیا پھر مجھے حمل ہوگیا۔'' (اسلامی قربانی ص۱۲)

''تھوڑے دنوں بعد مجھے بچہ پیدا ہوگیا۔'' اس بچے کی تعریف یوں کرتا ہے: ''فرزند دلبند گرامیٔ دل پسند مظہر الحق والعلی کانّ اللہ نزل من السماء'' (وہ ایسا ہے کہ گویا اللہ خود آسمان سے اتر آیا ہے) والعیاذ باللہ من ذلک! (حقیقت الوحی ص۹۵، خزائن ج۲۲ ص۹۸،۹۹)

شیطان نے طاقت رجولیت کا اظہار کیا ہوگا! آہ افسوس! کیا اس کلام کو پڑھ کر بھی کوئی مرزا کو نبی یا مہدی تصور کر سکتا ہے؟ یہ کوئی انسانوں کا کلام ہے؟ مجھے ایسی باتوں کے نقل کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے۔ یہ کوئی انصاف ہے؟ خدا کی قسم ایسی باتیں زبان پر نہیں

آ سکتیں۔ یہ کوئی شریف آدمی کہہ سکتا ہے یا سن سکتا ہے؟ ان باتوں سے بدبو آرہی ہے۔ لیکن کیا کروں کبھی کبھی بدبودار گلیوں سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔

ایک جگہ لکھتا ہے، مرزا غلام احمد اپنے الہام ''**یریدون ان یروا طمثک**'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''بابو الٰہی بخش (لاہور میں ایک اکاؤنٹنٹ تھا جو مرزا کا مخالف تھا) چاہتا ہے کہ حیض دیکھے یا کسی پلیدی ناپاکی پر اطلاع پاوے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ پیدا ہوگیا ہے۔ جو بہ منزل اطفال اللہ کے ہے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱، اربعین ۴ حاشیہ ص۱۹ خزائن ج۱۷ ص۴۵۲)

مرزا کی کفریات ایک لمبی چوڑی داستان ہے، اس نے خدا کی، انبیاء کرام اور صحابہ وتابعین کی (توہین کی ہے) اور ہر دور کے علماء حق کے بارہ میں ہتک آمیز عبارتیں لکھی ہیں۔

میرے دوستو اور بھائیو! یا مجھے سمجھاؤ تاکہ میں اس مسئلہ کے بیان سے رک جاؤں یا میری فریاد سن لو اور اس فتنہ ارتداد و مرزائیہ کے قلع قمع کے لئے متفق ہو جاؤ۔

مصلحت دید من آں است کہ یاراں ہمہ کار بگذارند وسر طرّہ یارے گیرند

اگر خاتم النّبیین فداہ ابی وامی کی ختم المرسلینی نہ رہی تو پھر آپ کے یہ مدارس اور دارالعلوم کس کام کے؟ نہ تمہاری علمی عزت بچے گی اور نہ وقار رہے گا اور نہ یہ پیری فقیری۔ میں تو اس خاردار وادی میں کود پڑا ہوں:

ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

اگر آپ میرا ساتھ دیں تو بچ جائیں گے۔ میری مثال تو اس کتے اور انگریز جیسی ہے۔ ایک دفعہ ایک انگریز اپنے کتے کو دریا کی طرف لے گیا۔ انگریز دریا میں نہانے آگے بڑھا، کتے نے دیکھا کہ دریا میں سنسار (مگرمچھ) ہے اب اگر انگریز بڑھ جائے تو سنسار اسے ہڑپ کر جائے گا۔ جب انگریز آگے بڑھتا، کتا اس کے پاؤں میں بھونکتا، چیختا، چلاتا تاکہ وہ آگے جانے سے رک جائے۔ مگر انگریز نہ سمجھا۔ جب انگریز سنسار کے نزدیک ہونے لگا تو کتے نے اپنے مالک کو بچانے کی خاطر چھلانگ لگادی، خود غرق ہوا اور اپنے مالک کو بچالیا۔ انگریز کتے کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ دریا میں کوئی آفت ہے۔ تو میں نے بھی اس دریا میں چھلانگ لگادی ہے تاکہ مسلمانوں کو مرزائی سنساروں سے بچاسکوں۔

''لمّا نزل ما كان محمّد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النّبيين وكان الله بكل شئ عليماً فقال النّبى ﷺ انا خاتم النّبيين لا نبىّ بعدى ولا رسول بعدى ولا امّة بعدكم '' کئی احادیث کے جملوں کو جمع کر کے بیان کیا تاکہ آیت کا مفہوم آپ کی سمجھ میں آسانی سے آسکے۔ اب نہیں ہے محمد تم میں سے کسی کا باپ۔ لیکن اللہ کا بھیجا ہوا رسول اور نبی ہے اور کل نبیوں پر مہر اس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔

لانفی جنس کا عمل اور ردعمل

''انا خاتم الانبياء لانبى بعدى ''میں لانفی جنس کے لئے ہے۔ اسم ہو نکرہ اور اس پر لا داخل ہو جائے تو اپنے مدخول کے بیج کو نکال دیتا ہے۔ ککھ وی نہیں چھڈ دا۔ سارا بڑ مُڈچ مارلیندا اے۔ ارے طالب علمو! تم تو مرفوعات میں پڑ گئے، میں منصوبات کے لا کی بحث کر رہا ہوں تم معمول میں پھنس گئے اور عامل سے غافل رہ گئے۔ ''لا رجل فى الدار '' کے کیا معنی ہیں؟ گھر میں کوئی مرد نہیں۔ فارسی میں اس کا ترجمہ یہ ہوگا ''نیست مردے در خانہ'' پنجابی میں ''گھر دے اندر کوئی جنڑا نہیں'' پشتو میں کیا معنی ہوگا؟ (حاضرین میں سے کسی نے بتایا ''پہ کور کم کس خوک سڑے نشتہ'' انگریزی میں اس کا معنی ''مین ان دی ہاؤس (Man in thi house)'' اگر غلط پڑھوں تو جیل خانہ کی انگریزی ہے۔ (کیوں سکول میں نہیں پڑھی بلکہ مختلف جیلوں میں ذاتی توجہ اور محنت سے اتنی سیکھ لی کہ جس سے ٹائم ٹیبل اور خط اور تار اور انگریزی اخبار کی سرخیاں بخوبی سمجھ سکتا ہوں) کوئی الّو کا پٹھا کہہ سکتا ہے کہ میرا باپ گھر میں ہے یا چچا گھر میں ہے یا تو اس کا باپ مردوں میں سے نہ ہوگا ''خسرہ'' (پشاوریوں کی مزاحیہ اور طنزیہ اصطلاح کے مطابق) ''لالہ گاموں'' ہوگا اور اگر مرد ہوگا تو گھر میں نہ ہوگا۔ کہتے ہیں کسی بھیک مانگنے والے نے آواز دی۔ بابا فقیر کو بھیک دے دو۔ گھر کے اندر سے ایک آدمی نے جواب دیا کہ گھر میں کوئی آدمی نہیں؟ فقیر بھی منطقی تھا اس نے کہا کہ ارے خسرے! اگر گھر میں کوئی مرد نہیں ہے تو ہی چند منٹ کے لئے آدمی بن کر بھیک دے دے۔

تو ''لانبى بعدى '' کا معنی یہ ہوگا کہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ کیا یہ معنی ہو سکتا ہے کہ ظلی بروزی نبی آسکتا ہے؟ تو پھر ''لا الٰه الّا الله '' کا معنی بھی یہ ہوگا کہ ظلی بروزی خدا موجود ہے۔ لا جس چیز پر داخل ہو جائے اس کا تخم مار دیتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ نہیں

ہے کوئی معبود مگر اللہ۔ یہاں تو الاّ ہے (خاکم بدہن خاکم بدہن) اگر الاّ نہ ہوتا تو معنی کے لحاظ سے اللہ کا بھی سلب ہو جاتا۔ لا الٰہ الاّ اللہ کوئی موجود نہیں، کوئی مقصود نہیں، کوئی معبود نہیں، کوئی مسجود نہیں، کوئی حلاّل المشکلات نہیں، کوئی قاضی الحاجات نہیں کوئی نذر و نیاز کے لائق نہیں، کوئی عالم الغیب نہیں۔ ''**وعنده مفاتیح الغیب لا یعلمها الّا هو** ''اس ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں۔ اس ہی کے قبضہ میں غیب کے خزانے ہیں، اس کے سواء کوئی نہیں جانتا کوئی دینے والا نہیں، کوئی اجاڑنے والا نہیں۔ کوئی بسانے والا نہیں، کوئی عزت دینے والا نہیں، کوئی ذلت دینے والا نہیں۔

''**قل اللّٰهم مالک الملک تؤتی الملک من تشآء وتنزع الملک ممّن تشاء وتعزّ من تشآء وتذلّ من تشآء بیدک الخیر انّک علٰی کل شئ قدیر** (آل عمران:۲۶) ''آپ کہہ دیجئے اے سب راج پاٹھ کے مالک تو دے دیتا ہے بادشاہی جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے بادشاہی جس سے چاہتا ہے اور اونچا کر دیتا ہے اور پامال کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ تیرے ہی ہاتھ ساری بھلائی ہے بلاشک تو قابو رکھنے والا ہے ہر چیز کو۔

آپ کہہ دیجئے اے میرے مولا! شہنشاہی کے مالک ''**تؤتی الملک من تشآء**'' جسے چاہے سلطنت دے ''**وتنزع الملک ممّن تشآء** ''جس سے حکومت و بادشاہی، عزت و اقبال چھیننا چاہے چھین سکتا ہے، کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں، کوئی نذر و نیاز کا مستحق نہیں، کوئی سجدہ کا حق دار نہیں:

مدت سے لئے پھرتا ہوں ایک سجدہ بے تاب ان سے کوئی پوچھے وہ خدا ہیں کہ نہیں

یہ لا جب الٰہ باطلہ پر آیا تو اس نے تمام الٰہ باطلہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ ڈالا تو حضور نے جب فرمایا ''**لا نبیّ بعدی** ''تو تمام باطل نبیوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ ''**الٓم ذلک الکتاب لاریب فیه** ''یہ ہے وہ کتاب جس میں کسی وجہ سے کسی نہج سے، کسی زمان میں کسی مکان میں ''**فی ایّ زمان وفی ایّ مکان** ''بھیجنے والے کی طرف سے، لانے والے کی طرف سے، پڑھنے والے کی طرف سے، سننے والے کی طرف سے، عمل کرنے والے کی طرف سے، ترجمہ کرنے والے کی طرف سے، ادنیٰ سے ادنیٰ ایک حرف، ایک نقطہ، زیر زبر، پیش، شدّ مدّ ذرے کا ذرہ، کروڑویں کا کروڑواں حصہ، تھوڑا، بھورا،

ماسہ، ذرہ جیا۔شک کی گنجائش نہیں۔ ’’مایکون لی ان ابدّلہ من تلقاء نفسی‘‘ میری کوئی مجال نہیں کہ اس کلام میں اپنی طرف سے کوئی تبدیلی کرسکوں۔جس پر نازل ہوا وہ خود اس میں تبدیل وتغیّر اور ترمیم واضافہ سے عاجز ہے۔

حضرات یہ ہے عقیدہ، نحوی حضرات جلوہ افروز ہیں اگر غلط کہوں تو روک دیں، کچھ ایسی ویسی بات نہیں۔ میں بھی جھگڑالو طالب علم ہوں۔مگر کوئی رضی یا سیبویہ کے ساتھ بھی جھگڑا کرے گا؟ انہوں نے لا کا یہ معنی کیا ہے۔ میں نے نحو کے اصول کے مطابق یہ اتنا طویل ترجمہ کیا۔لا کی بغل میں جب نکرہ آجائے تو عموم پیدا کرتا ہے جنس کی نفی کردیتا ہے۔ میں نے (اپنے دور تعلم کے اندر استاد کو سال بھر میں شرح جامی کو ختم نہ کرنے دی، جس جگہ کو نہ سمجھتا تو اپنے شیخ کو تمام حلقہ درس میں بہ آواز بلند کہتا کہ شیخ! اس جگہ کو نہیں سمجھا، سمجھا کے آگے جائیے!

طالب علمو! لالنفی الجنس مجھ سے سیکھو۔باقی مسائل میں تم سے سیکھ لوں گا۔ یہ لا فعل پر آجائے یا اسم پر فعل کی بھی خیر نہیں اور اسم کی بھی، دونوں کا خاتمہ کردیتا ہے۔

’’انّما حرّم علیکم المیتة والدّم ولحم الخنزیر وما اھلّ بہ لغیر اللہ فمن اضطرّ غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ. انّ اللہ غفور رحیم (البقرہ:۱۷۳)‘‘ اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا ہے تم پر مردار جانور اور ذبح کے وقت بہتا ہوا خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ نذر ونیاز جسے اللہ کے سوائے غیر کے نام سے نامزد اور معین ومقرر کیا جائے اس کو بھی حرام کردیا ہے پھر بھی جو شخص بھوک سے بے تاب اور بے بسی اور لاچاری میں مبتلاء ہوکر ان چیزوں میں سے کچھ کھالے بشرطیکہ نہ تو اس میں طالب لذت ہو اور نہ قدر کفایت سے تجاوز کرنے والا ہو تو اس شخص پر کسی قسم کا (صغیرہ وکبیرہ) گناہ نہیں۔ واقعی اللہ بہت بخشنے والا اور بڑا مہربان ہے۔

فلا اثم علیہ میں لا نفی جنس کا ہے یعنی یہ معنی نہیں کہ ظلی بروزی اثم ہے۔

’’لاجناح علیکم ان طلّقتم النساء مالم تمسّوھن او تفرضوا لھنّ فریضةً ومتّعوھنّ علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ (البقرہ:۲۳۶)‘‘ تم پر کوئی گناہ نہیں (نہ صغیرہ نہ کبیرہ) اگر تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور تم نے ہاتھ بھی نہ لگایا ہو ان کو اور مقرر کیا ہو ان کے لئے کچھ مہر۔ ایسی حالت میں ان کو متعہ دو (کپڑوں کا جوڑا اور دوپٹہ) مال دار پر اس کے موافق اور غریب پر اس کے موافق۔

’’لاشریک لہ ولانظیرلہ ولا مثال لہ ولا مثیل لہ لا شبہ لہ ولا شبیہ لہ لا ضدّلہ ولا ندّلہ ‘‘ یہ تمام لانفی جنس کے لئے ہیں۔’’لاشریک لہ ‘‘ کے یہ معنی ہوسکتے ہیں کہ اللہ کاظلی بروزی شریک ہے؟’’وانا اخترتک فاستمع لما یوحیٰ انّنی انا اللہ لاالٰہ الّا انا ‘‘میں نے چن لیا ہے تجھ کواے موسیٰ’’فاستمع لما یوحی ‘‘ پس میری بات کان دھر کے سن۔’’انّنی انا اللہ لاالٰہ الّا انا ‘‘ یہ پکی بات ہے کہ ہم ما بدولت اللہ ہیں۔’’لاالٰہ الا انا ‘‘ کوئی معبود نہیں کوئی مسجود نہیں۔

یقین دانم دریں عالم کہ لاموجود الّاھو ولا مقصود فی الکونین لامعبود الّا ھو

’’الّا انا، لاحول ولا قوّۃ الّا باللہ العلیّ العظیم ‘‘نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی کوئی گنجائش اورنہ نیکیوں پر چلنے کی کوئی طاقت مگر بلند وبزرگ اللہ کی توفیق کے ساتھ۔

’’الا انّ اولیآء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون (یونس:۶۲)‘‘ بے شک جواللہ کے دوست ہیں اوراس کے حکم کو بہ سروچشم مانتے ہیں، ان کو حق بیان کرنے میں کسی قسم کا خوف وحزن نہیں۔

اب تو’’لا نبیّ بعدی ‘‘ کامعنی خوب ذہن نشین ہوگیا ہوگا۔

قرآن کریم کے الفاظ ومعانی دونوں پریکجا اورمکمل ایمان لانا واجب ہے

حضرات! قرآن کریم کے الفاظ ومعانی دونوں پرایمان عقیدہ اسلام میں ضروری ہے نہ صرف الفاظ پرایمان لانا کافی ہے اورنہ صرف معانی پر بلکہ دونوں پر۔ یہ نہیں کہ الفاظ ہوں’’اللہ میاں‘‘ کے اورمعانی ہوں’’عطاء اللہ‘‘ کے یا الفاظ ہوں عطاء اللہ کے اورمعانی ہوں’’اللہ میاں‘‘ کے۔نہیں نہیں الفاظ ومعانی دونوں اللہ میاں کے ہوں گے۔

قرآن مخلوق نہیں ہے

تمہیں معلوم ہے کہ قرآن مخلوق نہیں۔ کیوں وہ قدیم کا کلام ہے، متکلم قدیم تو کلام بھی قدیم، کلام الٰہی کبھی تو فاطمۃ الزہراءؓ کے دروازے کے پاس حضورﷺ پر اترا ہے اورکبھی حضرت عائشہؓ کے گھر میں، کبھی میدان جنگ میں تو کبھی مکہ اورمدینہ کی مقدس گلیوں میں۔ جوگفتگو اللہ میاں نے اپنے رسول کے ساتھ کی ہے وہ ہے وحی الٰہی۔اس کا نام ہے قرآن اورکلام الٰہی۔ اللہ کے الفاظ تو قرآن مجید کی عبارت ہے اوراللہ کے معانی وہ ہیں

جو نبی کریم ﷺ نے بیان کئے ہوں نہ کہ مرزا غلام احمد نے۔

''وانزلنا الیک الذکر لتبیّن للنّاس ما نزّل الیهم'' اور اتاری ہے ہم نے نبی تیری طرف یہ (سراپا نصیحت) کتاب تاکہ تو بیان کرے، ان لوگوں کے لئے اس وحی کو جو ان کی طرف اتاری گئی ہے۔

حضور کے فرائض میں چار امور قرآن نے ذکر کئے ہیں: ''هوالذی بعث فی الامّیین رسولاً منهم یتلوا علیهم اٰیاته ویزکّیهم ویعلّمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مّبین (الجمعه:۲)'' اللہ وہی ذات ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک عظیم الشان رسول بھیجا جو ان کو اللہ کا کلام سناتا ہے اور ان کے (دلوں کو کفر وشرک کے میل کچیل سے) سے صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کتاب کے معنی بیان کرتا ہے بے شک وہ اس سے قبل صریح گمراہی میں مبتلاء تھے۔

اللہ وہی ذات ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک عظیم الشان رسول بھیجا۔ ''یتلوا علیهم اٰیٰته'' جو ان کو اللہ کا کلام سناتا ہے ''ویزکّیهم'' ان کے دلوں کو کفر وشرک کے میل کچیل سے صاف کرتا ہے ''ویعلّمهم الکتاب والحکمة'' اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اس کتاب کے معانی بیان کرتا ہے۔ ''وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین'' بے شک وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

''لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولاً من انفسهم یتلوا علیهم اٰیاته ویزکّیهم ویعلّمهم الکتاب والحکمة. وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین (آل عمران:۱۶۴)'' بے شک اللہ نے احسان کیا ہے ایمان لانے والوں پر کہ بنا بھیجا انہی میں سے ایک عظیم الشان رسول جو پڑھتا ہے ان پر اس کی آیات اور پاک کرتا ہے ان کو کفر وشرک سے اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور دانائی کی باتیں اور وہ لوگ اس سے پہلے بے شک کھلی گمراہی میں تھے۔

اس میں بھی رسول کے فرائض میں تلاوت، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب وحکمت کا بیان ہے۔ قرآن میں ہی ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی دعا مذکور ہے۔

''ربّنا وابعث فیهم رسولاً مّنهم یتلو علیهم ایاتک ویعلّمهم الکتٰب والحکمة ویزکّیهم انّک انت العزیز الحکیم (البقرہ:۱۲۹)'' اے

ہمارے پالنہار بھیجئے ان لوگوں کے اندر ایک رسول انہی میں سے جو پڑھے ان پر آپ کی آیات اور سکھائے ان کو کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک کردے ان کو (کفر وشرک سے) بے شک آپ زبردست دانا ہیں۔

اس میں بھی یہی ذکر ہے۔ حضور ﷺ نے قرآن کے جو معانی بیان کئے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کے اشارہ پر ہیں: ''وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الّا وحی یوحیٰ (النجم: ۳،۴)'' آپ کے دہن مبارک سے حرف بھی نہیں نکلتا مگر وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی ہے۔

گویا وحی کی دو قسمیں ہیں ایک وحی متلو (جلی) یعنی قرآن اور دوسری وحی غیر متلو یعنی وحی خفی۔ وہ ہے حدیث حضور نے خاتم النّبیین کی تشریح خود فرمادی: فرمایا ''انا خاتم النّبیین'' میں نبیوں کی مہر ہوں۔ ان کو حق ہے قرآن کے معنی بیان کرنے کا۔ مسلم شریف کی حدیث میں ''وختم بی النبیّون'' اور مجھ پر نبی ختم کردیئے گئے کا جملہ ہے۔

حضرات تمام پیغمبر حضور کی امت میں ہیں، دعویٰ سے کہتا ہوں۔ طالب علمو! سنو تم کو کہہ رہا ہوں۔ علماء ومشائخ کے سامنے کہہ رہا ہوں اس لئے کہ سند ہو۔ اگر غلط کہوں گا تو میری اصلاح فرمائیں گے۔

''واذاخذ اللہ میثاق النّبیین لما اٰتیتکم من کتاب وّحکمۃ ثم جاء کم رسول مّصدق لما معکم لتؤمننّ بہ ولتنصرنّہ (آل عمران: ۸۱)'' جب اللہ نے پیغمبروں سے اقرار لیا کہ جب میں دوں تم کو کتاب اور علم شریعت پھر تمہارے پاس بڑی شان والا نبی آئے وہ نبی اس کتاب کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہے تو تم اس کی تصدیق وتائید کرنا اور اس کی نصرت کرنا۔

اس کے معنی ''واذکر اذ اخذ اللہ'' ہوں گے کیوں کہ قرآن کریم میں ہر جگہ حرف اذ سے پہلے ''اذکر یا قالوا'' کو اثر کرنے والا عامل بتاتے ہیں۔ جب اللہ میاں نے انبیاء کی کانفرنس منعقد کی اور خود صدر بنے، پیغمبروں سے اقرار لیا۔ ''لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ'' جب میں دوں تم کو کتاب اور علم شریعت ''ثمّ جاء کم'' پھر تمہارے پاس بڑی شان والا نبی آئے ''رسول'' میں تنوین تعظیم کے لئے ہے۔ اس نکرہ پر ہزار معرفہ قربان ہوں ''مصدّق لما معکم'' وہ نبی اس کتاب کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہو تو تم اس کی تصدیق وتائید کرنا اور اس کی نصرت کرنا۔

مسلمانو! یہ معنی ہے خاتم النّبیین کا۔ ’’قال النبی ﷺ لانبیّ بعدی‘‘ میرے بعد کسی زمانہ میں، کسی ملک میں نہ حقیقی، نہ مجازی، نہ ظلی، نہ بروزی چروزی، کروزی وغیرہ کوئی نبی اور رسول نہیں۔ اس کے باوجود جب مرزا کہے کہ میں ظلی بروزی نبی ہوں تو کیا اس کی بات درست ہے؟

ظلّی کی تشریح

ظلی کا معنی سایہ والا۔ ہمارے اوپر کیا ہے؟ سائبان اور شامیانہ۔ ہم کو آسمان نظر آتا ہے؟ نہیں! کیوں کہ ہم سایہ میں ہیں۔ ارے شامیانہ سے باہر والو تمہیں آسمان نظر آرہا ہے؟ تم ہم سے اچھے ہوئے تم ظلّی نہیں وہ ظلّی تھا۔ لو بھائی شاہ جی بھی ظلّی بروزی ہوا اور تم بھی ظلّی بروزی ہوئے۔ مرزا تو اس لئے ظلّی بروزی کہ اس کے درمیان اور اللہ کے درمیان شامیانے جیسا پردہ تھا۔ وہ برطانیہ کا نبی تھا۔ نہ اللہ سے اس کا تعلق نہ نبی سے اس کا تعلق، سایہ ہی سایہ۔ پھر وہ کس طرح نبی ہوا؟ یہ کہتا ہے کہ ’’میں محمد رسول اللہ کا عکس ہوں‘‘ ارے بھائیو! کسی شئے کا عکس بعینہٖ وہی شے ہوتا ہے۔ شیر کی تصویر بعینہٖ شیر کی ہوگی۔ ایسا نہیں کہ شیر کی تصویر گیدڑ کی ہوگی۔ ظلّی ہو محمد کا اور طواف کرے گورنر کی کوٹھی کا۔

مرزائے کادیانی کا انکار جہاد

نبی کریم ﷺ نے مکہ ومدینہ میں پیغام الٰہی کو مخلوق تک پہنچانے کی راہ میں کتنی قربانیاں پیش کی ہیں یہاں تک کہ احد کی لڑائی میں ان کے دندان مبارک شہید ہوئے۔ بتاؤ مرزا نے اسلام کی اشاعت کے لئے کتنے جہادوں میں شرکت کی۔ ارے مرزا تو جہاد کو حرام سمجھتا رہا۔

اقبال نے کہا تھا:

آں ز ایران بود ایں ہندی نژاد　　　آں ز حج بیگانہ وایں از جہاد

یعنی بہاء اللہ ایرانی جو ختم رسالت کا منکر تھا۔ اس نے حج سے انکار کیا اور مرزا غلام احمد نے جہاد کا انکار کیا۔ حالانکہ رسول عربی فداہ ابی وامی کا ارشاد ہے:

’’الجهاد ماضٍ الٰی یوم القیامة‘‘ جہاد قیامت تک قائم وجاری رہے گا۔

مرزا نے کہا تھا:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال　　دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

مرزا کی برطانیہ نوازی اور انگریز پرستی

مرزا کہتا ہے: ’’میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ان کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر اور شام کابل اور روم تک پہنچایا ہے۔‘‘ (تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

مرزا کی برطانیہ نوازی کا یہ حال ہے۔ سلطنت انگریزی کی حمایت درحقیقت کفر کی حمایت ہے۔ ایک جگہ لکھتا ہے:

’’میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں۔ اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تا کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلش کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کو دور کروں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۱)

برطانیہ کا خود کاشتہ پودا پیغمبر

سنو! برطانیہ کے خود کاشتہ پیغمبر کے کفریات کو میں نے اس کو برطانیہ کا خود کاشتہ پیغمبر نہیں کہا وہ خود یہ لقب اپنے لئے منتخب کر بیٹھا ہے۔ سنئے کہتا ہے:

’’غرض یہ ایک جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نیک نامی حاصل کردہ ہے اور مورد مراحم گورنمنٹ ہے۔ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار اور جان نثار ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری کا لحاظ کرے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج سوم ۲۱)

جو شخص انگریز جیسے خونخوار اور مردم خور ظالم کی خوشامد اور تعریف میں رطب اللسان ہو وہ کیسے حضور ﷺ کا عکس ہو سکتا ہے؟

مرزا کی پیشین گوئی

مرزا نے پیشین گوئی کی تھی ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔'' (تذکرہ ص۵۹۱، طبع چہارم) اب مرزا کو نہ مکہ کی ہوا نصیب ہوئی اور نہ مدینہ کی۔ لاہور میں ہیضہ کی بیماری سے مرا اور ملکہ وکٹوریہ کی تمنا اپنے ساتھ قبر میں لے گیا۔ ''وکم حسرات فی بطون المقابر'' اور انسانون کے بے شمار ارمان قبروں کے پیٹ میں مدفون ہیں۔

ستارہ قیصریہ میں مرزا کا خط درج ہے جو اس نے ملکہ وکٹوریہ کے نام بھیجا تھا۔ اس میں لکھا ہے: ''اے ملکہ معظّمہ تیری نیک نیتی کی کشش ہے میں اوپر کا نور ہوں اور تو نیچے کا نور۔'' (ستارہ قیصریہ ص۵، خزائن ج۱۵ص۱۱۷)

نیچے کے نور نے اوپر کے نور کو کھینچا (اللہ اب اس کو ملکہ وکٹوریہ کے ساتھ ہی کھینچے) اس ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ میں لندن کے پوسٹ ماسٹر جنرل نے بعض خطوط کی اچانک پڑتال کی تو وہ ملکہ کے چاہنے والوں کے تھے۔ اس نے مزید تفتیش جاری رکھی اور پھر آئندہ کے لئے ملکہ کے نام آنے والے تمام خطوط کو سنسر کر کے ان کے فوٹو اور مضامین کا ریکارڈ جمع کرتا رہا حتیٰ کہ ملکہ کے اخلاق وکردار کے موضوع پر ان تمام عشقیہ خطوط پر مشتمل ایک مستقل کتاب لکھ کر اپنے عہدہ سے استعفاء دے دیا۔ پھر کتاب چھپوائی اور پھر خود بھی فرار ہوگیا۔ کتاب چھپتے ہی انگلستان بھر میں خصوصاً ایک کہرام مچ گیا۔ بعد ازاں وہ کتاب ضبط کر لی گئی۔ اس کا نام ''............'' تھا جو میں نے قریباً تیس برس پہلے مدراس میں کسی کے پاس دیکھی تھی۔ اس میں وکٹوریہ کے کم از کم تین سو فرینڈز کی داستانیں تھیں۔ اس کے تین سو یار تھے۔ جہاں بھی جاتی اپنے یاروں سے ملتی تھی۔

بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیداشت

ملکہ وکٹوریہ کی طلب میں بہت سے الّو کے پٹھے مر گئے۔

دریں ورطہ کشتی فروشد شد ہزار ۔۔۔ کہ پیدا نہ شد تختہ اش برکنار

اب خود سوچو کہ ایک کافر عورت اور ملکہ اور وہ بھی جس کے تین سو یار ہوں وہ کتنی پاک اور مقدس ہوگی اور اس کا کیسا نور ہوگا جس نے مرزا کے نور کو آسمان سے کھینچ کر زمین پر اتارا۔ اس کی تعریف اور خوشامد کرنے والا برطانیہ، برطانیہ نواز، گورنر کی کوٹھی کے طواف

کرنے والا، جہاد کو حرام سمجھنے والا، ملکہ وکٹوریہ کے نور کا مجذوب۔ (معاذاللہ) کب حضور ﷺ کا عکس ہوسکتا ہے۔

سر فروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر نہ ہر کہ سر بتر اشد قلندری داند

مرزائیوں سے صرف لفظ لا کا مفہوم پوچھو

مرزائیوں کے ساتھ بحث مباحثہ مت کرو۔ ان سے صرف ''لا'' کا پوچھو لام الف لا دو حرف ہیں نہ لی ہے، نہ لو ہے بلکہ لا ہے۔ اللہ ان دونوں کو آپس میں ملنے کی توفیق نہ دے۔ یہ جس پر بھی آجائیں اس کا تخم مار کر ہی چھوڑتے ہیں۔ لا کی تلوار مارو۔ جہاں کوئی مرزائی ملے ''لا نبی بعدی'' کا پوچھو۔ بولنے میں دو اور کہنے میں لا، بس لا بزن بہ لا، بزن۔

پچاس مارو اور پانچ گنو

جہاں بھی رحمت دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت نہ ماننے والے ملیں تو ان کو بندوق سے نہیں، چاقو سے نہیں، لاٹھی سے نہیں، جوتوں سے مارو۔ پچاس مارو اور پانچ گنو۔ ہاں ہاں خود مرزا نے لکھا کہ پانچ اور پچاس میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ بھوپال کی ملکہ سے مرزا نے چندہ طلب کیا کہ میں براہین احمدیہ کو پچاس جلدوں میں لکھوں گا تو ملکہ نے پچاس جلدوں کے لئے رقم دے دی۔ مرزا نے صرف پانچ لکھ دیں۔ عرصہ دراز کے بعد ملکہ نے دریافت کیا کہ ''تو نے تو پچاس کا وعدہ کیا تھا اور لکھ دیں صرف پانچ تو مرزا نے کہا کہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے تو تم بھی پچاس مارو اور پانچ گنو۔ بلکہ پانچ سو مارو اور پچاس گنو۔ کیونکہ پچاس اور پانچ سو میں ایک نقطہ کا فرق ہے۔

ختم نبوت جان ہے قرآن کی۔ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور حدیث کی تمام کتابوں کی جان ختم نبوت ہے۔ تفسیر واصول تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، علم کلام وغیرہ تمام مذہبی علوم وفنون کی روح ختم نبوت ہے۔ بزرگان دین! میری زبان کو نہ دیکھو۔ میرے مدّعا کو دیکھو۔ اپنے مدّعا کے اثبات کے لئے اگر صرف لا کو پیش کروں تو دو سو لا صرف قرآن مجید سے استشہاد کے طور پر پیش کرسکتا ہوں اور احادیث میں تو بے شمار۔ یہ ایسا قوی اور مضبوط لا ہے کہ اسم اور فعل دونوں پر آجائے تو کچھ نہیں چھوڑتا۔ سات سمندروں میں پانی آجائے۔ طغیانی اور طوفان برپا ہوں تو اتنی تخریب نہ ہوگی۔ شاید

کچھ بچ جائے گا۔ جیسا کہ طوفان نوح سے جودی کے پہاڑ کی چوٹی بچ گئی تھی۔ مگر لا جب آ جائے تو پھر کسی چیز کے بچنے کی امید نہ رکھیں۔ ’’ولٰکن رسول اللہ وخاتم النّبیین‘‘ مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے ’’اگر یہ ثابت کیا جائے کہ مریخ اور دوسرے کواکب اور سیّاروں میں آبادی ہے تو وہاں کے نبیوں کے آخری نبی اور خاتم الانبیاء بھی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہوں گے۔ جیسا کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کبریت احمر نے مراقبہ میں دیکھا تھا کہ مریخ میں آبادی ہے۔

مرزا نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی توہین کی

ارے شیعہ بھائیو! ختم نبوت کی حفاظت کے لئے متفق ہو جاؤ۔ ختم نبوت نہیں تو تم بھی نہیں۔ وہ تو نواسہ ہے اور یہاں تو مرزائیوں نے اس کے نانا کی پگڑی پر بھی ہاتھ ڈال دیا ہے۔ مرزا نے حضور ﷺ کے نواسے کو بھی چھوڑا نہیں۔ اس کی توہین بھی کی ہے۔

لکھتا ہے:

کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

سمجھتے ہو کہتا ہے: ’’میں ہر وقت کربلا کی سیر کرتا ہوں، میرے گریبان میں حسین جیسے سو حسین ہیں۔ (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷) اس سے زیادہ ہتک آمیز کلمات ان شعروں میں کہے ہیں:

شتان ما بینی وبین حسینکم فانّی أویّد کل اٰن وانصر

وامّا حسین فاذکروا دشت کربلا الٰی ھذہ الایّام تبکون فانظروا

’’میرے اور تمہارے حسین کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے۔ کیوں کہ مجھے ہر وقت تائید ونصرت حاصل ہے اور حسین کو تائید نصرت کہاں۔ دشت کربلا کا واقعہ یاد کرو۔ اس وقت سے لے کر اب تک تم روتے چلے آ رہے ہو۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۶۹، خزائن ج۱۹ ص۱۸۱)

مرزا نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی توہین کی ہے۔ چنانچہ شیعہ کو مخاطب کر کے کہتا ہے: ’’پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو اب نئی خلافت لو (یعنی مرزا کی خلافت) ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو۔‘‘ (ملفوظات ج۲ ص۱۴۲)

شیعہ وسنی روضہ رسول اللہ پر مراقبہ کریں

شیعہ اور سنی حضرات آپس میں مت لڑیں آپ دو نمائندے مقرر کریں۔ ایک نمائندہ شیعہ کا ہو جو اللہ سے ڈرنے والا اور دین دار ہو اور ایک نمائندہ سنیوں کا۔ دونوں کو روضہ اطہر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بھیجو۔ وہاں چل کر غسل یا وضو کی طہارت کر کے ''روضة من ریاض الجنّة'' میں دو رکعت نفل پڑھ کر روضہ مطہرہ کے بالمقابل آ کر صلوٰۃ وسلام پڑھ کر مراقبہ کریں اور یہ دعا کریں کہ: ''اے مولیٰ مجھے ان صحابہ کی فضیلت میں کچھ شک ہے، میری اصلاح اور رہنمائی فرما۔'' اگر جیتے جاگتے وہاں سے جواب نہ آئے اور سائل کی اصلاح نہ ہو اور اسے رہنمائی نہ ملے تو یہ میری گردن حاضر ہے، اسے اتار لینا۔

قاضی احسان احمد شجاع آبادی کا بیان کردہ واقعہ

گزشتہ سال قاضی احسان احمد شجاع آبادی حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور روضہ اطہر کی زیارت کی تو میں نے ایک آدمی دیکھا کہ اس نے حضور ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کر کے حضور ﷺ پر صلوٰۃ وسلام بھیجا اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کی طرف توجہ نہ کی اور نہ ان کو سلام پیش کیا۔ میں نے اس کو کہا کہ بھئی یہ کیوں؟ اس نے کہا میں شیعہ ہوں۔ میرا جی نہیں چاہتا کہ ان دونوں پر سلام کہوں۔ میں نے اسے پیار سے کہا ارے بھائی! خدا کے لئے ذرہ وضو کر کے آؤ دو رکعت نفل ادا کرو اور پھر یہاں بیٹھ کر تھوڑی دیر کے لئے مراقبہ کرو۔ پھر جو کچھ نظر آئے اور محسوس ہو اس کے مطابق فیصلہ کر لینا۔

چنانچہ اس نے میری بات مان لی۔ وہ منصف مزاج شیعہ تھا۔ وضو کر کے آیا دوگانہ پڑھنے کے بعد کافی دیر تک مراقبہ میں رہا پھر یکایک اس نے بہ آواز بلند نعرہ لگایا۔ حاضرین متعجب ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا، کیا ہوا؟ تو اس نے کہا: ''خدا کی قسم! نبی کریم ﷺ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو دائیں بائیں لئے ہوئے ان کے درمیان خود چل کر میرے پاس آ کر فرمانے لگے کہ تو میرے ان محبوب ساتھیوں کے متعلق بدظنی اور برے خیالات کیوں رکھتا ہے؟ آپ گواہ رہیں کہ آج سے میں صحابہ کے متعلق اپنے غلط عقیدہ سے توبہ کرتا ہوں۔ مجھ پر حق کھل گیا ہے اور حقیقت معلوم ہوگئی ہے۔ میں آج سے

ابوبکر وعمرؓ کی سچائی اور فضیلت پر ایمان لے آیا ہوں۔'' دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ شیعہ اور سنی بھائیوں کے باہمی جھگڑوں کو ختم فرمائے:

ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است   خم وخمخانہ بامہر ونشاں است

اس فتنہ کی تردید کے لئے شیعہ سنی سب متفق ہو جاؤ۔ لا کی تلوار لو اور ان سے لڑو ''لا بزن بہ لا بزن'' ان مرزائیوں سے پوچھو کہ تمہارے باپ نے جو ترجمہ کیا ہے: ''**ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین**'' کا اس کو کیوں نہیں مانتے؟ ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی میں یہ عبارت ہے: ''مگر وہ رسول اللہ اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔''

''یہ آیت بھی صاف دلالت کرتی ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔'' پھر اس کو کیا جنون ہوا کہ اپنی عبارت بھی اس کو یاد نہ رہی اور برطانیہ کے اشارہ سے نبوت کا دعویٰ کیا۔ ''**لآالٰہ الّا اللہ لاحول ولا قوّۃ الّا باللہ ذلک الکتاب لاریب فیہ**'' یہ ہے وہ کتاب جس میں کسی قسم کا شک نہیں۔ نہ حقیقی، نہ مجازی، نہ ظلی، نہ بروزی چروزی۔ ''**ھدی للّمتقین**'' یہ کتاب راہ دکھاتی ہے اللہ کا لحاظ کرنے والوں کو۔ متقی کے معنی شرک سے بچنے والا، بدعات سے بچنے والا، گناہ سے بچنے والا، صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ ''**الذین یؤمنون**'' متقی وہ لوگ ہیں جو مان لیتے ہیں ''**بالغیب**'' جو یقین لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر بن دیکھے۔

یہ ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی نے کیا ہے۔ شاہ عبدالقادر بن شاہ ولی اللہ حجت اللہ فی ارض اللہ۔ اس شاہ ولی اللہ نے ہند میں احادیث وتفاسیر کا چرچا پیدا کیا۔ انہوں نے بہت سی تصانیف حدیث وتفسیر علم کلام، تصوف میں کی ہیں۔ مگر انہوں نے قرآن شریف کا ترجمہ فارسی میں کیا تھا اور ان کے خلف الرشید شاہ عبدالقادر نے قرآن کریم کا ترجمہ اردو میں کیا۔ مگر ایسی ویسی اردو نہیں۔ فصیح وبلیغ اردو میں جس سے اگر عربی بنائی جائے تو عین قرآن ہوگا۔ ترجمہ میں ایک لفظ بھی زیادہ نہیں۔ یہ ترجمہ انہوں نے چالیس سال میں مکمل کیا ہے۔ یہ ترجمہ موجودہ تراجم کی جان ہے۔ ہم نے تمام عمر منطق وفلسفہ، ریاضی، صدرا بدرا میں صرف کی۔ قرآن اور حدیث سے بے خبر رہے۔ حمد اللہ اور سدرۃ المنتہیٰ (صدرا) میں تو مہارت ہو اور قرآن کے لئے ایک جملہ کا معنی نہ آتا ہو۔ کتنی شرمناک بات ہے۔ کیا تمہیں صدرا، سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا دے گی۔

’’اتستبدلون الّذی ھو ادنی بالّذی ھو خیر ‘‘ کیا تم بدلہ میں لیتے ہو ادنی چیز اس کے مقابلہ میں جو بہتر ہے۔

اس کے ضمن میں شاہ ولی اللہ بیان فرماتے ہیں کہ: ’’قرآن وحدیث کو چھوڑ کر منطق وفلسفہ کے درپے ہونا خیر کو چھوڑ کر ادنیٰ کو طلب کرنا ہے۔

’’وقال الرّسول یاربّ انّ قومی اتّخذوا ھذاالقرآن مھجوراً (الفرقان:۳۰) ‘‘اس دن رسول شکایت کے طور پر کہیں گے اے میرے پروردگار میری اس قوم نے قرآن کو جو واجب العمل تھا بالکل نظر انداز کر دیا تھا۔

مولانا اشرف علی تھانوی کا ترجمہ ہے اس پر شاہ عبدالقادر لکھتے ہیں کہ: ’’قرآن مجید کی تلاوت پر تعاہد (دوام) نہ کرنا اور دیگر مشاغل میں مصروف رہنا مکروہ اور ممنوع ہے۔‘‘ آج کل تو واعظوں نے بجائے قرآن وحدیث کے شعروشاعری کا وعظ کہنا شروع کر دیا ہے۔ ایسے وعظ بھی قیامت کے دن مہجوریت قرآن میں شمار ہوں گے۔ جیسا کہ کلام الٰہی شاہد ہے۔ طالب علمو! آیت کس کے متعلق ہے؟ غصہ نہ ہونا بھائی اگر غصہ ہو بھی جاؤ تو کیا مار ہی دو گے۔ ایک دفعہ ہی مرنا ہے تم ہی مار ڈالو۔

اک جان ہے باقی سو وہ تو لے یا خدا لے

تدریس بھی ضروری ہے

طالب علمو! تمہارے پڑھنے کا نتیجہ درس وتبلیغ ہونا چاہئے۔ تدریس بھی بہت ضروری ہے۔ اگر تدریسی سلسلہ بند ہو جائے تو تبلیغی سلسلہ کہاں؟ تدریس سے مبلغین پیدا ہوتے ہیں۔ مولوی فاضل اور منشی فاضل میں تو کوئی تدریس نہیں۔ تبلیغ تو بڑی بات ہے۔ ہمارے طالب علم اخیر میں ’’عربی ٹیچر‘‘ اور فارسی ٹیچر بن جاتے ہیں۔ ارے ہوشیار ہو جاؤ۔ جس چیز کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ عبدالقادر کے متعلق کچھ کہہ رہا تھا تو شاہ ولی اللہ پہلے مترجم ہیں فارسی زبان میں اور اس کا بیٹا چراغ سے چراغ جلا پہلا مترجم ہے قرآن مجید کا اردو زبان میں۔

چالیس سال باوضو بیٹھ کر اس نے یہ ترجمہ مکمل کیا ہے۔ ایک پتھر پر تکیہ لگایا کرتے تھے۔ میں بہت دفعہ دہلی گیا ہوں مگر برطانیہ کے ظلم واستبداد سے اس مسجد کا نشان مٹ گیا

ہے۔ اگر وہ مسجد اب ہوتی تو میں اس میں جا کر دو رکعت نفل پڑھتا اور اسی پتھر کو بوسہ دیتا اور دعا کرتا کہ اے خداوند! حضرت شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرفتوح پر رحمتوں کی بارشیں برسا۔ ’’اللّٰھمّ بردّ قبرہ بامطار الرحمۃ والغفران‘‘ اس کا ترجمہ لفظ بہ لفظ ہے۔ مفرد کا مفرد اور مرکب کا مرکب ترجمہ۔

میرا خیال ہے اگر اللہ تعالیٰ اردو میں قرآن مجید نازل فرماتے تو وہ بلا مبالغہ شاہ عبدالقادر کے ترجمہ میں ہوتا۔ اس ترجمہ کی طرف توجہ کرو تو شاہ عبدالقادر کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے ’’بالغیب‘‘ کا ترجمہ بن دیکھے سے کیا ہے۔ اس ترجمہ کے باوجود پھر ’’عالم الغیب فلا یظھر علٰی غیبہ احداً‘‘ کا تعارض باقی نہیں رہتا۔ ’’عالم الغیب‘‘ جاننے والا ہے بھید کا نہیں بتاتا کسی کو بھید اپنا ’’الّا من ارتضٰی من رسول‘‘ مگر جس فرشتہ کے ذریعہ چاہے۔ صاحب روح المعانی اور علامہ شامی نے یہاں رسول سے فرشتہ مراد لیا ہے۔ جیسا کہ: ’’انّہ تقول رسول کریم ذی قوّۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثمّ امین‘‘ میں رسول سے مراد جبرئیل علیہ السلام ہیں۔

’’ویقیمون الصّلوٰۃ‘‘ نماز کو مع فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات کے قائم کرتے ہیں۔ قیام نماز اور چیز ہے اور اداء نماز اور چیز ہے: ’’وممّا رزقناھم ینفقون‘‘ اور جو کچھ دیا ہم نے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ بانٹ اگر خدائی بانٹ ہو جائے تو فساد ختم۔ کمیونسٹوں وغیرہ کا قصہ ختم ہو جائے گا ’’والّذین یؤمنون بما انزل الیک‘‘ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں۔ اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے۔ ’’وما انزل من قبلک‘‘ اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری جا چکی ہیں۔

حضرات! غور سے دیکھو کہ یہاں پر ’’من بعدک‘‘ کا لفظ نہیں ہے بلکہ ’’من قبلک‘‘ کا لفظ ہے۔ جھگڑا ختم مرزا کا براہین احمدیہ کس طرح قرآن ہو سکتا ہے۔ یہ جو قبل ہے اس میں بھی ایک بات ضرور ہے وہ یہ کہ امام الانبیاء ان کی تصدیق کرنے والے ہوں۔ محمد مصطفیٰ ﷺ ’’ما انزل من قبلک‘‘ کے مصدق ہیں۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا خود اللہ تعالیٰ ہی فرماتے ہیں:

’’واذ اخذ اللہ میثاق النّبیین لما اٰتیتکم من کتاب وّحکمۃ ثمّ جاء کم رسول مّصدق لّما معکم لتؤمننّ بہ ولتنصرنّہ (آل عمران: ۸۱)‘‘ اور اے نبی

وہ وقت یاد کرو کہ (عالم ارواح میں) وعدہ لیا۔ اللہ نے تمام نبیوں سے کہ جب میں تم کو دوں شریعت کی کتاب اور دانائی پھر آ جائے وہ بڑی شان والا رسول جو تصدیق کرنے والا ہو، اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہو تو تم ایمان لانا اس رسول پر اور پھر تم ضرور اس کی مدد کرنا۔

اس سے صاف صاف معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے مصدق ہیں۔ جب تصدیق ہو جائے تو تائید کی ضرورت ہے ''وبالاخرۃ ھم یوقنون'' اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

آخرۃ سے مرزا غلام احمد مراد نہیں ہو سکتا

مرزا کہتا ہے کہ: ''آخرۃ سے مراد میں مرزا غلام احمد ہوں۔''

ارے حضور تو فرماتے ہیں:

''**لو کان بعدی نبیٌّ لکان عمر بن الخطّاب قال رسول اللہ ﷺ انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم**'' میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی اور تم آخری امت ہو۔

اگر حضور کے بعد نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو حضور یہ اعلان نہ فرماتے ''**انا خاتم النّبیین لا نبیّ بعدی**'' آخرۃ سے اگر مولانا غلام غوث صاحب کو مراد لیا جائے یا عطاء اللہ لیا جائے اور اگر مولانا مفتی محمد نعیم صاحب (لدھیانوی) مراد لئے جائیں (العیاذ باللہ خاکم بدہن) کیونکہ اللہ میاں نے فرمایا: ''**ثمّ لتسئلنّ یومئذ عن النّعیم**'' پھر تم سے قیامت کے دن نعیم کے متعلق پوچھا جائے گا تو بتاؤ یہ ہو سکتا ہے کہ آخرت سے غلام غوث اور عطاء اللہ یا محمد نعیم مراد لیا جائے۔ نہیں نہیں! حاشا وکلا تو مرزا کس طرح اس سے مراد ہو سکتا ہے۔ آہ زبان بھی یتیم ہوگئی اور قرآن بھی یتیم ہوگیا۔ عربی زبان دانی کا یہ حال ہے مرزا کا۔ ''**اولٰئک علٰی ھدی مّن رّبھم**'' یہ لوگ جن کے احوال اور اوصاف ذکر کئے گئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ پر ہیں۔ ''**واولٰئک ھم المفلحون**'' یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں یا فلاح پا چکے ہیں۔ یہ آیتیں، یہ عقیدہ اور یہ عمل نجات کے لئے کافی ہے۔ اگر قرآن کی صرف یہی چند آیتیں نازل ہوتیں اور بقیہ نازل نہ ہوتا تو یہ آیتیں اسلام کی صداقت اور مسلمان کے عقیدہ کے لئے کافی ہیں۔

مرزائی نبوت کے بہت حریص ہیں

یاد رکھو! یہ مرزائی نبوت کے بہت حریص ہیں (کدے نہیں رجدے) یعنی ان کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا۔ یہ کہتے ہیں کہ انگریزوں کا ہر ایک خوشامدی اور سرکردہ بھی نبی ہوسکتا ہے۔ پٹنہ میں ایک دفعہ بچپن کے زمانہ میں اپنے ابا حضرت حافظ سید ضیاء الدین کے ساتھ ایک دعوت پر گیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے چوّن پچپن سال اپنے والد بزرگوار کی خدمت اور شرف صحبت سے نوازا ہے۔ جس وقت میں چھوٹا تھا تو باپ کے ساتھ دعوتوں میں جایا کرتا تھا۔ مگر ایسے ہی نہیں؟ جب تک دعوت نامہ پر یہ نہ لکھا ہوتا: ''حافظ سید ضیاء الدین مع صاجزادہ'' طفیلی جیسا جانے کا میں منکر تھا۔ بہرحال ایک دفعہ کسی دعوت پر چلا گیا۔ کھانا لایا گیا۔ ایک بہت حریص آدمی پر نظر پڑ گئی۔ جس کے سامنے بڑا قاب رکھا ہوا تھا۔ قاب جانتے ہو یعنی مخروطی شکل جیسا برتن جو چاول سے بھرا ہوا تھا۔ اس حریص کا منہ چاولوں سے بھرا ہے اور گھر والے کو کہنا چاہتا ہے کہ اور چاول لے آ۔ اس کے منہ میں چاول کا لقمہ ہے۔ زبان سے تو کہنے سے قاصر ہے۔ اشارہ سے اوں اوں کر رہا ہے۔ مجھے والد ماجد نے فرمایا کہ یہ بھی کبھی سیر ہوگا؟ تو مرزائی اس کی طرح حریص ہیں نبوت سے کبھی بھی سیر نہیں ہوتے۔

اب نبوت کی کیا ضرورت ''اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً'' وہ (چاولوں کے لئے) ایک فرد کی حرص اور یہ (غلام احمد کی جعلی نبوت) تو پوری مرزائی قوم کی حرص ہے ''یؤمنون'' کا کلمہ ہو منہ میں؟ ''ینفقون'' کا کلمہ ہو منہ میں اور دوسرے پیغمبر کو کہیں (اوں اوں) میں پوچھتا ہوں اور کیا بات باقی ہے۔ جس کی تکمیل کے لئے مابدولت مرزا تشریف لا رہے ہیں؟ تم تو وہاں گورداس پور میں رہتے تو اچھا ہوتا۔

مرزائیوں نے گورداسپور کو ہندوؤں کے حوالہ کردیا

ارے ان ظالموں نے خود گرداس پور ہندوؤں کے حوالہ کیا گرداس پور میں مسلمانوں کی تعداد بہ نسبت ہندوؤں کے زیادہ تھی۔ مگر مردم شماری کے وقت ان ظالموں نے کہا ہم غیر مسلم ہیں تو وہاں غیر مسلموں کی تعداد بڑھ گئی اور ہندوؤں کے حصہ میں وہ علاقہ آ گیا اور مرزائیوں کو پاکستان دھکیلا گیا۔ اگر آج گرداس پور پاکستان کے قبضہ میں ہوتا تو

کب سے پاکستانی پرچم دہلی کے لال قلعہ پر لہراتا ہوا نظر آتا: یہ سب گھر ہمیں نے بسائے ہوئے ہیں۔

میری علمی پرورش

میں نے علمی پرورش حضرت شاہ انورشاہ صاحب حضرت مفتی محمد حسن صاحب، حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا ابوالکلام آزاد اور مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی صاحب سے پائی ہے۔ مولانا محمد علی، شوکت علی، مولانا شبیر احمد عثانی کی صحبتیں میسر آئی ہیں۔ میں نے ان بزرگوں کے چہرے پڑھے ہیں اور ان کا پیار اور دعائیں حاصل کی ہیں۔ روحانی تربیت جناب پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی سے حاصل ہے:

پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ　　　شاید کہ تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

تینتیس سال انگریز کا مقابلہ کیا۔ اب بھی ''الآن کما کان'' انگریز اور اس کے کتوں سے لڑنے مرنے کے لئے تیار ہوں۔

مرزائی برطانیہ کی دم میں

لعنت بر پدر فرنگ صد بار لعنت بر پدر فرنگ۔ انگریز چلے گئے مگر اس کی دم باقی ہے۔ یہ چھپکلی کا قصہ ہے۔ چھپکلی کو مارا جائے تو وہ مرجائے گی مگر اس کی دم دیر تک حرکت کرتی رہی گی۔ یہ مرزائی برطانیہ کی دم ہیں۔ انہوں نے آج تبلیغ نہیں، اغواء مچا رکھا ہے۔ مولانا محمد علی جالندھری فرماتے ہیں کہ: ''مرزائیوں نے اغواء کا نام تبلیغ رکھ دیا ہے۔''

اختتام

آخر میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ لاکی تلوار لو اور میدان میں نکلو۔ لمبے قصے چھوڑ دو۔ دوحرفی گل مکا یئڑی۔ بس لا بزن بلا بزن۔ اگر ساری رات اس مسئلہ ختم نبوت پر بولتا رہوں تو اس مسئلہ کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ یہ لمبی داستان ہے، راتیں ختم ہوجاتی ہیں۔ مگر مسئلہ ویسے کا ویسا تشنہ رہ جاتا ہے:

شب وصال بہت کم ہے آسمان سے کہو　　　کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا

وآخر دعوٰنا ان الحمدللہ رب العالمین!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

ختم نبوت

امت محمدیہ، مرزائیت اور پاکستان

محترمہ سیدہ ام کفیل شاہ بخاری

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم . بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

تقدیم

’’الحمد للہ ولہ الخلق والامر وحدہ والصلوٰۃ والسلام علٰی افصح الجن والانس سیدنا ومولانا محمد المبعوث لتتمیم مکارم الاخلاق ولانبی ولا رسول بعدہ وعلٰی اٰلہ واصحابہ الذین ہم کالنجوم فی السماء للاقتداء والاھتداء وھم الذین اوفوا عھدہ ۰ اما بعد‘‘

۱...... سید الاحرار، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ حسنی قادری بخاری رحمۃ اللہ علیہ فصاحت وبلاغت کے امام سلسلہ وعظ وتقریر کے مجدد اعظم اور اقلیم بیان وخطابت کے شہنشاہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جس عنایت بے پایاں کے ساتھ انہیں اس وصف کا مرکز ومحور اور بحر ذخّار بنایا تھا۔ اسی طرح کی شاہانہ سخاوت وفیاضی کے ساتھ ہی وہ بھی ۱۹۱۲ء لے کر ۱۹۵۷ء، یعنی پینتالیس برس کے نصف صدی پر محیط عرصہ تک خیبر کی چوٹیوں سے حدود دکن اور کراچی سے لے کر مالابار کے ساحل تک برصغیر کے کونے کونے اور چپے چپے پر زر وجواہر سے لاکھوں گونہ قیمتی یہ خزانہ لٹاتے اور نچھاور کرتے رہے۔ وہ قرن اوّل کے موروثی اعتقادی تصلب واستقامت اور خلوص وجوش جہاد کے ’’ایٹمی پاور اسٹیشن‘‘ کی حیثیت میں نور توحید کے ساتھ ہندو، سکھ ازم کے کفرزاروں میں ایمان کی لاکھوں شمع اور قندیل روشن کرتے رہے۔ نیز ختم نبوت اور اسوۂ عشق صحابہ کی مقناطیسی برّاقیت وحرارت کے ذریعہ جسم سے لے کر ایمان اور عقل وعمل کے غلاموں کے مردہ دلوں اور مردہ اجسام میں حریت واستقلال اور غیرت وشجاعت کی روح پھونکتے اور ایثار ووفا کی زندگی کے آثار پیدا کرتے رہے۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ: ’’میرا خیال کیا یقین ہے کہ زندگی میں جو کچھ بھی میں نے بیان کیا ہے اور بولا ہوں وہ کروڑوں نہیں تو لاکھوں الفاظ تو ضرور ہوں گے جو یہاں محفوظ نہیں ہو سکے تو نہ سہی، لیکن جب سائنسدان مدت سے یہ کہہ رہے ہیں کہ انسان جو کچھ بولتا ہے، اس کی آواز اور الفاظ سب کچھ اس فضاء میں محفوظ ہے تو مجھے بھی امید ہے کہ جب تمام انسانوں کی آوازیں اور گفتگوئیں پیش ہوں گی تو اس میں میرے بھی لاکھوں الفاظ ضرور شامل ہوں گے اور چلو یہاں چاہے کچھ بھی نہ سہی، لیکن میرا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دفتر میں تو میرا ایک ایک لفظ اور حرف بھی محفوظ

ہے۔ ان شاء اللہ! جب پیشی ہوگی تو یہ تو اللہ کو معلوم ہی ہے کہ میں نے دنیا میں اور کسی کے لئے تو کچھ نہیں کہا۔ تیس چالیس برس تک انہی کی توحید کا اعلان کیا ہے اور انہی کے نبی کی ختم نبوت کا ڈنکا بجایا ہے اور ان کے اور ان کے نبی اور ان کے دین اور امت کے دنیا میں سب سے بڑے دشمن فرنگی سے جنگ کرتے ہوئے زندگی گزار دی ہے۔ مالک کو تو سب کچھ معلوم ہے۔ ان شاء اللہ! وہ ضرور فضل فرمائے گا اور نجات تو ہو ہی جائے گی۔''

۲...... عربی کا ایک مقولہ جو اہل علم وادب میں معروف ہے، اس کے الفاظ ہیں کہ: ''لکل شئ اٰفة و اٰفة العلم النسیان'' (دنیا کی ہر چیز کو نقصان پہنچانے والی ایک نہ ایک بلاء اور مصیبت موجود ہے اور علم کے لئے سب سے بڑی مصیبت اس کا بھول جانا ہے)

عام حالات میں تو یہ مقولہ قریباً بالکل صحیح ہے، لیکن زندگی میں پیش آنے والے بہت سے دل گداز حوادث اور تلخ تجربات کی روشنی میں یادداشت، مضبوط ہونے کی صورت میں ضائع شدہ تقریری اور تحریری ذخیرہ کو کچھ نہ کچھ کر لینے کے امکان اور گنجائش کے باوجود اصل چیز کے مفقود یا چوری یا بالکل ضائع اور نابود ہو جانے کی صورت میں جو دائمی اور ناقابل تلافی نقصان پہنچتا، دل توڑتا اور ہمیشہ کے لئے ذہنی اور عملی لحاظ سے شکستہ وخستہ اور مفلوج ومعذور بنا کر رکھ دیتا ہے۔ یہ نقصان نسیان سے بھی ہزار گونہ غم ویاس انگیز اور حسرت وارمان خیز ہوتا ہے کہ جسم، دل ودماغ، زبان اور حافظہ سبھی کچھ موجود ہو کر بھی عمر کے ایک خاص دور اور جوش فکر وعمل کے ایک خاص وقت میں ایک خاص انداز اور شکل میں کی ہوئی محنت وجاں کا ہی قیامت تک کے لئے اپنی دسترس سے نکل جاتی ہے کہ نہ تو اس کے خیال وفکر سے خالی رہا جا سکتا ہے، نہ اس کا غم ہی پیچھا چھوڑتا ہے اور نہ ہی اس کی بعینہٖ واپسی یا اصل شکل وصورت اور مقدار سے کچھ قریب اس کی تلافی کی حسرت ہی پوری ہوتی ہے، بلکہ اس ناسور کی ٹیسوں سے بے قرار ہو کر کراہنے، آہیں بھرنے اور آنسو بہاتے رہنے کے سواء پھر مرتے دم تک کوئی دوسرا چارہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ نسیان کے بعد بھی لکھی ہوئی چیز کی نقل واشاعت کے ذریعہ علم مطلوب سے امکانی استفادہ کی کچھ نہ کچھ ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔ لیکن سب کچھ یاد ہونے پر بھی جمع اور تالیف وتصنیف شدہ ذخیرہ کی بربادی سے جو دھکا لگتا ہے، وہ اپنی شدت میں نسیان کے صدمہ سے بہت زائد الم انگیز ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات نسیان سے بھی بڑھ کر جنون ومفلوجیت تک کی مصیبت سے دوچار کر دیتا ہے۔

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متعلقین ’’ہم ناچیز اہل خاندان‘‘ کو یہی حادثہ ان کی زندگی میں ہی اپنی پوری شدت وقلق انگیزی کے ساتھ قریباً چونتیس برس پہلے لاہور میں پیش آچکا ہے جس کے بعد حضرت اور ہم خدام پر حافظہ اور اشاعت کے دوسرے وسائل کے سب مبینہ اوصاف موجود ہونے پر بھی، اس کے وہی مذکورہ دردناک کوائف گزر چکے ہیں جن سے دل وجگر زخمی اور فکر وروح اس کے دائمی غم وحزن کا شکار ہیں۔ سردست صرف اتنی تفصیل پڑھ لیں کہ حضرت کی عمر کے مطابق آخر شباب سے لے کر دور کہولت تک ان کے بیان وخطابت کے شباب وبہار اور فکر وجہاد کے عروج وکمال کے عہد میں زندگی کے ہر گوشہ کے متعلق انہوں نے جو کچھ بھی بیان کیا، نیز اپنے علم وفن اور بے مثال فصاحت وبلاغت، قوت اظہار اور دل ودماغ اور روح کی گہرائیوں میں پیوست ہو جانے والے الہامی انداز تقریر وتفہیم اور غفلت وبے غیرتی کی نحوست سے ’’مردہ بنام زندہ‘‘ کی شکل میں ’’لاشہ نما زندگی گزارنے والے اجسام‘‘ کو سراپا عمل، مجسم سعی وکردار، نمونہ ایثار وقربانی اور انقلاب وبغاوت کے طوفانی پیکر بنا دینے کے لئے حیات تازہ بخشنے والی پیمبرانہ خطابت کے جو اعجازی مظاہرات برپا کئے ہزاروں راتوں کو اذان فجر کے نورانی وقت میں تبدیل کرنے والی اس بے نظیر اور مسلسل عبادت وریاضت کے بہترین اور شاہکار نمونے ان کے ہونہار شاگرد رشید جناب مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ازلی سعادت کے تحت نصیب ہونے والی وابستگی اور رفاقت ومحبت شبانہ روز میسر آنے والی ہم رکابی وہم نشینی اپنے وہبی ذوق، سخن فہمی وشوق، حفظ وضبط اور قوت تحریر کے ذریعہ خلاف توقع اور حیرت انگیز انداز کے ساتھ ایک سو گیارہ تقاریر وخطبات کا نادر ونایاب مجموعہ ایک کتاب اور دفتر کی شکل میں جمع ومنضبط کر ڈالا تھا۔ لیکن برسوں کی دماغ سوزی شب بیداری جگر کاوی اور خامہ فرسائی کے بعد میسر آنے والی اور برسوں تک ہی کلیجے سے لگا کر محفوظ رکھی ہوئی یہ علمی وتاریخی امانت ودولت (علی الاغلب) قائدین جماعت کے حکم پر وہ شعبان ۱۳۶۴ھ، جون، جولائی ۱۹۴۵ء کے اندر لاہور میں منعقدہ ایک انتخابی میٹنگ کے موقع پر جماعت کا منتخب علمی، سیاسی اور تاریخی لٹریچر شائع کرنے کے ایک بڑے منصوبہ میں اہم ترین حصہ ڈالنے کے لئے بڑے شوق اور فخر سے لے کر پہنچے تو وہاں دکھانے اور اس کے اقتباسات سنانے کے بعد کسی بد باطن، حاسد وبغیض، خویش نما بیگانہ اور دوست نما منافق ودشمن نے ان کے سامان میں سے چوری کر کے

خاندان امیر شریعت، ان کی جماعت بلکہ پوری ملت اسلامیہ کو زر و جواہر سے لاکھوں گونہ زائد قیمتی اس بے مثال و بے بدل علمی، ادبی، ثقافتی، خطابی تاریخی اور دینی خزانہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا۔ اس حادثہ فاجعہ کی اطلاع ہم لوگوں کے سامنے دوران قیام کشمیر سرینگر سے قریباً چار میل ورے قصبہ پٹن میں قاضی صاحب مرحوم کے ایک سراپا ماتم اور دلدوز مکتوب کے ذریعہ حضرت کو ملی تو فرمایا: ''بدنصیب ہے بڑا بدنصیب۔'' میں اس کو مدت سے کہہ رہا تھا کہ مجھے دکھا دے تو میں اسے دیکھ کر ضروری اور مناسب اصلاح کر دوں تاکہ چھپ جائے، سب کے کام آئے۔ لیکن بار بار یہی کہتا رہا کہ نہیں آپ کو ابھی نہیں دکھاؤں گا۔ یہ میرے چھوٹے بھائی حافظ عطاء المنعم کی امانت ہے۔ وہ بڑا ہو لے تو اس کی نذر کروں گا۔ اب بھی تمہارے سامنے دکھا کر گیا اور میں نے منتیں کیں کہ اسے ساتھ نہ لے جا۔ یہ کسی موذی کے ہتھے چڑھ گئی تو تو ساری عمر روئے گا اور مجھے اس کا غم ہوگا۔ لیکن نہیں مانا اور وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ اس کی ساری عمر کی کمائی یہی تھی جس پر اس نے وہ محنت کی جس کی مثال نہیں۔ اب بیٹھا روتا رہے ساری عمر۔ بھائی کو تو کیا دے گا، خود بھی ہمیشہ کے لئے محروم اور تباہ ہو گیا۔ مجھے پہلے تو علم نہیں تھا، لیکن جب اس نے مجھے گھر پر کاپی دکھائی تو میں حیران ہو گیا کہ اس نے میرے جیسے آدمی کی طوفانی تقریروں کو حرف بہ حرف لکھا کیسے اور پھر جمع کب کیا؟ کمبخت ذہین تھا، خلاف امید یہ کام کر گیا۔ جب تک علم نہیں ہوا کوئی خیال اور احساس نہیں تھا۔ میں یہی سمجھتا رہا کہ جو کچھ کہا تھا سب ہوا میں اڑ گیا۔ لیکن جب چیز سامنے آئی تو پھر مجھے بھی توجہ ہوئی، لیکن اس نے میری ایک نہ مانی اور اب سب کچھ لٹا کر رو رہا ہے اور کہتا ہے کہ میں تباہ ہو گیا۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ بلکہ اب مجھے بھی صدمہ ہوا اور دھکا سا لگا کہ کام کی چیز تھی میری زندگی کے ایک بہت بڑے حصہ کی محنت اس میں آ گئی تھی۔ چھپ جاتی تو نسلوں کے کام آتی۔ لیکن اللہ کو منظور نہیں تھا۔

۳...... اس حادثہ سے کوئی پندرہ برس بعد پاکستان میں حضرت کی ''اخباری رپورٹنگ'' سے مرتب ہو کر ترجمان جماعت روزنامہ ''آزاد'' لاہور میں غیر مکمل اور روایت باللفظ کے ضابطہ اور پابندی سے کافی حد تک آزاد ہو کر کچھ تقاریر شائع ہوا کرتی تھیں، جنہیں ایک شخص نے عقیدت کے عنوان اور حقیقت محض تجارتی انداز واغراض کے ساتھ نہایت غیر مناسب طریق پر جمع وتالیف کیا۔ نیز انشاء واملاء کی فاش اور فاحش اغلاط کے انبار اور بدزیب کتابت

وطباعت کی کثافت پر مشتمل ایک فضول سا مجموعہ شائع کر کے کسی علمی اور جماعتی کام کی جگہ الٹا خطیب الامت کی بین الاقوامی سطح پر مشہور اور معیاری خطابت کو نشانہ تضحیک بنوایا۔ البتہ نادان دوستی اور نااہلی کا کامیاب تجربہ اور بھرپور مظاہرہ کر کے بدست خود ودھان خود اپنی ذاتی خدمت کا کارنامہ ضرور انجام دیا تھا۔ مجموعہ تقاریر وخطابت امیر شریعت کے حادثہ سرقہ کے بعد پچھلے دس برسوں میں اسی نوعیت کے اور کئی حوادث سے دوچار اور اسے سخت مجروح ونیم جاں ہو جانے کے باوجود اور برسوں کی ذہنی وعملی کشمکش کے بعد اپنے دیرینہ عہد وعدہ کے ایفاء اور خاندان وجماعت امیر شریعت کا علمی وتاریخی قرض اداء کرنے کے عزم کی تکمیل کی غرض سے راقم نے چند دنوں سے اجڑے ہوئے آشیانہ کے تنکے جمع کرنے کا شغل اختیار کیا تو سب سے پہلے جو چیز سامنے آئی وہ متحدہ پنجاب کے بالخصوص اور ملک کے بالعموم مشہور علمی ودینی مرکز راقم کی مادر علمی ''خیر المدارس'' کے پاکستانی عہد میں آج سے اٹھائیس برس قبل ''تحریک تحفظ ختم نبوت'' کے دور اوّل وزمانہ عروج کے اندر مدرسہ کے غالباً چوتھے سالانہ جلسہ کے آخری شبینہ اجلاس میں حضرت امیر شریعت نے بہ فرمائش خاص خطاب فرمایا تھا، اس کی نقل تھی۔ ''ٹیپ ریکارڈر'' ابھی عملی سطح پر مروج نہ تھے اور ملکی پریس فرنگی کی سابقہ تربیت کے مطابق دولت والے کے پیچھے پیچھے اور ڈنڈے والے کے آگے آگے چلنے کا خوگر ومشاق بلکہ انعام وخطاب یافتہ ماہر بن چکا تھا اور ادارات وتنظیمات دینیہ پر ضبط تقاریر وخطبات اور اشاعت مضامین ورسائل وکتب میں بدنام قدر مشترک کے طور پر اہل مدرسہ بھی اس کے ضبط واشاعت سے معذور تھے کہ اولاد امیر شریعت میں حضرت کی عنایت خاص اور محبت کے مرکز محور راقم کی اکلوتی بہن، بنت امیر شریعت سیدہ ام کفیل نے بلاکسی پیشگی خیال ومنصوبہ کے اچانک قلم اور ایک چھوٹی سی کاپی لے کر اجلاس میں شرکت کی اور اپنے امام الکلام والد ماجد کے جواہر الفاظ کو بلاپیشگی مشق وتجربہ محض فطری تعلق وجذبہ دینی وعلمی اور ادبی ذوق نیز جماعتی داعیہ اور مقدس تحریکی جوش کے تحت دامن قرطاس میں سمیٹنا شروع کیا اور اپنی دانست میں خطاب کا اکثر حصہ اور مغز وخلاصہ محفوظ کر لیا۔ بات آئی گئی ہوگئی، لیکن یہ عزیزہ کی اپنی محنت تھی سو اس نے اس نعمت کی قدر وحفاظت کی اور برسوں تک اس خدمت کی گھر میں بھی کسی کو خبر نہ ہوسکی۔ تاآنکہ جب راقم نے چند برس پیشتر سوانح امیر شریعت کے ضمن میں خطوط وبیانات مقدمات اور بقیۃ السیف چند تقاریر وخطبات کی مستقل اشاعت کا عزم لے کر کچھ تسوید شروع

کی تو عزیزہ نے میری اس فرمائش پر کہ: ''جو بھی قابل اشاعت چیز موجود ہے وہ اصل یا نقل مہیا کردو۔'' یہ کہہ کر اچانک تقریر والی کاپی میرے سامنے لارکھی کہ: ''اور تو میرے پاس ہے کچھ نہیں چند خطوط تھے، وہ پہلے آپ کی جھولی میں ڈال چکی ہوں۔ جن کے اب تک نہ چھپنے کا صدمہ اور غم ضرور ہے۔ اب صرف یہ ایک پلندہ ہے جو خیرالمدارس کے ایک جلسہ کے موقع پر رات کے آخری اجلاس میں جس کے صدر غالباً علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، ابا جی نے تقریر فرمائی تھی تو اچانک ابھرنے والے ایک خیال اور اپنی دھن میں میں نے اسے لکھنا شروع کر دیا۔ خیال یہی ہے کہ پوری نہ سہی اکثر وبیشتر الفاظ میں نے محفوظ کر لئے ہیں۔ یہ میں نے برسوں سے چھپا رکھی تھی کہ ابا جی کی یادگار رہے۔ خواہ مضمون کوئی نیا نہ بھی ہو، تب بھی الفاظ تو انہی کے ہیں اور وہ بھی ان کے اپنے خاص انداز سے اور ان کے زندگی بھر کے محبوب موضوع مسئلہ ختم نبوت اور مرزائیہ کے متعلق۔ سو یہ حاضر ہے۔ اسے دیکھ لیں جو کچھ مجھ سے ہوسکا میں نے لکھ دیا۔ ممکن ہے بعض الفاظ ان کے نہ ہوں اور بعض اشعار وغیرہ مکمل نہ لکھے گئے ہوں۔ ایسے ہی آیات وغیرہ بھی تو کچھ حصہ نقل کر دیا ہے، مکمل آپ کرلیں اور بھی جو اصلاح ممکن ہو کرلیں اور ہوسکے تو شائع کر دیں۔ ورنہ جیسے آپ کی مرضی اصل بربادی تو ان کی زندگی میں ہی سب کچھ ہو چکی۔ پھر بھی ان کی جو چیز جس حالت میں بھی محفوظ ہو جائے وہ ہمارے لئے بہت بڑی نعمت اور سرمایہ ہے جو آئندہ نسلوں کے بھی کام آسکتا ہے۔''

۴...... خواہر عزیزہ کے برسوں پہلے کہے ہوئے الفاظ شب وروز میرے کانوں میں گونجتے رہے اور میں جو سراسر عیوب ونقائص کا مرقع خصوصاً غفلت کا مارا ہوا ہوں، مذکورہ بالا علمی نقصان عظیم کے بعد سوء اتفاق کے تحت اسی نوعیت کے متعدد شب خونی واردات نما، حوادث کا شکار ہوکر خون رو رہا ہوں۔ کچھ نہ کچھ تلافی مافات کی فکر میں محو ہوگیا۔ چنانچہ اس بار رمضان المبارک کی پاکیزہ گھڑیوں میں اچانک اس کا مسودہ سامنے آیا تو میں نے بلا تاخیر اس کے عارضی مسودہ کی باقاعدہ نقل، غائر مطالعہ ضروری تصحیح ناقص اجزاء نیز علامت زدہ آیات کریمہ کے متن وترجمہ کی تکمیل، مختلف احوال وکوائف سے متعلقہ الفاظ وفقرات کے مضمون ومعنی اور مفہوم ومقصد کے اظہار اور ترجمانی کے لئے بغلی عنوان بندی اور عبارت کی تزئین کے کام میں مشغول ہوگیا۔ **فللّٰہ الحمد!** کہ دوسرے تمام علمی اور تحریری مشاغل کے ساتھ ساتھ گھسٹتے ہوئے مہینے کے اندر اندر یہ فریضہ ادا ہوا اور کتابت کا مرحلہ قریب تر ہوگیا۔ چنانچہ

ایک مناسب قلم کے خوشنویس سے رابطہ قائم کر کے مسودہ سپرد کیا جس نے کچھ وقفہ کے بعد کتابت شدہ مسودہ واپس کیا تو دل ودماغ سرور وفرحت میں ڈوب گئے۔ چنانچہ حسب معمول وضرورت اغلاط کتابت کی نشاندہی کی اور کئی دوسرے مسودات کی تکمیل کے کام میں سخت مصروف ہونے کے باوجود مزید تأخیر کی صبر آزما مشقت وکلفت سے بچنے کے لئے نیز سردست سرورق اور رنگینی طباعت کے تکلف سے اجتناب کرتے ہوئے نقش اوّل کے طور پر اس ''داستان غم نما'' طویل پیش لفظ کے ساتھ حضرت امیر شریعتؒ کا ایک خطابی تبرک پیش خدمت ہے۔ امید ہے کہ معتقدین ومتوسلین امیر شریعت، کارکنان جماعت اور عام شائقین اس سے بہ قدر ظرف ومزاج وتعلق محظوظ ومستفید ہوں گے۔ تاہم قارئین اس مختصر خطاب کو حضرت امیر شریعت کی شرق وغرب میں گونجی ہوئی فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ معیار کے مطابق معروف ومقبول خطابت کے اصل معیار کے مطابق دیکھنے کا خیال نہ کریں کہ ایک تو یہ ان کی مضمحل زندگی کے آخری دور کی چیز ہے۔ یعنی ان کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے بحر خطابت کی ایک ہلکی سی موج اور ان کے خزانۂ علم وفن کا ایک موتی، دوسرے یہ صدفی صد نقل نہیں بلکہ ایک عقیدت منداور وہ بھی نقل وتحریر اور ادب وانشاء کے کسی ماہر نہیں بلکہ ان کی دختر نیک اختر کے موروثی مزاج اور عزم وعقیدت کا ایک کرشمہ ہے۔ نیت نہیں، بلکہ عزم یہی ہے کہ حضرت کے تقریری جواہر پارے اور علمی برکات جیسے بھی اور جہاں جہاں سے بھی ممکن ہو تلاش اور جمع کر کے مربوط علمی واشاعتی منصوبہ بندی کے تحت ضروری تحقیق وتصحیح کے بعد تھوڑے تھوڑے وقفہ سے مسلسل شائع کئے جاتے رہیں۔ چنانچہ اس رسالہ کے بعد قبل از تقسیم ملک ۱۹۴۶ء کے انتخابات کے طوفانی دور سے متعلق میسر آیا ہوا حضرت کا ایک مختصر سا خطاب بھی کتابی شکل میں ہدیہ قارئین کیا جائے گا۔ لیکن جب تک احباب ومعتقدین فوری اور وسیع پیمانہ پر خرید وحصول کا بھرپور تعاون پیش نہیں کریں گے تمام خواہش وعزم کے بعد بھی ہمارے لئے اس منصوبہ کی ترتیب وتسلسل کو قائم رکھنا مشکل ہوگا۔ بہرکیف دعا وتدبیر کے ذریعہ بوجھ ہلکا کرنے والے ہمارے دلی تشکر کے حق دار ہوں گے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

راقم السطور بندۂ عاجز وعاصی ابن امیر شریعت فقیر سید ابومعاویہ ابوذر بخاری

مکتبہ معاویہ، کاشانہ معاویہ ۲۳۲ کوٹ تغلق شاہ ملتان شہر

ایک بجے رات، شب سہ شنبہ (منگل) ۱۱رمحرم الحرام ۱۳۹۹ھ/۱۲ردسمبر ۱۹۷۸ء

ختم نبوت، امت محمدیہ، مرزائیہ اور پاکستان

(ایک غیر مطبوعہ اہم خطاب)

الحمدلله. نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن بهٖ ونتوكل عليه. ونعوذ بالله من شرور انفسنا. ومن سيئات اعمالنا. من يهده الله فلا مضلّ له. ومن يضلله فلا هادى له. ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد انّ سيدنا وسندنا ومولٰنا امام الانبياء وخاتم النّبيين محمدا عبده ورسوله لا نبىّ بعده ولا رسول بعده ولا امة بعد امته. اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم. ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النّبيين وكان الله بكل شئ عليما (الاحزاب:۴۰) صدق الله العظيم وصدق رسوله النبى الكريم ونحن علٰى ذالك من الشهدين والشاكرين والحمد لله رب العلمين!

درعقدہ جعد نیم تابش مشّاطہ شکستہ شانہ ہارا

تمہید

حضرت صدر محترم! تین دن سے جلسہ ہو رہا ہے اور آج آخری اجلاس ہے۔ میرے بڑے بڑے اکابر اللہ انہیں سلامت رکھے، ان اجلاسوں میں تشریف لائے اور ان کی زبان مبارک سے دین کے مسئلے آپ نے سنے۔ بہرحال ان سب نے مجھ سے بہترین اپنے فرائض کو نبھایا۔ اپنے متعلق مجھے یقین ہے کہ یہ جتنے میرے ہم عصر اور اکابر یہاں بیٹھے ہیں، ان میں میں ایک طالب علم ہوں۔ مگر بدنامی عجیب چیز ہے۔ غالباً ۱۹۱۸ء سے اس کام میں لگا ہوا ہوں۔ خواہ مخواہ کی بدنامی ہوگئی ہے۔ جہاں ندوی، تھانوی اور جالندھری مرجود ہوں اور میں کچھ کہوں، حالانکہ عرض کی کہ آپ مجھے اجازت دے دیں۔ میں اپنا وقت آپ کو دیتا ہوں۔ آپ فرمائیں میں سنوں۔ اب دعا کرو کہ لاج رہے۔

رخِ فکر وعمل

ایک بات اور کہوں مجھے خود لفظ نہیں ملتا کہ اپنے متعلق کیا کہوں؟ سب کچھ بھول گیا

ہے۔ اگر میں کہوں مجھے جنون ہے تو برا نہیں لگتا اور اگر کہوں میرا قلب و دماغ ایک ہی طرف جا رہا ہے یہ بھی صحیح ہے یا تو کوئی سمجھا دے۔

خام بدم پختہ شدم سوختم

ایک اجلاس میں آیا تھا مگر میرا جی نہیں لگتا۔

مصلحت دید من آنست نہ یاران ہمہ کار بگزارند وخم طرۂ یارے گیرند

چیختا پکارتا ہوں کہ میرے احباب اس کام میں لگ جائیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مدرسے اور تبلیغ بند کرو۔ نہیں ایک مسئلے کو سب پر ترجیح دیجئے۔ حضور ﷺ نے اس منزل سے اپنا ڈیرا جب دوسری جگہ لگایا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نائب مقرر ہوئے۔ مسلمانوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا وہ قرن اوّل تھا تابعین وصحابہ کا دور تھا۔ چودھویں صدی نہ تھی۔ اس زمانہ کا کوئی قطب، ابدال اوّل تو رہ نہیں سکتا۔ اس ملک میں ہاں وہ رہ سکتا ہے جو ملکہ وکٹوریہ کے اشارے سے نبی بنا ہو۔

تحفظ دین کا مفہوم

بہرحال کسی زمانے کا ابدال وہاں تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا۔ کون سی خدمت ہے اسلام کی جو انہوں نے نہیں کی۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قتال کا عزم کر لیا۔ نباض وحی فاروق رضی اللہ عنہ بھی پکار اٹھے۔ ان پر تلوار اٹھاؤ گے؟ فرمایا: ”ہاں! اونٹ کے گھٹنے کی رسی بھی باقی رہے گی تو تلوار اٹھاؤں گا۔“ نماز حج سب کچھ تھا، لیکن ایک رکن جا رہا تھا اور دلیل یہ سمجھی گئی کہ حضور ہی زکوٰۃ لے سکتے تھے، وہ نہیں تو یہ نہیں۔

”**خذ من اموالهم صدقة تطهّرهم وتزكّيهم بها وصلّ عليهم ان صلواتک سکن لهم** (التوبہ:۱۰۳)“ آپ ان کے لائے ہوئے مالوں میں سے صدقہ لیجئے، جس کے ذریعہ آپ انہیں ظاہر و باطن میں پاک صاف کر دیں گے اور ان کے لئے دعاء کیجئے۔ بلاشک آپ کی دعاء ان کے لئے تسلی کا سامان ہے۔

مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جو ہوں، یہ آیت تطہیر تو آپ پڑھتے ہی نہیں۔ آپ تو پڑھتے ہیں: ”**انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيراً** (الاحزاب:۳۳)“ بے شک اللہ کا فیصلہ ہے۔ اے نبی کی گھر والیو! تم سے ہر قسم کی پلیدی کو دور رکھے۔

کہہ ہی دوں ہمارے بھائی اہل بیت کا لفظ آل پر چسپاں کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ’’امہات المؤمنین‘‘ کے متعلق ہے۔ درود میں ورنہ ’’**اللھم صل علٰی اھل بیت محمد**‘‘ پڑھتے۔ وہ سرداروں کی بیٹیاں تھیں۔ یہاں ارادی فاقہ مستی تھی۔ ان کی فرمائش حضور کو ناگوار گزرتی تھی۔ پھر خدا نے تطہیر کی کہ کھجور کا ایک دانہ بھی رکھا نہ جائے اور اگر آل پر لگاتے ہو تو رجس (پلیدی) اور ’’معصومیت‘‘ متضاد ہیں۔ بہرحال لوگوں کے مراتب خیال میں نہیں رکھے گئے۔ غزوات اور جہاد کی شرکت نہیں دیکھی گئی۔ پھر وہی قرن اوّل کے مجدد اوّل صدیق اکبر اور مسیلمہ کھڑا ہو گیا۔ پھر نبوت بچانے کو حفاظ قربان کر دیئے گئے۔ میں بزرگوں میں بیٹھتا ہوں اور سوچتا ہوں وہ بھی چپ بیٹھے ہیں۔ بزرگوں کی قبریں نہیں اکھیڑتا، مگر چوک ہو گئی ہے۔ فتویٰ اسی مفتی کا صحیح ہے۔ ہزاروں سلام ہوں ان پر کمال تعلیم دیکھو کہ خود اقتداء کی ایسی شخصیت پیدا کی؟ مولوی حبیب الرحمٰن کے خاندان ہی سے پوچھا جائے گا۔ ’’باب لد[۱]‘‘ ہی میں ختم ہو جاتا۔

دیوار نبوت کا پشتہ

امرتسر میں ’’بندے ماترم ہال‘‘ میں چائے پی رہا تھا تو ایک مسلمان نے جوتا کھینچ مارا۔ افسوس خنجر نہ مارا۔ بہرحال نبوت کی دیوار کے پیچھے پشتہ باندھ دیا حفاظ کے سروں کا، اگر اس مجلس میں میں اپنے کو کہوں ’’قائداعظم‘‘ تو مجھے روک ٹوک تو نہ ہوگی۔ گھر پہنچوں گا؟ ’’ملائکہ مقربین‘‘ (سی.آئی.ڈی) بیٹھے ہوں گے وہ بیچارے ایک وکیل تھے اور بھی ہیں۔ ایک وقت ہی قوم کی انہوں نے وکالت کی۔ قوم نے خطاب دے دیا۔ پھر وہ آئین بن گیا۔ بھائی مجھ پر ہنستے ہو؟ مرزا بشیر امیر المؤمنین بنتے ہیں۔ قائداعظم نہیں؟ اس کی ماں مرتی ہے جس کو سیدۃ النساء کہا گیا ہے۔ حالانکہ وہ ایک ہی تھی فاطمہ نبوت کی بیٹی۔ بات سے بات چلتی ہے باوجود رحمت للعالمین ہونے کے وحشی[۲] کو دور رکھنے کا حضرت فاروق کو حکم

[۱] حدیث میں وارد ہے کہ دجال ’’باب لد‘‘ کے مقام پر قتل ہوگا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کی تائید میں ’’لدھیانہ شہر‘‘ کو تحریف و تلبیس کر کے ’’باب لد‘‘ اور علماء لدھیانہ کو دجال اور ان کے مقابلہ میں اپنی فرضی فتح کو ان کا قتل قرار دیا۔ اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے خاندان اور علماء سے غلطی ہو گئی۔ وہ اس کو وہیں ختم کر دیتے تو یہ دجال اپنے ہی مقررہ باب لد پر فی النار ہو جاتا۔ (ابومعاویہ)

[۲] فتح مکہ کے بعد تائب ہونے والے مشہور صحابی جنہوں نے بہ حالت کفر غزوۂ احد میں سید الشہداء حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا اور خلافت صدیقیہ کے وقت ’’مسیلمۃ الکذاب‘‘ کے قتل میں پیش پیش تھے۔ (ابومعاویہ)

دیا۔ دیکھئے مانعین زکوٰۃ کا مسئلہ سامنے آیا تو ترجیح دی گئی۔ مسیلمہ کا مسئلہ سامنے آ گیا تو وہ۔ یہی میں چاہتا ہوں۔ میرا دماغ یہاں آ کر رک گیا ہے کہ پورا قرآن اسلام احادیث ائمہ کی محنت یہ سجادے یہ تصوف، یہ بس صرف حضور ہی حضور ہیں۔ بیچ میں اگر ختم نبوت پر بال آئے گا تو پوری عمارت نیچے آ گرے گی۔ خدا خدا نہیں رہے گا۔ لوگ اور ہی بنائیں گے۔

توحید را کہ نقطۂ پر کار دین ماست دانی کہ نکتہ ززبان محمد است

آج کل کچھ لوگ قرآن پر اس طرح قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ جیسے ان کی اماں کے جہیز میں ملا ہے وہ بھی انہی کے دین سے ہے جہاں وہ توحید نہیں پہنچی جو امام الانبیاء نے بیان فرمائی۔ وہاں شرک ہے، اب تک ہے۔ آج تک پتھر کی شرمگاہیں پوجتے ہیں۔

جہاں نظر نہیں پڑی وہاں ہے رات آج تک وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گزر گیا

بلاواسطہ کچھ نہیں ملے گا۔ کعبہ میں جو صحف ابراہیم وموسیٰ کی درسگاہ تھا، اس میں تین سوساٹھ پتھر لا رکھے۔ پھر آمنہ بی بی کے ہاں لال آیا اور عبداللہ کا چاند طلوع ہوا تو ان کا گھر صاف ہوا۔ محور ہی ان کی ذات ہے۔ مجھے کچھ اور سوجھ نہیں سکتا۔

در پہ بیٹھے ہیں تیرے بے زنجیر ہائے کس طرح کی پابندی ہے؟

یہ عقیدہ کی بات ہے۔ ان غریب الدیار علماء کو سننے کے لئے بندھے بیٹھے ہو۔ کیا یہاں زمین الاٹ ہو رہی ہے؟ میں کیا کروں، یہ الاٹ خدا جانے یہ قطب کی الاٹ ہے؟ اسّی ہزار ایکڑ سندھ میں پانچ سوا ایکڑ سندھ میں، سون سکیسر، مظفر گڑھ، لائل پور میں بھی ''بشیر'' (مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا لڑکا اور خلیفہ مرزا بشیرالدین محمود) کے نام الاٹ ہو رہی ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ پاکستان بشیر کے نام انگریز الاٹ کرا کے رہے گا۔ تم مت سمجھو میری بات جیسے پہلے نہیں سمجھے۔ مگر میں ہاتھ پر لکھا دیکھ رہا ہوں۔ ہوائی اڈے، نہریں سب الاٹ ہو رہے ہیں۔ مجھے اب یہ کہنے کا حق ہے کہ یہ سب اندر سے بیعت ہو چکے ہیں۔ پٹارے کا پٹارا سامنے رکھ دیا، مگر ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ مجھے بدگمانی کا حق ہے۔ اگر دس لاکھ قتل ایک کروڑ کی ہجرت، ایک لاکھ عصمت ایک پاکستان کی قیمت ادا کر کے اسے بشیر کے حوالہ کرنا ہے تو صدر محترم حضرات علماء کرام میں اس ملک کی حفاظت کے لئے تیار نہیں۔ میں کہتا ہوں ''کالو کٹانا'' (کالو، مصلّی یعنی مسلمان بھنگی) پنجاب کا گورنر بن جائے تو میں اس کا خادم، وہ

مسلمان تو ہوگا؟ نیکی کا سیلاب بڑا زبردست ہے۔ آ جائے تو سب کوڑا کرکٹ بہا دیتا ہے۔ میں کہتا ہوں فاسق وفاجر ہو ایک داغ سفید دامن پر نہ ہو مگر حضور کا نام لیوا ہو۔ یہاں اس کا زور ہے۔ وزارت پردہ زور سے لیتا ہے۔ اکبر نے دربار دہلی پر کہا تھا ؎

چرخِ ہفت طباقی ان کا بخت اوج ملاقی ان کا
محفل ان کی ساقی ان کا آنکھیں میری باقی ان کا

میں بھی یہی کہتا ہوں کہ پاکستان الاٹ ہورہا ہے اور اگر یہ (لیگی لیڈر اور حکمران) مرزائی نہیں تو پھر پیچھے (انگریز کی طرف سے) شکنجہ کسا گیا ہے۔ وہ اپنے وفادار کو صلہ دے رہا ہے۔ ایں چنیں قوال را۔ (ایک آواز بدھو ہیں عوام) میں بھی آپ میں سے ہوں۔ کوئی دین نہیں بچے گا۔ اگر ختم نبوت پر آنچ آ گئی میرے دماغ پر تو مسلط ہے تم مجھے قائل کردو۔

احرار مرزائیوں کے پیچھے کیوں لگے ہیں؟

صدر محترم! کہتے ہیں لوگ کہ احراریوں ہی پیچھے لگ گئے ہیں۔ وہ مرزائی بڑے اچھے ہیں۔ آدم سے سید ولد آدم (ﷺ) تک ایک نبی نے بھی توحید کے بیان میں فرق نہیں کیا۔ پیغمبر کے سواء جہاں خدا بنایا گیا۔ اختلاف ہوگیا۔ پانی اور آگ کو بنایا گیا وہ جل گیا، وہ بجھ گئی۔ میں کیا کروں مجھے اس پاک مجلس میں گندی بات کہنی پڑتی ہے۔ معاف فرمایئے! اس سرکاری نبی نے خدا کی جو صفت بیان کی ہے وہ ایک دس نمبر کے بدمعاش کا دھوکا ہے۔ تم استعارات لئے پھرتے ہو۔ فاطمہ کی ران پر اس کا سر استعارہ میں آ گیا؟ اگر کسی بڑے کی بیٹی کی ران پر سر رکھوں تو دیکھوں؟ یہ بدھو قوم کہتی ہے ابھی بھی یہ یونہی پیچھے لگ گئے ہیں۔ ہمیں باؤلے کتے نے کاٹا ہے؟ کیا میں کچھ کر ہی نہیں سکتا؟ میری اپنی جائیداد ہے پٹنہ میں ہم پاگل اور بھک منگے نہیں ہیں۔ ہمارا ایک مدرسۂ فکر ہے۔ ہم ۱۹۲۱ء سے ایک ہی رنگ میں سوچتے ہیں۔ میں نے صرف آپ کو متوجہ کرنے کے لئے یہ باتیں کیں۔ یہ تقریر نہیں مجھے حیرت ہے آج پاکپتن، گولڑہ، تونسہ سب خاموش ہیں۔ حالانکہ ان کی جوتیوں کا صدقہ سب پیران عظام سمیت صدر محترم کے کھاتے ہیں۔ ان کے پلے کیا ہے؟ ان کی خاموشی ہماری موت ہے۔ وہ (مرزائی) کہتے ہیں یہی پاگل (احراری) ہیں جو شور مچاتے ہیں۔ دیکھئے اور کوئی نہیں بولتا۔ آخر انہی سید صاحب کو کون سا سرخاب کا پر لگا ہے؟ اور سید نہیں ہیں جو کتے سور لڑا رہے ہیں؟

دشمن نے دامن محمد پر ہاتھ ڈال رکھا ہے

آنکھیں خمار مئے سے ہیں چڑھی ہوئی، تمہیں اس لئے بلایا گیا ہے کہ (دشمن) دامن محمد میں ہاتھ ڈالے بیٹھے ہیں۔ مجھے دیوانہ کہہ لو ہزار فرزانگیاں قربان کر دوں۔ اس دیوانگی پر ؎

خوشا وہ دیوانگی کا عالم کہ ہوش دنیا کا ہو نہ دیں کا
بس ایک سر ہو اور ایک سودا کسی کے گیسوئے عنبریں کا

ختم نبوت واجراء نبوۃ کا فیصلہ نبی علیہ السلام سے کرالیں

۱۹۲۴ء سے میں ایک آیت پڑھتا ہوں: ’’**فلا وربک لا یومنون حتی یحکّموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً ممّا قضیت ویسلموا تسلیما** (النساء:۶۵)‘‘ مجھے آپ کے پروردگار کی (یعنی اپنی) قسم ہے یہ لوگ مومن نہیں ہوسکیں گے یہاں تک کہ وہ آپ کو ہی منصف وفیصل نہ مان لیں ہر اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں پیدا ہو۔ پھر اپنے دل میں آپ کے فیصلہ سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کرلیں۔

قسم ہے تیرے رب کی (دراصل یہ شہادتیں ہیں قسمیں نہیں) کہ تمہارا خدا گواہ ہے اپنی قسم کھائی ہے جب تک تم کو منصف نہ بنائیں۔ ان کا ایمان قبول نہیں کا ہے میں کوئی جھگڑا ہو جب تک نہ مانیں گے۔ ’’لا یؤمنون‘‘ مؤمن نہیں ہوں گے۔

اور پھر یہی نہیں کہ صرف منصف بنائیں میرا اور عبدالقادر کا کوئی جھگڑا ہو اور سید صاحب حکم ہوں میرے حق میں فیصلہ ہو تو اچھا کہوں؟ نہیں اعتماد کا کمال یہ ہے کہ خلاف فیصلہ ہو تو کہوں خدا آپ کو سلامت رکھے۔ یعنی اگر خلاف فیصلہ دیں تو دل میں نقصان کا کھٹکا نہ رہے اسے مانیں جیسے ماننے کا حق ہے۔ آیئے! مختصر کروں قوم کے ایک حصے میں اور ہم میں جھگڑا ہے اور بہت بڑا اتنا بڑا کہ صدیق کی تلوار نکل آئی۔ میں کہتا ہوں پوری قوم نمائندے چن لے اور مدینہ حاضری دے، درود وسلام پڑھو اور کہو کہ حضور فیصلہ کیجئے اگر فیصلہ نہ ہو تو جو تمہارا جی چاہے سلوک کروان شاءاللہ فیصلہ ہوگا۔

ایک شیعہ نے ابوبکر وعمر کی سچائی کا فیصلہ قبول کرلیا

ابھی پچھلے برس ایک زمیندار مدینہ گئے۔ شیعہ تھے مگر روضہ پر جاتے ہوئے کتراتا تھا۔ قاضی احسان احمد وہیں تھے۔ انہیں ناگوار ہوا اور کہا کہ تم نیت صاف کرو۔ درود پڑھو اور فیصلہ مانگو۔ قسم ہے خدا کی وہ دوزانو بیٹھا جاگتا تھا کہ حضور برآمد ہوئے۔ ایک طرف صدیق اور دوسری طرف فاروق۔ فرمایا: ''میرے جاں نثاروں کو برا کہتے ہو؟'' وہ چیخ اٹھا اور کہا میرا فیصلہ ہوگیا۔ بشیر سے کہو یہ بھی چلے۔ نبی صادق ومصدوق اور مصدق انبیاء ہیں وہ ہم میں موجود ہیں۔ یعنی ان کی لائی ہوئی کتاب۔ فرمایا:

ختم نبوت کی ازلی تقریب حلف برداری

''**واذ اخذ اللّٰہ میثاق النّبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاء کم رسول مّصدق لما معکم لتؤمننّ بہ ولتنصرنّہ قال أأقررتم وأخذتم علٰی ذٰلکم اصری قالوا أقررنا قال فاشھدوا وأنا معکم من الشھدین فمن تولّٰی بعد ذٰلک فاؤلئک ھم الفٰسقون** (اٰل عمران:۸۱)'' اور جب لیا اللہ نے پکا وعدہ نبیوں سے کہ جو کچھ میں دوں تم کو کوئی کتاب اور علم پھر آئے تمہارے پاس کوئی رسول جو سچا بتانے والا ہو اس کتاب اور علم کو جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اس رسول کو مان لینا اور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا اللہ نے کہ کیا تم نے میرا کہا مان لیا؟ اور اس شرط پر میرا عہد قبول کرلیا؟ وہ سب انبیاء بولے ہم نے تسلیم کرلیا اللہ نے ارشاد فرمایا تو اب تم سب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں پھر جو شخص اور گروہ وعدہ سے پھر جائے تو وہی لوگ ہیں پیروی سے نکل جانے والے نافرمان۔

سب نبی تصدیق کرتے ہیں حضور کی، سب امتی ہیں بعد کے مسخروں کو پوچھتا کون ہے؟ مصدق انبیاء کے پاس چلو اس لئے کہ خاتم النّبیین کا مطلب کیا ہے؟ جھگڑا تو یہی ہے؟ ''**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النّبیین**'' ''نہیں محمد مردوں میں سے کسی کے باپ مگر اللہ کے رسول اور نبیوں پر مہر حضور سے سلیمان ندوی تک یہی عقیدہ ہے۔ ہمارا اور ان شاء اللہ قیامت تک رہے گا۔ اب احتشام الحق اور ندوی میں سے کوئی ترجمہ کرے بلکہ خود حضور کوئی ترجمہ کریں یہی ہوگا جہاں حدیث میں حضور نے اس کا ترجمہ کیا ہے یہی ہے۔

لفظ ’’لا‘‘ کے بسیط معنی کی ہمہ گیری

’’انا خاتم النّبیین لا نبی بعدی...... الٰی یوم القیمة‘‘ میں نبیوں کی مہر ہوں۔ میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ارض وسمٰوات میں کسی قسم کا کوئی ظلی بروزی نبی آسکتا نہیں۔ ’’لا‘‘ کے یہی معنی منوا کے چھوڑوں گا۔ لانفی جنس کا ہے دیکھو گیہوں ایک جنس ہے۔ آدمی ایک جنس، نبی ایک جنس، گناہ ایک جنس۔ جہاں یہ ’’لا‘‘ آجائے فعل یا اسم پر نفی کرتا ہے۔ کلی طور پر جب پڑھتے ہو’’ذالک الکتاب لا ریب فیه‘‘ تو کیا ترجمہ ہوا: ’’لا ریب فیه‘‘ کا کہ ظلی شبہ ہے؟ کسی زمانہ میں کسی جہت سے زیر، زبر، حرکات، سکنات ہیں؟ اور ایک بات کہوں پڑھنے کی اداؤں میں (ہم نے تو ان کی اداؤں کو بھی محفوظ کیا ہے) پڑھنے پڑھانے میں کوئی شک نہیں۔ ’’ریب‘‘ (شک) ایک جنس ہے نا؟

قرآن میں ظلی شک نہیں نبیوں میں ظلی نبی نہیں

’’لا اله‘‘ وہی خالق، مسجود، مقصود ہے۔ ’’اله‘‘ نے خدا کا بچاؤ کیا یہ نہ ہوتا تو خود بھی نہ ہوتے، سیدھے رشیا (یعنی روس کے کمیونسٹ دہریہ عقیدہ کے مطابق بن جاتا کہ کائنات کا سرے سے کوئی خدا نہیں ہے۔ ابومعاویہ) سترہ سمندروں میں ابال آئے تو وہ اتنا طوفان نہیں اٹھاتے جتنا یہ ’’لا‘‘ یہ ’’لا اله‘‘ معبود کی طرف آیا تو معبودان باطل کی نفی، کیا یہ نبیوں کو چھوڑ دے گا؟ انہیں یہی حکم سناؤ ان کا ترجمہ معتبر ہے یا ہمارا؟ میں یہ نہیں کہتا کہ مرزائی مان لیں گے۔ تمہیں ہتھیار دیتا ہوں۔ ’’لا‘‘ کی مار مارو انہیں وہ خود کہتے ہیں کہ (خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں) ہے تو کیا مطلب ہے ظلی ہے اور تشریعی نہیں غیر تشریعی ہے؟ ریب میں اگر کوئی شک نہیں بچا اور اله میں اگر کوئی اور خدا نہیں بچا تو ’’لا نبیّ بعدی‘‘ میں کوئی جھوٹا نبی کیسے بچتا ہے؟ اور یہ ظلی بھی سمجھا دوں شامیانے کے نیچے بیٹھے ہو آسمان پر کچھ نظر آتا ہے؟ (جواب نہیں) تو سارے ظلی ہو، کسی زمانے میں کسی قسم کا مجازی اور ظلی نبی نہیں ہوسکتا۔ ارے مجاز حقیقت کے بعد ہوتا ہے۔ یہاں حقیقت ہی کا انکار ہے۔ تجدید ایمان کرو۔ میری جان پر بنی ہوئی ہے۔ خواجہ غلام فرید کے ایک مرید نے کہا کہ حضور اور شاعر بھی کہے ہیں شعر مگر وہ سوز وگداز اور درد نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’ایک شکار کو دیکھ کر بھونکتا ہے اور ایک بھونک پر بھونکتا ہے۔‘‘ شرح میری سنو ایک شکار دیکھتا ہے۔ دوسرا گیہوں کے کھیت کے کنارے بیٹھا

بھونکتا ہے۔(بھارت کے ہندو اخبار)''بندے ماترم'' نے لکھا ہے کہ چونکہ ''جماعت احمدیہ'' کا مرکز قادیان ہے۔ لہٰذا جتنے وفادار یہ ہوسکتے ہیں، اتنے دوسرے مسلمان نہیں ہوسکتے۔ مجھے چین نہیں ہے رات دن آج اس لئے کہتا ہوں کہ یہاں دستار فضیلت باندھی گئی ہے۔ پچھے حضرات کو کیا مولوی فاضل کر کے ہائی سکول میں عربک ٹیچر بنو گے؟ جس کا علم پڑھا ہے اسی کے دین کی تبلیغ کرو۔ شیعہ حضرات سے کہتا ہوں تیرہ سو سال سے نواسے کو رو رہے ہو؟ اب نانا پر ہاتھ پڑا ہے۔ ایسا نہ ہو قیامت تک روتے رہو۔ آؤ تعاون کرو اس فتنے کے مٹانے میں تعاون کرو۔ یہ مرزائی کہتے ہیں کہ:''احراری'' ہمارے بعد تمہیں لے لیں گے۔ آئندہ نسلیں تمہاری قبروں پر لعنت بھیجیں گی کہ اتنے کروڑ مسلمان موجود تھے اور یہ فتنہ مٹ نہ سکا۔ (اس کے بعد پورے جلسہ سے ہاتھ اٹھوا کر سب سے اقرار کرایا گیا کہ تیرہ سو برس سے متفقہ مذہب ہے۔ مرزائیوں کے خلاف باہمی تعاون کریں گے)

مرزا بشیر کا بیان

میں پریس، سی.آئی.ڈی، گورنمنٹ سب سے کہتا ہوں تمہیں سانپ سونگھ گیا ہے؟ کیا ابوجہل مارا نہیں گیا؟ یہ مسلمانوں کو چیلنج ہے کہ:''تمہارا حشر ابوجہل کا ہوگا اور جو بچیں گے ان پر فتویٰ کون سا عائد کیا جائے گا؟''الشہاب'' شیخ الاسلام کا؟ (یعنی قتل کا) یہ حکومت پڑھ رہی ہے سب کچھ، یہ کس جرم کی سزا ہے مسلمانوں کو؟''لا نبی بعدی'' ہمارا تیرہ سو برس کا عقیدہ ہے اس کو مجبوراً چھڑا دیا جائے گا، جیسے بھینسے کو نعل جوڑتے ہیں؟

ہم چیلنج کا جواب دینا جانتے ہیں

''حالات ایسے پیدا کریں گے'' میں کہتا ہوں ہم خود حالات کے خالق ہیں بلکہ حوالات بھی پیدا کرتے ہیں۔ ہم مجبوری سے مذہب نہیں چھوڑ سکتے۔ ملک عمر حیات ٹوانا سے بڑا ٹوڈی سلطنت مغلیہ کے بعد کوئی آدمی ہندوستان میں ہوا ہے؟ اس کا بیٹا ''خضر حیات'' جو دھڑلے کا وزیراعظم تھا اور ''چکلے اور سینما میں حصہ بھی نہیں رکھتا تم خلاف ہوئے وہ رہا؟ نہیں تو اگر محمد کے بعد نبی منوانے کے لئے حالات پیدا کئے جاسکتے ہیں تو نہ ماننے کے لئے بھی حالات پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ بس تین نعرے ہیں، یہ ہمیں چیلنج دیتا ہے تو کیوں نہ میں بھی آخری عمر میں بازی لگا دوں۔''

ہم ’’مجبور‘‘ نہیں ہوں گے بلکہ مرزابشیر کو’’مفرور‘‘ بنادیں گے

(باقی جو کچھ تم نے خضر کی ماں کا بت بنا کر کیا خدا اسے تبھی معاف کرے گا اگر اس کی ماں معاف کر دے) بس تین نعرے ہیں ’’پاکستان پائندہ باد‘‘، ’’اسلام زندہ باد‘‘، ’’مرزائیت مردہ باد‘‘، ’’مرزابشیرالدین مردہ باد‘‘، ’’ظفری وزارت مردہ باد‘‘ بس جھگڑا ختم وہ ہمیں ’’مجبور‘‘ کرنا چاہتا ہے کہ ’’احمدیت کی آغوش میں ہم گریں‘‘ ہم ’’مفرور‘‘ کر دیں گے بشیر جانے اور جواہر لال اکٹھے سوئیں یا بیٹھیں؟

ختم نبوت درخت ایمان کی جڑ ہے

پھر کہہ دوں ایمان کے ذرہ کا کروڑواں حصہ بھی نہیں بچے گا۔ اگر ’’لا نبی بعدی‘‘ کا مفہوم سلامت نہیں جڑ کو گھن لگے تو شاخ پتیاں سلامت نہیں رہتیں۔ عقیدہ کو درخت سمجھو جب تک جڑ مضبوط نہ ہو درخت بارآور نہیں ہوسکتا۔ ہم خاتم النّبیین کے معاملہ میں حضور علیہ السلام کو حکم بناتے ہیں۔ اگر وہ اس کے خلاف کہہ دیں تو میں مجرم۔ کہیں کسی حدیث میں؟ یہ سارا قرآن محمد ہی کی زبان تو ہے؟ ہائے کمال دیانت دیکھو اپنی زبان سے سناتے ہیں اور کہتے ہیں یہ میرا کلام نہیں ہے۔ میرے بچو تم بھی یاد رکھو۔ ’’محمد رسول اللہ لا نبی بعدی‘‘ خوب سمجھ لو تا کہ آئندہ نسلیں بھی میری گواہ رہیں۔

محبوب ختم نبوت کی حفاظت عقل کا نہیں عشق کا مسئلہ ہے

وہ ماں ہی مرگئی جو نبی جنے۔ مشاطہ ازل نے تیری زلفوں میں کنگھی ہی توڑ دی۔ اب یہ کنڈل تو باقی رہیں گے لیکن کسی کنگھی کی ضرورت نہیں رہے گی۔ آیئے ہمارے ساتھ تعاون کیجئے پھر یہ عوام کی آواز ہوگی حکومت کو سننا پڑے گا ہم بھی حالات بدل کر دکھا دیں گے۔ دیوانے بن جاؤ، عقل کو جواب دے دو۔ یہ عقل کا نہیں عشق کا مسئلہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صحیح معنوں میں دیوانگان محمد تھے بس۔

خراباتیاں مے پرستی کنید محمد بگوئید و مستی کنید

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین!

مشاہیر کے خطباتِ ختمِ نبوت

مرتّب

مناظرِ ختمِ نبوت

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان۔ 061-4783486

www.amtkn.com, www.laulak.info, www.khatm-e-nubuwwat.info,
www.khatm-e-nubuwwat.com, ameer@khatm-e-nubuwwat.com